

فریتوان سے آگے

از: رقصہ بسملا

<https://primeurdunovels.com/>

قربتوں سے آگے

قصرِ بھمل

مکمل ناول

جب اس کی دوبارہ آنکھ کھلی تو، مکمل صبح ہو چکی تھی۔

آن نے اپنے مکمل ہوش میں آتے کمرے میں نظر دوڑائی، اسے کمرہ جانا پہچانا سا لگا، ساتھ ہی رات کا مکمل منظر آنکھوں کی پتلیوں پر ٹھہر گیا۔

رات بار میں، اپنے منگیتر کی بیوفائی کے غم میں وائٹ کے کافی پیگ چڑھا لیے تھے، اس کے بعد اسے کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا؟ وہ جلدی سے بستر سے اٹھ کر بیٹھ گئی،

جانا پہچانا سا کمرہ، اس کے ساتھ ہی جانے پہچانے شخص کی شبیہ اس کے ذہن کے پردے پر لہرا گئی تھی، جہاں یہ خیال کہ وہ کسی ان جان شخص کے ہاتھ نہیں لگی، کچھ پر سکون کر گیا۔ وہیں اسکے اندر یہ خوف بھی آسیب کی طرح پھیل گیا کہ کہیں اس کے ساتھ کچھ برا تو نہیں ہو گیا؟ لیکن جب خود کو جانچا تو وہ بالکل صحیح سالم تھی، کپڑے بھی اپنی جگہ پر سالم تھے، یہ دیکھ کر کہ وہ محفوظ ہے اسے پر سکون کر گیا۔

واش روم سے پانی گرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی، جس کا مطلب تھا کمرے کا مالک، اس وقت اندر ہے۔ یہ خواب یقیناً نہیں تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ باہر آجائے اور اس سے رات کے واقعے کا تذکرہ کر کے اسے شرمندہ کرے، وہ یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی،

ایک خوف تھا جس نے آنیہ عصمت کے گرد گھیرا کر لیا تھا۔
وہ بمشکل اپنے چکراتے سر اور کانپتے وجود کے ساتھ اٹھی، اور دروازہ کھولنے لگی تھی کہ واش روم کا
دروازہ کھول کر کوئی باہر آگیا۔

آن نے بے اختیار آنکھیں خوف سے بند کر لیں۔
"م۔۔۔ مسٹر ش۔۔ شاہ۔" وہ دل ہی دل میں کپکپا کر رہ گئی۔

"آپ اٹھ گئیں؟"

بھاری مردانہ دلفریب آواز تھی جس نے آنیہ عصمت کے پیر جکڑ لئے تھے۔ وہ بے اختیار مڑی تھی،
لیکن مقابل کو صرف ایک ٹاول میں لپیٹا کھڑا دیکھ کر بے اختیار آنکھیں بند کر دیں۔

ادھر مقابل کو جیسے پرواہ نہیں رہی کہ وہ کس حلیے میں کھڑا ہے، اسے دیکھ کر سپاٹ لہجے میں بولا :
"آپ ایسے ہی جائیں گیں؟"
میرے خیال میں آپ کو ابھی فریش ہونے کی ضرورت ہے۔"

آن نے سر جھکائے نظریں زمین پر گاڑے۔۔ کپکپا کر ہلکی سی آواز میں کہا:
"نو، آئی ایم گڈ، مجھے یہاں سے جانا ہے۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ مجھے۔۔۔ رات۔۔۔"

ابھی وہ آگے پوچھتی کہ رات وہ ادھر کیسے آئی؟ علیدان شاہ نے اسے ٹوک دیا:
"مس آن، کیوں؟ اور کیسے؟ کو رہنے دیتے ہیں۔ ابھی کسی بھی وضاحت کی ضرورت نہیں کہ رات
کیا ہوا تھا؟"

وہ سخت شرمندہ سی ہو گئی۔ اس کے سامنے آنکھ اٹھانے کی جرات بھی نہ کر سکی، یہ شرمندگی کی ہی
بات تھی، کہ ایک ٹیچر ہو کر وہ بار میں نشے میں دھت پائی گئی۔

"اگر آپ کو کسی بھی تعاون کی ضرورت ہے تو مجھے کہئے گا"
علیدان شاہ نے اسے مدد کی پیش کش کر دی۔

آن تو سن کھڑی رہ گئی۔ کیا سمجھا تھا وہ اسے؟ رات بچنے والی عورت؟ وہ تکلیف سے کانپنے لگی،

"نو، آئی ڈونٹ نیڈ اپنی تھنگ۔ میں امید کرتی ہوں آپ اس رات والی بات اپنی جگہ پر رکھیں گے۔"

"بس، اتنی سی بات؟"

مقابل نے ابرو چڑھا کر گویا اس سے یقین دہانی چاہی۔

وہ سنجیدگی سے سر ہلا کر بولی:

"جی"

جس پر علیدان نے بے اختیار بھنویں اچکا کر اسے اوپر سے نیچے دیکھا۔ بالا آخر سر "ہاں" میں ہلا کر اسے تسلی دی۔

آن نے سائیڈ ٹیبل سے اپنا پرس اٹھایا اور تیزی سے اسے بنا دیکھے اس کے روم سے نکلتی چلی گئی۔

پیچھے علیدان نے ہونٹ بے اختیار انگریزی حرف او میں سکڑے تھے۔ اور دلفریبی سے مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"یہ لڑکی "آن" اسے اب دلچسپ لگی تھی۔

ادھر آن اس بڑے سے "شاہ ولا" سے تقریباً دوڑتی ہوئی باہر نکلی تھی، اس وقت اس کے ذہن میں اگر کسی کا تصور تھا تو وہ پیچھے رہ جانے والے اس شاندار سے شخص کا تھا۔

باہر نکلتے ہی اس کے فون پر کال آنے لگی۔ آن نے کپکپاتے ہاتھوں سے فون اٹھا کر نمبر دیکھا اور کانپ کر رہ گئی:

"بھلا یہ شخص اسے فون کیوں کر رہا ہے؟ وہ بھی اس کے باہر آنے کے بعد؟"

اس کے بارے میں سوچتے ہی اسے یہ خیال بھی خوف میں مبتلا کر گیا

"اگر اعوان خاندان والے یہ معاملہ جان گئے تو کیا ہوگا؟
شاید ایک بڑی جنگ ان دونوں خاندانوں میں شروع ہو جائے گی۔ آن نے لاشعوری طور پر سر ہلایا۔
اس وقت بیل پھر ہوئی۔۔ آن نے نہ چاہتے بھی کپکپاتی انگلیوں سے کال پک کری۔ یہ پہلی بار تھا جو
وہ اسے خود سے کال کر رہا تھا۔

"مسٹر شاہ، آن نے ہولے سے کہا۔

"پہلی بار، آپ کا قیمتی "وقت" لینے کا میں معاوضہ دینا چاہوں گا، آپ مجھ سے اس کے بدلے میں
کچھ بھی مانگ سکتی ہیں، خود سے پیار کرنے کے علاوہ۔"
اس کی گھمبیر مگر سپاٹ آواز سن کر آن وہیں دنگ رہ گئی۔
کیا سمجھ رہا تھا وہ اسے؟؟
آن نے سختی سے لب بھینچ لیے،
جب بولی تو اس سے بھی سرد آواز اور سخت لہجہ آن کا تھا"

"مسٹر شاہ، آئی تھنک، آپ کو کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے۔ میں آپ کے پاس خود کو بیچنے نہیں آئی
تھی۔"

علیدان حیدر شاہ نے ابرو چڑھائے۔

آن نے بات آگے بڑھائی "مجھے اپنے وقت کا کوئی بدل نہیں چاہیے۔"
آئی ایم آفیشلی سبمینگ مائی ریزائنشن، آج کے بعد میں اپنے گریجویشن کے تھیسز میں مصروف ہو جاؤں گی، سو میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتی کہ آپ کے بھائی کو سیپلیمنٹری اسباق دے سکوں۔
سوری، میں یہ ٹیوشن جاری نہیں رکھ سکتی۔ اسی لئے ہم آئندہ کبھی نہیں ملیں گے، گڈ بائے۔"

دوسری طرف علیدان حیدر شاہ کو جیسے جھٹکا سا لگا:
"ہم کبھی نہیں ملیں گے، کیا یہ لڑکی مجھ سے نفرت کر رہی ہے؟
صھصھ، کب سے یہ خود سے فیصلہ سنانے لگی ہے؟" اس نے فون جھٹکے سے بیڈ پر پھینکا اور سامنے چلتی اسکرین کو گھورنے لگا۔
"تم وہ پہلی شخصیت ہو جس نے مجھے رد کرنے کی ہمت کی ہے۔"
اس کی آنکھوں میں ایک ناگواری کی لہر صاف دکھ رہی تھی۔

آن نے اس ولا سے دور بھاگنا چاہا تھا اسی لئے جتنا ممکن ہو سکتا تھا اس نے دوری بنانی تھی،
تاہم، صرف ایک قدم کے بعد، وہ تقریباً گر گئی۔

"گذشتہ رات علیدان شاہ نے میرے ساتھ کیا کیا؟" یہ سوچنا بھت تکلیف دہ تھا۔ بھت زیادہ۔۔ لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی کچھ بھی نہیں۔

یہ سہپر کا وقت تھا جب وہ اپنے ڈورم میں کرسی پہ ٹیک لگائے اداس سی بیٹھی تھی۔ جب اس کی یونی کی پرنسپل نے اسے فون کر کے آفیس بلایا۔

اس کے بعد، وہ بھاری تاثرات کے ساتھ پرنسپل آفیس میں داخل ہوئی، پرنسپل مسز تقی ویل ڈریسٹ سے اپنے شاندار آفیس میں گھومتی کرسی پر بیٹھی آن عصمت کے دلکش چہرے کو گھورتے، طنزیہ نظروں سے خیر مقدم کیا۔

"آنیہ عصمت، میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ تم ایک نہایت قابل اسٹوڈنٹ ہو، اور بھت خوبصورت بھی، لیکن افسوس۔۔ کہ میرا خاندان ایک "یتیم اور بے سہارا لڑکی" کو اپنی بہو بنانے میں دلچسپی قطعی نہیں رکھتا،

سو۔۔ میں تمہارے آگے دو آپشن رکھتی ہوں، یا تو یہاں جاب اسٹیڈی کے بعد جاری رکھو، یا پھر میرے بیٹے "حان حارث" کا پیچھا چھوڑ دو۔"

اس کی نیلی آنکھوں میں ایک بھی تاثر نہیں تھا۔ جب پرنسپل نے بات ختم کی تو آن نے کہا، "میں یتیم نہیں ہوں۔"

"لیکن ہمارے لئے تو، کوئی فرق نہیں۔" وہ نخوت سے اسے گھور کر بولی تھی۔

آن نے اپنی مٹھی کو بھینچ لیا۔ ویسے بھی، اس کی والدہ اب زندہ نہیں تھیں، اور یتیم ہونا اعوان خاندان کی ناجائز بیٹی ہونے سے کہیں بہتر ہوگا، کیا ایسا نہیں ہوگا؟ فیصلہ لمحے میں ہو گیا۔

تبھی بغیر کسی ہچکچاہٹ کے، اس نے کہا:
"میں یہاں جاب کرنے کا انتخاب کرتی ہوں۔"

مسز تنقی اس کا جواب سن کر کافی حیران ہوئی وہ واقعی اس جواب کی توقع نہیں رکھتی تھی۔ یہ اس کے پچھلے تین جوابات سے مختلف تھا۔

"ملازمت ملنے کے بعد تم پچھتاوا نہیں کر سکتی ہو۔" پرنسپل نے جیسے اس کا گلٹ جاننا چاہا۔

"اگر پرنسپل کو یہ خوف ہے کہ مجھے پچھتاوا ہو گا تو، میں ابھی آپ کو ایک معاہدہ لکھ کر دے سکتی ہوں، کہ میں حان حارث سے آئندہ کوئی واسطہ نہیں رکھوں گی۔" آن کا لہجہ بحر حال فیصلہ کن تھا۔

"خوب، بہت خوب۔ پچھلے دو سالوں کے دوران، میں نے تمہیں کافی عزت دی ہے، اور تم کو کبھی تکلیف نہیں دی، لیکن اب تم فارغ التحصیل ہونے والی ہو، اور میرے بیٹے کے پاس اس کی اپنی الگ راہ ہے۔ لہذا، اب سے، میں امید کرتی ہوں کہ تم اپنے الفاظ کا پاس رکھو گی۔" پرنسپل نے اس سے وعدہ لیا۔

"میں اپنے الفاظ کا پاس رکھنے والی ہوں۔" آن نے اس کے سارے وہم اپنے جملے سے ختم کر دئے۔ جب وہ آفیس بلڈنگ سے باہر نکلی تو پہلے سے ہی کافی بارش ہو رہی تھی۔ آن نے بے اختیار منہ اوپر اٹھا کر تیز برستی بوندوں کو اپنے چہرے پر محسوس کیا، ایک بارش اس کے اندر ہو رہی تھی، اور ایک بارش باہر ہو رہی تھی، بس فرق صرف اتنا تھا، کہ اندر کی بارش دکھتی نہیں تھی۔

وہ بارش میں تیزی سے بھاگنے لگی۔ جیسے اپنے اندر کی تکلیفوں سے پیچھا چھڑانا چاہ رہی ہو۔ اس کا منگیتر بھی چلا گیا۔ اور شاہ فیملی کی ٹیوشن بھی چھوٹ گئی تھی، سو اب اس کے پاس باقی کھونے کو کچھ نہیں رہا تھا۔

جب وہ اسکول کے گیٹ کے پاس پہنچی، تو ایک جانی پہچانی سی کار اس کے تقریباً قریب آکر رک گئی۔

کار کا دروازہ کھلا اور ایک جوڑا باہر نکلا۔
مرد نے عورت کے اوپر چھتری تانی ہوئی تھی۔

وہ رک گئی اور تقریباً مڑ کر انہیں دیکھنے لگی، لیکن لڑکی چپختی ہوئی اس کے طرف بڑھی۔

"آن۔۔۔ آنیہ عصمت۔"

لڑکی اس کے طرف بھاگتی آئی تھی، اور اس کے دونوں ہاتھ زبردستی گرفت میں لیے:

"آن، آئی ایم سوری، یہ میری غلطی ہے، تم مجھے مارو، ڈانٹو۔"

پاس کھڑا آدمی جلدی سے آگے بڑھ آیا اور چھتری دونوں لڑکیوں کے اوپر تان کر بارش سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔ اور آن کو دیکھنے لگا۔

"آن، مجھے بالکل نہیں پتا کہ کل کیا ہوا تھا؟ میں۔۔۔۔۔"

» ☆☆☆ «

"آن۔۔۔ آنیہ۔۔۔" "رکو"

وہ لڑکی بھاگتی ہوئی آن کے پاس آئی۔۔

لڑکی نے چھتری کو ہاتھ سے چھوڑا اور آن کا ہاتھ تھام لیا۔۔

"آنیہ" آئی ایم سوری۔۔ یہ میری غلطی ہے "تم مجھے ڈانٹو مجھے مارو"

پاس ہی وہ آدمی بھی جلدی سے آگے بڑھ آیا اور جلدی سے چھتری سنبھال لی ،

وہ آنیہ کو ہی دیکھے جارہا تھا اس کی آنکھوں میں خاموش شرمساری صاف دیکھی جارہی تھی۔ جیسے اسے گلٹ ہو۔۔

"آن" مجھے واقعی میں نہیں معلوم تھا کہ کل کیا ہوا تھا "

ان دونوں کی طرف دیکھ کر آن کو سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ "روئے یا ہنس دے"

کہانی کا پلاٹ بہت ہی "غیر حقیقی تھا، اس نے سوچا کہ ایسا صرف کہانیوں یا افسانوں میں ہوتا ہے"

"ایک طرف اس کا سو کالڈ منگیتر تھا تو دوسری طرف اس کی دوست اور روم میٹ تھی۔"

افسوس کی بات یہ کہ دونوں ہی ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے تھے آن کو بتائے بغیر۔۔۔۔۔

اور جب اسے یہ بات پتا چلی تب اس نے دکھ میں ڈرنک کری تھی۔ اس میں غلطی پتا نہیں کس کی تھی؟؟ اس کی جذباتیت کی؟" جو وہ برداشت نہ کر سکی۔۔۔

آن نے اس کو نظر انداز کر دیا۔۔۔ اور حان کے طرف سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا "حان حارث" کیا تم جانتے ہو؟ کب؟ اور کیوں میں نے تمہیں سب لوگوں میں سے پسند کیا؟

حان حارث کی شرمندگی سے نظریں جھک گئیں اور کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ اس کے پاس الفاظ ہوتے تو وہ بولتا نا۔۔ سوائے ندامت سے نظریں جھکائے رکھنے کے بچا ہی کیا تھا حان حارث کے پاس۔۔

آن ہلکا سا مسکائی " کیونکہ تم نے ہی کہا تھا میں محبت کے معاملے میں ، میں بہت "گرمجوش" ہوں۔۔ سب سے منفرد ہوں۔۔ مجھے دیکھ کر تمہیں محبت کا احساس ہوا ہے۔"

حنیم جلدی سے آگے بڑھ آئی ایسے کہ ان دونوں کے بیچ حائل ہو گئی ، تاکہ دونوں ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں۔

"آن یہ میری غلطی سے ہوا ہے میں نے ہی حان حارث کو اپنے طرف مائل کیا تھا "

میں ہی بے شرم ہوں حان کا اس میں کوئی قصور نہیں "

یہ بہت اچھا ہے "

اسے الزام مت دو ٹھیک ہے "

آن نے خود کو بمشکل پر سکون رکھا "

"ہر ایک کو اپنی غلطیوں کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا "

اس نے سرد نظروں سے حان کو دیکھا۔

"اور تم کو اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی "

تمہاری مہربانی "جو تم نے مجھے یہ سکھا دیا کہ " ہر آدمی ایک جیسا نہیں ہوتا: جیسا دکھتا ہے۔۔" ہے
نا!!

"تمہارا شکریہ کہ تم نے مجھے سکھا دیا"

"مجھے معاف کر دو آن"
حان کا لہجہ معافی تلافی لیے تھا

"آن نے ایک ٹھنڈی سانس بھری؟: اور نفی میں گردن ہلائی۔

اور ہلکا سا مسکرائی "حان حارث" تم کو بالکل بھی اب مجھ سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں " اب
تم میرے لیے ایک عام آدمی جیسے ہو، سڑک پر چلنے والا عام آدمی جس کی اوقات یہ ہوتی ہے کہ
بنا دیکھے بس گذر جاؤ"

اور تم وہ حنیم کی طرف مڑی " اس لمحے سے جس لمحے تم حان کی جانب بڑھی۔۔۔ اس لمحے سے تمہاری میری دوستی کا خاتمہ ہو چکا۔۔۔ اب مجھے تم جیسی مفاد پرست لڑکی کی ضرورت نہیں۔۔۔ میں تم سے بات کرنا تو درکنار۔۔۔ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی " سمجھی کہ نہیں سمجھی !!!

" میں نے اسے تم کو بخش دیا۔۔۔ اب میری تم سے گزارش ہے۔۔۔ کہ براہ مہربانی آئیندہ یہ دکھاوا مت کرنا جیسے تم مجھے جانتی ہو " میں اپنا قیمتی وقت تم جیسیوں سے دوستی میں برباد نہیں کر سکتی "

مجھے اب دیر ہو رہی ہے ٹیوشن پہ جانا ہے سو میں آپ دونوں کو وقت نہیں دے سکتی " یہ کہتے وہ حنیم کے کان کے قریب جھکی اور سرگوشی میں کہا " یہ بارش اور حان حارث کا ساتھ مبارک ہو " ہیو اے فن ود حان " مسکاتے ہوئے کہا "

یہ کہتے ہی وہ آگے بڑھ گئی۔۔۔ بارش کی تیزی سے برستی بوندوں نے اسے مکمل بھگو دیا تھا وہ بہت کنفیوز ہو گئی تھی۔ اس لیے بلیک کار بالکل بھی نہ دیکھ سکی جو اس کے پیچھے پیچھے ہی بڑھ آئی تھی جیسے ہی وہ یونی سے باہر نکل کر روڈ پر آئی، گاڑی بھی اس کے قریب ہو گئی "

وہ پہلے ہی کافی لیٹ ہو گئی تھی تبھی ہڑبونگ میں سیدھی گاڑی سے تقریباً لگ ہی چکی تھی۔۔۔

وہ ایک ہی جھٹکے سے نیچے فرش پر آ رہی۔۔

❀❀❀❀❀❀

جانی پہچانی سی گاڑی کے بریک اس کے بالکل پاس چرچرائے۔۔ ہلکا سا دھکا لگنے سے آن سنبھل نہ سکی اور پیچھے جا کر زمین پر گری۔۔ غصہ اور خفت کے احساس سے چہرے کا رنگ سفید سے بدل کر سرخ ہو گیا جیسے خون نچڑ رہا ہو۔۔

اس نے ایک نظر کالی گاڑی اور دوسری نظر حان کے طرف کی۔۔ جو اسے گرے دیکھ کر بے اختیار آن کے طرف بھاگا آ رہا تھا۔ آن کو اس سے بچنے کے لیے، جلدی فیصلہ لینے میں لمحہ نہ لگا۔ جلدی سے اپنے گیلے کپڑوں سمیت گاڑی کا پچھلا دروازے کھول کر بیٹھ گئی۔۔

"ڈرائیور جلدی چلاؤ، ورنہ میں تم پر گاڑی چڑھانے کے جرم میں کیس کر دوں گی۔"

کریم نے پیچھے بیٹھے اپنے صاحب کو دیکھا۔۔ جیسے پوچھ رہا ہو کہ "اگلا قدم کیا اٹھائے؟؟" "باس کی آنکھوں نے" "میں" کہا اور کریم نے گاڑی ریورس کر دی۔۔ حان دیکھتے ہی دیکھتے پیچھے رہ گیا۔۔ آن نے بے اختیار ٹھنڈی سانس بھری، اور سیٹ سے پشت لگادی، افسردگی اس کے تاثرات سے صاف ظاہر تھی۔۔

گاڑی کے کالے شیشوں کی وجہ سے اندر بھی ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔

"کوئی بات خواب و خیال کی جو کرو تو وقت کٹے گا اب ہمیں موسموں کے مزاج پر کوئی اعتبار کہاں رہا۔۔۔"

وہ اپنے ہی خیالوں کی دنیا میں محو سفر تھی بے اختیار نظریں اپنی گود میں دھرے سفید خالی ہاتھوں پر پڑی

گم سُم سی یونہی اٹھا کر ہاتھ اپنے دیکھے گئی۔۔۔ جیسے اپنی قسمت کی ستم ظریفی کا حال جانچ رہی ہو۔۔۔ جیسے اپنے ساتھ کی گئی مسلسل نا انصافیوں کا جواب تلاش رہی ہو۔۔۔ سب کچھ کھودیا اس نے سب کچھ۔۔۔ اپنا منگیتر، اپنی دوست کھودی۔۔۔ "کیا بچا۔۔۔"؟؟؟ خود سے ہی پوچھے گئے سوالوں کے جواب بھلا اسے جون دیتا؟؟؟

"عورت اندر سے ٹوٹ بھی جائے تو ضبط کی ڈور ایسے تھامے رکھتی ہے جیسے کچھ ہوا ہی نا ہو... آنکھ میں آنسو آ بھی جائیں تو اندر ہی اتر جاتے ہیں.. اور کوئی آنسو دیکھ بھی لے تو سو بہانے... تھکن ہے نیند پوری نہیں ہوئی... وغیرہ وغیرہ..."

مگر وہ ایک نگاہ ایسی ضرور چاہتی تھی جو دیکھتے ہی جان لے کہ آنکھیں تھکن سے لال ہیں... یا ضبط سے..."

پھر بے اختیار ہی ان سفید سفید گلابی مائل خالی ہاتھوں کو چہرے پہ رکھ لیا جیسے چہرہ ڈھانپ لینے سے تصور میں چلتے واقعات چھپ جائیں گے۔۔ پھر چہرے کو ایسے پونچھ لیا جیسے کچھ دیر کا اثر مٹا دینا چاہ رہی ہو۔۔

اس کے بھیگے کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا جس سے پچھلی نشست گیلی ہوگئی تھی۔۔
اچانک دائیں طرف سے مضبوط مردانہ ہاتھ اس کی نظروں کے سامنے در آیا جو سفید ٹاول تھامے ہوئے تھا۔۔ ساتھ ہی ٹھہری سی بھاری مردانہ سرگوشی نما آواز۔۔
"یہ لیں پونچھ لیں۔۔ آپ ساری گیلی ہو رہی ہیں"
آن نے چونک کر نظر کی۔۔

"آپ۔۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟" وہ واقعی دھیان نہ دے سکی کہ گاڑی جس کی ہے وہ بھی تو وہیں ہوگا۔۔ شاید اپنے پریشان کن خیالات کے جنگل میں گم سُم ان یہ محسوس کرنے سے عاجز تھی۔۔

"مس آن کیا آپ کو یاد دلانے کی ضرورت ہے کہ یہ گاڑی میری ہے۔۔ علیدان شاہ نے اس کے نقوش کو جیسے جانچتے کہا۔۔"

یہ سچ تھا کہ وہی تھی جو زبردستی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی

بنا جانے۔۔

"آئی ایم سوری۔۔" میں نے آپ کی گاڑی گندی کر دی۔۔ بارش رکتے ہی میں آپ کی گاڑی صاف کر دوں گی۔۔" لہجہ شرمندگی لیے تھا۔۔ آن کو کچھ عجیب اور افسوس محسوس ہوا۔۔ کاش وہ گاڑی میں نہ بیٹھتی!!"

اس کی ہاسٹل کے باہر گاڑی رکتے ہی وہ دروازہ کھول کر باہر نکلنے لگی۔

"کریم۔۔ مس آن کو چھتری دیجئے" علیدان شاہ کو اچھا نہیں لگا کہ آن بارش میں بھگتی جائے۔۔
تبھی کریم ڈرائیور کو تاکید کری

کریم نے جلدی سے پسینہ پر سے چھتری اٹھا کر ان کی طرف بڑھائی۔۔ جسے بنا ضد کیئے آن نے تھاما۔۔
چھتری کھول کر باہر کو قدم نکالے بارش کی تیز بو چھاڑنے اس کا خیر مقدم کیا۔۔ ایک ٹھنڈی سردی کی لہر جسم کے آر پار ہوئی تو بے اختیار جھر جھری سی لی۔۔ سرد لہروں نے آن پر کپکپی سی طاری کری تھی۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ سر علیدان حیدر شاہ"

یہ کہہ کر پلٹی۔۔ تب پیچھے سے آتی بھاری آواز نے قدم جکڑ لیے۔۔

"شکر گذاری کے یہ تاثرات اصلی نہیں ہیں، میں آپ کے حقیقی تاثرات جاننا چاہوں گا۔۔"

پیچھے سے علیدان شاہ کی سرد آواز نے اس کے قدموں کو جیسے منجمد کر دیا ہو۔۔ آن رُک گئی۔

اس کے الفاظ مفہوم رکھتے تھے۔۔ آن کے قدم رک گئے۔

۔ "ٹیک کیئر"

وہ پلٹی اور

جھٹ سے قدم بڑھائے تھوڑا لڑکھڑاتی ہوئی اپنے رہائش کے طرف قدم بڑھا دیئے۔۔

"اسٹاپ داکار" علیدان شاہ کریم پر چینخا۔۔

گاڑی جھٹکے سے رک گئی علیدان شاہ نے دوسری چھتری اٹھالی اور دروازہ کھول کر قدم باہر بڑھائے دو قدم پر ہی آن کو راستے میں جالیا۔۔ وہ جو لڑکھڑاتی ہوئی تقریباً گرنے کو تھی ڈر سے اپنی آنکھیں بند کر لی تھی علیدان شاہ کی بانہوں کے گھیر میں جکڑی گرنے سے بچ گئی۔۔ دل یک بیک دھڑکتے رُک گیا۔۔ دو مضبوط مردانہ بازوؤں کے ٹچ نے اسکے پورے وجود میں سنسی پھیلا دی۔۔ نظریں اٹھیں اور ملیں تو دل نے موسم کے ساتھ تال چھیڑ دیا۔۔ ردھم سے دھڑکن کی دھڑک علیدان شاہ کے

کانوں تک سنائی دی۔۔ بے اختیار نظریں ملی تھیں پھر ہٹنے سے انکاری ہو گئیں۔۔ آن کے مکھڑے پر ٹھہر گئیں رک گئیں بارش کے ننھے قطروں نے شبیہی مکھڑے پر جا بجا جیسے رنگ بھر دیئے ہوں۔۔ منظر بہت ہی مکمل تھا۔۔

چہرہ ایسے تھا گویا گلاب کی آدھ کھلی کلی جس پر شبنم کے موتی چمک رہے۔۔ کیسی بے اختیاری تھی علیدان شاہ کی نظروں میں ایسی بے اختیاری کا پل کبھی اس کی زندگی میں آیا نہ تھا۔۔ آن کو تھامنے میں اور تھامے رکھنے کا عمل بلاشبہ بے اختیاری کے زمرے میں آرہا تھا۔۔

"مسٹر شاہ۔۔" وہ حیران ہوئی۔۔

"گاڑی میں بیٹھئے" علیدان شاہ نے بمشکل نظر ہٹا کر سرگوشی کی۔۔

"کیوں؟" ان سوالیہ ہوئی۔۔

"آپ تکلیف میں ہیں آپ کو ہاسپٹل جانے کی ضرورت ہے"

کیا اس عورت کو اپنے وجود کی پرواہ نہیں کیا یہ نہیں جانتی کہ وہ زخمی ہے؟!"

آن نے نظر جھکا کر اپنی ٹانگوں کو دیکھا

"نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں میں دو دن آرام کروں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی"

"کیا آپ خود ڈاکٹر ہیں؟؟" کیا آپ خود ہی اپنے زخموں کا علاج کر لیتی ہیں؟" علیدان شاہ نے طنز کیا۔۔ "گاڑی میں بیٹھیں"

علیدان شاہ نے آن کے ہاتھوں سے چھتری لے کر بنا اسکے سمجھنے سے پہلے آن کو تقریباً اپنے بازو میں اٹھالیا

ان کی حیرت سے چیخ نکل گئی لیکن علیدان بنا توجہ دیئے سرد تاثرات کے ساتھ یونہی اسے بازو میں بھر کر گاڑی تک لایا۔۔ آن کے ہاتھوں چھتری نیچے گر گئی لیکن علیدان شاہ نے پرواہ نہیں کی۔۔

"بیٹھیں"

"نہیں میں ہاسپٹل نہیں چلوں گی مجھے ایک گھر پہ ٹیوشن کے لیے جانا ہے"

"کیا مطلب؟" "کیا آپ اب بھی مدھان شاہ کو ٹیوشن پڑھائیں گی؟" صبح تک تو آپ انکار کر چکی تھیں۔۔

"وہ میں !!!"

آن کو سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کہے؟ الفاظ گم ہو گئے۔۔ سارے بہانے پیچھے رہ گئے۔۔

علیدان شاہ نے ہنکارا بھرا "ہمممم".
 "ہاسپٹل چلو" ڈرائیور کریم کو حکم دیا۔
 آن گاڑی میں بیٹھی بے بسی سے اپنی رہائش کو دیکھا جو بڑی تیزی سے دور جا رہی تھی۔

□ □ □ □ □ □ □ □ □ □

ہاسپٹل میں وہ اسے یونہی اٹھا کر آر تھوپڈک ڈپارٹمنٹ لایا۔
 جب ڈاکٹر نے آن سے پوچھا "آپ کو درد کس جگہ ہے؟"
 آن ایک پل تو بلش ہو گئی
 "کہاں؟؟؟" نہیں مجھے کہیں بھی درد نہیں "ڈاکٹر سے زیادہ وہ خود کو جھٹلا رہی تھی۔
 ڈاکٹر نے گڑبڑا کر علیدان شاہ کو دیکھا پھر ان کے طرف
 "مسز شاہ" آپ یہاں چیک اپ کے لیے آئی ہیں پلیز تعاون کریں "ڈاکٹر اسے مسز شاہ سمجھا۔ آن
 نے چونک کر اسے دیکھا۔
 علیدان شاہ اس کے پاس ہی ہاتھ سینے پر باندھے سنجیدہ سا کھڑا تھا "اس نے بھی ڈاکٹر کے غلط
 جملے کے تصحیح نہیں کی۔
 جاؤ جا کر مکمل چیک اپ کرواؤ"

"کیا؟؟؟" آن کی ڈر سے مارے ہلکی چیخ نکل گئی۔۔

"نہیں۔۔" نہیں۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ مکمل چیک اپ تو بہت مہنگا ہوگا۔۔ میں نہیں کروا سکتی " پلیز۔۔۔

آن نے علیحدہ شاہ کو ڈر سے دیکھا

وہ اسکے قریب جھک آیا اتنا کہ اس کے سانسوں اور مہنگے کلون کی خوشبو نے مل کر آن کے حواس صحیح سے بکھیرے تھے۔۔

"آپ بہت عجیب ہیں" صبح آپ نے کہا "آپ اپنے تھیسز اور گریجویشن کی وجہ سے میرے بھائی کو گھر پہ ٹیوشن نہیں دے سکتیں،" جب کہ یہ جھوٹ تھا۔

"لوگوں کے چہرے سے ان کے جھوٹ کو پہچاننا بلاشبہ مشکل امر ہے۔۔" ہر کوئی بے ضرر نہیں ہوتا۔۔"

آن کو یہ سن کر سانپ سونگھ گیا۔۔ کیا وہ جان گیا تھا کہ وہ بہانا کر رہی۔۔ جھوٹ بول رہی۔۔

وہ سخت بے چین ہو گئی۔۔

"میں۔۔میں۔۔" اس کو الفاظ نہ ملے کہ کہہ سکے

کہ "ہاں وہ اس سے بھاگنا چاہتی ہے۔۔ اس سے فرار چاہتی ہے۔۔ تبھی سارے بے تکے بہانے گھڑ لیے۔۔ جھوٹ پر جھوٹ بولتی گئی۔۔

ڈاکٹر نے لسٹ بنا کر نرس کو دی اور وہ نرس کے ساتھ روم سے جیسے ہی باہر آئی

نرس سے رازدانہ پوچھا

"اس سب کا بل کتنا بنے گا؟!"

نرس نے اسے اچھنبے سے دیکھا

"مسز شاہ " چھ ہزار تک "

یہ مجھے دو اس نے بل تھاما

اور علید ان شاہ کے پاس آکر کہا "مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے "

ہممم " کہو "۔۔ سرد جواب آیا۔۔

وہ۔۔وہ۔۔مجھے کوئی ٹانگ میں چوٹ نہیں لگی میں بالکل ٹھیک ہوں " "مجھے ٹانگ میں درد نہیں۔۔وہ یہ

نہ بتا سکی کہ وہ اتنا بل ادا نہیں کر سکتی " آخر آن خود دار جو ٹھہری " اس کی خود داری کو یہ قبول نہیں

تھا کہ " یہ امیر زادہ اس کے علاج پر اپنا خرچا کرے "۔۔

پھر۔۔؟؟ " کہاں ہے ؟؟

آن نے جھجک کر آہستہ آہستہ نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں نمی سی تیر رہی
 - وہ منتظر تھا کہ اب وہ کیا بولتی؟! "
 مجھے۔۔۔ ایکچو نلی میں بل پے نہیں کر سکتی "
 پ پلیزز۔

علیدان شاہ۔۔ وہیں ساکت رہ گیا۔
 کیا یہ لڑکی پاگل تھی؟۔ اتنی سرس کونڈیشن میں بھی اس کو اپنی "خودداری" عزیز تھی۔
 علیدان نے نرس کو اشارہ کیا کہ آن کو لے جائے۔ اور مکمل ٹریٹ منٹ دے۔
 نرس خاموشی سے آن کو ساتھ لے گئی۔ اور گھٹنے پر پلاسٹر لگایا ہلکی سی خراشیں بازو پر آئی تھیں جس
 کی ہلکی سی ڈرینگ کردی گئی۔ درد کم کرنے کی انجیکشن لگائی گئی۔ اس پورے پروسس کے دوران
 آن عصمت۔۔ بری طرح خفا چہرہ لئے بیٹھی رہی۔
 واپسی پر۔۔ علیدان نے اسے دوائیوں کے ساتھ ہاسٹل چھوڑا۔ بنا کچھ کہے۔۔ گاڑی آگے بڑھادی۔ □

علیدان شاہ.. "شاہ"۔ فیملی کا ایک 27 سالہ مغرور، خوبصورتی کے معیار پر پورا اترتا۔ ایک بلیئر، جو
 استنبول کا امیر ترین شخص تھا۔

ساتھ ہی حد سے زیادہ خطرناک بھی، اس کے لئے مشہور تھا کہ وہ حد سے زیادہ سنگ دل، اور ظالم ہے، اپنی ہی کمپنی کا chief executive officer تھا۔

افواہیں یہ کہتی تھیں، کہ اس نے اپنے بڑے بھائی علیجان شاہ کی دولت حاصل کرنے کے لئے، اسے مارنے کی سازش کی تھی، لیکن اس کی یہ سازش ناکام ہوئی تھی۔

اس کا بڑا بھائی علیجان شاہ، اس سازش کے نتیجے میں، ہمیشہ کے لئے دونوں ٹانگوں سے معذور ہو گیا تھا، دیکھا جائے تو یہ ایک اتفاقاً کار حادثہ تھا۔

لیکن دشمنوں نے جھوٹی افواہ پھیلا کر علیجان شاہ کو دنیا کی نظروں میں "ظالم" ظاہر کیا تھا۔ لیکن یہ صرف سنی سنائی افواہ تھی۔ جس کی حقیقت صرف شاہ والا کے کچھ افراد ہی جانتے تھے۔

اس سے چھوٹا "مدھان شاہ" جو ابھی اسٹیڈی کر رہا تھا.. آن عصمت کاظم اس کو گھر پر ہی ٹیوشن دینے آتی تھی..

اعوان فیملی، شاہ فیملی کی سب سے بڑی دشمن کہی جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ دونوں خاندانوں کے بیچ ایک عرصہ سے خفیہ عداوت چلی آرہی تھی۔ جس سے بہت کم لوگ واقف تھے۔

پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا؟ کہ آن "شاہ" فیملی کے فرد سے ربط رکھے؟
لیکن وہ اپنی اسٹیڈی کی وجہ سے مجبور تھی کہ شاہ خاندان کے فرد کو ٹیوشن پڑھائے۔ جس کی فیس اتنی بحر حال تھی کہ اس کی یونی کی فیس اور ہاسٹل کا خرچہ نکل آتا۔
اس کے بعد وہ پارٹ ٹائم، ایک بار میں ویٹریس کی جاب کرتی تھی۔ جس سے اس کی اچھی گذر بسر ہو جاتی تھی۔

وہ ان دونوں خاندانوں کے بیچ کی عداوت سے مکمل ناواقف تھی،
حقیقت میں آن کا اعوان فیملی سے بظاہر کوئی واسطہ نہیں تھا۔
لیکن ایک خون کا رشتہ ان دونوں کے بیچ میں ایک کڑوی حقیقت تھا۔ جب کہ حقیقت کے برعکس،
اعوان فیملی نے اس کے وجود کو کبھی قبول نہیں کیا،

ماں کی طرح وہ بھی اس بڑی سوچ کے حامل لوگوں کے محل سے دھتکاری گئی تھی، جب وہ چھوٹی تھی، اسے یاد تھا۔ کس طرح اس کی ماں اس کے باپ سکندر اعوان کے آگے، گھٹنوں کے بل جھک کر، ہاتھ باندھے روتی تھی۔

کہ آن کو اپنا نام دے، لیکن۔۔ اس کے برتھ سرٹیفکیٹ پر باپ کا نام تک دینے سے "سکندر اعوان" انکاری تھا۔ یہ کہہ کر "آن ناجائز بیٹی ہے" وہ اسے کسی بھی طرح سے اپنا نام نہیں دے سکتا۔

ہاں۔۔۔ وہ سکندر اعوان کی ان چاہی بیٹی تھی۔۔ اس کی ماں اسے لے کر جب الگ ہوئی تب پوری زندگی اس نے ماں سے شکایت نہ کی۔۔ نہ ماں کو تنگ کیا، اس نے بچپن سے ہی اپنی پہچان خود بنائی،

کوئی بھی اسے سکندر اعوان کی بیٹی کے طور پر نہیں جانتا تھا۔ یہ سچ ہے کہ اس دنیا میں رہنے کے لیے باپ کا نام ضروری ہوتا ہے۔۔

لیکن اس نے اپنی ماں "عصمت کاظم" کے نام کو اپنی پہچان اور طاقت بنالیا۔ اور اسے فخر تھا کہ وہ "عصمت کاظم کی بیٹی ہے۔۔۔ اب آگے قسمت کیا موڑ لاتی ہے یہ تو کسی کو نہیں معلوم۔۔۔

◆◆◆◆◆

آج کا دن اس کے لیے بہت تھکا دینے والا ثابت ہوا۔۔ صبح سے ہو رہی موسلا دھار بارش اور اپنے ساتھ ہوئے پے درپے حادثات۔۔ نے آن کو واقعی تھکا ڈالا تھا۔ سو اس نے اپنے اسٹوڈنٹس کو جلدی چھٹی دے دی۔۔ جب ان کے گھر سے نکلی تو موسم ابر آلود تھا۔۔ تقریباً اندھیرا چھایا تھا۔۔ جب وہ اپنے ڈورم میں داخل ہوئی اس کی روم میٹ حنیم وہیں تھی۔۔ اس کے تاثرات بالکل بھی اچھے نہیں تھے۔۔ کم از کم آن کو تو ایسا ہی لگا۔۔

"براہ مہربانی اب یہ روم چھوڑ دو"

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

آن نے یہ کہہ کر کتابیں اپنی ٹیبل پر رکھ دی اور کرسی پر تھکن سے گر سی گئی۔۔ ہاں۔ آج کا دن بہت تھکا دینے والا تھا۔

"کیوں آن ؟ وہ اس کی طرف آئی

"میں نے کیا کیا ہے؟؟" حان نے میرے ساتھ رات گزارنے کا فیصلہ خود کیا تھا۔۔ کیوں کہ۔۔ وہ مجھے پسند کرتا ہے۔۔ جب کہ تم اسے اس کی خواہش کے مطابق وقت نہیں دے سکی تو اب اسے چھوڑ دو۔۔ وہ تم کو نہیں چاہتا۔۔ وہ میں ہی ہوں جس سے وہ محبت کرتا ہے۔۔"

حنیم آن سے زیادہ جیسے خود کو یقین دلا رہی تھی۔

آن نے بک بند کی۔۔ اور اٹھ کر بازو اپنے سینے پر باندھ لیئے۔۔ جب بولی تو بہت سرد اور ٹھہرے لہجے میں:

"ہاں میں نے اس کی خواہش کے مطابق نہیں کیا۔۔ کیوں کہ میں طوائف نہیں ہوں۔۔ ورنہ میں اسے کبھی جانے نہ دیتی۔ میں یہ پہلے بھی حان کو بتا چکی تھی۔۔ اب بھی دہراتی ہوں۔۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور نہ کبھی ہوگی۔"

پھر وہ پلٹ کر واپس بیٹھ گئی، اور کہا:

"تم اب جاسکتی ہو۔ ہم ساتھ نہیں رہ سکتے۔"

"آل رائیٹ" تم جیسے لوگوں نے شرمندہ ہونا سیکھا ہی نہیں.. بے حیائی کی اعلیٰ مثال دیکھنی ہو تو کوئی تم کو دیکھے"

آن نے بھی لگی لپٹی نہیں رکھی۔۔ رکھ کر منہ پر دے مارا تھا۔۔
اس سے بڑھ کر وہ کچھ نہ بولی مڑ کر واپس اپنی کتاب کھول کر اسٹیڈی کرنے لگی۔۔

حنیم نے خفت اور غصہ کے مارے اپنی مٹھیاں زور سے بھیج لیں۔ کہا اس نے بھی کچھ نہیں۔۔ گھور کر آن جو دیکھا۔۔ اور پیر پٹخ کر اپنے بستر کے طرف بڑھ گئی۔۔

دوسرے دن وہ جیسے یونیورسٹی آئی۔۔ ہر طرف یہ افواہ گردش کر رہی تھی کہ۔۔ حنیم نے آن کے منگیتر کو اپنے طرف راغب کیا ہے اور دونوں کو۔۔۔۔۔ روم میں تنہا پکڑا گیا تھا..

آفٹر کلاسز۔۔ آن جو ابھی جانے کو ہی تھی۔۔ آدھے راستے پر ہی حنیم نے اسے تقریباً ہاتھ سے دھکیل کر روکا۔۔

"کیوں کیا تم نے؟؟" بتاؤ آن؟؟" میں تو تم کو بھت اچھا سمجھتی تھی۔۔ لیکن تم۔۔ تم تو بھت گھٹیا نکلی۔۔ وہ تقریباً چیخ چیخ کر گلا پھاڑ رہی تھی۔۔ آس پاس چلتے اسٹوڈنٹس تماشا دیکھنے کو رک گئے۔۔ دلچسپی سے دونوں کو دیکھنے لگے۔۔

آن نے اپنے ہاتھوں میں تھامی کتابوں پر گرفت مضبوط کر لی۔۔ جیسے خود کو ہائی ٹیمپر ہونے سے روک رہی ہو۔۔

"کیا کیا ہے؟" سرد نظروں سے سوالیہ ہوئی۔۔ اسے واقعی نہیں پتا تھا کہ اب کہ کیا ڈرامہ ہوا۔۔؟

"تم نے مجھے انٹرنیٹ پر بدنام کر دیا" مجھے بھت تکلیف ہوئی ہے آن۔۔۔۔ کیوں آن؟؟" کیوں کیا؟؟ وہ چیخنی۔۔۔

وہ کھڑی اسے سپاٹ نظروں سے دیکھتی رہی، بولی تو لہجہ کافی سرد تھا:

"تکلیف تو مجھے ہوئی تھی۔۔ پتا ہے کب؟؟ تب۔۔ جب تمہارے اور حان کے تعلق کو جانا۔۔ گھن آتی ہے مجھے تمہارے وجود سے۔۔ چھپ کر وار کیا ہے تم نے۔۔ تکلیف ہوئی تھی مجھے۔۔ درد ہوا تھا مجھے بھی۔۔ یہاں۔۔" انگلی سے سینے کی جانب اشارہ کیا۔۔۔۔ میں بھی تمہیں بہت اچھا سمجھی تھی نا۔۔۔ دوست کہا ہی نہیں سمجھا بھی تھا۔ پھر۔۔؟ کیا کیا تم نے۔۔؟ تم سے بہتر کون جان سکتا۔۔ بتاؤ۔۔؟ لیکن۔۔۔۔ "وہ ٹھہری۔۔" تمہارے ساتھ جو ہوا، میں بالکل بھی اس کی صفائی دینے کی ضرورت نہیں سمجھتی۔"

وہ آلریڈی سب کچھ کھو چکی تھی۔۔ اب رہا کیا تھا اس کے پاس...؟
آن نے اپنے بہتے آنسو بے دردی سے پونچھ لیے۔۔ جیسے آنسوؤں کو بھی اجازت نہیں تھی کہ بہہ کر اسے دنیا کی نظروں میں رسوا کریں۔۔ پھر سرخ آنکھوں سے مڑ گئی۔۔ یہاں تک کہ گیٹ سے اوجھل ہو گئی۔

حنیم دنگ رہ گئی۔۔۔
وہ سمجھتی تھی کہ آن وہ کُتا ہے جو بھونک نہیں سکتا۔۔ لیکن یہاں پر وہ غلط ثابت ہو گئی۔۔

یہ صاف ظاہر تھا کہ وکٹم نے سچائی بیان کی۔
تھوڑی ہی دیر میں پوری یونیورسٹی میں حنیم اور آن کے جھگڑے کی بات مشہور ہو گئی۔
سب کے کانوں میں بات پہنچ چکی تھی کہ حنیم نے حان حارث کو مائل کر کے اپنے طرف کیا ہے۔

یہ سچ اپنی جگہ پر کہ آن ماضی میں کوئی بریلنٹ اسٹوڈنٹ نہیں تھی لیکن اس کے اسٹوڈنٹ اس کی عزت کرتے تھے۔

اور حان کی مثال ایسی تھی جیسے اس نے پچھلے جنم میں کوئی نیکی کردی ہو اور آن جیسے پھول کو اس کی زندگی میں تحفہ کے طور پر بھیج دیا گیا ہو۔
لیکن حان کی بد نظری نے اس سے یہ پھول چھین لیا تھا۔ اس کے حصے میں حنیم جیسا خار آیا۔

خار۔۔۔۔۔ جو فقط چھبتا ہے۔ ہاں۔۔۔۔۔ وہ حنیم جیسی لوز کریکٹر لڑکی ہی ڈیزرو کرتا تھا۔

□ □ □ □ □ □ □ □

یونی سے واپس آنے کے بعد اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب وہ ہاسٹل میں رہنے کے بجائے کوئی رینٹ پر کمرہ دیکھے گی۔

اسی سوچ میں وہ گم سی تھی کہ سیل فون کی بیل نے اس کا دھیان توڑا۔

سیل پر چمکتے نام پر نظر پڑی تو بے اختیار کل کی رات کا واقعہ پتلیوں پر ٹھہر گیا۔ دھڑکن تھم سی گئی۔

اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسی دوڑ گئی۔

سیک خوف تھا جس نے اس کے وجود پر ہلکی سی کپکپی طاری کی تھی، اس نے سوچا "یہ فون کیوں کر رہا؟؟؟"

حلانکہ وہ خوفزدہ تھی لیکن پھر بھی فون اٹھالیا، ہلکی آواز میں بولی: "مسٹر شاہ؟"

"میس اڑمی" علیدان کی سپاٹ آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

آن نے اپنے دل کو مضبوط کیا اور مضبوط لہجے میں بولی:

"میرے خیال میں ابھی ٹیوشن دینے میں وقت ہے۔ کیا کوئی اور بات ہے مسٹر شاہ؟؟؟" وہ حیران ہوئی۔

"آج موسم بہت خوبصورت ہے" علیدان کی سپاٹ آواز گونجی۔

آن نے چونک کر فون کان سے ہٹایا۔ خلاف توقع جواب نے اس کا ذہن واقعی ہلا دیا تھا۔

پھر نہ چاہتے ہوئے بھی باہر نظر کی۔۔ آسمان پر گھرے گھرے بادل چھائے ہوئے تھے۔۔
آن نے رک کر ایک طویل سانس اندر کو کھینچ کر خود کو رلیکس کیا:

"ہمم۔۔ صحیح کہا"

الفاظ ڈھونڈے سے بھی نہ مل سکے تو بے تکا سا رسیلائی کر لیا۔
اب وہ کیا کہتی؟ وہ کوئی اس کی محبوبا تھوڑی تھی جو یہ سن کر، اس کے حساب سے رسیلائی کرتی کہ
'ہاں موسم خوبصورت ہے بلکل آپ کے جیسا'

"مجھے یاد پڑتا ہے کہ کل آن میڈم نے کہا تھا وہ آئے گی اور گاڑی کی صفائی کرے گی۔ جب بارش
رک جائے۔۔ تو پھر کیا خیال ہے؟" علیدان شاہ اصل مدع پر آیا۔

آن یہ سن گم سم بیٹھی رہ گئی۔
'وعدہ کی پاسداری کا وقت ہوا چاہتا آن'۔

□ □ □ □ □ □ □

یہ دن کا دوسرا پہر تھا۔۔ جب آن جھجھکتے ہوئے "شاہ گروپ آف انڈسٹری" کی بلڈنگ کے اندر
داخل ہوئی یہ فرسٹ ٹائم تھا جب وہ اس شخص کی امارت سے مرعوب ہوئی۔ انٹرنس سے لے کر

رہنمائی تک کی سجاوٹ، قیمتی ماربلز، اونچی لکڑی کی دلفریب ڈیزائن سے سچی چھتیں، اور ان میں لٹکتے شیشوں کے فانوس۔

وہ ملازم کی ہمراہی میں، وٹینگ روم میں آکر ایک طرف صوفہ پر بیٹھ گئی۔ یہاں کی سجاوٹ بھی اپنی مثال آپ تھی۔

دیواروں پر آویزاں تصاویر جو کچھ ڈیزائننگ کے شعبے کے متعلق تھیں، اور کچھ مختلف مشینری کی۔ ایک طرف وٹینگ ایریا کے صوفوں کے قریب، قیمتی اسٹینڈ گلدان، جن میں سب سے مصنوعی پھول.. جن پر دور سے بھی اصلی ہونے کا گمان ہو رہا تھا۔ آفیس اسٹاف اور ان کی ڈریسنگ، یہ ساری سجاوٹ دیکھ کر آن واقعی دنگ رہ گئی۔

"مس آن" قریب سے کریم کی آواز ابھری تو وہ جیسے اپنے خیالوں سے کرنٹ کھا کر تقریباً اچھل پڑی۔

"آپ کو بیسمنٹ کی طرف چلنا ہے" گاڑی وہیں پارک ہے" کریم نے سر خم کیا..

"اچھا.. " آن نے لب بھینچے۔ اور اٹھ کر کریم کی ہمراہی میں بیسمنٹ آگئی..

"یہ ہے وہ گاڑی.. صاحب نے کہا ہے واش کر دیں.. "کریم نے بلیک سیڈان کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔ تو آن نے بھی مڑ کر ادھر دیکھا۔

"ہمممم۔۔۔ اچھا۔"

آن نے لب بھینچ کر سر ہلایا۔ جیسے سمجھ گئی ہو کہ کیا کرنا ہے؟

کریم نے گاڑی کی چابی بڑھائی، تو اس نے ہاتھ بڑھا کر تھام لی۔

کریم وہیں سے واپس چلا گیا۔
آن گاڑی کو بغور دیکھتی سر ہلاتی پرسوچ انداز میں گاڑی کا باہر سے جائزہ لیتی رہی، اور اس کی خوبصورتی سے متاثر ہوتی، اس کے گرد چکر لگاتی، ہونٹ بھینچ کر، کبھی ابرو چڑھا کر دیکھتی رہی۔

پھر جیسے ہی چابی دروازے کے ہول میں لگائی، ایک "کک" کی آواز ابھری۔
ساتھ ہی دروازہ کھول کر علیدان شاہ باہر نکل آیا۔

ایسے جیسے، کوئی ان ہونی ہو گئی ہو۔ آن کی آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئی ایسے جیسے کوئی "بھوت" دیکھ لیا ہو۔

"آ۔ آ۔ پ۔ پ۔ آپ۔۔ یہاں کیا کر رہے؟؟"

منہ سے آواز ہی نہیں نکلی صرف لب ہلتے محسوس ہوئے، لیکن علیدان شاہ کے کانوں نے، قریب ہونے کی وجہ سے یہ سرگوشی سن لی۔

"ظاہر ہے گاڑی میری ہے تو میرا ہونا بھی تو لازم ہے.. آپ کیا گمان کر رہی تھی؟"

"آ۔۔ آپ نے کہا کہ گاڑی واش کر دوں۔۔ تو....."

وہ جھجک کر چپ ہوئی۔

"آپ کے پاس ڈرائیونگ لائسنس ہے؟" علیدان شاہ نے طنز سے پوچھا۔

"ہاں" .. وہ جھوٹ نہیں بولی۔

لیکن یہ اور بات کہ ڈرائیونگ لائسنس ہونا، اور ڈرائیونگ کے قابل ہونا۔ دو مختلف باتیں تھیں۔

"چابی دیں۔" علیدان شاہ نے اپنا مضبوط مردانہ ہاتھ آگے بڑھایا۔

آن نے اس کے مضبوط ہاتھ پر نظر کی، پھر یکدم نظر جھکالی۔ اور لبوں پر زبان پھیر کر خود کو کنفیوژن سے باہر نکالا، اور چابی ان کے طرف بڑھادی۔

علیدان شاہ نے اس کے ہونٹوں کو یوں زبان پھیرتے اور لب کاٹتے، گھور کر دیکھا۔
اور چابی لے کر، دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

"بیٹھ جائیں۔"

اس کی سرد آواز سن کر آن جلدی میں پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔

"میں کبھی کسی کی ڈرائیور نہیں بنا۔۔۔ آگے آجائیں۔"
سرد اور رگوں کو منجمد کرنے والی آواز سن کر، آن کے جسم میں واقعی سرد لہر دوڑ گئی۔
وہ جلدی سے آگے کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔
علیدان شاہ نے لب بھینچے اور گاڑی چلا دی۔
گاڑی جیسے ہی روڈ پر آئی،
آن نے معذرتی انداز میں، لب کھولے:
"مجھے واقعی افسوس ہے، میں نے آپ کی گاڑی خراب کر دی۔"

"آپ اس سے بچ سکتی ہیں۔" علیدان شاہ کا لہجہ سپاٹ ہی تھا، اور توجہ ڈرائیونگ پر تھی۔

"کیسے؟" آن نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ایک ڈیل کرتے ہیں۔" وہ توجہ ڈرائیونگ پہ دیتے سامنے دیکھتے بولا۔
"کیسی ڈیل؟" آن دنگ ہوئی۔

"میرے ساتھ لنچ۔" جواب آرام سے آیا تھا۔

"لنچ...؟ بھول جائیں، میں خود کو بالکل بھی اس کی اجازت نہیں دیتی کہ کسی کے ساتھ بھی لنچ پہ چلی جاؤں۔"

اس کا صاف انکار، علیدان شاہ کو کھولا گیا۔ قدرے تمسخر سے بولا:

"یہ گاڑی بھت ہی قیمتی ہے، اور وہ ٹاول جس سے آپ نے کل چہرہ پونچھا، وہ بھی ہزاروں کی قیمت کا ہے۔ جو کہ اب استعمال کے قابل نہیں رہا۔ تو آپ بالکل بھی یہ نہیں چاہیں گی، کہ آپ کے پیسے خرچ ہوں۔ جب کہ آپ اتنا خرچہ برداشت بھی نہیں کر سکتیں، کیا آپ بھرپائی کر سکتی ہیں؟

میں آپ کو 50% پرسنٹ رعایت دیتا ہوں۔ 50 ہزار لیرا جرمانہ۔"
علیدان شاہ نے جیسے اس کا ضبط آزمایا ہو...

آن دنگ رہ گئی، غصہ ضبط کر کے بولی:
"آپ یقیناً صورت حال کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔"
آن کو وہ اس وقت زہر سے بھی برا لگا تھا۔
علیدان شاہ کے ہونٹ یہ سن کر ہلکے سے مسکرائے:
"یہ بھی کل میں نے آپ سے سیکھا ہے کہ اپنی ویلیو کیسے بڑھانی چاہئے؟"
جواب حاضر تھا۔

اب کہ آن نے اس مغرور شخص کو حیرت و تاسف سے دیکھا:
"are all the capitalists as fussy as you are?"۔

"تم نے سنا نہیں؟ جتنے آپ امیر ہونگے، اتنے ہی تنگ نظر ہونگے"۔ اس نے آن کو جیسے زچ کیا۔

سچ تو یہ تھا کہ علیدان شاہ کو آن کی جھجھلاہٹ دیکھ کر، عجیب سے سکون کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ اس سکون کی اصل وجہ سے ابھی ناواقف تھا۔
اسے بس آن کی چڑچڑاہٹ مزہ دے رہی تھی۔
کچھ دیر کی خاموشی کو آخر علیدان شاہ نے توڑا:

"اب بتائیں کیا چوائس ہے؟ پیسہ خرچ کریں گیں یا۔۔ محض ایک لنچ؟"۔
اس کی تیکھی نظریں آن کے گلابی لب کاٹتے ہونٹوں پر بار بار بے اختیار جارہی تھی، شاید اسے یہ ناگوار لگ رہا تھا۔۔۔ یا کچھ اور۔۔

"آن نے اسے بے بسی سے دیکھا.. "ٹھیک ہے.. لنچ... ڈن"۔

علیدان شاہ کے ہونٹ گھنی مونچھوں تلے شریر مسکراہٹ میں ڈھلے، جیسے اسے ایسے ہی جواب کی توقع تھی۔ بلاشبہ وہ بڑا لفظوں کا کھلاڑی تھا۔ مخالف کو اپنے الفاظ کے ہیر پھیر سے زیر کرنا جانتا تھا۔
آن نے اس کی مسکراہٹ کو دیکھا، اور اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔
لیکن وہ نہیں جانتی تھی، وہ 'غلط' کیا ہے؟ پھر بھی وہ بے چین تھی۔
"آپ کو میوزک پسند ہے" کچھ دیر کے بعد کی خاموشی کو علیدان شاہ نے ہی بالآخر توڑا۔

"جی نہیں۔۔۔" آن نے انکار کیا۔ "تھینک یو۔ نو نیڈ" وہ فارمل ہوئی۔
"تو پھر رلیکس رہیں" شاہ کی نظریں واقعی گہرائی سے بندے کے اندر تک اتر کر پرکھنا جانتی تھیں۔

"I am very relax"

آن کی طرف سے روکھا جواب آیا۔

شاہ کے ہونٹ 'اوہ' میں ڈھلے:

"is so that"

کچھ دیر بعد گاڑی کی اسپید کم ہوئی۔

"گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ایک ڈریس ہے آپ وہ چینج کر کے باہر آئیں"

علیدان شاہ نے گاڑی سے نکلتے اگلا حکم نامہ سنایا۔

"گاڑی میں؟"

آن دنگ رہ گئی۔

"گاڑی محفوظ ہے" وہ آن کے قریب ہوا، اتنا کہ سانسوں کی تپش سے آن کی گردن جلنے لگی۔

آن نے غیر ارادی طور پر دور ہٹ کر فاصلہ بنانے کی کوشش کی۔

شاہ نے اس پر اسے گھور کر دیکھا۔ جیسے آن کی یہ کوشش ناپسند آئی ہو۔

وہ خاموشی سے اتر کر پیچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی، اور دروازہ زور سے بند کیا، جس پر

علیدان نے ابرو اٹھا کر اپنی کار کے دروازے کو گھورا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ باہر نکل آئی۔

علیدان شاہ جو کچھ دور اس کے انتظار میں ہی کھڑا تھا۔ اس کو دیکھ کر کچھ پل تو تھم گیا،
آن نیلے رنگ کے گاؤں میں گلاب کی ادھ کھلی کلی لگ رہی تھی۔ ان چھوٹی سی،
علیدان نے بمشکل اپنی نظروں کو کنٹرول کیا تھا، اور آگے بڑھ کر
آن کی کلائی تھام لی، اور

ایک ہلکے سے جھٹکے سے اسے قریب کیا، آن کی سانس اس جھٹکے سے کچھ پل تھم گئی تھی۔

علیدان شاہ نے جھک کر اپنے ہونٹ آن کے کان کے قریب تر کیئے۔ اس کی سانسوں کی تپش، اور
خوشبو سے آن کے چہرہ کا رنگ سرخ ہوا، کچھ خفت سے، کچھ شرم سے۔ اس کے لئے یہ برداشت
کرنا بلاشبہ بہت مشکل تھا۔

ادھر علیدان شاہ اپنے رویئے کے بالکل الٹ، سرد لہجے میں اس کے کان میں سرگوشیانہ بولا:
"آپ کا آج صرف اتنا کام ہے صرف کھانا اور ہلکا سا مسکرا دینا۔
فضول گوئی سے پرہیز کیجئے گا۔"

کانوں میں گونجتی یہ لفظی ہدایت تھی یا وارننگ۔۔؟ وہ ابھی سمجھنے سے قاصر تھی۔
محض "ہاں" میں گردن ہلا دی۔

دونوں سیڑھیاں چڑھ کر اندر ڈائننگ ہال میں داخل ہوئے۔۔ تب آن کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

آن کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ لُچ جس شخص کے ساتھ تھا وہ کوئی اور نہیں بلکہ ایک خوبصورت طرح دار خاتون تھیں۔۔

وہ عورت یہ دیکھ کر، کہ علیدان شاہ اپنے ساتھ ایک پیاری سی، نازک سی لڑکی کو تقریباً اپنے بغل سے لگائے آرہا ہے۔ بری طرح چونک گئی۔۔ پھر یکدم ہی اس کے ہونٹ زبردستی کی مسکراہٹ میں ڈھلے (بلاشبہ وہ ایک بہترین اداکارہ تھی جو اپنے تاثرات کو مسکراہٹ کے مصنوعی پردے میں چھپانا جانتی تھی) لیکن عجیب بات کہ اس کی آنکھیں۔۔ اس کی مسکراہٹ کا ساتھ دینے میں بری طرح ناکام رہیں۔

"علیدان یہ۔۔۔۔؟" جلد ہی اس نے حیرت پر قابو پالیا تھا۔۔

علیدان شاہ نے لاشعوری عادت کے مطابق اپنے لب بھیجے۔۔ "یہ مدھان شاہ کی ہوم ٹیوٹر مس آنیہ ہیں" پلیز کال ہر مس آن "

یہ سن کر وہ خوبصورت عورت ہلکا سا مسکرائی۔ "اوہ تو یہ مس آن ہیں۔۔؟ ہیلو مس آن۔۔ آئی ایم نگھت۔۔"

آن نے سر کو ہلکی سی جنبش دی "ہیلو مس نگھت"

"پلیز ہیو اے سیٹ۔۔ علیڈان نے کرسی کھینچ کر پہلے آن کو بٹھایا۔۔ پھر خود بھی تقریباً لگ کر ساتھ بیٹھ گیا۔

یہ سب نگھت کی نظروں نے سرد نظروں سے دیکھا۔
نگھت نے علیڈان کو دیکھا اور پھر آن کو۔۔ پھر دھیمے سے گویا ہوئی۔۔

"مجھے یہ ہی پریشانی تھی کہ آپ کو لنچ کے لئے مدعو کرنا آپ کے کام پر اثر انداز ہوگا"

"نو ، لیکن میں یہاں مس آن کو لے کر آیا ہوں ، امید ہے آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ آل رائیٹ؟؟ کہ میں پہلے مس آن سے ملا۔۔"

نگھت نے سر ہلایا۔ اور ہلکا ہنس دی

"نہیں ہوگا۔"

وہ ہلکا سا مصنوعی مسکرائی۔

"اگر مس آن کو برا نہ لگے تو اپنی پسند کا آرڈر دے میں بیرے کو مینو لانے کے لیے بھیج دیتی ہوں، اصل میں، میں نے سارا کھانا علیدان کی پسند کا آرڈر کیا ہے ہو سکتا ہے۔ وہ مس آن کو پسند نہ آئے" یقیناً وہ خوبصورت عورت تفصیل سے بات کرنے کی عادی تھی۔ یا آن کو لگا۔

"نہیں میں کھانے پہ نکتہ چینی نہیں کرتی" آن نے فوراً صفائی دی۔

علیدان کا ہاتھ آن کے سر پر تھپکی دینے لگا اور اس کے بالوں میں سرسراہٹ لگا۔ آنکھوں میں محبت کا جہان بھرے وہ آن کو ایسے تک رہا تھا جیسے اس سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔

"نہیں مس آن کو کھانے میں عیب نکالنے کی عادت نہیں، اسے ہر وہ چیز پسند ہے جو مجھے پسند ہے" علیدان بھاری اور مغرور آواز میں بولا۔

آن کو اس کی انگلیوں کا ٹچ بالوں میں سرسراہٹ ایک عجیب سے خوف میں ڈال رہا تھا۔ کچھ غلط ہونے کا سائرن۔۔ لیکن وہ "غلط" کیا تھا؟؟ ابھی وہ سمجھنے کی "کوشش" میں تھی۔

نگھت کی مسکراہٹ وہیں جامد ہوگئی۔ علیدان کی آن کے ساتھ کی گئی حرکت پر۔۔ دنگ تو آن بھی اپنی جگہ پر تھی۔۔

"پھر تو بہت اچھا۔۔ مس آن آپ کو اور کھانا چاہئے۔" اس کی مسکراہٹ نے اس کی آنکھوں کا ساتھ نہیں دیا۔ آنکھیں جو بالکل ساکت تھی جامد۔۔ ٹھہری ہوئی۔

دوران لُنج گاہے بہ گاہے علیدان آن کو مختلف ڈشز پیش کرتا رہا، اس کی پلیٹ میں ڈالتا رہا۔۔ اس کو پیار سے نہارتا رہا۔۔

نگھت پھر پورے لُنج کے دوران بالکل نہیں بولی بلکہ خاموشی کے ساتھ کھاتی رہی۔۔ یہ اور بات کہ وقفے وقفے سے اس کی سر د نظریں آن پر اٹھتی رہیں۔

لُنج کے بعد وہ باہر آگئے۔۔ علیدان شاہ آن کے کندھوں کے گرد بازوؤں کا گھیرا ڈال کر اسے نگھت کے سامنے سے گزار کر باہر لایا۔۔

"اگر مس آن مائنڈ نہ کرے تو کیا میں علیدان سے تنہائی میں بات کر سکتی ہوں؟؟"

نگھت آن کو دیکھ کر گویا ہوئی۔۔

"وائے ناٹ۔۔" میں گاڑی تک جاتی ہوں "آن نے خوشدلی سے کہا اور گاڑی کے طرف مڑ گئی۔۔

آن کے مڑتے ہی نگھت نے برداشت سے سرخ پڑتی آنکھوں سے علیدان کو دیکھا۔

"اب تم کیسا محسوس کر رہے ہو؟"

"پریٹی گڈ" علیدان نے آرام سے جواب دے کر مقابل کو گویا آگ کے گولے پر بٹھا دیا۔

"آئندہ مجھے ناراض کرنے کے لئے یہ طریقہ مت استعمال کرنا علیدان۔۔ ورنہ میں نہیں چاہوں گی کہ تم کو تکلیف دوں۔۔" اس نے سرخ آنکھوں سے علیدان کو گھورا۔۔

علیدان نے اس کے طرف بالکل نہیں دیکھا بلکہ دوسری طرف نہارتا رہا۔۔

"میرا ارادہ بالکل بھی تم کو ناراض کرنے کا نہیں۔۔ میں پوری سچائی کے ساتھ یہ محسوس کرتا ہوں کہ۔۔۔ وہ لمحہ بھر رکا۔۔۔" آن کا ساتھ برا نہیں "کیا تم کو ایسا نہیں لگتا؟؟؟" جیسے اس کو بتایا۔۔

"علیدان۔۔۔ میں سمجھ رہی ہوں یہ تم نے میری وجہ سے کیا ہے۔" وہ بے اختیار ہوئی لہجہ میں ایک آس تھی جیسے ابھی علیدان اس کے شک پر یقین کی مہر لگا دے گا کہ "ہاں یہ سب تمہاری بے وفائی کی وجہ سے ہے"

وہ ابھی تک اوپر دیکھتا رہا ایک غلط نظر بھی نگہت پر نہ کی۔۔۔
"تم اب گھر جاسکتی ہو" مجھے ابھی آن کو اس کے اسکول ٹیوشن پر چھوڑنا ہے، بعد میں اپنی میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے"

علیدان نے اس کی گاڑی دروازہ اس کے لیے کھول کر اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

نگہت نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر خود کو رلیکس کیا اس کی نظریں جھک گئیں۔
"آئی ایم سوری" یہ کہہ کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔ اور گاڑی اسٹارٹ ہو کر ہوٹل لابی سے نکلتی چلی گئی۔۔۔

تبھی وہ مڑا اور اپنی گاڑی میں آکر بیٹھ گیا۔

آن پر نظر کی تو اسے شرارت سے دونوں بازو سینے پر باندھے مسکراتے دیکھا۔
علیدان نے اسے گھورا

"کیا ہے یہ؟؟ مسکرا کیوں رہی ہیں آپ؟" اشارہ اس کی شرارتی مسکراہٹ کی جانب تھا۔

"آپ اسے پسند کرتے ہیں؟" رائیٹ نا؟ وہ کھکھلائی۔

علیدان نے اس کو دیکھا اس کی آنکھوں میں سرد پن ابھر آیا۔

آن نے اپنے ہونٹ بھیجنے

"ہیس۔۔۔ ہیس۔۔۔ آپ مجھے یہاں لائے تاکہ۔۔۔ مس نگھت کو زچ کر سکیں" لیکن۔۔۔ وہ رکی۔۔

"آپ کو یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟؟" "وہ تو پہلے ہی سے آپ کو پسند کرتی ہیں" ہے نا۔۔

"آن نے اس کے چہرے کو جانچا۔۔

"کیا جانتی ہیں آپ؟؟" وہ دھاڑا۔۔ "کچھ بھی نہیں" اسی لیے

"زیادہ بکواس کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔۔"

اس نے سختی سے وارن کیا۔ اور غصہ سے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

آن کا منہ بن گیا۔۔ "ہونہہ"

آن نے اس کی دھاڑ پر غصہ اور ناراضگی سے سوچا "اب آئندہ وہ کبھی اس سے نہیں ملے گی۔۔ وہ کبھی نہیں چاہے گی اس جیسے بدمزاج اکڑو امیر زادے سے کنٹیکٹ میں رہے"

آن کی ماں اسے ہمیشہ کہتی تھی "یہ امیر لوگ بالکل بھی اعتبار کے قابل نہیں ہوتے۔"

اس کی ماں نے بھی تو ایک امیر زادے سے دل لگایا تھا۔۔ پھر اس دل لگی میں جان سے گذر گئی تھیں۔۔

وہ خود بھی دوبارہ سے یہ تجربہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ ایک بار کا تجربہ اسے کافی سبق دے گیا تھا۔۔
حان حارث کے وقتی رلیشن نے اسے کیا دیا؟؟ فقط بے اعتباری۔۔ اور بے وفائی!!

آن کو اپنی ماں کی تاکید یاد آنے لگی:

"اگر وہ کبھی کسی امیر آدمی سے ملے تو اس سے چھپ جائے۔۔ اگر ممکن ہو تو کہیں دور چلی جائے جہاں اس کی گرد کو بھی کوئی نہ چھو پائے۔۔"

آن بلکل بھی ماں جیسی غلطی دہرانا نہیں چاہتی تھی۔۔ ایک غلطی نے اسے کافی سبق پڑھا دیا۔۔

آن یہ سوچ کر بھی بھت رلیکس محسوس کرنے لگی تھی کہ "علیدان کی چوائس کم از کم وہ نہیں ہے وہ آلریڈی کسی اور کی چاہ میں ہے" وہ خامخواہ یہ سمجھ کر ڈر رہی تھی کہ "یہ امیر زادہ اس سے فلرٹ کرنا چاہتا"

"لیکن آن یہاں غلط تھی" تو کیا آن مستقبل میں بھی غلط ثابت ہوگی؟؟؟

آن سمجھی تھی کہ کار دھلوانا شاہ کا ایک بہانہ ہے تاکہ وہ اسے لنچ پر راضی کر سکے۔۔

لیکن ڈنر کے بعد جب اس نے اسے کار دھونے کو کہا تو وہ کچھ پل دنگ ہو گئی۔۔

مزید یہ کہ کار دھلنے کے پورے عمل کے دوران اس نے اس کی بلکل کوئی مدد نہیں کی بلکہ پورا کام چیک کرتا رہا۔ اور نقص نکال کر بار بار سیم جگہ دھلوائی۔

یہ حالت دیکھ کر آن کے ذہن میں لینڈ لارڈ اور اس لینڈ لارڈ کی ملازمہ کا تصور ابھرا۔۔ جو بس حکم مانتی جاتی۔۔۔

آخر گاڑی صاف ہونے کے بعد جب علیدان شاہ مطمئن ہوا۔۔۔

تو اس کے مطمئن ہونے کے بعد آن نے ایک گہری سانس شکرگذاری کی لی۔۔ اور گلوں اتار کر سائیڈ میں رکھے۔

"مسٹر شاہ اب میں جاسکتی ہوں؟؟"

شاہ مسکرایا۔۔ "ضرور کیوں نہیں گاڑی میں بیٹھیں میں آپ کو اسکول ٹیوشن پر چھوڑ آتا ہوں"

وہ ناراضگی سے گویا ہوئی "میں ڈرتی ہوں پھر نہ آپ کی قیمتی گاڑی گندی ہو جائے۔۔ ابھی کار صاف کر کے نکلی ہوں۔۔"

علیدان نے اب کے کچھ نہ کہا بلکہ جانے دیا۔

وہ مڑی اور کار واش سے باہر نکل آئی۔۔

وہ واقعی اس کے ساتھ حد سے تجاوز کر گیا تھا اس نے دیکھا تھا اسے مکے اور لاتیں مارتے۔۔ جدھر جدھر وہ گیا۔۔ پیچھے سے وہ لاتیں مکے چلا کر اپنا غصہ نکالتی رہی۔ یہ سب علیدان گاڑی میں بیٹھے بیک مرر سے دیکھتا رہا اور مسکراتا رہا۔۔

"بچکانہ" وہ اسے کوئی معصوم سی بچی لگی۔۔

دو موڑ گزرنے کے بعد اسے ایک انجانی سی رنگ ٹون سننے میں آئی اپنے کندھوں سے نظر گزار کر سائیڈ پہ دیکھا تو ایک زنانہ شولڈر بیگ پسینگر سیٹ پر پڑا تھا۔ اور یہ رنگ یقیناً وہی سے آرہی تھی۔۔

علیدان شاہ نے گاڑی پارک کی اور فون بیگ سے باہر نکالا۔۔ اور کان سے لگایا۔۔

"ہیلو؟؟؟"

~~~~~

آن بس اسٹاپ کے طرف پیدل چلی جب وہاں پہنچی تو اسے پتا لگا کہ اس کا پرس اس کی کار میں رہ گیا ہے۔ سو اب نہ اس کے پاس پیسے تھے۔ نہ بس کا پاس تھا نہ ہی فون۔۔

وقت گذرتا جا رہا تھا۔ وہ واپس اسکول کیسے پہنچتی؟؟ کیا پیدل؟؟ "آن نے سوچا۔۔  
یہاں کچھ بھی ایسا نہ تھا؟؟ جو وہ کچھ کرتی؟؟"

اس نے نہ ختم ہونے والے لمبی مسافت کے روڈ پر نظر بھری۔۔ "وہ اگر چلتی رہتی تو اندھیرا پھیلنے سے پہلے یقیناً اسکول پہنچ جاتی "آن نے سوچا۔۔

وہ افسردہ تھی۔ کہ "جب سے وہ علیدان سے ملی ہے کچھ بھی اچھا نہیں ہو رہا " آن نے افسردگی سے سوچا۔ اور منہ بنالیا۔

وہ کچھ قدم آگے بڑھی اور دوڑ لگانی چاہی۔

۔ اس سے پہلے کہ وہ دو سو میٹر تک بھاگ کر پہنچتی۔۔ ایک کار اس کے پاس رک گئی۔۔

آن نے چونک کر اسے کے قریب آکر اسے دھیان سے جانچا "کیا یہ وہی کار نہیں؟؟ جسے وہ ابھی ابھی صاف کر آئی تھی"

پسنجر سیٹ کی ونڈو سائیڈ کا شیشہ نیچے ہوا اور علیدان کی جھلک نظر آئی "بیٹھو" حکم نامہ تھا بس۔۔ وہ شخص بس آرڈر دینا جانتا تھا۔۔

وہ آگے بڑھتی رہی لیکن کار میں بیٹھنے پر توجہ نہیں دی "میرا بیگ مجھے واپس کریں" ناراضگی سے منہ بنا کر بیگ مانگا۔۔

"آپ کو اسکول۔۔۔ بس میں جانے پر بھی ڈیڑھ گھنٹے کی ضرورت ہے۔۔ کیا آپ کو یقین ہے آپ کلاسز شروع ہونے سے پہلے پہنچ جائیں گیں؟؟" علیدان نے پوچھا ہی نہیں ڈرایا بھی۔۔

آن نے کلائی اٹھا کر وقت دیکھا اور پھر جھٹ سے دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔۔ علیدان نے اس کی جلد بازی اور چہرے پہ پھیلے ڈر کے تاثرات کو دلچسپی سے دیکھا۔۔ اور ہولے سے مسکرا کر گاڑی آگے بڑھادی۔۔۔

آن نے اپنا سیل اٹھا کر چیک کیا۔  
"کوئی کال کر رہا تھا" علیہ ان نے فون کال کی آگاہی دی

"آپ نے کال اٹھائی" آن ہلکا سا چینخی۔  
"کوئی ایمر جنسی صورتحال تھی"

"کیا کہہ رہا تھا؟؟" آن نے اپنے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹا۔

"صرف یہ کہ "میں کون ہوں؟؟" اور آن کہاں ہے؟؟"

"تو۔۔۔؟"

تو پھر آپ نے کیا کہا؟؟" آن متعجب ہوئی

"کیا یہ اہم ہے؟"

"یہ میرا فون ہے۔ آپ نے خود سے ہی کال اٹھا کر جواب دیا۔۔۔ یہ آپ کے لیے بالکل بھی مناسب نہ تھا کہ میرے کسی کنٹیکٹ سے بات کریں""

"میں نے کہا" میں وکٹم ہوں آپ اپنا بیگ میری گاڑی میں چھوڑ گئی ہیں "

آن نے یہ سن کر پرسکون ہو کر ایک لمبی سانس کھینچی۔۔ اور مطمئن ہو کر سیدھی بیٹھ گئی۔۔

علیدان نے ابرو چڑھا کر اسے گھورا  
"کیا وہ آپ کا منگیتر تھا؟؟؟" آپ دونوں میں جھگڑا ہوا ہے؟؟؟"

آن نے اسے دیکھا اور کہا۔۔

"اس سے میرا اب لینا دینا نہیں ہے" آن یہ کہہ کر شیشے کے باہر دیکھنے لگی۔۔

علیدان نے اپنے ہونٹ بھینچ لیے

"یہ لڑکی اسے اپنے معیار کے مطابق لگی۔۔ اس کے دل نے خواہش کی کہ "کاش!! وہ اس کے دل کو فتح کر سکے"

گاڑی شمال کے طرف بھاگنے لگی آخر منزل پر پہنچ کر رک گئی۔۔ آن نے دروازہ کھولا اور باہر نکل کر علیدان کے طرف نہارا۔

"مسٹر علیدان حیدر شاہ " ایک بار پھر مجھے یہاں واپس چھوڑنے کے لیے آپ کا شکریہ "

"GOOD BYE"

پھر بنا کچھ اور کہے وہ مڑی تھی اور اسکول کے اندر داخل ہو گئی۔

ابھی وہ اتنا دور نہ چلی تھی کہ اس نے ایک آواز سنی جو دور نہیں تھی۔  
کوئی اسے اس کے نام سے پکارا  
"آن؟؟"

#####

آن نے آواز پر اسکول گیٹ کے باہر نہارا  
جہاں روڈ سائیڈ پر ایک پراڈو پارک تھی گاڑی کے دروازے کے ساتھ ایک لمبا اور ہینڈسم آدمی  
اسے دیکھ کر ہاتھ ہلا کر مسکرایا۔

جب آن نے اسے دیکھا تو خوشی سے اچھل پڑی اور بھاگتی ہوئی اس کے گلے لگ گئی۔  
یہ منظر تھوڑی دور کھڑی بلیک کار میں بیٹھے علیدان شاہ نے بھویں سیکڑ کر بغور دیکھا۔  
"اسنے اس عورت کو بہت کم سمجھا ہے"

آن نے زایان اعوان کو خوشی و حیرت ملے تاثرات سے دیکھا "بھائی آپ نے تو کہا تھا آپ دو ماہ بعد  
آئیں گے پھر یہ اچانک۔۔۔؟؟"

"ڈیڈ کی سیرڑھیوں سے گر کر ایک ٹانگ ٹوٹ چکی ہے تبھی ایمرجنسی میں سب کام چھوڑ آیا ہوں"

آن یہ سن کر چپ ہو گئی۔ تاثرات سرد ہو گئے۔ "اچھا ٹھیک ہے"

"کیا تم ڈیڈ کو دیکھنے نہیں چلو گی" زایان نے پوچھا

"آن نے ہلکا سا نفی میں سر ہلایا "نہیں۔۔۔ میں ان سے ملنے نہیں چل رہی"

"آن۔۔۔ تم نے ابھی تک ڈیڈ کو معاف نہیں کیا؟!" وہ شفقت سے پوچھنے لگا۔

آن نے سرد آہ کھینچی " میں کیسے کسی کو معاف کر سکتی؟ زایان بھائی؟۔ ہر ایک کی اپنی الگ حیثیت اور جگہ ہوتی ہے "

"ایسا مت کہو آن۔۔" میں نے کبھی تم کو اپنے سے الگ نہیں سمجھا "زایان اعوان نے محبت سے کہا سر ہلا کر اس نے آہستہ سے کہا "جانتی ہوں"

زایان اعوان نے گردن موڑ کر اس جانب دیکھا جہاں کچھ دیر پہلے بلیک سیڈان کھڑی تھی اور آن سے پوچھا

" ابھی کچھ دیر پہلے جو گاڑی کھڑی تھی وہ علیدان شاہ کی تھی؟؟؟"

"ہاں" آن نے سر ہلایا۔۔

"تم اسے کیسے جانتی ہو؟" اس نے صرف تجس سے پوچھا تھا۔ لیکن

زایان اعوان کے لہجے سے آن کو لگا جیسے کچھ تھا۔ جو اس کے علم میں نہیں تھا۔ لیکن جب چونک کر زایان اعوان کے چہرے پہ نظر کی تو وہاں وہی ازلی شفقت بھری نظریں تھیں۔ اور فکر مندانہ انداز لیئے ہوئے۔ آن نے سر جھٹک کر اپنے خیالات کی نفی کی

"میں ان کے چھوٹے بھائی کی "ہوم ٹیوٹر ہوں زایان بھائی"

یہ سن کر زایان اعوان کچھ پل تھم گیا۔۔۔

"آن تم ابھی تک کام کرتی ہو؟؟؟" حیرت ہی تو ہوئی تھی۔۔ آن چھوٹی بہن ہو کر بھی غیریت برت رہی تھی۔۔

کیا تم وہ کارڈ استعمال میں نہیں لائی جو میں نے دیا تھا؟"

وہ چپ رہی بس سر جھکائے ہونٹ مسکراتے رہے۔۔

زایان نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر ہوا کے سپرد کی۔

"یہ اعوان فیملی کی دولت نہیں تھی یہ ایک بھائی کا اپنی بہن کے لیئے فرض تھا"

"لیکن آپ کا تعلق بھی تو اعوان فیملی سے ہے نا" اسے یاد دلایا۔ کہ وہ ان کی فیملی کی نہیں۔  
زایان نے دکھ سے اپنی ضدی چھوٹی بہن کو دیکھا اسے واقعی بہت دکھ ہوا تھا۔

"آن اتنی ضدی مت بنو۔ مجھے دلی تکلیف ہوتی ہے" وہ جیسے تکلیف میں تھا۔

"آپ دکھ مت کریں میں اپنی زندگی سے خوش ہوں۔ مطمئن ہوں" آن نے اسے نہیں خود کو مطمئن کیا۔

"پھر مجھ سے وعدہ کرو آن کہ "علیدان شاہ" سے دور رہو گی۔ وہ شخص کوئی عام شخص نہیں آن،  
بہت ہی خطرناک شخص ہے سمجھ گئی نا؟"  
آخر میں تاکید کی۔

اس نے سر ہلا کر جیسے انہیں مطمئن کیا کہ "وہ سمجھ گئی ہے۔" ہاں میں سمجھ گئی زایان بھائی کوئی  
بچی تھوڑی ہوں"، ہولے سے مسکائی۔  
زایان نے لب بھیج کر مسکرا کر شفقت سے اس کا سر تھپتھپایا۔

"اس خوشی میں آج کا ڈنر ڈن؟؟" اس نے اسے خوش کرنا چاہا

آن خوشی سے مسکرائی۔۔

"ہممم ڈن"۔۔ لیکن میں کافی سارا کھاؤں گی " اس نے جیسے سالوں کی کثر نکالی ہو۔

"ڈن" وہ بھی مسکرایا۔۔ "جو چاہے کھا لینا۔۔

"میں شام کو تمہیں لینے آؤں گا تیار رہنا" زایان اعوان نے کلائی پر نظر کی وقت دیکھا پھر جیسے

اجازت چاہی۔

"نہیں میں خود آجاؤں گی آپ جگہ بتادیں "

آن نے کلائی اٹھا کر وقت دیکھا۔

"اوہ۔۔" وہ جیسے پریشانی سے چینخی "میری کلاس ہے بھائی میں چلتی ہوں۔"

آپ مجھے میسج میں جگہ بتا دینا۔ اوکے۔۔ گڈ بائے۔۔ وہ بھاگتی اندر گم ہو گئی۔

پیچھے زایان اس جھلی کے انداز پر ہلکا ہنس کر سر ہلایا۔۔ جیسے کہہ رہا ہو " اس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔

۔۔ پھر اس کی ہنستے ہونٹ تھم گئے چہرے اور آنکھوں میں سرد مہری کے ساتھ سختی آگئی۔

اس جگہ کو گردن موڑ کر دیکھا۔ جہاں کچھ دیر پہلے علیدان شاہ کی گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔

"علیدان شاہ کوئی عام شخص نہیں جو ایک لڑکی کو اپنا قیمتی وقت نکال کر اس کے اسکول چھوڑنے آئے"

"کیا چاہتا ہے یہ ؟"، کیا وہ کچھ ایسا جان گیا ہے ؟؟"

وہ واقعی پریشان ہو گیا۔۔

دوسرے دن کلاسز کے بعد شام کے 4 کے قریب وہ "شاہ ولا" کی طرف "شاہ" ولا کے چھوٹے سپوت "مدھان شاہ" کو سپلیمنٹری کلاسز کی تیاری کروانے کے لیے آئی۔

"شاہ ولا" پہاڑ کے اوپر آدھے راستے پر واقع تھا۔ دیکھنے میں کافی بڑا۔۔ یہ چار حصوں میں دو دو منزلہ بنا ہوا تھا۔

سامنے کی جو دو منزلہ عمارت تھی وہ شاہ فیملی کے چھوٹے چوتھے نمبر کے سپوت "مدھان شاہ" اور  
یاںچویں نمبر پر ان کی چھوٹی بیٹی "ایمان شاہ" کی رہائش تھی۔۔

ولا کے پچھلے طرف جاو تو وہاں بھی ایک بڑا سا دو منزلہ بنگلہ سر اٹھائے نظر آئے گا۔ یہ شاہ فیملی کے بڑے سپوت "علیحان شاہ" علیدان شاہ کے بڑے بھائی کی رہائش تھی جو بالکل الگ تھلگ سی تھی بی کا ز آف۔۔ علیحان شاہ کو تنہائی پسند تھی۔۔ شادی کے بعد ہی وہ تقریباً سب سے الگ تھلگ پچھلے طرف بنگلہ بنوا کر شفٹ ہو گیا۔

دوسری عمارت "شاہ خاندان کے" ولا کی "مرکزی" عمارت تھی جو خوبصورتی میں اپنے مثال آپ دکھتی تھی۔ یہ پوری عمارت "علیدان شاہ" "بزنس ایمپائر" شاہ فیملی کے دوسرے سرد مزاج سپوت کے تصرف میں تھی۔۔ دیکھنے میں جتنی شاندار تھی اتنی پرسکون بھی۔۔

کیونکہ یہ سب ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہتے تھے تو ٹیوٹرنگ کے ان تین ماہ کے دوران وہ "علیدان حیدر شاہ" سے فقط دو بار مل سکی۔

پہلی دفعہ انٹرویو کے دوران جب اس نے اس سے مشکل سوالات کیئے۔۔ اور آن نے بنا ہچکچائے کانفیڈنس سے سب جوابات دیئے تھے۔

دوسری دفعہ جب مدھان شاہ کے فرضی امتحانات میں رزلٹ اس کے تصور سے زیادہ شاندار آیا۔ تب علیدان شاہ جیسے امیر زادے نے خوش ہو کر اسے "قیمتی نیپکس" انعام میں دینا چاہا۔ جو اس نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ "وہ اتنے قیمتی انعام کی اہل نہیں ہے"

آن نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ ان کچھ دنوں میں "علیدان شاہ" سے بار بار ملے گی۔۔۔ یہ سب ایک بار بار کا اتفاق تھا یا قدرت کا کوئی اشارہ۔۔۔ وہ ابھی سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔

وہ مرکزی عمارت کو نظر انداز کرتی سیدھی مدھان شاہ کی رہائش کے طرف چلتی گئی بنا ادھر یا ادھر دیکھے۔۔۔

مدھان شاہ کے اسٹڈی روم کے باہر پہنچ کر اس نے ایک لمبی سانس اندر کھینچ کر خود کو پرسکون کیا۔۔۔

پھر دروازہ ناک کیا۔۔۔

"come in" ایک بھاری مردانہ آواز ابھری۔۔۔

ادھر دروازے کے دوسری جانب آن کو سانپ سونگھ گیا۔۔۔  
یہ تو غلط تھا۔۔۔ "یہ آواز تو علیدان شاہ کی تھی"

وہ یقین دہانی کرنے کے لیے کہ "اس کے کانوں نے واقعی اس شخص کی آواز مدھان کے کمرے سے سنی یا اس کو ابھام ہوا ہے؟؟" آن نے جیسے ہی دروازہ دھکیلا۔۔۔ ساکت رہ گئی۔۔۔

"اسے کوئی ابھام نہیں ہوا تھا، اندر اسٹیڈی روم کی رائٹنگ ٹیبل کے پاس کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا وہ مغرور شخص واقعی "علیدان شاہ" تھا۔

مسٹر شاہ "آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" وہ واقعی شاکڈ ہوئی۔

علیدان شاہ نے تحمل سے کہا "مت بھولیں۔۔۔ یہ میرا گھر ہے۔۔۔ اور میں آپ کا ہی انتظار کر رہا ہوں"

"میرا انتظار؟؟؟ وہ دنگ ہوئی۔۔۔" کیا آپ کو مجھ سے کام ہے؟؟؟"

بلکل۔۔۔۔۔ "آپ آج سے یہاں رہیں گی۔۔۔ تاکہ توجہ سے پڑھا سکیں"

"یہاں رہوں گی؟؟؟"

وہ دنگ ہو گئی۔۔

\*\*\*\*\*

"یہ سچ ہے کہ مدھان کا ایس اے ٹی لینے میں ابھی ایک ماہ رہتا ہے۔۔ اور یہ اسٹیج اس کے لیے بھت اہم ہے۔۔ اسی لیے میں امید کرتا ہوں۔۔ کہ آپ اس کی زیادہ سے زیادہ مدد کریں گیں۔۔ اسکے لیے یہاں رہنا آپ کے لیے کافی آرام دہ رہے گا"

علیدان تو یہ کہہ کر پرسکون تھا لیکن آن کا سکون اس کی بات سن کر واقعی اڑ گیا۔

"نہیں مسٹر شاہ" میں صرف ایک اسٹوڈنٹ ہوں اور خود ایک ہاسٹل میں رہتی ہوں۔۔ مزید یہ کہ میری یونی یہاں سے کافی دور پڑتی ہے۔۔ سو یہ میرے لیے بھت مشکل ہو گا۔۔۔

میں آپ کی رہائش کے مسئلے کو آپ کی ہاسٹل والوں سے مل کر حل کر دیتا ہوں۔ اگر آپ یہ سوچ کر کہ (آپ کی یونی یہاں سے دور پڑے گی) پریشان ہو رہی ہیں تو اس کا آسان حل میرے پاس یہ ہے۔۔ آپ کو یہاں سے "پک اینڈ ڈراپ" مل جائے گی " " پھر تو مسئلہ نہیں رہے گا؟؟" علیدان نے جیسے اس کے ہر مسئلے کا حل سوچ رکھا تھا۔ جسے سن کر وہ واقعی لاجواب ہوئی۔۔۔ جب کوئی اور بہانا نہ سمجھ آیا تو۔۔ پھر ایک دوسرا بہانا گھڑ لیا۔۔

"۔۔ لیکن یہ نامناسب ہے ایک مرد کا ایک عورت کے ساتھ رہنا" جو کہ قانونی نہیں ہے " اب کہ وہ بالکل نامناسب بول گئی۔

یہ سن کر علیدان شاہ کے منہ سے ہنسی کا فوارہ نکل گیا۔ وہ واقعی اس کی بیوقوفانہ اور معصومانہ عذر تراشیوں۔۔ بہانوں کو سن کر تنگ نہیں ہوا بلکہ ہنس پڑا۔ "ہا ہا ہا ہا

" مجھے یہ خیال ہی نہیں تھا کہ مس آن کی سوچیں اتنی الجھی ہوئی ہوں گی۔۔!" کیا مس آن آپ میرے بھائی کو پسند کرتی ہیں؟؟"

آن کو سخت برا لگا۔ ایک غصہ اور ناراضگی بھری گھوری سے اسے ناک چڑھا کر دیکھا۔ "مسٹر شاہ" مدھان صرف میرا اسٹوڈنٹ ہے"

تو پھر آپ مجھے پسند کرتی ہیں؟"

اس نے دوسرا سوال پوچھ کر جیسے اسے گھیرا۔

لیکن آن نے بنا سوچے سیدھا جواب دیا۔

"آف کورس بلکل نہیں"

جب آپ ہم دونوں کو ہی پسند نہیں کرتیں تو پھر آپ کو ڈر کس بات کا ہے؟ وہ جیسے جاننا چاہ رہا تھا کہ آن کس بات کو لے کر یہاں رہنے سے اوائیڈ کر رہی۔ وہ خاموش سر جھکائے سنتی رہی لب کاٹتی رہی۔۔

علیدان کی اب کے نظر آن کے ہونٹوں کے قاتل کٹاؤ پر پل بھر واقعی ٹھہر گئیں۔۔ لیکن جلدی ہی نظر پھیر گیا اور بات جاری رکھی۔

"مس آن مجھے لگتا ہے آپ کو اب بھی یاد دلانا پڑے گا۔۔ وہ آپ ہی تھی جس نے اس رات پہل کی تھی۔۔ میں نے تو فقط آپ کی خواہش کا احترام کیا تھا"

پل بھر میں آن کا چہرہ شرمندگی و خفت سے لال ہو گیا۔  
"آپ مرد ہیں۔ مجھے یقین ہی نہیں آتا کہ آپ نے بدلہ نہیں لیا۔"

علیدان نے اسے کچھ پل دیکھا پھر بولا تو طنزیہ  
"ہممم مس آن آپ غالباً مردوں کو نہیں سمجھی ہیں۔۔ اسی لئے آپ یہ بات نہیں جانتیں کہ زیادہ تر مرد اس عورت کو رجیکٹ نہیں کرتے جو خود پہل کرتی ہیں جب تک انہیں کوئی پروہلم نہ ہو"

اس شخص کے ہاتھ میں آئینہ تھا۔ جس میں وہ خود کا عکس گڈ مڈ ہوتے دیکھ رہی تھی بس نہیں چلا کہ ابھی کہ ابھی زمین میں دھنس جائے۔۔ ہاں وہ علیدان کے آئینہ دکھانے پر زمین میں شرم غصہ اور خفت سے دھنسی ہی تو جا رہی تھی۔

آن کا چہرہ اس کے الفاظ سن کر مکمل سرخ ہو گیا۔ یہ کہنا مشکل تھا کہ یہ شرم، خفت سے تھا یا غصہ کی وجہ سے۔۔

علیدان شاہ نے اس کی شرمساری کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔۔ "وہ استنبول شہر کا بڑا آدمی تھا۔ عورت کا حصول اس کے لیے مشکل نہیں تھا۔۔ نہ ہی یہ اس جیسے بلیئر کے لیے نئی بات تھی۔" بلکہ اپنی بات جاری رکھی۔۔

"اس سے پہلے کہ ہم اس ایشو پر آگے بات کریں، مجھے ایک بات نے متجسس کیا ہے۔۔ زایان اعوان اور حان حارث کے ساتھ آپ کا کیسا رلیشن ہے؟

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟؟" وہ واقعی حیرت شرم اور غصہ سے چینچ پڑی۔

وہ حان حارث کے متعلق کیسے جانتا ہے؟ اور اسے اس کے بھائی زایان کے بارے میں ایسا کہنے کی ہمت کیسے ہوئی؟؟

آپ مجھ پر تفتیش کر رہے ہیں؟ کیوں؟  
آن نے سرخ اور نم آنکھوں سے اسے گھورا۔

کل کے دن صبح میں نے آپ کو بارش میں حان حارث کے ساتھ فلرٹ کرتے دیکھا۔ اور شام تک آپ زایان اعوان کو گلے لگائے کھڑی تھیں۔

"یہ دیکھ کر مجھے لگتا ہے میں نے آپ کی قابلیت کو بھت کم جانا ہے" مطلب آپ بھت ہی "قابل عورت" ہیں۔۔  
اتنی تحقیر۔۔ آن کی آنکھیں آنسو سے بھر گئی اتنی کہ سب کچھ دھندھلا گیا۔

آن علیدان کو گھور کر دیکھنے لگی۔

علیدان کو آن کی آنکھوں میں کچھ نظر آیا تھا۔ کیا حقیقت کچھ اور تھی؟ وہ اسے غلط سمجھا؟؟؟

علیدان کی زندگی میں یہ پہلی بار تھا کہ وہ ایک ایسی عورت سے ملا جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی تھی بلکل بھی نہیں گھبرائی نہ ہی ڈری تھی۔

وہ اس وقت جنگلی بلی کی طرح خونخوار نظر آرہی تھی جو کسی بھی وقت حملہ کر دیتی ہے۔۔

"کیا اب کچھ کہنے کو نہیں رہا؟۔ علیدان کو اس کی چپ پر حیرت ہوئی۔۔ وہ چاہتا تھا وہ کچھ صفائی میں بولے۔۔ کہے کہ "مسٹر شاہ آپ غلط ہیں"

"جب بولی تو آواز کے ساتھ لہجہ تک ٹھہرا ہوا تھا اتنا جامد کہ علیدان تک پل کو تھم سا گیا۔۔

"میں آپ کو زیادہ نہیں جانتی مسٹر علیدان شاہ" اور میں اپنے راز آپ سے شیئر کیوں کروں گی؟" اسی لیے آپ کو میرے لیے پریشان ہونے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں " آپ آلریڈی وعدہ کر چکے تھے کہ یہ بات صیغہ راز رہے گی " آن نے جتنی سرخ آنکھوں سے اس کو گھور کر اسے جیسے یاد دلایا۔۔

آف کورس " اس نے کندھے اچکائے " میں کبھی کسی کو اس بارے میں نہیں بتاؤں گا "

"?you slept with me before, so you're the person involved, aren't you

آن نے ایک گہری سانس لے کر خود کو آرام پہنچایا۔ اور خود کو یہ یاد دلایا کہ "کتنا بھی مشکل وقت ہو ہائپر نہیں ہونا بلکہ کول رہنا ہے۔۔ کیوں کہ "وہ ایک استاد ہے"

"تو پھر آپ کا کیا مطلب تھا ان ساری باتوں کا دوبارہ سے ذکر کرنے کا؟؟؟" آن نے نرمی سے استفسار کیا۔

"میں نے صرف آپ کی غلط بیانی کو رد کیا تھا، صرف آپ ہی غیر نہیں ہیں، جو اس چھت تلے رہیں گیں، "غیر قانونی رہائش" کی اصلاح یہاں استعمال کرنا بالکل بھی درست نہیں تھا، آپ یہاں کے ہر اس فرد جیسی حیثیت رکھیں گیں، جنہیں میں نے ہائپر کیا ہوا، میں آپ کو رہائش کے ساتھ کھانا بھی مہیا کروں گا،...

"اور آپ یہاں میرے بھائی کو تعلیم دینے کی ذمہ دار ہوں گیں، بس اتنا ہی"۔ کندھے اچکا کر اسے دیکھا جیسے پوچھا کہ "ٹھیک ہے؟؟؟"

اتنے میں مدھان شاہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

علیدان شاہ کھڑا ہو گیا دروازے تک پہنچ کر اس نے کہا "مس آن کا یہاں رہائش کا مسئلہ حل ہو گیا، اب آپ لوگ اپنی کلاس شروع کریں اوکے"

آن نے کچھ بھی نہیں کہا۔ ان دونوں میں کیا بحث ہوئی؟ وہ صرف اپنا فیصلہ سنا کر چلا گیا۔

البتہ آن نے سوچنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ وہ یہ آفر قبول کر لے کیونکہ ویسے بھی اس نے ہاسٹل چھوڑ کر کہیں اور رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

علیدان شاہ نے اس سے حد سے زیادہ نفرت کا اظہار کیا تھا سو اسے بالکل بھی علیدان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

یہ اس کے لیے ایک مہینہ تک رہنے کا اچھا موقع تھا جب تک وہ کہیں اور جگہ نہیں دیکھ لیتی۔ اس نے خود کو مطمئن کیا۔

دوسرے دن زایان نے اسے فون پر اپنے ساتھ لنچ پر مدعو کیا۔ وہ کلاس لینے کے بعد جلدی جلدی بتائے گئے ریسٹورانٹ میں پہنچی۔

یہ استنبول شہر کا سب سے بڑا ریسٹورانٹ تھا۔  
زایان اس کے آنے سے پہلے ہی آن کی پسندیدہ ڈشز کا آرڈر کر چکا تھا۔

وہ جیسے ہی بیٹھی،  
"تم تھک گئی ہو؟" زایان نے اس کے تھکے تھکے چہرے کو دیکھتے پوچھا۔

اس نے دو گلاس بھر کر پیئے  
"میں نے صرف وہاں بیٹھ کر وہ سیکھا جو پہلے سے ہی میرے ذہن میں تھا" تو پھر کیسے تھک سکتی  
ہوں؟ وہ مسکرائی۔

"چھوٹی سی لڑکی" تم ہمیشہ اچھی خبریں سناتی ہو "زایان نے چھیڑا۔

"کیوں کہ میں بری نہیں ہوں" کبھی یہ مت سوچئے، "میں تو سب سے زیادہ رحم دل ہوں"  
"آئی ایم پریٹی گڈ"

مسکراہٹ اس کے چہرے پر کھل رہی تھی اور بڑی رغبت سے کھانے میں مگن ہوئی۔

"کھانا آرام سے کھاؤ آن۔۔" کوئی تم سے چھین کر نہیں لے رہا۔"

وہ ہنس پڑی کھکھلا کر "آپ مجھ سے جیت نہیں پائیں گے زایان بھائی، میں یہ سارا ختم کروں گی"

"اوکے، تو پھر یہ سارا کھاؤ" اگر یہ پورا نہ پڑے تو مینو میں اور دیکھ لیں گے۔۔ خود کو دیکھو کتنی پتلی ہو رہی ہو۔ اگر تمہاری ماں زندہ ہوتیں تو کتنا دکھ کرتیں؟"

جب زایان نے اس کی ماں کا ذکر کیا تو آن نے ایک سرد آہ کھینچی۔۔ کھانے سے ہاتھ روک دیا "بھائی نہ کریں۔۔!"

آل رائیٹ، آل رائیٹ، میں اور کچھ نہیں کہوں گا۔۔ بس کھانا کھاؤ "زایان کو بالکل اچھا نہیں لگا کہ آن اداس ہو۔۔ وہ اسے یقیناً خوش کرنا چاہ رہا تھا تبھی ہلکی پھلکی باتیں کر کے اس کا دھیان بٹاتا رہا۔۔"

اسی لمحہ کوئی آن کی نظر کی زد میں آیا، آن نے اسے دیکھا تو وہیں ساکت رہ گئی کھانے کی خواہش وہیں دم توڑ گئی۔۔ زایان نے آن کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو دنگ رہ گیا۔۔

زایان حیرت سے کھڑا ہو گیا "بیش، تم یہاں کیسے آئی؟"

"بھائی، آپ باہر سے آگئے اور سب سے پہلے اس گھٹیا لڑکی سے ملے بجائے اپنی بہن کا خیال کرنے کے، آپ ایسا کیسے کر سکتے بھائی؟"

بکواس مت کرو" زایان نے تنبیہ کی

"کیا میں غلط ہوں؟" یہ گھٹیا ہے، یہ ہماری مام کے لیے باعثِ شرم ہے" اور آپ ہیں کہ اس سے اچھا سلوک کر رہے؟؟؟"

"بنیش عزت سے بات کرو"

"زایان نے سختی سے کہا۔"

"عزت؟؟؟"۔۔۔ یہ گھٹیا لڑکی اس قابل ہے کہ اس سے عزت سے بات کی جائے؟؟؟"

بنیش تقریباً چلائی "زایان بھائی، چلو میرے ساتھ آپ کی بہن میں ہوں، آپ ایک غیر اور گھٹیا لڑکی کے خاطر اپنی بہن پر چلا رہے ہیں؟"

"تم بھت سخت ہو رہی ہو" اپنے جاہلانہ بولنے کے طریقہ کو دیکھو!"

"جاہلانہ؟؟"

"میں تو اسے ماردینا چاہتی ہوں کیونکہ ہماری مام کو اس کی وجہ سے لوگوں کی باتیں برداشت کرنی پڑیں" لیکن میں ایسا نہیں کروں گی کیوں کہ میں بھت ہی نرم دل کی ہوں" کیا نہیں تھا بینش اعوان کے لفظوں کے ساتھ لہجے میں؟؟ نفرت، حقارت، حد سے زیادہ دھتکار۔

آن کی مٹھیاں سختی سے بھینچ گئیں وہ مسلسل ہوئی تذلیل کے احساس سے کھڑی ہو گئی اور گھور کر سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ بینش کو دیکھا۔

"بینش اعوان تمیز سے بات کرو" پہلی بات یہ کہ میرا کوئی باپ نہیں ہے، سو اپنے باپ کی بات مت کرو، آئی ڈونٹ کیئر، مزید یہ کہ میں نے اعوان فیملی کا ایک روپیہ تک خود پر خرچ نہیں کیا، نہ ہی تمہارے پیسوں سے کوئی لقمہ کھایا ہے، یہاں تک کہ میری ماں جب سخت بیمار تھی اور اسکی زندگی بچانے کو پیسوں کی ضرورت تھی، "تب بھی میں نے تم لوگوں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلا یا۔"

اس کے الفاظ کی وجہ سے بینش اعوان کے چہرے پر شرمندگی کے تاثر ضرور ظاہر ہوئے۔۔ لیکن جلدی ہی قابو پا کر حقارت سے بولی "تمہارا وجود سوائے زلت کے کچھ نہیں"

پھر بھی حقارت۔۔

"یہ صرف تمہارا خیال ہے، میرا نہیں" مجھے اپنی "ماں کی بیٹی" ہونے پر فخر ہے۔  
آن نے گہری سانس کھینچی اور اپنا بیگ کھینچ کر اٹھایا ایک ہزار لیرا نکال کر ٹیبل پر تقریباً پھٹکے جو وہ  
ہمیشہ کسی ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے رکھتی تھی، اور غصہ سے بولی "بل ادا کر دینا" یہ کہہ  
کر رکی نہیں باہر نکلتی چلی گئی۔۔

زایان اس کے پیچھے باہر تک آیا  
اور اس کی کلائی تھام کر روکا۔

"آن۔۔۔ آن میری بات بات سنو۔۔۔ بینش۔۔۔"

"پلیز زایان بھائی آگے کچھ مت کہئے گا۔۔۔ میں اور اپنی تذلیل نہیں سہہ سکتی۔۔۔ اتنا کافی تھا۔۔۔ میں گھر  
جاری ہوں۔۔۔ آپ کو بعد میں کال کروں گی۔۔۔ یہ کہہ کر وہ تکلیف سے لب بھیج کر مسکرائی۔۔۔"

اس کی آنکھیں تذلیل کے احساس سے دھندھلا رہی تھیں۔ خود پر قابو پا کر نکلتی چلی گئی۔۔

اس کے جاتے ہی زایان غصہ سے بینش کے طرف آیا اور تقریباً چلایا "اب تو خوش ہو تم" شیم لیس  
گرل۔

آن روڈ پر کافی دیر یو نہی بلا ارادہ خاموش بنا کہیں دیکھے چلتی رہی آخر تھک کر کنارے پر ٹک گئی۔۔

چہرہ ہاتھوں میں چھپائے وہ کراہی "مام آئی مس یو، مس یو مام۔۔ کیوں چھوڑ گئیں مجھے۔۔ کیوں مام۔۔؟؟ وہ بے آواز روئی۔۔"

اتنی بھاری ٹریفک کی بھیڑ میں علیدان شاہ نے آن کو دور سے ہی چہرہ چھپائے روڈ کنارے پہ بیٹھے دیکھا۔

کار رش میں دس منٹ تک پھنسی رہی اور وہ دس منٹ تک آن کو گھورتا رہا۔ اسے یوں روتے دیکھ کر حیران ہوتا رہا۔

۔ وہ اسے ایک ساکت کٹھ پتلی کی طرح لگی جو گردن جھکائے بنا کسی تاثر کے زمین کو گھورے جارہی ہو"

اس نے دروازہ کھول کر قدم باہر نکالے اور آن کے جانب بڑھنے لگا،

کالے لیڈر کے جوتوں والے پاؤں اس کی آنکھوں کے آگے ظاہر ہوئے۔  
آن نے آنسو بھرے چہرے کے ساتھ سر اٹھایا اور دنگ رہ گئی۔

دونوں کی نظریں ملی اور وہیں کچھ پل کو تھم گئیں۔

آن نے جلدی سے چہرہ دوسری طرف گھمالیا، جلدی سے اپنے گالوں پر پھیلے آنسو ایک ہاتھ سے صاف کیئے۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ تکلیف کے موقع پر بے کچھ آنسو اس کا بھرم توڑ دیں۔۔ جسے قائم بہت مشکل سے کیا ہے۔۔ اور کھڑی ہو گئی

"مسٹر علیدان شاہ" آپ یہاں کیسے؟"

آن نے خود کو بھت پر سکون ظاہر کیا۔ جب علیدان شاہ کے طرف دیکھا۔

"کیا یہ آپ کا تکیہ کلام ہے؟" علیدان نے اسے گھورا۔۔ نظریں اس کی بھیگی بڑی بڑی آنکھوں سے ہٹنے کو تیار نہ ہوئیں۔۔ کیا سحر تھا ان بھیگی نیلی آنکھوں میں؟" وہ جانتا ہی نہ تھا۔۔

کچھ وقت تک تو واقعی اسے سمجھ نہ آئی۔۔ کنفیوز سی اسے نا سمجھی سے تگے گئی۔۔ پھر اسے یاد آیا کہ "ہر بار جب جب وہ علیدان کو دیکھتی ہے تو یہی سوال پوچھتی ہے"

"ویل" مجھے صرف "مسٹر شاہ کے سامنے آنے پر حیرت ہے، جو پورے استنبول کی خیریت پوچھتا ہے، وہ بھی روڈ پر کھڑے ہو کر "ٹھنڈا کر کے مارتی تھی یہ لڑکی۔ علیدان نے پل بھر ضرور سوچا۔ اور متاثر ہوا۔

"stop saying such beautiful words, what are you doing sitting here"

"اتنے خوبصورت الفاظ کہنا بند کریں (مطلب میٹھا طنز کرنا بند کریں) یہاں بیٹھ کر کیا کر رہی ہیں؟"

مجھے تو یہاں بیٹھنا غیر قانونی نہیں لگا" پھر طنز۔۔

"بھت ہی افسوس کی بات" اسے واقعی تاسف ہوا۔

"کیوں یہ تو پبلک روڈ ہے؟" وہ اب کے واقعی حیران رہ گئی..

"جب میں نے کار کی کھڑکی سے دیکھا تو آپ مجھے روڈ کنارے بیٹھی گھر سے نکالی گئی پالتو بلی لگیں"

یہ سن کر آن نے تصور کیا۔۔ "جیسے واقعی اس کی زندگی ایک گھر سے نکال دی گئی بلی سے مختلف نہیں" اس کی کوئی فیملی نہیں، اسے ہر جگہ سے دھتکارا گیا، اور اس کے پیچھے کوئی اس کا انتظار کرنے والا بھی نہیں،

اس کی آنکھوں میں ہلکی سی ویرانی ظاہر ہوئی۔

"تو پھر میں پریشانی کا باعث واقعی بھی نہیں بننا چاہوں گی مسٹر علیدان شاہ" میں چلتی ہوں"

اس نے جیسے ہی ایک قدم بڑھانے کو اٹھایا علیدان کی سرد آواز نے اسے وہی منجمد کر دیا "آن میڈم" کہاں جا رہی ہیں آپ؟" چلیں میرے ساتھ۔۔ میں گھر ہی جا رہا ہوں۔۔"

وہ مڑا اور کچھ قدم ہی چلا تبھی اسے محسوس ہوا کہ وہ اس کے ساتھ نہیں آئی اس نے ازلی سرد لہجے میں پوچھا"

"کیا آپ یہیں ڈیرا ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہیں؟" اب کے تپتی تپتی سی نظر اس پر ڈالی۔

"میرا لگیج ابھی تک ہاسٹل میں ہے" وہ منمنائی اور منہ بنا لیا۔

"شاہ" ولا میں آپ کو کسی چیز کی کمی نہیں ہوگی۔ آپ کل جا کر اپنا لگیج لے آنا، گاڑی میں بیٹھیں۔"

اس نے ڈرائیور کو حکم دیا "صرف گھر چلو"  
"آل رائیٹ سر"

ڈرائیور نے چونک کر ریڑیو سے انہیں دیکھا "کیا علیدان نے اسے نہیں کہا تھا کہ "کلب ہاؤس چلو"  
علیدان نے گھور کر شیشے میں اسے دیکھا تو ڈرائیور نے ہڑبڑا کر نظریں ہٹا دیں بنا کچھ کہے گاڑی "ولا  
کی جانب موڑ لی"

آن نے اس کی طرف نظر کی پھر سوالیہ ہوئی "آپ کہیں اور جارہے تھے؟" اگر آپ مصروف ہیں  
تو پلیز مجھے یہیں ڈراپ کر دیں میں خود سے گھر چلی جاؤں گی"  
"میں ویسے بھی گھر ہی جا رہا تھا" علیدان نے جیسے اسے مطمئن کیا۔

کچھ لمحے خاموش سرکنے کے بعد علیدان بے اس کے اداس چہرے کو دیکھا جو گم سم سی ایسے بیٹھی تھی۔ جیسے اس کے سوا کوئی نہ ہو۔

"کیا کچھ ہوا ہے؟" علیدان شاہ نے جانچتے ہوئے خود ہی خاموشی کو توڑا۔

"سوچ انسان کی ذاتی ملکیت ہوتی ہے۔

وہ چاہے تو سوچ سات آسمانوں تک لے جاسکتا ہے

اور چاہے تو قدموں کے نیچے تک گرا سکتا ہے۔ آن نے بھی علیدان کے سوال پر یہ دل میں ضرور سوچا تھا۔۔

اپنے ہزار لیرا کے کھودینے کا غم اسے بری طرح کھائے جا رہا تھا، وہ بھت افسردہ تھی "اب وہ کبھی زایان اعوان جیسے امیر زادے کے ساتھ کھانا کھانے نہیں جائے گی"

"کچھ خاص نہیں!" روڈ پر چلتی ساری قیمتی کاروں کو دیکھ کر میں صرف یہ سوچ رہی تھی، کہ یہ سب بھی رش میں عام گاڑیوں کی طرح پھنس گئی ہیں "it was funny" "آپ نے دیکھا؟؟ پیسہ سب کچھ نہیں کر سکتا"

بات گہری تھی اتنی ہی گہری جتنی اس وقت علیدان کو وہ لگ رہی تھی۔

علیدان سمجھ گیا " وہ اصل بات چھپا گئی ہے بلاشبہ اس کا چہرہ سپاٹ تھا اس کے اندر کی بات کو وہ نہیں جان پارہا تھا اور یہی بات علیدان شاہ کو الجھا رہی تھی۔۔ اس کے صاف طور پر۔۔ بات گھما کر ٹالنے والے انداز پر علیدان کو برا لگا۔ "کیا وہ اسے تین سال کا بچہ سمجھ رہی تھی؟"

" تو پھر آپ رو کیوں رہی تھی؟"

اب علیدان کا اشارہ اس کے تھوڑی دیر پہلے والے عمل کے طرف تھا۔

" میں رو رہی تھی کیوں کہ میں "غریب" ہوں، مجھے کوئی حق نہیں کہ اتنی بڑی کار میں بیٹھوں، اور ٹریفک جام ہو جائے تو اسے بددعائیں دوں، "میرے پاس کار نہیں"

وہ اب بھی ساکت سی سامنے یک ٹک دیکھتے کہیں گم ٹرانس میں بولے جارہی تھی۔ یہ سچ ہی تھا جو بے ساختہ نکلتا رہا۔

آپ ایسے کہہ رہی ہیں جیسے آپ ڈرائیو کرنا جانتی ہیں، اگر آپ کے پاس کار ہوتی!"

علیدان نے جاننا چاہا۔

آن نے گردن گھما کر اسے گھورا " یہ آدمی۔۔ کیا اس کا "ہونا" بھت ضروری تھا؟؟ کیا ہوتا اگر یہ نہ ہوتا!! "

ڈرائیور، کیا آپ جب پیدا ہوئے تب سے ہی ڈرائیو کرنا جانتے ہیں؟؟" وہ کریم کے طرف مڑی۔

کریم ڈرائیو کرتے ہنسا "میں آپ مذاق کر رہی ہیں؟"

اس نے اب کہ مڑ کر طنزیہ نظروں سے علیدان کو نہارا "اس کا مطلب ہے۔۔۔ مسٹر علیدان شاہ" یہ قابلیت پیدا ہوتے ہی ساتھ لائے ہیں"

علیدان شاہ کے رد عمل کا سوچ کر کریم نے تھوک نگلا۔۔

مس آن کی ہمت کیسے ہوئی؟ کہ علیدان شاہ کی مخالفت کرے؟"

"کریم گاڑی روکو اور باہر نکلو۔ علیدان نے سپاٹ لہجے میں کریم سے کہا

کریم نے گاڑی روک دی لیکن الجھا سا پھر بھی بیٹھا رہا۔۔

"آئی آرڈرڈ یو۔۔ گیٹ آؤٹ داکار" وہ دھاڑا۔۔

کریم نے ہڑبڑا کر جلدی سے سیٹ بیلٹ کھولی اور دروازہ کھول کر باہر نکلتے ایک نظر آن پر ترحم بھری ڈالی جیسے کہہ رہا ہو۔۔

"مس آن اب اپنے لئے خیر کی دعا مانگ لیں"

آن نے گھبرا کر علیدا ان کو دیکھا۔

"آپ مذاق کر رہے ہیں؟"

وہ جیسے بے یقین ہوئی۔

"میں آپ کو ایک موقع دے رہا ہوں خود کو ثابت کریں"

"لیکن میں یہ موقع رد کرتی ہوں"

"تو پھر پوری رات اس گاڑی میں گزار لیں" کیونکہ شرمندہ تو آپ نے ہی ہونا ہے، میں نے کم

از کم ڈینگیں نہیں ماری"

اب کہ وہ ریلیکس ہوا۔

"میں تو یہ آپ کے فائدے کے خیال سے کہہ رہی ہوں"

"کیا آپ کی گاڑی قیمتی نہیں؟؟" مزید یہ کہ آ۔۔ آپ بھی اس گاڑی میں موجود ہیں۔۔ اگر۔۔ اگر

کچھ غلط ہو گیا۔۔ تو کتنا برا ہو گا؟؟؟" ہے نا۔۔؟

اس کی چکنی چڑی باتیں بالکل بھی اس کے کام نہیں آرہی تھیں۔

"پھر تو کوئی مسئلہ نہیں آپ بھی میرے ساتھ جہنم میں جاو گی"  
"اور شاید آپ میری زندگی سے دوسری زندگی میں بھی فائدہ اٹھا سکیں"

آن کے ہونٹ بھینچ گئے  
"کیا یہ شخص اتنا ہی تنگ نظر ہے؟"

"وہ خود بھی بچوں کی طرح ضد نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اسے یہ برا لگا جب آن نے اس کے کہے کی مخالفت کی، ورنہ پورے استنبول میں کسی کی ہمت نہیں تھی کہ علیدان شاہ کی مخالفت کر سکے۔"

"Are you serious?."

آن نے منہ بنالیا۔

ایک امید تھی اسے کہ وہ اپنی ضد سے ہٹ جائے۔۔ بات ٹل جائے۔۔ لیکن۔۔۔

"ہری اپ " آگے بیٹھیں۔۔ وہ دروازہ کھول کر خود بھی پسینہ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

آن "مرتا کیا نہ کرتا" کے مصداق کانپتی ٹانگوں اور دھڑکتے دل کے ساتھ آگے جا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

آن نے ایکسیلیٹر کو دبا کر کانپتے پاؤں اور تھر تھر کانپتے ہاتھوں کے ساتھ گاڑی چلا دی۔۔ تبھی سرد آواز نے جیسے کانوں میں "صور اسرائیل پھونکا"۔

"یہ کار دس ملین لیرا سے کم نہیں اگر آپ کی وجہ سے اسکی ٹوٹ پھوٹ ہوئی، تو آپ اس کا نقصان بھریں گی میں آپ کو 50% فیصد رعایت دیتا ہوں۔۔ اسی لئے بے فکر ہو کر چلائیں" وہ اسے ڈرا کر بھی دلاسا دے رہا تھا۔

آن تڑپ ہی تو اٹھی آنکھیں نم ہو گئیں "آپ مجھے ڈرا رہے ہیں؟" "میں نہیں چلا رہی۔ اس سے اچھا ہے ساری رات گاڑی میں گزار دوں" وہ رونے کو ہوئی۔

"کوئی بات نہیں۔ اگر ساری رات یہ قیمتی گاڑی روڈ پر کھڑی رہے گی تو مشکل آپ ہی کو ہوگی۔ جب لوگ اتنی دیر تک ایک گاڑی تنہا کھڑی دیکھ کر اس کی تصویریں کھینچ کر سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کر دیں گے۔ تو پورے استنبول میں مشہور تو آپ ہو جائیں گیں" اس نے ڈرایا۔۔ یہ سن کر آن بیچاری واقعی ڈر گئی۔۔

"کیا یہ شخص اس کا سب سے بڑا حریف ہے؟" آن نے تقریباً دانت پیسے اور گاڑی کو چلا کر روڈ پر لائی۔

علیدان کے ہونٹ ہلکا سا مسکرائے اور سینے پر ہاتھ باندھ کر اسے دیکھا  
"ڈریں مت۔ اگر گاڑی کی ٹوٹ پھوٹ ہوئی بھی تو میں آپ سے سود سمیت وصولوں گا۔"  
اور یہ وصولی پیسے کی شکل میں نہیں ہوگی۔ بلکہ۔۔ "وہ رکا" نظریں آن کے وجود کا طواف کرنے لگی،  
آن کا دل اچھل کر جیسے حلق تک آیا۔

"یہ وصولی آپ کے وجود کی صورت میں ہوگی، گھائے کا سودا تو یہ بھی نہیں ہے۔"  
وہ اب واقعی علیدان کے الفاظ سن کر دل میں سہم گئی۔ گھور کر نرم آنکھوں سے دیکھا۔ جس کی  
آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھی۔

ابھی کچھ دور ہی چلی کہ سامنے آتی گاڑی سے مس ہو گئی آن نے جلدی سے بریک ماری۔  
لیکن گاڑی لگ ہی چکی تھی۔

"اوہ" یہ کیا کر دیا میں نے؟، وہ سخت ڈری تھی جسم سے جیسے روح کھینچ لی ہو کسی نے۔۔ "مجھے  
بریک مارنی چاہئے تھی" آن نے جیسے خود کو کوسا۔

"تو ابھی کس نے بریک لگائی؟؟؟" علیدان کو اس کی دماغی حالت پر تشویش ہوئی۔

"میں دیکھتا ہوں" یہ کہہ کر وہ گاڑی سے نکل آیا۔

غلطی بحر حال اس آدمی کی تھی۔ علیدان نے والٹ سے پیسے نکال کر معاملہ ختم کر دیا۔ تین منٹ کے اندر وہ واپس آکر پسینہ پر ساتھ بیٹھا۔

"چلائیں۔۔ آپ تو پیدا ہوتے ہی ڈرائیونگ سیکھ کر آئی ہیں" میٹھا طنز کرنے سے یہ شخص باز نہ آیا۔  
 "آپ اب بھی مجھے گاڑی چلانے کا کہہ رہے ہیں؟ میں نے نہیں چلانی" وہ انکاری ہوئی۔ اگر آگے بھی کہیں لگادی ت۔۔ تو؟؟؟" وہ ڈری۔۔

"تو۔۔ کیا ہوا؟؟؟" ویسے بھی آپ نے گاڑی پر چند خراشیں تو ڈال دی ہیں۔۔ حساب تو میں آپ سے وصول کر لوں گا وہ بھی آپ کے۔۔۔ اس نے آن کے وجود کو تپتی تپتی معنی خیز نظروں سے دیکھ کر کہا "تو کچھ خراشیں اور سہی" اس نے کندھے اچکالیئے۔

وہ سر تا پیر کانپ گئی۔

اور کانپتے ہاتھوں سے گاڑی ولا کے راستے پر ڈال دی۔

ولا پہنچ کر وہ باہر نکلا۔۔ آن بھی کانپتے پیروں سے باہر نکلی ٹانگیں اس کا وزن سہار نہ پارہی تھیں۔

علیدان مسکراہٹ پاس کرتا اسے لیئے رہائش کے طرف بڑھا۔

جیسے ہی اندر داخل ہوئے۔۔ خادمہ انہیں دیکھ کر آگے بڑھی  
"صاحب میں نے آن میم کا کمرہ چھوٹے صاحب کی رہائش میں تیار کروایا ہے۔۔ اور کوئی حکم؟" وہ  
مودب ہوئی۔

علیدان نے گھور کر خادمہ کو دیکھا  
"مدھان کی پرائیویسی کا حرج ہوگا، اگر کوئی دوسرا فرد اس کی رہائش میں رہا۔۔  
آپ میرے ساتھ والا کمرہ آن میم کے لئے تیار کروائیں۔ دوبارہ نہ کہنا پڑے، خادمہ پر سخت نظر  
ڈالی۔

"جو حکم صاحب میں ابھی کسی کو بھیج کر کروا دیتی ہوں"

علیدان ایک نگاہ غلط آن پر ڈال کر کوٹ جھٹک کر سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے کے جانب بڑھتا  
گیا۔۔

اس کے جاتے ہی آن نے ڈرائینگ روم پر نظر کی کشادہ اور سجاوٹ سے پر جو رہنے والوں کے ذوق کا آئینہ تھی آن نے ایک گہری سانس لے کر خود کو پرسکون کیا۔  
 "آئیے میم" آپ کا روم تیار ہے" وہی خادمہ ادب سے جھکی۔  
 "ہممم۔۔ تھینک یو۔۔ وہ اس کے ساتھ سیڑھیاں چڑھ کر دائیں جانب بڑھی۔  
 کمرہ خوب کشادہ تھا۔۔ ہر چیز قیمتی سے قیمتی۔۔ نرم بڑا بیڈ جسے دیکھ کر ہی آن نے اس کی نرمی محسوس کر لی۔۔

خادمہ اسے کمرے میں چھوڑ کر واپس چلی گئی۔

آن نے گھوم کر پورے کمرے کا جائزہ لیا۔۔ سامنے لٹکے نرم اور خوبصورت پردوں کو ہٹا کر بڑی سے وال سائیز ونڈو کے پار دیکھا جہاں سے باہر بڑا سا ولا کا لان نظر آرہا تھا۔۔ مصنوعی پول۔۔ اور گریزی۔۔ جو نظروں کو بھلی لگی۔۔ آن پرسکون ہوئی۔

کچھ دیر بعد خادمہ کپڑوں کے جوڑے لے آئی۔ "صاحب نے یہ ابھی کے لئے بھیجے ہیں کل تک آپ کا سامان آجائے گا۔" اور کوئی حکم میم؟

"نہیں اڑاؤ کے"۔۔ خادمہ یہ سن کر واپس دروازہ بند کر کے چلی گئی۔

"آن نے کپڑے دیکھے سب نئے تھے جیسے ابھی خریدا گیا ہو۔

اس نے ایک جوڑا الگ کیا۔۔ اور جا کر چنچ کیا۔۔

آن سمجھی " نئی جگہ پر اسے نیند نہیں آئے گی۔ لیکن وہ جب نرم بستر پر گری تو ایسے سوئی کہ صبح 7:00 کے الارم پر آنکھ کھل سکی۔

آن نے مزے کی انگڑائی لی اور اٹھ کر فریش ہوئی۔  
جیسے ہی کمرے سے باہر آئی سیڑھیوں کی طرف نیچے جانے لگی کسی کے سخت وجود سے زور سے جا ٹکرائی  
"اوپس۔۔، آن نے بے اختیار اپنی پیشانی سہلائی۔

علیدان کا کمرہ سیڑھیوں کے بالکل ساتھ تھا۔ تو دونوں ہی تقریباً ٹکرا گئے۔

"مسٹر علیدان شاہ " گڈ مارن " اسے کچھ نہ سوچھا تو سلام کر لیا

"ہمممم، آپ کی اس خوبصورت ٹکراؤ نے تو میری بھوک بڑھا دی " آن کو گھورا  
اس کے معنی خیزی لیے جملے آن کو بالکل سمجھ میں نہ آئے۔

آن کی نا سمجھی سے دیکھنے پر " میرا مطلب ہے آپ اس آؤٹ فٹ میں کافی sexy لگ رہی ہیں "  
بات بدل دی

آن نے خود کو دیکھا جو ہر جگہ سے ڈھکے ہوئے تھے۔ "کہاں سے sexy؟؟ وہ بالکل بھی سمجھ نہ سکی۔"

وہ آگے بڑھ گیا

۔ آن جیسے ہی ڈائننگ ہال میں آئی علیدان نے اسے پکار لیا

"آئیے مس آن ساتھ ناشتہ کریں"

"آن، بچپکانی" نہیں میں اسکول کیفی ٹیریا سے کرلوں گی" اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ بحر حال یہاں ایک الگ حیثیت سے آئی تھی گھر کی فرد نہ تھی۔ اس نے خود کو اس قابل نہ سمجھا کہ ٹیبل پر ساتھ بیٹھ جائے۔

"مدھان بھی یہاں ناشتہ کرتا ہے آپ اسی خیال سے ہی بیٹھ جائیں آپ تنہا بالکل نہیں"

وہ بیٹھ گئی۔ خادمہ نے ناشتہ چنا۔ وہ خاموشی سے کرنے لگی۔ کافی دیر گزر گئی لیکن مدھان شاہ نہیں آیا۔

آن کو علیدان کی نظریں خائف کر رہی تھی۔ جو مسلسل اسے گھور رہا تھا۔ بنا ادھر ادھر دیکھے۔ "میں چلتی ہوں" ناشتہ کے بعد آن نے اپنا پرس اٹھایا۔

ساتھ ہی علیدان بھی منہ پونچھتا نیپکن پلیٹ میں نفاست سے رکھتا۔ اٹھ کھڑا ہوا  
"آئیے۔" وہ ساتھ ہوا

"لیکن میں چلی جاؤں گی" آن نے انکار کرنا چاہا۔

"آپ کی یونی اور میرا راستہ ایک ہے۔۔ میرے خیال سے آپ کم وقت میں میرے ساتھ پہنچ جائیں  
گی۔۔"

وہ خاموشی سے بیٹھ گئی کریم نے گاڑی چلا کر یونی کے راستے پر ڈال دی۔

"واپسی میں کریم آپ کو پک کر لے گا۔"

علیدان نے جیسے وارن کیا

"لیکن" آن نے چاہا کہ اسے روک دے وہ غریب ہے اتنی کرم فرمائیاں انورڈ نہیں کر سکے گی۔۔ وہ  
ملازم ہے اور بس سے بھی جاسکتی ہے۔۔

علیدان نے کریم کو گاڑی آگے بڑھانے کا اشارہ کیا۔ اور گاڑی زن سے نکلتی چلی گئی۔

کلاسز دوپہر تک ختم ہوئی تو وہ بھاگتی ہوئی ہاسٹل روم پہنچی جلدی جلدی اپنی چیزیں پیک کیں۔ اور ٹیبل پر ایک نوٹ اپنی روم میٹ کے لئے چھوڑ کر باہر نکل آئی،

اسٹریٹ پر اتفاقاً اسے حان حارث دکھا۔ وہ اسے دیکھ کر نظر انداز کر کے اپنے قدم بڑھاتی رہی۔۔۔  
حان حارث اسے جلن سے دیکھتا گیا۔ اس کے راستے پر پھیل کر کھڑا ہو گیا۔ آن نے جب دیکھا کہ وہ ہٹا نہیں تب بھی آگے نکلتی گئی۔۔۔  
حان نے یہ دیکھ کر آن کو کلائی سے کھینچ کر روکا

آن نے لب بھینچ لینے خود کو ہائپر ہونے سے روکا۔ لیکن کہا کچھ نہیں۔

"آن کیا تمہارے پاس کہنے کو کچھ نہیں ہے؟"  
"نہیں"

ایک لفظی جواب دے کر کلائی چھڑوانا چاہی لیکن حان نے زبردست جھٹکا دے کر اس کی یہ کوشش ناکام کر دی۔۔۔

"فائن"۔۔۔۔۔ نہیں؟؟

اس نے سر ہلا کر تائید کی، اور بات جاری رکھی۔

"میں نے اپنی مام سے سنا ہے کہ تم نے اپنی نوکری بچانے کو مجھے استعمال کیا!" بولو۔۔ یہ سچ ہے؟؟؟

آن نے ہنسیوں اچکا کر اسے گھورا۔

"تم نے صرف ایک مقصد کے لئے میرا ساتھ چاہا، am i right؟ تم مجھے پسند نہیں کرتی تھی صرف مجھ سے بدلہ لینا چاہا" am i right؟

آن کچھ نہ بولی فقط ایک لمبی سانس ہوا کے سپرد کر کے خود کو پرسکون کیا۔  
اور اپنی کلائی چھڑانے کی جستجو کی۔ لیکن حان نے اسے بالکل نہیں چھوڑا بلکہ سختی سے جکڑے رہا۔

"مجھے جانے دو" آن کا لہجہ سپاٹ رہا، جیسے کوئی لینا دینا نہ ہو۔

"کیا تم کو شرم آرہی کہ مجھے تمہاری حرکت معلوم ہو چکی ہے، میں جان چکا ہوں کہ جس شخص نے تم کو نوکری کا موقعہ دیا ہے وہ میری مام ہیں"

حان تکلیف سے چینٹا۔۔

آن نے اسے غصہ اور جارحانہ تیور سے دیکھا۔

"تمہاری مام یہ بار بار مجھے کہتی رہیں کہ " میں اگر تمہارا پیچھا چھوڑ دوں تو یہ نوکری جاری رکھ سکتی ہوں "

اس کی آواز بالکل تیز نہیں تھی۔۔ وہ بمشکل اسے سن پارہا تھا۔

"مجھے خود پر یقین تھا کیونکہ میں سخت محنتی ہوں۔ اپنی قابلیت کے بدولت مجھے ویسے بھی یہ جاب مل جانی تھی "

"اگرچہ میں جانتی ہوں کچھ طاقتور لوگ مجھے پسند نہیں کرتے " اشارہ حنیم اور حان کی مام کی طرف تھا۔۔

"حان حارث کیا تم جانتے ہو؟ میں نے تم سے شادی کا فیصلہ سوچ سمجھ کر کیا تھا، اگر تمہاری ماں مجھے باہر بھی پھینک دیتی تب بھی میں تم کو نہ چھوڑتی بلکہ کہیں اور نوکری کر لیتی۔۔ لیکن۔۔۔ وہ ٹھہری لیکن تم نے مجھے بہت زبردست طمانچہ مارا ہے۔

"میں نے دیکھا ہے وہ لمحہ، میں نے دیکھا ہے وہ منظر، اور گیس کرو کہ وہ منظر کیا تھا؟" اب کے اشارہ اس کے اور حنیم کے خفیہ رلیشن کے طرف تھا۔  
آن نے اسے شرمندہ کرنے کی واقعی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

حان نے تکلیف سے اسے دیکھا۔

"میں سوچ رہی تھی، تم نے مجھے برباد کر دیا ہے۔" اگر میں تمہارے ساتھ نہ ہوتی تو جاب حاصل کرنے کے لئے اپنی لیبٹی پر انحصار کرتی "

اگر اب میں یہاں اور ٹھہری تو تمہاری وجہ سے خود کی تذلیل کرواتی رہوں گی، مجھے بے عزت ہو کر بھت تکلیف ہوئی ہے۔ جو مجھے برداشت نہیں۔ "تمہاری ماں نے کہا " میں ایک یتیم ہوں اور بالکل بھی ان کے خاندان کو قبول نہیں۔ تم سمجھ سکتے ہو مجھے کتنی تکلیف دی ان الفاظ نے؟؟ " میں یتیم نہیں ہوں۔۔ میری ایک ماں ہے " کیسے ہوں میں یتیم؟؟ "

آنکھیں شدت غم سے بو جھل ہو کر سرخی مائل ہو گئیں۔۔ آنسو بہنے کی جسارت پھر بھی نہ کر سکے آن نے شدت سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔

"مجھے بھت افسوس ہے آن مجھے یہ سب واقعی نہیں معلوم تھا۔ میں اپنی مام کی طرف سے دی گئی تکلیف کا مداوا نہیں کر سکتا لیکن ان کی طرف سے کہے گئے الفاظ کی معافی مانگتا ہوں "

"تم نے یہ سب مجھے پہلے بتا دیا ہوتا تو۔۔۔"

"پہلے بتاتی؟؟ آن نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا

"پہلے بتادیتی تو تم کیا کرتے حان؟؟ اپنی مام کے خلاف کھڑے ہو جاتے؟؟ اپنے خاندان سے جا کر لڑتے جھگڑتے؟؟

"تم کو تمہاری فیملی سے توڑ کر الگ کرتی؟؟

بولو۔۔ اور بدلے میں کیا ہوتا؟؟ یہی ناکہ میں بری بن جاتی " ہے نا؟؟!"

"اور۔۔ اگر میں یہ سب بتادیتی تو کیا تم پھر بھی حنیم سے رلشن رکھتے؟"

"یہاں بیچ میں ایک مس انڈراسٹنڈنگ تھی بس۔" وہ شرمندہ نظر آیا۔۔

"میں حقائق نہیں جانتا تھا

۔۔ مجھے نہیں پتا یہ سب کیسے ہو گیا؟" "میں تم سے اس کی معافی مانگتا ہوں۔ آن پلیز زرز۔۔ یہ کہتے

ہی ساتھ اس کی نظریں دور راستے پر بھاگتے آتی حنیم پر ٹھہر گئیں۔۔ وہ ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر

قرب آگئی۔ اس کے ہاتھ میں وہ نوٹ تھا جو آن اپنے ہاسٹل روم میں چھوڑ آئی تھی۔

"آن پلیز حان کو برا بھلا مت کہو۔ ساری غلطی میری ہے۔ اسے الزام مت دو آن "

اس نے آن کے ہاتھ پکڑ لیے۔۔۔ ڈرامہ کوئین تھی یہ لڑکی آن نے دل میں اس کی اداکاری کو واقعی کھل کر داد دی "

تبھی حان غم و غصہ سے حنیم پر دھاڑا " اسٹاپ اٹ " حنیم مسئلہ مت بڑھاو "

لیکن وہ اداکارہ تھی یکدم آن کے پیروں پر جھک گئی۔ ہاتھ باندھ لیے " میں ہی گھٹیا ہوں، یہ میں ہی ہوں جو حان سے پیار کیا، تم کو لیٹ ڈائون کیا۔۔۔ مگر۔۔۔ مگر۔۔۔

" بند کرو یہ میلوڈی ڈرامہ حنیم "

بند کرو یہ میلوڈی ڈرامہ "

تم نے نہیں کہا تھا کہ حان کو مجھ سے کوئی انسیت نہیں سوائے میرے وجود کی چاہ کے، اور میں نے اسے اپنا وجود پیش نہیں کیا! "

وہ سوالیہ ہو کر اس کی آنکھوں آنکھیں ڈال کر جیسے تصدیق چاہنے لگی۔۔۔ حان تو حیران سا کبھی اسے کبھی حنیم کو دیکھے جارہا۔ اسے واقعی حقیقت سمجھنے میں دقت ہو رہی تھی۔

حنیم تو مانو جیسے فریز ہو گئی۔۔ ہاں کرتی ہے تو حان کی نظر میں بری بنتی۔۔ نفی کرتی تو آن کی نظر میں "آگے کنواں پیچھے کھائی" کے مصداق وہ واقعی پھنس چکی تھی۔

"نہیں یہ جھوٹ ہے" اس نے نفی کر دی اس نے آن کے کہے کو جھٹلادیا۔  
"میں جانتی ہوں تم مجھ سے نفرت کرتی ہو۔ لیکن مجھ پر ایسے الزام بھی لگاؤ گی یہ پتا نہیں تھا"

"معاف کرنا حنیم"، وہ طنزیہ مسکرائی۔

"تم یہ بات مانو یا۔۔ نا مانو، میں تم کو یہ بتا دوں کہ حان حارث ایسا شخص نہیں ہو سکتا!!"، "کسی کے ساتھ محبت میں وہ گر تو سکتا ہے"، "لیکن کسی کے جسم کے ساتھ محبت میں گر نہیں سکتا"۔

"stop acting"۔ میں قطعاً رحمدل نہیں ہوں کہ تم میرے آگے جھکنے کی اداکاری کرتی رہو اور میں تمہارے

ساتھ تعاون کرتی رہوں "ہنٹھ

"اگر تم کو جھکنا اتنا ہی پسند آرہا ہے تو لگی رہو۔۔۔"

یہ کہہ کر وہ رکی نہیں اپنا لگیج گھسیٹتی نکلتی گئی۔

پیچھے سے حنیم غصہ اور تزیل سے سرخ چہرہ لیے مٹھیاں بھینچ گئی۔  
پیر پٹخ کر "damn it"

یہ لڑکی پوری پلاننگ کے ساتھ اسے لفظوں کی مار، مار گئی تھی۔

حان آن کے پیچھے پاگلوں کی طرح بھاگنے لگا آنسو اس کی آنکھوں سے بہے جارہے تھے۔۔ حنیم یہ دیکھ کر اس کے پیچھے بھاگی اور اس کو ہاتھ سے پکڑ کر روکا اور جھوٹے آنسو بہاتے ہوئے بولی  
"حان۔۔ وہ جھوٹی ہے۔۔ میں نے یہ نہیں کہا یقین کرو حان۔۔"

جسٹ شٹ اپ یو بچ "وہ شدید غم سے چلایا۔۔ اتنا کہ حلق پھٹ گیا ہو جیسے۔۔"

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔ ساری غلط فہمی تمہاری پیدا کی گئی ہے۔۔ یو آر ریلی لائیک اے بچ۔۔ شدت نفرت سے کر لایا۔۔  
"میں نے تم سے کبھی محبت نہیں کی۔۔ نہ کبھی کر سکتا ہوں۔"

وہ چیخ چیخ کر بولا۔۔ اور سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر روتے روتے نیچے روڈ پر بیٹھ گیا۔۔ پھر شدت سے سر اٹھا کر چیخا۔۔ آ آن ن۔۔

"ہاں میں تم سے پیار کرتا ہوں آ آ آن۔۔ میں تم سے پیار کرتا رہوں گا آخری سانس تک۔۔۔۔۔ روتے روتے سچی بندھ گئی۔

یہ سب دیکھتی حنیم کی جیسے سانس رک گئی۔۔ پھر سختی سے اپنے آنسو پونچھ لیئے اور اس راستے پر آن کے جاتے قدموں کے نشانات کو دیکھ کر خود کلامی کی۔

"آن دیکھ لوں گی تم کو۔۔ چھوڑوں گی نہیں"

سڈے کے دن آن نے مدھان شاہ کو اس کی سیپلیمنٹری سبجیکٹس کی ٹیوشن دی۔ پھر اپنے اسٹوڈنٹس کو پڑھانے نکل گئی۔۔

سہر کے وقت وہاں سے جیسے ہی فارغ ہوئی، اس کے فون کی بیل ہوئی نکال کر دیکھا تو ولا کا نمبر شو ہو رہا تھا

"آن میڈم: سر پوچھ رہے آپ کب تک آئیں گی؟

"آئی ایم سوری" میں آج مصروف رہوں گی نہیں آسکوں گی"

ادھر ولا میں خادمہ نے فون پر ہاتھ رکھ کر علیدان شاہ کو دیکھا جو ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھا آن کا کھانے پر انتظار کر رہا تھا " تو پھر آپ کب تک آئیں گی میں گاڑی بھیج دیتی ہوں "

"نہیں میں خود آجاؤں گی آپ زحمت نہیں کرے پلینز" ٹیک کیئر " فون آف کر کے اس نے بیگ میں ڈالا۔

علیدان نے کریم کو دیکھا جو قریب ہی کھڑا تھا " کریم پتا کرو آن میم کہاں جاتی ہیں ؟ " ایک ایک چیز مجھے معلوم ہونی چاہئے انڈر اسٹنڈ؟؟  
" اوکے سر "  
علیدان کو یقین تھا " آن اسے نظر انداز کر رہی ہے "

یہ ایک کلب کا منظر ہے ، لڑکیاں لڑکے آپس میں مگن ہنس بول رہے تھے اور ساتھ ہی ڈرنک بھی انجوائے کر رہے تھے ماحول کافی بے باک تھا کچھ افراد کھڑے دھیمے میوزک پر جھوم رہے تھے۔ آن کلب یونیفارم پہنے ، براؤن بالوں کی اونچی پونی بنائے اپنے کیوٹ سے گلابی فیس اور نیلی چمکتی آنکھوں کے ساتھ مسکراتی ہوئی ڈرنک سرو کر رہی تھی۔ آن کو کافی دیر سے کسی اجنبی کی تپتی نظریں خود پر محسوس ہو رہی تھیں۔۔ وہ کبھی ادھر ، کبھی ادھر آرڈر سرو کرتی رہی۔۔ جب کافی دیر بعد بھی

اسے تپش محسوس ہوتی رہی تب آن نے نظر پھیرا کر جانچنا چاہا، ایک ٹیبل پر سرو کے بعد آن جیسے ہی مڑی انجان ہاتھوں نے اس کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کر دی۔

"ایک رات کے کتنے لیتی ہو"

وہ شخص اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر مر مٹا یقیناً نہیں تھا۔ یہ اس کلب کی روایت نہیں تھی یہاں کی ہر ویٹریس کی عزت تھی۔

"آئی ایم سوری سر میں یہاں پر صرف ڈرنک سرو کرتی ہوں"

"خود کو معصوم ظاہر مت کرو، مجھے ایک رات کا ساتھ چاہئے"

"تو پھر آپ کو اپنا "سیکس چینج" آپریشن کروانا چاہئے"

"کیا مطلب ہے؟؟" وہ دھاڑا

"کیوں کہ مجھے گرلز پسند ہیں"

یہ مشکل تھا آن کے لیے کہنا لیکن خود کو بچانے کے لیے وہ اب اکثر یہی کہتی تھی۔ جس وجہ سے لوگ اس سے کنارہ کر لیتے تھے وہ سمجھی تھی اب بھی یہی طریقہ اس بھیڑے سے اسے بچالے گا"

اس نے آن کا بازو کھینچا۔ آن صوفے پر گر گئی۔۔

یہ میرے لیے بھت دلچسپ ہوگا ایک لیسبن کے ساتھ رات گزارنا، میں نے آج تک کسی لیسبن کے ساتھ رات نہیں گزاری

یہ دیکھ کر کہ "وہ شخص تقریباً اس کے ہونٹوں پر جھکا کس کرنے والا ہے، آن کا ہاتھ "چٹاخ" کی آواز کے ساتھ اس کے گال پر نشان بنا گیا۔

آدمی کی آنکھوں میں جیسے خون بھر آیا "یو۔۔ یو۔۔ بلڈی بچ۔۔ تم کو تو میں سبق سکھاتا ہوں" یہ کہتے ہی وہ آن پر جھپٹا۔ آس پاس لوگ گزر رہے تھے لیکن کسی نے مدد نہ کی۔۔ کیونکہ یہ یہاں کا روز کا معمول تھا۔ مرد کا ہاتھ جیسے ہی آن پر اٹھا تو کسی رکاوٹ کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا

مرد تقریباً غرایا۔

"

کسی کی ہمت ہوئی مجھے روکنے کی؟"

الفاظ ابھی منہ میں تھے، کہ ایک زبردست "مکا" اس کا جبراً ہلا گیا۔

پھر تابڑ توڑ مکوں نے اسے زمیں پر گرا دیا۔۔

آن صوفہ پہ گری خوفزدہ روئی آنکھوں کے ساتھ علیدان شاہ کا درندگی والا روپ دیکھ رہی تھی جو مکوں سے اس شخص کی دھلائی کیئے جا رہا تھا۔

یہاں تک کہ وہ شخص ہوش سے بے گانہ ہو کر ایک طرف لڑھک گیا۔

"کیا تم پوچھنا نہیں چاہو گی۔ کہ میں یہاں کیوں ہوں؟؟؟"

علیدان اس کے قریب آکر اسے اٹھایا اور شانوں سے تھام کر اس سے سخت لہجے میں استفسار کیا۔۔۔  
غصہ میں آپ جناب جیسے خطاب کو علیدان نے بھلا دیا۔۔۔ اس وقت اہم صرف آن تھی اس کے لئے

--

آن بھگی آنکھوں کے ساتھ اس مضبوط مرد کو دیکھتی رہی جس نے اسے مشکل وقت میں بچالیا تھا کیا ہوتا؟؟؟ اگر وہ نہ آتا؟؟؟ آن کو یہ سوچ کر ہی ہول آرہے تھے۔۔۔ آنسو گالوں پر نالے کی طرح بہہ رہے تھے۔ آنکھیں۔۔۔ ضبط سے جل رہی تھی، وہ سر جھکائے سامنے کھڑی رہی " وہ اس کے قریب ہوا لیکن آنسو پونچھنے کی زحمت بالکل نہ کی۔  
" دو انگلیاں اس کی پیشانی پر کلک کر کے وہ بولا تو آواز حرکت اور غراتی ہوئی تھی جیسے غصہ ضبط کر رہا ہو۔

" مجھے یہ بات آج سمجھ میں آرہی کہ تم وہ وجود ہو جو سمجھ سے باہر ہوتا ہے "

یہ کہتے ہی وہ غصہ سے اس شخص کو گردن سے اٹھاتا۔ تقریباً گھسیٹتا میجر کے آفیس کے طرف بڑھا "کلب کی شہرت اچھی تھی پھر آخر اس شخص کی ہمت کیسے ہوئی؟ آن پر ہاتھ ڈالنے کی؟ وہ میجر کی طبیعت صاف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ آخر وہ پورے استنبول کا امیر ترین شخص تھا۔ لوگ اس کے نام سے ہی کانپ جاتے تھے۔ چاہتا تو پل میں کلب بند کروادیتا۔

آن آنسو پونچھتی اس کے پیچھے پیچھے بھاگتی آئی۔

جہاں وہ تقریباً دھاڑ رہا تھا۔ ان کا کلب بند کرنے کی وارننگ دے رہا تھا مینیجر ہاتھ باندھ کر معافی مانگ رہا تھا، وہ مڑا اس شخص کو کالر سے پکڑ کر جھٹکا دیا:

"کس کے کہنے پر ہمت کی تم نے بولو؟؟"

اس شخص کی آنکھوں میں ڈر واضح تھا اس نے خوف سے کھڑے اس شخص کو دیکھا اور تھوک نگلتا اس کے پیچھے کھڑی آن کو دیکھا:

"وہ ایک عورت تھی چہرے کو ڈھانپے ہوئے اس نے مجھے ان کی تصویر دی اور پیسے دیئے مجھے کہ۔۔ اس "آن کے طرف اشارہ کیا" کے ساتھ کچھ برا کروں اور اگر میں کامیاب ہوا تو مجھے پیسے بڑھا کر دے گی"

آن یہ سن کر حیرانگی سے قریب آئی:

"کیا وہ میرے جیسی دکھتی تھی؟؟ اس کی آواز میرے جیسی تھی؟؟ کیا اندازہ لگا سکتے ہو تم؟؟"

"کیا نام تھا" آن نے پوچھا۔

میں نہیں جانتا "

آن نے سیل نکال کر گیلری سرچ کی اور ایک تصویر نکال کر دکھائی " غور سے دیکھو کیا وہ یہ تھی؟ "  
"اس نے اپنا چہرہ نقاب سے ڈھکا ہوا تھا صرف آنکھیں دکھتی تھی جو بالکل اس جیسی تھیں " آدمی نے  
بغور تصویر دیکھ کر بتایا۔

کیا اس کا قد میرے جتنا تھا؟ اس کی آواز میری طرح باریک تھی؟  
"ہاں" آدمی نے سر ہلایا " اس کا قد آپ کے جتنا تھا آواز نرم تھی "  
آن نے غصہ اور غم سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"دیکھو مجھے اب جانے دو مجھے جو معلوم تھا بتادیا "

علیدان آن کی طرف گھوما " کیا کہتی ہو؟

"آن نے سر ہلادیا

علیدان نے جھٹکے سے اس شخص کو چھوڑا تو وہ اس کی سخت گرفت سے نکل کر بھاگتا اندھیرے میں  
ہی غائب ہو گیا جیسے " قید سے رہائی پا کر ملزم بھاگتا ہے "

"ایسا لگتا ہے تم جان گئی ہو کہ اس سین کے پیچھے کون ہے؟"  
علیدان نے آن کو دیکھا جو پرسوج نظروں سے سامنے ساکت دیکھتی جا رہی تھی۔ اس طرف۔۔ جہاں  
آدمی بھاگا تھا۔

"آن کچھ نہ بولی فقط ہاں میں سر ہلادیا۔  
"تو پھر تم چاہو گی کہ یہ مسئلہ میں حل کروں؟"  
اس نے پوچھا

"نہیں" یہ میں خود حل کروں گی "آن عزم سے بولی تھی۔  
"اوکے تو پھر گھر چلو"

یہ کہہ کر آگے بڑھنے لگا۔  
چلو "حکم سناتا آگے بڑھا  
لیکن ٹھہر گیا پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ ابھی تک بھیگی آنکھوں کے ساتھ نظر جھکائے لب بھیجنے ساکت  
کھڑی تھی۔

"آپ کا بہت شکریہ علیدان سر"

"میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں مجھے لفظی شکریہ کی ضرورت نہیں ہے عمل سے ثابت کرو" وہ قریب ہو کر اس کے کان میں غرایا۔

آن کی دھڑکنیں علیدان کی سانسوں کی تپش میں گھل کر نئی لے میں دھڑکنے لگیں۔ آن نے بمشکل خود کو رلیکس کیا۔

"تو پھر شکریہ کے طور پر ایک کپ کافی کیسی رہے گی؟؟" آن ہولے سے بمشکل بول سکی وجہ اس کا اس قدر قریب ہونا، ہونٹ کپکپائے۔

"اگر تم اتنا ہی زور بھرتی ہو تو تمہارے ساتھ یہ قبول ہے" اب کے نزدیکی سے ہٹ کر دوری بنالی۔

"تو پھر دو منٹ ٹھہرے میں چیخ کر آتی ہوں" وہ سنبھل کر بولی، اشارہ اپنے ویٹریس والے ڈریس کی طرف تھا، وہ کچھ نہ بولا فقط ایک "ہمممممم" کہہ کر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ جلدی آؤ۔

دونوں گاڑی میں بیٹھے "کریم گاڑی چلاؤ"

یہ کریم ہی تھا جس نے انویسٹیگیٹ کر کے علیدان شاہ کو بتایا کہ آن میم رات کو کلب میں ویٹریس کی جاب کرتی ہیں "میم کہاں جانا ہے؟"

آن نے فون نکال کر اڈریس سرچ کیا اور کریم کو تھما دیا۔  
"بیچ پر چلنا ہے" پھر مڑ کر علیدان کے سپاٹ چہرے کو نہارا۔  
"آج میں آپ کو ایسی جگہ لے چلتی ہوں۔ جہاں آپ کبھی نہیں گئے ہیں"

"مممم" علیدان نے کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔۔ بلکہ سرد نظروں سے گھورا۔۔  
کافی دیر کے بعد گاڑی بیچ پر رکی۔

دروازہ کھول کر آن کے ساتھ علیدان شاہ بھی باہر نکلا۔۔

سمندر کی لہروں سے ٹکرا کر ٹھنڈی ہوائیں آن کے چہرے سے ٹکرائیں تو آن نے سکون سے آنکھیں  
موند کر اس پل کو دل سے محسوس کیا۔۔ دونوں بازوؤں کھول کر۔۔ جیسے اس ماحول کے سکون میں رچ  
بس جانا چاہا۔۔ ایک گہری سانس لے کر فضا میں پھیلی خوشبو کو اندر اتارا۔۔  
اس وقت وہ بھول گئی کہ ساتھ میں ایک شخص ہے جو اس کی ایک ایک حرکت کو دھیان میں رکھے  
ہوئے ہے۔

"یہاں تو کوئی کافی شاپ نہیں"

علیدان نے فسوں خیز ماحول کے سحر سے خود کو نکالا۔۔

۔ علیدان شاہ پلیز اس طرف " التجا آمیز لہجے میں بول کر ایک طرف اشارہ کیا۔

" آپ نے ایسی جگہ کبھی نہیں دیکھی ہوگی وہ دونوں ایک بڑے سے ملائم پتھر کے قریب آئے تب علیدان نے جانا، وہاں تین اسی طرح کی شاہکار پتھر اسٹول کی شکل میں گڑے ہوئے تھے ایسے لگ رہا تھا "کسی ماہر نے تراشے ہوں لیکن وہ بالکل قدرتی تھے۔۔

ٹھنڈی ہوائیں آن کے کھلے بالوں سے اٹھکیاں کرتی گذرتی گئیں۔  
آن نے بال سمیٹ کر ایک کندھے پر ڈالے اور لمبی سی فراک سمیٹ کر ایک گھسے ہوئے پتھر پر بیٹھ گئی۔۔

بیچ کے پتھر پر موبائل ٹارچ جلا کر رکھا۔

اس کے بعد بیگ سے تھر موس نکالا اور انسٹینٹ کافی کے دو بیگ اور دو ڈسپوز ایبل کپ۔۔

علیدان ابھی تک کھڑا اس کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا۔  
"کیا یہی وہ جگہ ہے؟ جہاں تم مجھے کافی پلا رہی ہو؟

"ہاں" کیا آپ کو نہیں لگ رہا کہ یہ جگہ بھت پر سکون ہے؟"  
اس نے اچھنبے سے علیدان پر نظر کی۔

علیدان نے بھنویں کھینچیں " وہ واقعی اس جگہ کے بارے میں نہیں جانتا تھا جب سے وہ دولت مند ہوا ہے "

یہ میری سیکریٹ جگہ ہے۔ یہ پہلی بار ہے کہ میں کسی دوسرے کو اپنے ساتھ یہاں لائی ہوں ورنہ --- "آن کا لہجہ مدہم ہوا۔۔ وہ رک گئی۔۔ شاید جو کہنا چاہتی تھی وہ نہ کہہ پارہی تھی یا کہنا ہی اسے اچھا نہ لگا تھا۔

علیدان نے خاموشی سے کافی کا کپ اٹھایا اور ایک گھسے ہوئے ملائم اسٹول نما پتھر پر بیٹھ گیا۔۔ بیچ میں موبائل ٹارچ روشن تھی، حالانکہ اتنا اندھیرا نہیں تھا پورے چاند کی رات تھی چاند کی من موہنی سی روشنی نے ماحول کو فسوں خیز بنا ڈالا تھا، اس فسوں خیزی کے اثر سے دونوں ہی انجان اپنی سوچوں میں مگن تھے۔

بالآخر اس فسوں خیزی کو علیدان نے توڑا۔

"تم نے کہا یہ تمہاری سیکریٹ جگہ ہے۔؟؟"

وہ جاننا چاہ رہا تھا کہ "ایسا کیا بھید چھپا تھا اس جگہ میں؟، کیا راز تھا آن کی اس بات کے پیچھے۔

"well"

میری مام مجھے یہاں اپنے ساتھ لاتی تھیں، یہ جگہ کافی گننام سی ہے۔ کوئی بھی اس جگہ کے بارے میں نہیں جانتا، اسی لیے کوئی بھی ادھر کا رخ نہیں کرتا۔۔۔ میں جب جب اداس ہوتی ہوں۔۔۔ ادھر چلی آتی ہوں کچھ دیر یہاں بیٹھ جاتی ہوں،۔۔۔ یہ جگہ بہت خوبصورت اور کافی پرسکون ہے " اوپر اشارہ کیا۔۔

علیدان نے اس کے ہاتھ کے اشارے پر اوپر دیکھا جہاں چاند کی روشنی منور تھی ہلکی ہلکی لہروں کو چھوتی ہوائیں نرم نرم ٹھنڈی روشنی ماحول کو واقعی بہت پرسکون بنا رہی تھی۔

علیدان کو ماحول کے فسوں نے جیسے جکڑ لیا۔

"جیسے کہ تم کافی وقت سے یہاں آتی رہی ہو۔۔۔ اور تنہا بیٹھ کر سمندر کی لہروں کو چھو کر آتی ہو انوں کی سرگوشیاں سنتی ہو تو مجھے بھی لگتا ہے یہ جگہ مستقبل میں بھی خوبصورت رہے گی۔" کیا وہ شخص اس فسوں خیز ماحول کے اثر میں تھا؟ لہجہ گھمبیر سا خمار زدہ ہلکی ہلکی میٹھی آواز واقعی آن کی سماعت کو اس وقت بھلی لگی۔

آن نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو علیدان نے بھنویں اچکالیں  
"نہیں؟؟"

آن نے کندھے اچکا کر لاعلمی کا اظہار کیا۔۔ "اس کا مطلب ہے ہر سرمایہ دار اس زاویہ سے نہیں  
سوچ سکتا جس زاویے سے ایک غریب سوچتا ہے۔۔ آن نے جیسے اس پر طنز کیا۔۔

یہ سن کر علیدان کا بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔۔ وہ ہنستا گیا وہ بھت کم ہنستا تھا  
آن نے منہ بنالیا۔

"مسٹر علیدان اس کا مطلب آپ ہنس بھی سکتے ہیں؟؟"

"کیا تم مجھے زیادہ جانتی ہو؟؟"

علیدان نے سوالیہ نگاہ ڈال کر ہنسی کو مسکراہٹ میں ڈھالا

"سرنفی میں ہلا کر "نہیں۔۔ بالکل بھی نہیں " پھر کندھے اچکا لیتے جیسے وہ بور ہو گئی ہو۔۔

پھر کافی کپ اٹھا کر گھونٹ بھرا۔۔ اور آسمان کو دیکھنے لگی جہاں سکون ہی سکون تھا۔۔

علیدان نے کپ اٹھا کر گھونٹ بھرا اور منہ بنالیا " یہ کیا ہے؟؟ بھت مشکل ہے پینا"

وہ مسکرا دی " اوھ سوری۔۔ میں بھول گئی کہ آپ امیر شخص ہیں ایسی چیزوں سے آپ کا کبھی واسطہ نہیں پڑا ہوگا۔۔ تو آئندہ۔۔ نہیں نہیں۔۔ بلکہ آج سے۔۔ ابھی سے میں آپ کو کبھی کوئی ایسی چیز پیش نہیں کروں گی، جو آپ کے معیار کی نہ ہو۔ کیونکہ بحر حال ہم دو الگ دنیاؤں کے لوگ ہیں ہمارا معیار ایک سا نہیں۔۔ میں آئندہ ایسا نہیں کروں گی۔"

یہ کہہ کر اس کے سامنے سے کپ اپنے طرف کھسکا لیا۔

" یہ میں پی لوں گی "

علیدان کو غصہ تو بھت آیا۔۔ جھٹکے سے وہ کپ جھپٹ لیا۔۔

" میں نے صرف یہ کہا کہ عجیب ہے، پینے سے انکار نہیں کیا۔"

سخت گھوری سے نواز کر کافی منہ سے لگالی اور ایک ہی گھونٹ میں ختم کر لی۔

" آن نے حیرت بھری نگاہ کی " اس شخص کو غصہ کس بات پر آیا ابھی؟؟"

" کیا سارے سرمایہ دار ایسے ہی ہائپر ہوتے ہیں"

آن کو سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔

"اب بتاؤ تم نے کیسے جانا کہ اس شخص کے پیچھے کوئی عورت ہوگی؟؟" علیدان نے کلب میں پیش آئے واقعے کے متعلق جانا چاہا۔

"پہلی بات جو میں خود کو بچانے کے لئے کرتی تھی اسکے آگے ایسے درندے بالکل بیکار تھے۔ دوسری بات۔۔۔ وہ رکی

میرے پاس کسی بھی درندے سے خود کو بچانے کی صلاحیت ہے۔۔۔"

"وہ کیسے؟؟ مجھے یہ راز بتاؤ" وہ اب کہ حیران ہوا۔

"میں کیوں آپ کو اپنا راز بتاؤں؟ وہ انکار کر گئی۔۔۔ معصومیت سے منہ بنالیا۔۔۔"

"کیا میں نے تمہاری عزت نہیں بچائی؟؟ بد لے میں مجھے یہ بری کافی پینے کو ملی، مجھے بھی تو یہ جاننے کا حق ہے۔۔۔ ہے کہ نہیں؟"

علیدان نے جتنی نظروں سے آن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال لیں

۔ آن نے ہونٹ کاٹے۔ اور شرمندہ نظر اس پر ڈالی۔ اور ہچکچاتے ہوئے منمنائی۔۔

"میں کہتی تھی "مجھے عورتیں پسند ہیں" آن نے شرم سے نظر جھکالی۔۔

کف۔۔ کف۔۔ کف۔۔ علیدان کو زور کی کھانسی لگ گئی۔۔

اس نے کپ منہ سے لگانا چاہا مگر۔۔۔

"آن گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟؟؟" پریشانی سے پوچھا

"یہ تمہارا بھیڑیوں سے بچنے کا حربہ تھا؟؟؟" علیدان سوالیہ ہوا۔

کیا تم کو اپنی ریپوٹیشن کا خیال نہ آیا کہ خراب ہو سکتی ہے؟؟؟ علیدان کو حیرت ہوئی۔۔

نہیں۔۔ کیونکہ معصومیت میرے لیے اہم ہے بجائے ریپوٹیشن کے۔۔ آن نے اپنے ہاتھوں کو گھورا۔۔ جو خالی تھے۔۔ اس کی قسمت کی طرح۔۔

"خالص" علیدان کے لبوں سے ایک لفظ اس کے لیے نکلا تھا۔ وہ واقعی خالص تھی۔۔ اسے وہ رات نظروں میں پھر گئی۔۔ منظر نے جیسے وجود میں میٹھی میٹھی سی چھبن بڑھائی۔

آن نے چونک کر اس کی مدھوشی بھری نظروں کو دیکھا جو گہرائی سے اس کے وجود کا احاطہ کیئے ہوئی تھی۔

آن کو جھر جھری آگئی وہ اس رات کو سوچ کر علیدان کے لفظ "خالص" کا مطلب سمجھ آنے پر کانوں تک سرخ پڑ گئی۔

"اس رات تم کو نشہ کس نے دیا تھا؟، حان حارث؟ زاویان اعوان یا کوئی اور شخص؟؟؟

اب تفصیل سے اس نے آن کو جاننے کی ٹھان لی تھی  
"کیا آپ کو نہیں لگتا آپ دوسروں کی پرائیویسی میں دخل اندازی کر رہے۔۔ آن نے بتانا نہیں چاہا۔۔

"تو کیا تم کو یہ زیبا ہے کہ ایک استاد ہو کر کسی کلب میں جاب کرو؟؟؟"  
وہ تو جیسے تپ گیا۔

تمہیں نہیں لگتا آن کہ تم ٹوٹی جا رہی ہو؟"

پلیز۔۔۔ وہ تکلیف سے کراہی سچ کڑوا تھا۔ اور وہ سچ ہی کو نظر انداز کر رہی تھی۔۔۔  
وہ اٹھا۔۔۔ آن اس کے بڑھتے قدم دیکھ کر بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹتی تھی۔۔۔  
اور پیچھے بڑے سے پتھر نے اسے وہی اسٹاپ کر دیا۔۔۔

وہ قریب آیا اور تھوڑی دوری پر رک کر ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔

"مجھ سے شادی کرو گی؟؟"

آن نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔

وہ ابھی کلاس لے کر اسٹاف روم میں آئی تھی کو لیگ ثنا حمزہ نے اسے بتایا کہ حان حارث آپ کا  
پوچھ رہا تھا۔۔۔

ابھی وہ اسکی بات سن ہی رہی تھی کہ اسٹاف روم کی ڈور ناک ہوئی۔  
چونک کر وہ مڑی تو حان حارث کھڑا تھا۔۔۔

آن نے ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کی اور اسے سوالیہ نظروں سے گھورا "یہ اب کیا کرنے آیا ہے؟؟ دل میں سوچا

"مس ثنا اگر آپ کو برا نہ لگے تو پلیز کچھ دیر۔۔۔۔۔(اس نے انگوٹھے کو انگلی سے ملایا) ثنا نے حان کو چھبتي نظروں سے دیکھا اور بنا کہے باہر نکلتی چلی گئی۔

"میں نے سنا ہے تم علیدان شاہ کے قریب ہو رہی ہو؟  
لجہ ایسا تھا جیسے آن نے اس کی کوئی ملکیت ہڑپ کر لی ہو جس کا حان کو اچھنبے کے ساتھ غصہ بھی ہو اسے یہ امید بالکل نہیں تھی کہ آن علیدان شاہ جیسے بلیئر کے ساتھ بھی مل سکتی ہے!! کیا آن لالچی عورت تھی؟

آن نے بازو سینے پر باندھ کر اسے گھورا  
"تمہیں یہ حق میں نہیں دیتی کہ انویسٹیگٹ کرتے رہو"

"وہ تمہارے قابل نہیں آن"

"تو کیا تم خود کو میرے قابل سمجھتے ہو؟۔۔۔۔۔اب بھی!! حیرت ہے۔۔۔آن طنزیہ ہنسی۔۔

"خود کو غلط سمت میں جانے سے روک لو آن، ورنہ مسل دی جاو گی، اتنی کے تمہارا نام و نشان تک نہیں مل سکے گا۔ تم نہیں جانتی آن۔۔ علیدان شاہ کسی بھی طرح سے قابل نہیں ہے۔ میں یہ سب تمہارے بھلے کے لئے کہہ رہا ہوں میں نہیں چاہوں گا تم جانتے بوجھتے کھائی میں جاگرو۔" وہ ملتچی ہوا۔۔

"آن اب کے دھیمے مگر چھتے ہوئے لہجے میں بولی:  
"میرے بھلے کے لئے کیا کیا تم نے؟؟ یہی کہ۔۔ حنیم کے کہنے پر رعب ڈالنے آگئے۔۔ ہنہہ۔۔ تم ہر وہ کام کرتے ہو حان حارث، جو حنیم کہتی ہے۔۔۔، ہے نا؟؟ اس کی آنکھیں سرخ ہوئی۔۔

"میں۔۔ مجھے۔۔ وہ ہکلا یا۔ مجھے حنیم نے نہیں بتایا۔۔ جیسے صفائی دی گئی۔۔  
یہ سن کر آن نے جھٹکے سے اپنا اسکول بیگ کھول کر اس میں سے تصویریں نکال کر حان کے طرف اچھالیں۔۔

"یہ یہ۔۔ کیا ہے۔۔؟؟ حان نے تصویریں دیکھی تو جیسے کچھ سمجھ میں نہ آیا۔

"یہ ہے وہ ثبوت۔۔ حنیم نے گذشتہ شب کلب میں مجھ پر اٹیک کروایا اس آدمی کو پیسے دیئے۔۔ اپنا چہرہ نقاب سے ڈھانپ کر۔ لیکن سچائی تو صاف ظاہر ہے کہ وہ حنیم تھی۔۔ غور سے دیکھو۔۔ وہ ہلکا سا چلائی۔۔

جیسے اب اس کی برداشت سے باہر ہو گیا۔۔ یہ سب ڈرامہ باز تھے۔۔ یہ دنیا ایک ناک تھی۔۔ ہر ایک ناکگی۔۔ ہر ایک کے سینکڑوں چہرے تھے اس کا اصل کس روپ میں چھپا ہے؟، یہ پتا ہی نہیں چلتا!! لوگ کھلتے جاتے پیاز کے چھلکوں کی طرح پرت در پرت۔۔ ہر رنگ مختلف ہر روپ الگ۔۔ کس روپ پر اعتبار کرتی وہ؟؟ اندر سے روتی وہ باہر سے بظاہر مضبوط لڑکی۔۔

اندر سے ٹوٹ کر بکھر جاتی تھی، لیکن باہر سے ساکت جیسے سمندر کی سطح ساکت نظر آئے اور اندر طلاطم برپا ہو۔

آن بھی تو ایسی ہی تھی۔۔ اپنے اندر سمندر جیسی۔۔

.....

ولا پہنچ کر اس نے سوچا مدھان شاہ کو اس کی سیپلیمنٹری کی تیاری کروادے۔۔ ابھی وہ سیڑھیوں سے اتر کر دو قدم ہی بڑھی ہوگی کہ علیدان کی آواز نے اس کے قدم روک دیئے۔

"میں آج تمہاری پرنسپل سے ملا تھا۔

وہ مڑی اور نگاہیں سوالیہ ہوئی جیسے پوچھ رہی ہوں "تو پھر؟؟؟"

ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ تم جیسی ذہین اور پرانی اسٹوڈنٹ سے وہ کس وجہ سے خار کھائے ہوئے ہے؟

وہ جاننا چاہ رہا تھا۔

آج آفیس سے وقت نکال کر وہ پرنسپل تقی سے ملنے گیا تھا۔ اس ملاقات کے بعد وہ ابھی ابھی، الجھاسا واپس ولا پہنچا تھا۔

"یہ تو مجھے بھی نہیں پتا مسٹر شاہ" آن نے کندھے اچکا لیے لب بھیجے۔

تو پھر کسے پتا ہے "یہ لڑکی بہت گہری تھی۔"

"ہو سکتا ہے وہ میری خوبصورتی سے جلتی ہوں" آن نے بات گھما دی

"تمہارے گریڈ بھی اچھے ہیں، قابلیت بھی کم نہیں تم یقیناً ٹاپ ہنڈریڈ کاروباری ادارے میں شامل ہو کر کوئی بھی بڑی جاب کر سکتی تھی۔ پھر تم نے ایک عام ٹیچر کی نوکری کو ہی ترجیح کیوں دی؟ کیا سبب ہے آن؟

آن بس دیکھتی رہ گئی۔

"کیا آپ کو اب بھی وجہ جاننے کی ضرورت ہے؟"

آن نے اسے دیکھا، نیلی آنکھیں گہری بھوری آنکھوں سے ملیں۔ گہری بھوری آنکھوں میں ہزاروں سوالات جاننے کی جستجو دیکھ کر نیلی آنکھیں خود بخود جھک گئیں،

"لوگ ہر کام کسی نہ کسی وجہ سے ہی کرتے ہیں؟"

اسی لئے میں کوئی "خواہش نہیں رکھتی" بنا کسی خواہش کے میں ایک عام آدمی جیسی زندگی گزارنا چاہتی ہوں" آن نے آنکھیں میچ لیں۔ ہونٹ بھیج لیئے۔

"جتنے بڑے کام ہونگے اتنے ہی سازشوں کے جال میں پھنسے رہیں گے، مجھے سازشیں پسند نہیں۔"

"کس نے کہا ہے یہ؟ علیدان کو گفتگو دلچسپ لگی آن کے بولتے ہوئے اسے مائل کرنے لگے۔ وہ اسے مخمور نظروں سے دیکھنے لگا۔ کیا اس شخص کا دل پلٹ رہا تھا۔ جس سے وہ خود بھی انجان تھا۔

"یہ ٹی وی شو میں دیکھا تھا" آن نے جیسے معصومیت سے معلومات دی۔

علیدان کے ہونٹ "اوھ" میں ڈھلے۔

"اب میں چلتی ہوں مدھان کو تیاری کروادوں۔"



میری سیکرٹری تم کو تیار کروادے گی۔۔

"مجھے کام ہے" آن نے بہانا تراشنا چاہا۔

"کینسل کردو" فوراً جواب ملا تھا۔۔

آن منہ بناگئی۔۔

"مگر۔۔؟"

"کوئی اگر۔۔ مگر نہیں چلنی۔۔ میں نے تمہاری مدد کی تھی تم پر بھی واجب ہے کہ میری مدد کرو۔۔"

وہ جتلا گیا۔

"لیکن میں آپ کو آپ کے احسان کا بدلہ دے چکی ہوں"

شکریہ کہہ چکی ہوں!! وہ حیران ہوئی۔۔ آنکھیں پھٹ گئیں۔۔ علیدان نے اس کی نیلی آنکھوں میں جھانکتے اپنے عکس سے نظر چراہی۔۔

"جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ یہ شکریہ نہیں تھا، یہ تو ایک قسم کا ٹارچر تھا جس نے مجھے کمفرٹ کیا ایسے شکریہ اور ہونے چاہیئے" وہ اب کے جیسے سوچ کر ہی مخمور ہوا۔

آن نے لب کاٹے،

"کیا سارے سرمایہ دار ایسے اعداد شمار کرتے ہیں؟

"میں پہلے بھی واضح کر چکی ہوں کہ میں نے کوئی ڈرنک نہیں کی تھی اور نہ ہی آپ کو مائل کیا تھا۔۔۔ وہ ممنائی۔۔۔

"اپنے طرف سے کمی بیشی مت کرو" وہ سرد ہوا  
"تم میں یہ قابلیت نہیں ہے"

آن نے بھنویں اچکالیں منہ دوسری طرف کر لیا۔۔۔

"سب سرمایہ دار عام سے ہوتے ہیں" وہ سوچنے لگی۔۔۔

اس کے ناراض ناراض نقوش کو نظروں کی زد میں رکھ کر علیدان جھکا، ہولے سے اس کے کان میں سرگوشی کی:

کیا تم کو پتا ہے تم میں کون سی قابلیت نہیں؟؟ "لب بھیج کر مسکان چھپائی۔۔۔

وہ اب واقعی پزل ہو گئی۔

وہ اس کے اور قریب ہوا

یہاں تک کہ سانسوں کی آواز ایک دوسرے میں مدغم ہونے لگی۔ آن کے ہونٹ کپکپائے

جسم نے اتنی قربت پر جھر جھری سی لی۔۔ اس نے کانپتے دل اور وجود کے ساتھ دوری بنانی چاہی  
پلکیں عارض پر جھک گئیں۔۔ عارض شرم و حیا سے سرخ ہو گئے۔۔  
"علیدان نے اس کے گلابی پن کو مخمور نظروں سے دیکھا۔۔

اور انگلیوں سے اس کے عارض سہلاتے بولا۔ "بیڈ روم میں تمہاری قابلیت اتنی اچھی نہیں ہے" یہ کہتے  
اس کے ہونٹ تقریباً اس کے عارض سے مس ہوئے۔

اب تو مانو آن کے جسم نے طاقت چھوڑ دی۔۔ علیدان نے بڑھ کر ہلکا سا سنبھالا دیا۔

"وہ شرم سے سرخ ہو گئی۔۔" کیا یہ شخص بالکل بے شرم ہے؟"

آن نے ہلکا سا دھکادے کر اسے خود سے دور کیا۔

اور علیدان دور ہو بھی گیا۔ اب کہ وہ کچھ نہ بولی کھڑکی سے لگ کر بیٹھ گئی۔۔

علیدان اس کی طرف دیکھ کر مسکراتا رہا۔۔

آگے ڈرائیور یہ سب ریویو میں دیکھ کر حیران ہوا "اس کے صاحب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھلی

تھی صرف ایک عورت کی وجہ سے۔۔ تو مطلب وہ عورت اسکے لیے خاص ہے۔۔



شام کو ڈرائیور نے پارلر پر چھوڑا جہاں پہلے ہی سے علیدان کی سیکرٹری اس کی مدد کو موجود رہی۔ ہر چیز سیکرٹری نے خریدی تھی، تیار ہونے کے بعد وہ خود کو واقعی پہچان نہ سکی ہمیشہ عام سے حلیے میں رہنے والی آن اس وقت آسمان سے اتری کوئی حور لگ رہی تھی، نیلی آنکھوں کے پوٹوں پر گولڈن ہلکا ہلکا شیڈ تھا جو بہت ہی خوبصورت لک دے رہا تھا۔ فالس آئی لنش اور مسکارے سے مزیں پلکیں لامبی پلکیں آنکھوں کے حسن کو مزید بڑھا گئیں تھیں، اسکن شائیز سے اسکن گلو ہو کر ملائمت کا عنصر پیدا کر رہی تھی، پنک لپ گلو جو ہونٹوں کے خوبصورت کٹاؤ کو واضح کر کے کافی اٹریکٹ کر رہا تھا، کانوں میں ڈائمنڈ جڑے چھوٹے سے ٹاپس تھے گلے میں ایسا ہی نازک سائیکلس۔ خوبصورت ملائم براون بال ہلکے سے کرل کیے گئے تھے جو آدھے کمر تک اور آدھے آگے سینے کو چھپائے ہوئے تھے، گاؤں کا گلا چونکہ گہرا تھا اور تقریباً آدھا جسم جھلک رہا تھا، گلے سے لے کر بازو تک گو کہ باریک کپڑا لگا ہوا تھا، لیکن جسم کے نشیب و فراز کو اور زیادہ اجاگر اور دل فریب بنا رہا تھا، وہ کنفیوز ہوئی سخت کوفت زدہ بھی، اس نے کبھی اس طرح کی ڈریسنگ نہیں کی تھی کیا یہ علیدان کی چوائس تھی؟؟ وہ بے یقین ہوئی۔۔



8 بجے وہ محافظ کے ساتھ رسیشن پر پہنچی، سیکرٹری نے اس کے لئے دروازہ کھولا "مس آن آپ پلیز باہر آجائیں"

وہ احتیاط سے ھیل والے پیر اٹھا کر گاؤں سنبھالتی باہر نکلی اور سر اٹھایا دو دنگ رہ جانے والی نظروں کا سامنا ہوا۔

علیدان سچ میں وہیں اسٹک ہو گیا تھا بھلا ایسی سچ دھج کے ساتھ اس نے کب آن کو دیکھا تھا وہ ہمیشہ اس کے سامنے فارمل ڈریس "جو کہ ٹی شرٹ اور جینیز کے ساتھ جو گرز پر مشتمل ہوتا تھا" میں نظر آتی تھی لیکن آج وہ اسے قتل کرنے کے سارے ہتھیاروں سے لیس تھی وہ اس کے سندر مکھڑے سے نظریں نہیں ھٹا پارہا تھا،

علیدان نے دیکھا وہ اپنا ایک ہاتھ سینے پر رکھے ہوئے تھی،

وہ قریب آیا۔۔ پاس سے گذرتے لوگ آن کی ڈرینگ کو بغور دیکھ رہے تھے،  
علیدان کی بھنویں تن گئیں یہ دیکھ کر آنکھوں میں ناگواری اتر آئی۔۔ آن کی ڈرینگ اب اسے سخت الجھا رہی تھی اسے دوسرے مردوں کی نظریں برداشت نہیں ہو رہی تھیں، وہ آن کے لیے ایسا ٹچی ہو رہا تھا۔۔ اور یہ زندگی میں پہلی بار اس نے کسی کے لئے محسوس کیا تھا ورنہ دوسرے کیا پہنتے ہیں؟  
کیا نہیں علیدان نے کبھی اس زاویہ سے نہ دیکھنے کی زحمت کی نہ سوچنے کی۔۔ لیکن یہاں سامنے آن تھی۔۔ جو دھیرے دھیرے اس کی دل کی مملکت کو فتح کرتی جا رہی تھی، دھیرے دھیرے اپنی جڑیں اس کے دل کی بنجر زمین پر مضبوط کر رہی تھی۔۔

آن نے اس کی نظروں کا زاویہ دیکھتے، اپنے سینے کو ڈھکا۔

"یہ ڈریس مجھے بالکل بھی کفرٹ نہیں ہے" وہ روہانسی ہو رہی تھی۔۔ شرم کی لالی سے گال گلال ہو رہے تھے۔ ڈریس واقعی بھت خوبصورت تھا، گلے اور بازو پر باریک سا کپڑا پرویا ہوا تھا، جو آج کے دور کے ماڈرن لوگ ایزلی پہنتے ہیں، لیکن وہ مطمئن نہیں تھی، کیونکہ ایسی ڈریسنگ اس کے لئے پہلا تجربہ ثابت ہو رہی تھی۔ کفرٹ سے زیادہ اریسٹٹ فیلنگز نے گھیرا ہوا ہوا تھا۔

"یہ ڈریس واقعی بھی تمہارے قابل نہیں" اس نے سرد لہجے میں کہہ کر ایک بازو آگے بڑھایا۔۔

میرا بازو تھام لو"

آن نے ایک بازو اس کے بازو میں ڈال کر تھام لیا۔۔

دونوں آگے بڑھتے رہے۔۔

"کیا آپ آہستہ نہیں چل سکتے؟؟ میں اس ھیل کی وجہ سے آپ کا ساتھ نہیں دے پارہی۔ کارپٹ بھت ہی نرم ہے ایسا لگ رہا میں ابھی گر جاؤں گی"" آن نے دبا دبا سا احتجاج اس کی سماعت تک پہنچانا فرض سمجھا۔۔ چہرہ رونے جیسا بن گیا۔

علیدان نے رک کر اسے گھورا "تمہیں کس گدھے نے مشورہ دیا کہ ھیل پہنو جب سنبھالی نہیں جاتی۔ وہ غصہ ہوا۔

"آپ کی سیکرٹری ہی اٹھلائی تھیں۔۔ منہ بنا کر سیکرٹری کو "گدھا" بنالیا۔۔

اس کا مطلب تم بالکل بھی خوبصورت نہیں لگ رہی ہو" علیدان نے اس کے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر ہلا کر مسکان دبائی۔۔

"بتانے کی ضرورت نہیں پہلے سے ہی پتا ہے مجھے" اب تو جیسے آن ناراض ہوگئی، دانت پیسے، اس شخص نے تو صاف اسے بد صورت ہی بنا ڈالا۔

"ایک تو ان کی مرضی کا ڈریس بھی پہنا۔۔ تیار بھی ہوئی۔ اپنی مرضی کے بنا اس شخص کی بات مان کر ساتھ آئی، پھر بھی یہ شخص طنز سے باز نہیں آ رہا۔ دانت پیس کر چہرے کا رخ دوسری طرف کر لیا۔۔

وہ اسکے بازو میں بازو ڈالے تیسرے فلور پر لایا۔۔

تیسرے فلور پر بینکونٹ ہال کے داخلی دروازے پر پہنچ کر ریسپشن پر اپنے نام لکھوائے اور پاس لے کر اندر بڑھے۔۔

ہال میں موجود ہر مرد اور عورت نے ان دونوں کو آتے دیکھا تو کافی نظروں میں تجسس، تحسین و تعریف، کچھ نظروں میں حیرت کچھ میں کنفیوژن کے ساتھ حسد کی جھلک بھی نظر آئی، کافی لوگوں نے ان کو "پرفیکٹ میچ" اور "میڈ فار ایچ اور" کا ٹیگ دیا۔

کچھ عورتوں کے منہ کے زاویے علیدان کی سحر انگیز اور رعب دار شخصیت دیکھ کر انگریزی حرف "O" میں ڈھلے،

وہیں کچھ عورتیں آن کے حسن اور چہرے کی ملائمت پر تبادلہ خیال کرنے لگ گئیں۔ کچھ نے تو خود کی ڈرینگ پر نظر کر کے آن سے موازنہ بھی کیا۔

علیدان کی نظریں پورے ہال میں گھومیں تو اسے مردوں کی حریص نظریں آن کے وجود کو گھورتے نظر آئیں بی دیکھ کر اس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا، علیدان شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا وہ "آن کو سب کی حریص نظروں سے کہیں چھپا دے"

"آپ نے تو کہا تھا پارٹی ہے، لیکن یہاں تو بہت سارے لوگ ہیں؟؟ وہ اس کے کان میں معصومیت اور لاعلمی سے منمنائی۔

.To me, this is royal ball"

وہ سرد لہجے میں یہ کہہ کر آگے بڑھا لیکن آن کی ٹانگیں وہی جم گئیں اور نظریں سامنے دیکھ کر آنکھوں میں حیرت کے ساتھ شرم بھی چھلکنے لگا۔

علیدان نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں ایک جوڑا سب سے بے خبر آپس میں کھویا ہوا تھا۔

"علیدان نے مڑ کر اسے دیکھا اور پریشان ہوا

"کیا ہوا آن؟؟؟

"وہ سننجل گئی

"کچھ نہیں بس ایسی جگہ پہلی بار دیکھی ہے تو میں کنفوز ہو گئی ہوں"

اور زور سے علیدان کے بازو کو اپنے دونوں بازو کے حصار میں جکڑ لیا۔

علیدان کے ہونٹوں کے کنارے پھیلے اور "کچھ کچھ" سمجھ میں آنے والے تاثرات کے ساتھ اس نے

ھنسنا چاہا۔

کیونکہ آن کے منہ سے وہی نکلا تھا جو بالکل نیچرل تھا۔

"اپنے سینے کو چھپاؤ" علیدان کی نظروں نے اسے اب کے واقعی پزل کر دیا۔

آن نے اسے دیکھا تو اس کی شرارتی مسکراہٹ پر آنکھیں میچ کر دانت پیسے۔ پھر ٹھنڈی سانس بھر

کر خود کو کول کیا۔

ایک ہاتھ میں پرس تھا جو اس نے دوسرے ہاتھ کے سہارے پکڑا تھا یوں لگ رہا تھا وہ علیدان کو اپنے دونوں بازوؤں کے حصار میں لیے چل رہی ہے۔ جس وجہ سے اس کے سینے کا کافی حصہ چھپ گیا تھا۔

ابھی تھوڑا آگے ہی بڑھے تھے کہ آن کے قدم جیسے کسی ان دیکھی طاقت نے جکڑ لیے۔ آنکھوں میں ڈر خوف کے ساتھ کیا نہیں در آیا تھا۔

سامنے ہی سکندر اعوان اپنی وہیل چیئر پر بیٹھا اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہنس بول رہا تھا۔ اپنے بیٹے زایان اعوان کے ساتھ۔

"علیدان نے آن کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں "اعوان کارپوریشن" کا CEO بیٹھا تھا اس کا سب سے بڑا کاروباری حریف ساتھ ہی اس کا بیٹا "زایان اعوان"

آن نے علیدان کا بازو کافی زور سے پکڑ لیا اور انگلیاں سخت کر لی، اس کے ناخن علیدان کے بازو کے گوشت میں کھب کر درد کرنے لگے۔

"کیا تم ان کو جانتی ہو؟؟"

علیدان نے زایان کو سکندر اعوان کے ساتھ کھڑا دیکھ کر حیرت ہی تو کی تھی۔  
آن نے نفی میں سر ہلایا اور خود کو سنبھال کر علیدان کے بازو چھوڑے  
"نہیں میں نہیں جانتی"

"کیا تم کچھ کھانا چاہو گی؟" علیدان نے اسے رلیکس کرنے کو بات کا رخ موڑا۔

"ہم ضرور" آن نے کافی حد تک خود کو سنبھال لیا تھا۔ بلاشبہ یہ مشکل تھا لیکن آن جیسی لڑکی کے  
لیئے نہیں تھا وہ تو بچپن سے ہی بڑے سے بڑا دکھ بھی ہنس کر سہہ آئی تھی۔ خود پر اوپر سے بے  
حسی کا خول چڑھا کر وہ بظاہر مضبوط نظر آتی تھی۔ لیکن کون جانے۔۔۔؟ وہ اندر سے کتنی گہری  
تھی۔۔۔ بھلا سمندر سے کس نے پوچھا ہے؟ کہ کتنے گہرے ہو؟ سمندر اندر سے گہرا باہر سے یکساں  
رہتا ہے، وہ بھی راز چھپالینے کا هنر جانتی تھی۔ لیکن وہ یہ بھول گئی کہ کوئی تھا جو اس کا راز دان بننے  
جارہا تھا۔۔

وہ دونوں ایک ٹیبل پر ساتھ بیٹھ گئے۔

"کیا کھاو گی؟ علیدان نے نرمی سے پوچھا۔

"کچھ بھی" آن نے کندھے اچکا دیئے۔۔

علیدان نے ویٹر کو بلا کر آرڈر نوٹ کروایا۔۔ کچھ ہی دیر میں کھانا ٹیبل پر چن لیا گیا۔ وہ دونوں ہی خاموشی سے کھانے لگے۔۔ علیدان کی پرسوج نظریں وقفے وقفے سے آن کو گھورتی رہیں، اس وقت ایک گیسٹ علیدان کی ٹیبل پر آگیا تو علیدان اس میں مصروف ہو گیا لیکن جب جب اس کی نظر آن پر پڑی آن کو اس طرف دیکھتے پایا جدھر اعوان فیملی کھڑی تھی۔۔

علیدان دنگ ہوا وہ واقعی بھی سکندر اعوان کو جانتی ہے؟ اب اسے کسی شک کی گنجائش ہی نہیں رہی۔۔

ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اس کے بزنس فرینڈ نے اسے بلایا۔۔

علیدان آن کی طرف جھکا

"میں کچھ دیر کے لئے ان کے ساتھ جا رہا ہوں، کچھ منٹ میں واپس آ جاؤں گا تم کہیں ادھر ادھر مت جانا۔۔

آن نے گردن ہلادی "All right"

علیدان نے اسمائل پاس کی اور اپنے ساتھی کے ساتھ ایک طرف بڑھ گیا۔۔

اس کے جاتے ہی آن نے رلیف بھری سانس کھینچی۔۔

نظر پھیر کر سکندر اعوان کے جانب کی تو اسے بھی خود کو گھورتے پایا۔۔

آن نے یکدم نظر واپس پھیر لی اور توجہ کھانے پر کی۔

اس وقت دو عورتیں ساتھ والی ٹیبل پر اس کے اور علیدان کے بارے میں بول رہی تھیں۔  
ایک نفرت و جلن سے بولی "یہ عورت کہاں سے علیدان کے ہاتھ لگی ہے؟

دوسری نخوت سے بال جھٹک کر بولی "کسے پتا ہے؟ کہ کس جگہ سے لایا ہے؟ تم نے دیکھا کیسے بازو سے پکڑے چپکی جارہی تھی علیدان کے اوپر ہی گری جارہی تھی،

"بہت ہی کوئی بے شرم عورت ہے" بنا بھیڑ اور لوگوں کا خیال کیئے اس کے اتنے قریب قریب۔۔  
"تم صحیح کہتی ہو، مجھے لگتا ہے مسٹر علیدان کو اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے دیکھا نہیں کیسا بے تاثر  
چہرہ تھا مسٹر علیدان کا،

"مجھے تو کوئی گھٹیا کردار کی لگتی ہے۔

"بس ایک خوبصورتی ہی دیکھی ہوگی، ان جیسی عورتوں کا کوئی "کردار" تو ہوتا نہیں" جہاں امیر زادہ  
دیکھا وہی پھسل پڑتی ہیں،  
ہنہ۔

دونوں عورتیں اپنی جلن نکالتی رہیں۔ یہ بھول گئیں کہ پیچھے سے علیدان کھڑا ہے۔

علیدان نے ایک نظر ان حاسد گوسپنگ کرتی عورتوں کے گروپ پہ ڈالی۔

اور دوسری نظر ساتھ ٹیبل پر ساکت بیٹھی آن پر ڈالی جس کے ہاتھ میں فورک تھا اور ہاتھ کپکپا رہا تھا نظر ایک جگہ ساکت تھی آنسو چھلکنے کو جیسے بے تاب ہو رہے تھے۔ وہ پوری کانپ رہی تھی۔۔

حلائکہ ایسی باتیں، اور جملے آن کے لئے نئے بلکل نہیں تھے، وہ اس سے زیادہ نفرت انگیز باتیں اور الزامات

بینش اعوان اور اس کی ماں ماڑا اعوان کے منہ سے بارہا سن چکی تھی۔۔

لیکن اس طرح کی گیدرنگ میں بھی بظاہر خوش اخلاق، خوش لباس اور اعلیٰ طبقے کے نظر آتے لوگوں کی اس قدر گھٹیا سوچ کے ساتھ گھٹیا جملہ بازی نے اس کے وجود کو جیسے طوفان کے جھکڑوں کے بیچ لاکھڑا کر دیا تھا۔ یہ "جتنا اونچا طبقہ بظاہر دکھتا ہے لیکن سوچ ان کی حقیقت میں اتنی ہی گھٹیا ہے"

۔ وہ کانپ رہی تھی دل کی تکلیف کو دل میں دبا دینا اور دبا کر سنبھالنا، بعض اوقات بہت مشکل ہوتا ہے بہت ہی مشکل۔ اور آن کے لئے یہ وقت مشکل ثابت ہو رہا تھا۔

اس نے چھری اور فارک ٹیبل پر کانپتے ہاتھوں سے رکھا اور اٹھ گئی۔۔ وہ اس گندی جگہ سے دور بھاگنا چاہتی تھی بہت دور

وہ جیسے ہی آگے بڑھی اچانک ہی میوزک فلور سے میوزک بجنا شروع ہو گیا، لوگ جوق در جوق ڈانس فلور کے جانب بڑھنے لگے۔

علیدان اس کے قریب آیا اور کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے طرف کھینچا وہ کھینچ کر اس کے ساتھ لگ گئی۔۔ علیدان کے ہاتھ اس کے کندھے پر ٹھہر گئے۔ پھر بازو پر سرکتے ہوئے ہاتھوں پر رکے آن کے ہاتھ اپنی گرفت میں لے کر اٹھائے اور انگلیوں میں اپنی مضبوط انگلیاں دھیرے دھیرے پھنسا لیں۔

آن خاموش رہی اس کا دل جیسے ابھی تکلیف سے نہیں نکلا تھا۔۔ وہ ایسے ہوئی تھی جیسے "ڈمی"

وہ اسے کھینچ کر ٹیبل تک لایا اور تھوڑا زور سے بولا  
"کیا سن رہی ہو؟؟ میوزک؟؟ لیکن تمہارا دل تکلیف میں ہے، تو کیا تم میرے ساتھ ڈانس کرنا چاہو گی؟؟"

اس کے زور سے کہنے پر ان عورتوں نے ان دونوں کی طرف دیکھا۔۔ ہر ایک خاموش کھڑا ان دونوں کو نہار رہا تھا۔

آن حیران ہو گئی۔۔ "ڈانس؟؟ کیا یہ مذاق کر رہا؟؟"

"مجھے ڈانس نہیں آتا" آن نے انکار میں گردن ہلادی اور لب بھینچ لیئے۔

"تو پھر آو،، میں سکھاتا ہوں،

یہ کہہ کر علیدان نے ہاتھ گھما کر اس کی گردن میں ڈالا اور دوسرا اس کی کمر کے گرد ڈال کر قریب لایا۔

وہ اسے محبت سے دیکھتا ہوا مخمور نظروں اور گھمبیر لہجے میں سوگوشیانہ آن کے کان میں بولا :

"مجھے ڈانس سکھانے کا طریقہ آتا ہے، جیسے ہی تم ایک قدم میری طرف بڑھا کر مجھ سے ٹکراؤ گی میں تمہاری ایک دفعہ کس لوں گا،

"کیا؟؟ وہ اسے بنا کسی تاثر کے دیکھنے لگی۔

"یہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ ایک تو اس کو اونچی ایڑی کی جوتی پہنی ہوئی تھی جس سے اس کے قدم ڈمگائے جارہے تھے اور یہ شخص ڈانس کا کہہ کر اس کی اچھی خاصی جگ ہنسائی کرنے لگا تھا۔ وہ اسے کھینچتا ہوا ڈانس فلور کے بیچ میں لایا۔

وہ کافی نروس تھی۔۔

وہ جیسے ہی ایک اسٹیپ بڑھاتی وہ غلطی سے جاکر علیدان کے پیر سے ٹکراتا، اور علیدان نے اپنا وعدہ نبھایا۔۔ وہ جتنی بار اس کے پاؤں پر مسٹیکن پیر رکھ دیتی اتنی ہی بار علیدان نے اسے گال پر کس دی تھی۔

آن کو کسی بھی میوزک کی آواز نہیں آرہی تھی نہ ہی لوگوں کی سرگوشیاں  
آس پاس کیا تھا؟؟ اسے سب بھول گیا اسے صرف اپنے ہونٹوں پر شدت بھرا لمس محسوس ہو رہا تھا  
وائن اور مردانہ سینٹ کی ملی جلی خوشبو کا ذائقہ اس کے منہ میں گھلے جا رہا تھا۔

اور اگر علیدان کی طرف دیکھو تو وہ تو جیسے آن کے ہونٹوں پر چپک کر انہیں چھوڑنا ہی بھول چکا تھا۔

علیدان نے اس وقت سوچا "آخری بار اس نے ان ہونٹوں کا ذائقہ تب محسوس کیا تھا۔۔ جس  
وقت اس کی زندگی میں عورت نامی کوئی وجود نہیں تھا۔ علیدان نے اس کے راغب کرتے ہونٹوں پر  
کس دی تھی اور پھر خود پر سے کنٹرول کھودیا تھا۔

لیکن اس وقت۔۔ کیا وجہ تھی؟؟

وہ خود کو سمجھانے سے قاصر تھا۔

جب ڈانس ختم ہوا تو آن ڈمگاتے قدموں اور دز ہوئے ذہن کے ساتھ چکراتی ہوئی سر ہاتھوں میں تھامے نیچے اتری۔۔

ہر کوئی ان کو دیکھ رہا تھا لیکن آن اس وقت اس حالت میں بالکل نہیں تھی کہ ان چھبستی نظروں پر دھیان دے سکے۔

آن کو یہ سوچ کر کہ اعوان سکندر بھی وہی موجود ہے۔ بری طرح شرمندگی کھائے جارہی تھی۔۔ لیکن وہ جاچکا تھا اس کی جگہ پر زایان اعوان نے یہ سب دیکھ کر بھت غصہ سے آن کو دیکھا، اور وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

آن نے شرمساری سے سر جھکا لیا۔۔

وہ اس جگہ سے بھاگ جانا چاہ رہی تھی۔

وہ علیدان کے قریب آئی

"پلیز یہاں سے چلیں"

علیدان نے اس کی نیلی آنکھوں کے کنارے بھگتے دیکھے اور چہرے پر حد سے زیادہ بے چینی جیسے وہ اس کے عمل سے سخت ناخوش ہوئی ہو۔۔

علیدان نے اس کی نظروں کے تعاقب میں زایان اعوان کی گھورتی نظریں غصہ سے چلے جانا۔ آن کا شرمندگی سے سر جھکانا اور آنسو ضبط کرنا۔ سب بغور دیکھا۔

"کیا ہوا آن کیا آپ کی سانس ٹھیک ہے؟؟ آن کو سسکتے اور کانپتے دیکھ کر وہ سوالیہ ہوا۔

"آپ نے ایسا کیوں کیا؟؟ آن نے اسے نم آنکھوں اور بھگے لہجے میں سوالیہ سرخ نظروں سے گھورا۔

"کیا کیا میں نے؟ تم کو کس ہی تو دی، میں نے پہلے ہی کہا تھا ڈانس سکھانے کا یہ رول ہوتا ہے۔  
"میں نے آپ کو نہیں کہا تھا کہ ڈانس سکھائیے، وہ روہانسی ہو کر تقریباً چیخ پڑی۔  
"تو پھر تم میرے ساتھ فلور پر کیوں چلی آئی تھیں؟

آن کیا بتاتی؟ کہ اس وقت وہ کس حالت میں تھی۔ اس وقت اس کے محسوسات جامد ہو چکے تھے۔ ان عورتوں کی باتوں نے اسے اس قدر ہرٹ کیا تھا کہ وہ کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی طاقت نہیں رکھتی تھی وہ بے حال تھی۔ بے بس تھی، بے حس تھی،  
"آن نے ٹھنڈی سانس بھر کر خود کو نارمل کیا۔

"اٹو اوکے۔ پلیز اب یہاں سے چلیے میں بہت تھک چکی ہوں۔ وہ بالکل تھکی تھکی سی لگی اسے۔  
وہ اسے کمر کے گرد تھام کر ایلوٹر تک لایا۔

وہیں زایان بھی کھڑا سگریٹ پھونک رہا تھا۔ جیسے ان کا ہی انتظار کر رہا ہو۔

زایان نے دونوں کو غصہ سے دیکھا قریب آکر

"آن میرے ساتھ آؤ"

آن کو کلائی سے تھام کر کھینچا۔

اس سے پہلے کے ایک قدم زایان کے طرف کھینچی جاتی اس کا دوسرا ہاتھ علیدان نے گرفت میں لے لیا۔

CEO of awan Corporation"

میری بیوی کو میرے ہی سامنے اغوا کر کے جائے اور میں دیکھتا رہوں؟۔ میں مر نہیں گیا "

"بیوی؟؟؟" زایان کو شدید جھٹکا لگا۔

وہی آن دنگ ہوئی۔۔

علیدان اور زایان کی نظریں آپس میں ملی تھی

دونوں کی نظروں میں ایک دوسرے کو جھلسا دینے والی آگ کی لپک تھی

آن کا دل بری طرح کانپا ان کو دیکھ کر۔

وہ کبھی علیدان کو دیکھ رہی تھی کبھی زایان کو،  
(جو ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہے تھے)  
"جیسے دونوں کی ہار یا جیت کا اندازہ لگا رہی ہو۔"

اس نے علیدان کی پکڑ سے جھٹکے سے کلائی چھڑوانی چاہی۔  
یہ حرکت دیکھ کر علیدان نے حیرت سے اسے دیکھا، حالانکہ علیدان کی پکڑ مضبوط تھی اسی لیے آن  
کی کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔

اسے خود سے الگ ہونے کی کوشش کرتا دیکھ کر علیدان کا دل ناراضگی سے بھر گیا،۔۔ اس نے گھور  
کر آن کو دیکھا،

اور جھٹک کر اسے اپنی گرفت میں قابو کر لیا۔ اپنا بازو اس کی کمر کے گرد مضبوطی سے باندھ لیا ایسے  
کہ آن پوری اس کے سہارے کھڑی ہو گئی۔

علیدان کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ آئی آن مکمل اس کے شکنجے میں تھی اور وہ سخت غصہ  
سے زایان کو گھور رہا تھا۔

"نہیں ہے یہ تمہاری بیوی، جھوٹ مت بولو"  
زایان غرایا، اس کا دل بے یقین ہوا، اور شدت سے دھڑکا تھا۔

علیدان نے کندھے اچکائے، جیسے کہہ رہا ہو: As you wish:

"شی از آلریڈی مائے وائف۔۔ اسی لئے اسکا ہاتھ چھوڑو" وہ بھی جوابا غرایا۔

آن نے جب دیکھا کہ بات بگڑ رہی۔۔ اس نے علیدان کی طرف دیکھ کر ملتجائے لہجے میں کہا:  
"آ۔۔ آ۔۔ پ۔۔ ک۔۔ کچھ وقت کے لئے گاڑی ت۔۔ تک چلیں۔۔ میں بات کر کے آتی ہوں۔ پ  
پلیز۔۔"

آواز کانپ رہی تھی اور بمشکل جملہ مکمل کیا۔

علیدان نے اسے دیکھا اور مسکرا کر جھکا اور بے اختیار پیشانی کو چوم لیا۔

آن کی آنکھیں زایان کے سامنے اس طرح کے عمل سے، حیا اور کچھ خفت سے جھک گئیں، بے بسی  
سے کانپتے ہونٹ کاٹے۔

اس کا حیا سے ہوتا سرخ چہرہ دیکھ کر علیدان نے اس کے گال پر چٹکی کاٹی۔ "why are you bulshing again? بھت کیوٹ لگتی ہو۔ میں خود پر کنٹرول نہیں کر پارہا" گردن میں منہ گھسایا۔

زایان نے دانت پیسے اور دھاڑا "آن؟؟؟"

"پلیز آپ چلیں م م میں ان سے بات کر کے آتی ہوں"،

آن نے اسے کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے آگے جسارت کرنے سے روکا۔

اس کے چہرے پر ملتجیانہ تاثرات تھے، اس کی آنکھوں میں یہ یقین کہ علیدان اس کے لیے مسئلہ بحر حال پیدا نہیں کرے گا۔  
آفٹر آل وہ اپنے بھائی کے لئے مسئلہ کھڑا نہیں کرنا چاہتی تھی،

علیدان نے لب بھیج لئے اس کے بالوں کو سہلاتا گھمبیر لہجے میں بولا:

"یہ دیکھ کر کہ تم بہت کیوٹ ہو تمہاری بات مان لیتا ہوں، میں نیچے انتظار کر رہا ہوں جلدی آنا۔  
ورنہ۔۔۔"

اس کے "ورنہ" میں چھپی دھمکی نے آن کی جان ہلا دی۔۔

"صرف دس منٹ" جلدی جلدی بولی۔۔

علیدان نے اپنی جیکٹ اتار کر آن کو اوڑھائی۔ اور ایک سرد غصہ آمیز گھوری سے زایان کو نوازتا ایلوٹر کے طرف بڑھ گیا۔

اس کے او جھل ہوتے ہی زایان اسے تقریباً گھسیٹتا آگے بڑھا اور دھکا دے دیا۔ وہ لڑکھرائی اور ھیل کی وجہ سے نیچے گر گئی۔

"بھائی آئی ایم سوری" آن کا نم لہجہ کپکپاتا ہوا تھا۔

"حقیقت کیا ہے آن؟؟ بتاؤ۔۔ کس وجہ سے تم اس شخص کے ساتھ اس قدر قریب تھی؟؟ وہ دھاڑ رہا تھا۔ اسے لگا تھا، جیسے "آن نے سرعام اعوان فیملی کی عزت ملیا میٹ کر دی ہو"

"آئی ایم سوری بھائی" آن روہانسی ہوئی۔۔

"مجھے تمہاری کوئی ایکسیوز نہیں چاہئے تم نے کہا تھا تم اس کے چھوٹے بھائی کی ٹیچر ہو تو پھر یہ کیا ہے آن؟ میں آج رات یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟ تم اور علیدان شاہ جیسے چیٹر کے ساتھ اتنی بڑی گیدرنگ میں کیا کر رہی تھی۔۔؟؟

اس نے ایک بار کلب میں میری جان بچائی تھی اس کے شکریہ کے طور پر، میں ان کے ساتھ یہاں آئی۔ باقی مجھے بھی نہیں پتا اس نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟؟

وہ واقعی نہیں جانتی تھی کہ علیدان کیسے بدل گیا؟

لیکن زایان اعوان ایسا نہیں سوچ رہا تھا۔

حلانکہ آن اس کی بہن تھی لیکن ایک بھائی کی ذمہ داری وہ اچھے سے نہیں نبھا پارہا تھا، اسے باہر کے درندوں سے بچا نہیں پارہا تھا علیدان اس کی نظر میں بھیڑیا ہی تو تھا، لیکن یہ اس کا صرف خیال تھا۔

اس نے ایک گہری سانس لی اور آن سے بولا :

"آل رائیٹ جو ہوا میں بھول جانا چاہوں بھی،۔۔ لیکن تم۔۔" اب ٹیوشن نہیں دو گی۔ اٹز انف۔"

"نہ علیدان سے کبھی ملو گی اپنے اور اس کے بچ میں ایک لکیر کھینچ دو، ورنہ جو ہوگا وہ یقیناً اچھا نہیں ہوگا۔"

"میں یہ بات آپ کی نہیں مان سکتی "علیدان کے بھائی کا بس یہ ایک مہینہ ہے، اگر میں نے چھوڑ دیا تو اس کا حرج ہوگا جب کہ۔۔۔"

وہ تڑپ ہی تو گئی "بھلا ان دونوں کی جنگ میں "اس بچے" کا کیا قصور؟؟"

"میں پہلے ہی سے اڈوانس لے چکی ہوں" آن نے لب بھینچ کر جیسے خود پر ضبط کیا۔۔

"وہ پیسے میں بھروں گا اس کے بعد تم کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ علیدان اپنے بھائی کے لئے کون سا ٹیچر رکھتا ہے؟؟" ہماری طرف سے بھاڑ میں جائے وہ "علیدان جیسا آدمی اس قابل نہیں کہ تم اس کے ساتھ رہو۔۔ وہ ایک بھیڑیا ہے، جو لوگوں کو ہڈیوں سمیت کھا لیتا ہے"

"ایسا نہیں۔۔۔ آن کو یہ الزام ہی تو لگا۔۔ بھلا وہ علیدان کو اتنا تو جان ہی گئی تھی کہ لوگ جو کہتے ہیں ان میں "سچائی" کتنی ہے، اتنا تو پرکھ رکھتی تھی آن"

آن کی مسلسل ایک جگہ پر کھڑا رہنے اور نظر جھکانے پر وہ اب سخت ہوا، اسے آن اس وقت ضدی بچہ لگی۔۔

"یا میں یہ سمجھوں کہ صرف ایک لمحہ کی خوشی کے خاطر تم یہ سب کچھ کرو گی۔ کیا تم اس سے پیار کرتی ہو؟"

"آن نے اسے دیکھا "کیا مطلب ہے اس جملے کا "ایک لمحہ کی خوشی کے خاطر میں سب کروں گی" کیا زایان یہ سوچ رہا ہے کہ کوئی ایسا ویسا رلیشن علیدان کے ساتھ ہے؟"

زایان بھائی "آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟"

"میں صرف اتنا جانتا ہوں "اگر تم نہ چاہتی تو کبھی اس کی ہمت ہی نہ ہوتی آج اتنا آگے بڑھنے کی، لیکن تمہاری چپ گواہ ہے کہ "تم بھی یہی چاہتی ہو" کیا تم نے مجھے نہیں کہا تھا "تم اپنی ماں جیسی غلطی نہیں دہراؤ گی؟۔۔ پھر یہ سب کیا ہے آن؟"

"آن نے مٹھیاں بھیج لیں۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ علیدان اور زایان میں دشمنی بڑھے تبھی اس نے ایسا نہیں کیا، ایک فاصلہ اپنے اور علیدان کے درمیان برقرار رکھا، ورنہ درحقیقت وہ۔۔ ایسا کر بھی سکتی تھی، کون روکتا اسے؟، اگر وہ علیدان کے قریب ہو جاتی!!،

وہ مڑی اور جانے لگی

"آن" پیچھے حیرت سے زایان پکارا

"وہ رکی اور مڑی" انف "جب آپ مجھ پر یقین نہیں رکھتے تو پھر یہاں کھڑے ہو کر مجھ سے کیوں بات کر رہے ہیں؟"

"میں آپ کی فیملی سے بلائگ نہیں کرتی اسی لئے میں نے آپ کی فیملی کو بدنام قطعاً نہیں کیا۔"

اس نے رخ موڑا اور ایلویٹر کے طرف بڑھی۔۔ نیچے پہنچ کر ایگزٹ دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔  
پیچھے زایان یہ سوچ کر پچھتایا کہ "اس نے اپنے لفظوں سے آن کا دل دکھایا ہے۔"

پارکنگ میں علیدان گاڑی میں بیٹھا آن کا انتظار کر رہا تھا۔ آن نے اسے دیکھ کر بھی نظر انداز کر دیا اور نیچے بیٹھ کر درد کرتے پیروں سے جوتے نکال کر ہاتھ میں اٹھائے اور چلتی ہوئی روڈ سائیڈ پر کسی سواری کو دیکھنے لگی۔

علیدان کو یہ دیکھ کر غصہ تو بہت آیا جب ننگے پاؤں لنگڑاتی ہوئی آن اسے بنا دیکھے روڈ سائیڈ پر جا کھڑی ہو گئی۔۔

وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا

۔ دروازہ کھلنے کی آواز آن نے واضح سنی پھر علیدان کے اپنی طرف بڑھتے قدموں کی چاپ سن کر اس کا دل تکلیف کی شدت سے سکڑ کر پھیلا۔۔ وہ آگے بھاگی۔۔ لیکن پیروں میں درد کی وجہ سے زیادہ دور نہ بھاگ پائی کہ علیدان نے ایک ہی جست میں اسے جالیا۔  
آن کا سر جھکا ہوا تھا آنکھیں بے اختیار میچ لیں۔۔ منہ آنسو کے داغ لیے وہ اسے دکھی لگی۔۔

علیدان نے ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرہ اوپر کیا۔۔ لیکن آن نے بہتے آنسو کی وجہ سے چہرہ اوپر نہ کرنے دیا۔۔ علیدان نے یہ دیکھ کر اس کا درد اپنے دل میں محسوس کیا "اس کا بس نہیں چل رہا تھا آن کو تکلیف دینے والے کو تھس نہس کر دے۔۔ ہولے سے خود سے لگا کر جیسے سہارا دیا ہو۔۔ ادھر آن کو بس سہارا ملنے کی دیر تھی۔۔ وہ اس کے سینے پر تھکے تھکے انداز میں سر ٹکا گئی۔۔ پھر جو روئی تو۔۔۔  
علیدان تک پریشان ہو گیا اس نے آن کو زور سے خود میں بھینچا۔۔  
آن نے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں سختی سے جکڑا اور ہچکیاں بندھ گئیں۔۔  
کافی دیر بعد اس کی سسکیاں تھم گئیں تو یہ احساس اس کی جان لینے لگا کہ وہ علیدان کے سینے سے کب سے لگی ہوئی ہے، اس نے خود کو اس کے بازو کے گھیرے سے نکالنا چاہا۔۔ لیکن۔۔

علیدان اسے سر جھکا کر جانچا۔ پھر یونہی اسے بانہوں کے گھیر میں سنبھالے گاڑی تک لایا۔ اسے بٹھا کر ڈور لاک کیا خود دوسری طرف آکر گاڑی اسٹارٹ کی۔ کار میں پھیلی خاموشی کی چادر باہر پھیلے سناٹوں کے ساتھ مدغم ہو رہے تھے۔

گاڑی میں مسلسل خاموشی کی دبیز چادر پھیلی تھی۔ علیدان نے اس کے چہرے کو دیکھا جہاں آنسوؤں نے سوکھ کر واضح نشانات بنادیئے تھے۔ اس نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"ابھی ہاتھ آگے بڑھایا تاکہ آنسو پونچھ سکے لیکن اس کا ہاتھ آنے سے سختی سے جھٹک دیا

"کیا ہوا آن؟ تمہارے ساتھ کیا غلط ہوا؟؟ اور پیر کو کیا ہوا؟؟

آن نے اسے ناراض نظروں اور غصہ سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ گھورا: اور تڑپ کر جیسے چینخی تھی۔

"مسٹر شاہ کیا میں نے آپ کو کسی بات پر اکسایا؟ آپ نے میرے سے ایسا برتاؤ کیوں کیا؟ کیوں مجھے کس دی؟

آپ سمجھتے ہیں آپ سرمایہ دار ہیں تو دنیا کی ہر عورت آپ کے آگے بچھی چلی جائے گی، اور آپ وہ کچھ کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔

میں آپ کو بتا رہی ہوں "اتنا غرور مت کریں، میں سخت نفرت کرتی ہوں آپ سے۔۔۔ سخت۔۔۔ نفرت۔۔۔ آخر میں شدت گریہ اور چینخنے سے حواس تقریباً ساتھ چھوڑنے لگے۔

آواز ہلکی ہوئی "میں امید کرتی ہوں آئندہ اپنی حد سے آگے نہیں بڑھیں گے ایک حد قائم رکھیں گے۔۔ اتر انف۔"

اس نے اوڑھا ہوا علیدان کا کوٹ سخت نفرت اور حقارت سے کھینچ کر اس کی جانب پھینکا جیسے کوٹ نہ ہو "اچھوت" ہو۔۔"

علیدان نے خاموشی سے سب سنا: ڈرائیور کے سامنے اس کا "مسٹر شاہ" نفرت سے پکارنا۔ علیدان شاہ کو ڈرائیور کے سامنے یہ انسلٹ لگی، "کریم گاڑی سے اتر جاو"

کریم ان کے ساتھ سالوں سے تھا کبھی ان کے خاندان کے کسی فرد کو بھی اس نے "صاحب کا نام اس طرح پکارتے نہیں سنا۔ نا ہی کسی کو صاحب کے آگے شلوٹ کرنے کی ہمت ہوئی تھی۔ اور یہ میم صاحب کو کس طرح نفرت سے بلارہی تھیں۔

وہ حکم بجالایا اور گاڑی راستے کے سائیڈ پر روک کر اتر گیا۔۔۔ علیدان اس کی طرف مڑا جھپٹ کر اسے جھکایا اور اس کی سانسوں کو قید کر لیا۔۔۔ وہ تڑپتی رہی۔۔۔

اسے مکے مارتی رہی لیکن۔۔۔ علیدان نے اسے سزا دینی تھی سخت سے سخت سزا "آن کی ہمت کیسے ہوئی اس پر چینیختے چلانے کی۔۔۔ ڈرائیور کے سامنے اس طرح مسٹر شاہ" چینیخ کر بلانے کی؟ اس کی

محبت کا مذاق اڑانے کی اس کی محبت کو حوس کا نام دینے والی کون تھی وہ؟؟ اسے خود سے دور کرنے والی؟۔۔۔ وہ ایک بلیئر تھا ایک امیر زادہ۔۔۔ جس کے آگے ایک دنیا جھکتی تھی، کسی کی ہمت نہ ہوتی

تھی کہ آنکھ اٹھا سکے۔۔ وہ بھلا کیسے برداشت کرتا کہ آن اس کے ساتھ ایسا کرے؟؟ how dare

she was

آخر کافی دیر کے بعد علیدان ایک جھٹکے سے اس پر سے اٹھا، اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے وارن کیا:

"اگر پھر کبھی ڈرائیور کے سامنے اس طرح کی حرکت کی۔۔۔" مجھے اس طرح کے نام سے ڈرائیور یا کسی بھی غیر فرد کے سامنے بلانے کی، تو اچھا نہیں ہوگا "اس سے زیادہ سخت سزا دوں گا"

"ہاں باقی تنہائی میں تم کو اجازت ہوگی، جیسے چاہو بلاؤ۔"

"آواز غراتی ہوئی تھی۔۔ جس نے ایک لمحہ تو آن کو چپکی لگادی" وہ سیٹ سے اٹھی، اس کی بکھری بکھری سی حالت کو علیدان کسی خاطر میں نہ لایا۔

"کریم واپس آؤ۔"

جب کریم واپس بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا تب علیدان نے سرد لہجے میں حکم دیا:

"گاڑی کورٹ کے طرف موڑو کریم"

کریم یہ سن کر مسکرایا۔ اور گاڑی کورٹ کے راستے پر بھاگنے لگی۔۔

آن تو بس حیران ساکت سی بیٹھی رہ گئی ہونٹ کا پھٹا کنارہ علیدان کی شدت انگیزی کا گواہ تھا۔  
ہونٹ سو جن کا شکار ہو چکے تھے،

کورٹ پہنچ کر وہ اسکی کمر میں بازو ڈالے خود سے لگاتا اندر لایا۔۔

اس کا وکیل پہلے ہی سے "نکاح نامہ" تیار کر کے رکھ چکا تھا۔۔

یہ کام اس نے تب کیا جب "آن نے اسے ریکوئسٹ کی کہ کچھ دیر زایان سے بات کرنا چاہتی ہے"  
وہ زایان کے سامنے صرف اسے چڑانے کے لئے آن کو "اپنی بیوی" ظاہر کر چکا تھا، وہ یہ دیکھ چکا تھا  
کہ زایان یہ بات جان کر شدید صدمہ میں جا چکا ہے، اسے زایان کو نیچا دکھانے کا بہتر موقع یقیناً  
زندگی میں پھر نہ ملتا۔۔

تو کیوں نہ وہ فائدہ اٹھاتا؟؟ یہ سچ تھا کہ "آن کے لئے اس کے دل میں پختہ جذبات خالص تھے  
لیکن آن سے نکاح کرنے سے اسے دو فائدے ہوتے۔۔

"ایک تو آن ہمیشہ کے لئے اس کی دسترس میں آجاتی۔۔ جس کے لئے یہ موقع قسمت سے اسے مل  
رہا تھا۔۔

دوسرا اپنے حریف زایان اعوان کو عمر بھر کی چوٹ مل جاتی۔

وہیں کار میں بیٹھے بیٹھے اپنے وکیل کو فون پر نکاح نامے کا سرٹیفکیٹ بنانے کا کہہ کر خود آنکھوں میں  
ڈھیروں سہانے روپلے خواب سجا کر پرسکون ہو کر آن کا انتظار کرنے لگا،

"خاموشی سے سائن کرنا ہے ورنہ ویسے بھی تم میری دسترس میں سے نہیں نکل سکتی۔۔  
"اگر یونہی میرے ساتھ بنا نکاح کے گزارنے میں تم کو اعتراض نہیں۔۔ تو۔۔۔۔۔ اٹو اوکے۔۔  
ادروائیس۔۔!!

"مجھے کوئی عار نہیں میرے کمرے میں تو ویسے بھی تم آج سے ابھی سے رہو گی"

"تم چاہو یا نہ چاہو۔۔ اٹو ناٹ اپ ٹو یو۔" ایسے ہی چلو۔ یا پھر سائن کرو۔" آہستگی سے کان میں غرایا  
تھا۔۔ جسے صرف وہ سن پائی تھی۔ دل یکدم کانپا

علیدان شاہ کو کسی بھی طرح آن سے یہ بات منوانی تھی۔۔ چاہے زور و زبردستی سے منواتا یا پیار سے۔۔

آن کو سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے؟؟ اگر وہ اس سے یہ نکاح کر لیتی ہے، تو زایان اعوان کا الزام درست ثابت ہوتا کہ "آن علیدان شاہ کو مائل کرتی رہی ہے"، اگر نہیں کرتی تو علیدان نے نہیں چھوڑنا۔ آگے پیچھے ہر طرف سے وہ شخص اسے بری طرح گھیر چکا تھا۔

آن نے کپکپاتے ہاتھوں سے پین تھاما۔ اور پھر جہاں جہاں وکیل اسے بتاتا رہا اس نے سائن کر کے خود کو جیسے ہمیشہ کے لئے بقول زایان کے "بھیڑے" کے سپرد کر دیا۔

آن کی سائن کے بعد علیدان نے سپاٹ لہجے میں سائن کر کے وکیل سے ہاتھ ملایا۔ اور باقی کی فارملیٹی کے بعد "نکاح نامہ" کی فائل اٹھا کر اسے ساتھ باہر لے آیا۔ اور آگے ڈرائیونگ سیٹ پر بٹھایا۔ خود گھوم کر پسینہ پر بیٹھ گیا۔ کریم کب کا اپنے صاحب کے حکم پر واپس چلا گیا تھا۔

"گھر چلو۔۔ علیدان نے اسے دیکھا۔

لفظ "گھر" نے آن کے دل میں جیسے چیر ڈال دیئے۔ ایک وقت تھا وہ خواہش کرتی تھی کہ "اس کا اپنا گھر" ہو۔۔ اور اب جب علیدان کا گھر "قانونی طور" پر "اس کا بھی گھر" بن چکا تو وہ خوش کیوں نہیں تھی؟؟

علیدان نے اسے آرڈر کیا اور خود بازو سینے پر باندھ کر آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ وہ بھت مسرور نظر آرہا تھا جیسے کوئی محاظ سر کر آیا ہو۔ اور آن ایسے تھی جیسے کوئی "جیتی ہوئی بازی ہار آئی ہو"۔

اس کے کندھے بالکل ڈھلکے ہوئے تھے۔۔ وہ ساکت سی بس سامنے گھورے جارہی تھی۔۔

اب وہ علیدان کی ملکیت میں جاچکی تھی اور یہ "احساس ملکیت" کہ اب "وہ خود کی بھی نہیں رہی" اس کے وجود سے جیسے ساری توانائیاں چرا چکا تھا۔۔

"علیدان نے اسے ساکت دیکھ کر گھورا "کیا چاہتی ہو تم آن؟"۔۔ "کیا چاہتی ہو کہ "میں دوبارہ سے تمہارے ساتھ۔۔ ابھی جملہ باقی تھا۔۔ کہ آن کا ساکت مجسم بول پڑا:

"میں ڈرائیو نہیں کرپاؤں گی پ پلپیزز"

علیدان نے اس کی حالت کے پیش نظر زیادہ بحث سے اس وقت احتراز کیا۔ اور فون نکال کر کریم کو کال ملائی اور اسے واپس بلایا۔ خود اٹھ کر اسے گود میں اٹھایا اور پچھلا دروازہ کھول کر آرام سے بٹھایا۔ آن اسے کے چہرے کو خاموشی سے تکتی رہی۔

علیدان نے آن کے ننگے پیروں کی سوجن دیکھ کر جیسے تنبیہ کی "ایک عورت ہو کر بھی تم کو یہ نہیں پتا کہ کون سی جوتی موزوں رہے گی؟؟"

وہ بھی اس کی آنکھوں میں تکتے بولی:

"اور ایک مرد ہو کر بھی آپ کو یہ نہیں پتا کہ ایک غیر عورت کو اس طرح پبلک میں کس نہیں کرتے "کیا درست تھا؟"

علیدان کے نرم تیور بدل کر سخت ہو گئے اسے گھور کر بولا: "کیا اب بھی ہم "غیر ہیں؟"

"ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں"

آن کو یاد آیا کہ "وہ اس کے ساتھ کار میں تنہا ہے" وہ کچھ بھی کر سکتا تھا، اس خیال نے اسے بزدل بنادیا۔

"تمہارے باپ کے علاوہ، اس دنیا کے تمام انسانوں کے بیچ میں "کیا میرے علاوہ کوئی اور ہے جو تمہارا محرم ہو؟ بتاؤ؟؟"

"میں وہ پہلا مرد ہوں۔۔۔ جو تمہاری روح میں اتر چکا ہے"

ابھی اس کی بات آدھے میں تھی کہ ان نے اپنا ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا۔۔۔ ایسا کرنے پر اسے افسوس بھی ہوا اور شرمساری بھی محسوس ہوئی۔ "آپ نے وعدہ کیا تھا آپ پچھلے واقعے کا کوئی ذکر نہیں کریں گے" اس نے ہاتھ یکدم ہٹایا۔

"کسی کی بھی اتنی ہمت نہیں کہ وہ واقعہ دہرائے میں صرف تم کو یاد دلا رہا ہوں، کہ مجھ سے زیادہ تم کو کوئی نہیں جانتا۔"

"ایک ایسی عورت جس کا آپ مکمل نام بھی نہیں جانتے اسے جاننے کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں؟" آن نے سوالیہ نظروں سے علیدان کو دیکھا لیکن زیادہ دیر نظر نہ ٹھہر سکی۔۔۔ جھکالی : "آنیہ عصمت" علیدان پکارا

"جی" آن نے بے اختیار اس کے بلاوے پر "جی" کہا پھر آن حیران ہو گئی دنگ نظروں سے دیکھا "وہ کیسے جانتا ہے؟؟" علیدان نے اس کی نظروں کا اشارہ سمجھ لیا:

"اپنی کانفیڈنس کہاں سے لائی ہوں آن؟" کیا سمجھتی ہو مجھے کچھ نہیں معلوم؟؟؟

"ل۔۔ لیکن آپ نے کبھی مجھے مکمل نام سے نہیں بلایا" وہ دنگ ہوئی

"مس آن" آپ کا "خطاب" تھا، جو میں نے آپ کی "آنر کے لئے" آپ کو دیا تھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں آپ سے غافل ہوں؟؟؟"

آن نے دانتوں سے اپنے ہونٹ کاٹے۔۔ علیدان نے ہاتھ بڑھا کر اس کے دانتوں میں دبے ہونٹ آزاد کروائے اور آنکھوں سے "Don't" کا اشارہ دیا۔۔

وہ نظر جھکا گئی

اتنے میں دروازہ کھول کر کریم بیٹھ گیا۔

"گاڑی ہاسپٹل موڑو"

"Yes , Alidan sir"

"زایان نے ایسا کیا کہا تم کو جو تم نیچے آتے ہی ناراض ہو گئی؟؟؟" گاڑی چلتے ہی علیدان نے جاننا چاہا:

آن چپ رہی

"بولتی کیوں نہیں؟؟؟ کیا وہ اسی لئے ناراض ہو گیا کہ میں نے تم کو چوما؟،

آن یہ سن کر کریم کی موجودگی کی وجہ سے بالکل "سن" رہ گئی اور شرمندگی سے لب بھینچے اسے گھورا۔

ہاسپٹل پہنچ کر وہ اسے اٹھا کر سب کے سامنے کسی کی بھی نظروں کی پرواہ نہ کرتا اسے ڈاکٹر کے روم میں لا کر بیڈ پر بٹھایا۔

ڈاکٹر نے چیک کیا بتایا کہ "ایڑی میں کچھ کی وجہ سے سوجن ہے، حرکت سے بچنا ضروری ہے ورنہ سولین کا اندیشہ ہے"

پھر دوا لگا کر پٹی کر دی۔ پھر سے یاد دہانی کروائی،

زمین پر پیر رکھنے سے منع کیا کہ اس طرح سوجن بڑھ سکتی ہے۔ کچھ دوائیں لکھ کر دے دی اور درد کا انجیکشن بھی لگا دیا۔

وہ اس کی ہاسپٹل سے گرم بینڈج کروا کر واپس ایسے ہی بازو میں بھر کر گاڑی تک لایا، لوگوں کی نظریں آن کو شرمندہ کر رہی تھیں، حیا سے وہ علیدان کے سینے میں چہرہ چھپا گئی،

واپس "ولا" پہنچ کر وہ ایسے ہی اسے گود میں اٹھا کر سب ملازموں کے درمیان سے گذر کر روم تک لایا، آرام سے بستر پر نرمی سے بٹھایا اس کے پیچھے سے تکیہ درست کر کے اسے لٹایا۔ اور خود بھی رلیکس سا ساتھ پڑے ٹوسٹر صوفہ پر بیٹھ گیا۔

دونوں ہاتھوں سے بالوں میں انگلیاں ڈال کر جیسے سر دبایا ہو۔۔ آج کا دن بھت ہی تھکا دینے والا تھا اس کا سر درد کر رہا تھا۔۔

"مسٹر علیدان" جیسے ہی مدھان کے امتحان ہونگے میں یہاں سے جانا چاہوں گی، میں بالکل بھی آپ سے اور تعلق نہیں رکھ سکتی امید ہے مجھے اور مجبور نہیں کریں آپ نے میرے ساتھ جو کیا میں بھول جاؤں گی " وہ کچھ ٹھہر کر جیسے زہر بھرے جملے بولی۔

یہ جملے سن کر علیدان کا خوشگوار موڈ جو اس کا ساتھ پانے کی وجہ سے تھا اسے اپنی زندگی میں شامل کر کے اس کے دل میں خواہشات کا طوفان پل رہا تھا وہ زندگی میں پہلی بار اپنے اندر مسرت، لذت خوشگواریت محسوس کر رہا تھا۔ آن کے جملوں نے جیسے آسمان سے زمین کی گہرائی میں لا پھٹکا۔ "یہ عورت زایان اور اس کے درمیان میں آگئی تھی، آخر میں پھر بھی زایان کو اس پر ترجیح دے رہی تھی،

لیکن وہ اتنی آسانی سے تو آن کو زایان کے طرف جانے نہیں دے گا، وہ عرصہ سے زایان کو کوئی چوٹ پہنچانے کا موقع تلاش کر رہا تھا۔ جواب قسمت سے اسے مل چکا تھا۔

"بہت خوب آن۔۔ بہت خوب وہ دل میں ہنسا۔ ایک دن آئے گا جب تمہاری ترجیحات میں اول حیثیت صرف اور صرف "علیدان شاہ" کی ہوگی۔۔

صبح ناشتے کی ٹیبل پر آن خاموش رہی۔ علیداں نے اس کی چپ کو بغور دیکھا، لیکن کہا کچھ نہیں، ناشتے کے بعد وہ اسکول جانے کو تیار تھی، علیداں نے اس کے لئے الگ سے ڈرائیور مخصوص کیا تھا جو صرف آن کو پک اور ڈراپ کا پابند تھا۔ خادمہ کو تاکید کی کہ "آن میڈم" کا لُچ یاد سے ان کے ساتھ کرے،

آن نے اتنی نوازشات پر اسے روکا،

"میں بالکل ٹھیک ہوں "علیداں سر" میں خود سے چلی جاؤں گی،

علیداں نے اسے گھورا

"تمہیں پیر کی موچ میری وجہ سے آئی ہے، نا تم کو زبردستی اپنے ساتھ لے جاتا نا تمہارے ساتھ یہ حادثہ ہوتا اسی لئے تمہارا خیال رکھنا میرا فرض ہے،

اب آن نے خاموشی ہی بھتر جانی، ڈرائیور اسے یونی تک چھوڑنے آیا۔ آن کے لئے دروازہ کھول کر باہر نکلنے کا انتظار کیا اس کا لُچ باکس لئے اس کے ساتھ اندر تک چھوڑنے کے کھڑا ہوا۔ آن نے اس سے لُچ باکس لیا۔

"آپ واپس جائیں، میں آگے خود چلی جاؤں گی، مجھے لینے ٹائم پر پہنچ جائیے گا"

یہ کہہ کر وہ اسٹک کے سہارے گیٹ کے اندر بڑھی،

گیٹ کے پاس ہی زایان اعوان اپنی آڈی کار کے پاس کھڑا تھا۔ آن کے پیر پر بینڈج دیکھ کر زایان کا دل دکھ سے بھر گیا۔ وہ اس کی بہن تھی بھلا وہ اس کے ساتھ کتنا ناراض رہتا؟؟ خون کے رشتے

بھی بھلا زیادہ دیر تک ناراض رہ سکتے؟؟ لاکھ رنجش ہو، لاکھ ناراضگی ہو۔۔ لاکھ لڑائی جھگڑے ہوں۔۔ خون کے رشتے پلٹ پلٹ کر پھر سے اپنے اصل کی جانب بڑھتے ہیں، یہی حقیقت ہے باقی فسانہ ہے،

"آن" زایان نے اسے پکارا۔

آن نے زایان کو دیکھا تو سپاٹ تاثرات کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔۔

"یہ تمہارے پیر کے ساتھ کیا ہوا ہے؟؟" وہ تفکر اور پریشانی آنکھوں میں لئے آگے بڑھا۔۔ نیچے جھک کر آن کے پیر کو ہاتھ لگا کر چیک کرنا چاہا۔ آن نے لاشعوری طور پر پیر پرے کر دیا۔ "میں اتفاقاً گر گئی تھی" اس کے تاثرات بالکل جامد تھے،

"درد ہو رہا ہے" زایان کے لہجے میں برادرانہ شفقت فکر ساتھ ساتھ تھی،

"نہیں اب درد نہیں ہے"

آن کی مسلسل سرد مہری دیکھ کر زایان تاسف سے بولا:

"کیا ابھی تک اپنے بھائی سے ناراض ہو؟"

"کیا ایسی کوئی خاص بات تھی جس پر میں ناراض ہوتی؟؟ آن نظر جھکائے بولی تھی۔  
"مجھے افسوس ہے آن " میں مانتا ہوں میں تمہارے ساتھ سخت بولا ہوں۔۔" لیکن تمہارے جانے  
کے بعد مجھے احساس ہوا۔۔۔"تم میری بہن ہو۔۔ اور مجھے بے انتہا عزیز ہو"

زایان کے دکھی تاثرات دیکھ کر آن اپنے بھائی کے لئے دل میں تکلیف محسوس کرنے لگی۔  
حقیقت میں اعوان فیملی نے اسے بری طرح دھتکارا تھا صرف اس کا بھائی ہی تھا جو اپنی سوتیلی بہن  
کی عزت کرتا تھا،  
آن کا سیل فون رنگ ہوا۔

"ہیلو" اس نے کال اٹھالی۔۔  
"آج مجھے کس وقت مل سکتی ہو؟"  
جانا پہچانا سا نمبر بلنگ ہو رہا تھا لیکن سیوڈ نہیں تھا نہ ہی کوئی نام تھا۔۔ شاید آن نے ضرورت نہیں  
سمجھی تھی کہ انجان لوگوں کے نمبر محفوظ رکھتی، یہ اس کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہوتا یقیناً۔۔۔

آن نے خود کو سنبھال کر :  
"تم نے غلط نمبر پر کال گھمائی ہے، میں تم کو نہیں جانتی"۔۔ سکون سے بول کر جیسے دوسری طرف  
بیٹھے شخص کی چڑچڑاہٹ اور غصہ کا مزا لیا۔

"آن اعوان" جواباً دوسری جانب دھاڑ کر اسے ڈانٹ پلائی گئی،  
: تم کو کوئی تمیز ہے؟ تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے اس قدر بد تمیزی سے جواب دینے کی؟"

آن کا ایک ہاتھ اسٹک پر سختی سے جم گیا۔۔ دوسرے ہاتھ میں تھامی، موبائل پر گرفت سخت ہو گئی:

"یہاں تم غلط ہو" میرا نام "آنیہ عصمت کاظم" ہے، زرا پیچھے جاؤ، اور یاد کرو۔۔۔ جب میری ماں نے تم سے درخواست کی میرے نام کے ساتھ "سکندر اعوان" لگانے کی، تب۔۔ تب تم ہی تھے نا۔۔؟ جس نے پرزور مخالفت کی تھی، تم اپنے شک میں اتنے گر گئے، کہ اپنی ہی اولاد کو "ناجائز" کہہ کر دھتکارا"

.Please don't call me again in future, it would be effect on my peranol life"

مہربانی فرما کر آئندہ مجھے کال مت کرنا یہ میری ذاتی زندگی پر اثر انداز ہو سکتی ہے"  
یہ کہہ کا سیل "پاور آف" کر دی۔

زایان نے سب سن کر: "ڈیڈی تھے؟؟ سوالیہ ہوا۔

"میرا کوئی باپ نہیں ہے، آپ کی ذات "اعوان" اور میری "کاظم" ہے یہ کہنا بند کریں کہ میں آپ کی "چھوٹی بہن" ہوں۔ یہاں آنا بند کر دیں، میں آپ کے خاندان کے ساتھ کوئی بھی واسطہ نہیں رکھنا چاہتی۔ فار گاڈ سیک، جان چھوڑیں میری۔" آن نے سختی کے ساتھ ہاتھ جوڑے۔ اور لنگڑاتی بمشکل چلتی اندر بڑھتی گئی۔۔

اپنی کلاسز لے کر۔۔۔

چھٹی کے بعد وہ جیسے ہی باہر آئی۔۔۔ اسے کچھ دور ہی اپنا ڈرائیور نظر آگیا، وہ جیسے ہی آگے بڑھی اس کے راستے میں ایک بڑی سی گاڑی آکر رک گئی یہ بہت اچانک تھا۔۔۔ وہ جب تک کچھ سمجھتی۔۔۔ دو آدمیوں نے نکل کر آن کو دونوں طرف سے جکڑ کر بے دردی سے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر پھٹکا۔۔

"وہ اغوا ہو چکی تھی۔۔۔" آن کے ذہن میں پہلا خیال یہی آیا۔۔۔

دو آدمیوں نے اعوان ولا کے احاطے میں پہنچ کر سکندر اعوان کے سمت آن کو دھکیلا وھیل چیئر پر بیٹھے سکندر اعوان کے قدموں کے پاس وہ لڑکھڑا کر گر گئی، یہ دیکھ کر کہ "اسے اغوا کروانے والا کوئی اور نہیں" سکندر اعوان "ہے، آن کو سخت غصہ کے ساتھ افسوس ہوا،

"مسٹر سکندر اعوان تم ہی اس قابل ہو سکتے ہو دن دھاڑے ایک لڑکی کو اغوا کرواؤ"

شدید غصہ اور تکلیف سے آواز لرزنے لگی۔

دو آدمی اسے چھوڑ کر چلے گئے نیچے دھکا لگ کر گرنے سے آن کا پیر تکلیف کی شدت سے درد کرنے لگا۔ لیکن وہ اس تکلیف کے باوجود بھی لرزتے وجود کے ساتھ، زمین پر ہاتھ ٹیک کر اٹھ کھڑی ہوئی، اور سکندر اعوان کے طرف سرخ آنکھوں سے گھورنے لگی،

سکندر اعوان نے پاس کھڑے محافظوں کو ہاتھ سے جانے کا اشارہ دیا۔ جب سب نکل گئے تو سرد لہجے میں بولا:

"کرسی پر بیٹھ جاو" انداز میں حکم تھا۔

"اعوان خاندان کی کرسی بہت مہنگی ہے" مجھ جیسی "بیٹھنے کے قابل نہیں ہو سکتی" سیدھا اور فوراً جواب ملا۔

سکندر اعوان نے غصہ سے ابرو چڑھا کر اس ضدی لڑکی کو گھورا۔  
"تم مجھ پر تھوک رہی ہو" آن اعوان؟؟ " وہ دھاڑا

"آن کی نظروں میں ناگواری ابھری۔

"پہلی بات میں "آنیہ عصمت کاظم " ہوں "عصمت کاظم " کی بیٹی۔۔ اسی لئے جملہ درست کیجئے "

"تمہاری بکو اس سے حقیقت نہیں بدل جائے گی۔ تم رہو گی اعوان خاندان کا خون ہی "

"اس گندے خون کی ملاوٹ نے ہی شرمسار کیا ہے مجھے۔ "کیا نہیں تھا لہجے میں۔۔ دکھ، ملال

آن۔۔۔۔۔۔ "وہ وہیل چیئر چلاتا اس کے قریب دھاڑا۔۔

آن نے اسے سرد مہری سے گھورا "کیوں اٹھوا کر لائے ہیں یہاں؟؟ سوالیہ ہو کر اصل بات پر آئی جس مقصد کے تحت "سکندر اعوان " جیسے "معزز" کو آن جیسی "گھٹیا لڑکی" کو "انغوا" جیسا چیپ کام کرنا پڑا۔۔

"تم علیدان کے ساتھ کیوں ہو؟؟ وہ تپ کر اصل بات پر آتے بولا۔۔

"اٹرنان آف یوئر بزنس"

جسٹ مائن

وہ سکون سے بازو سینے پر باندھے بولی۔

"کتنے پیسے چاہئے تمہیں؟؟ بولو؟؟"

"کیا وہ اسے لالچی عورت سمجھ رہا تھا؟؟ جو پیسے کی وجہ سے امیر آدمی کے پاس جائے؟"

آن کو اپنے باپ کی گھٹیا سوچ پر تاسف ہوا!!

افسوس کے ساتھ اسے ہنسی آئی یہ ہنسنے جوگی بات تھی بھلا؟؟ ہاں؟ یقیناً۔۔!!۔۔

"تم نے اپنی ماں سے ایک بھی اچھی عادت نہیں سیکھی۔۔۔ ضدی لڑکی،۔۔۔" صرف اس جیسی کچھ "شرم سے عاری" عادتیں سیکھی ہیں"

آن کی آنکھیں تکلیف کی شدت سے سرخ ہوئیں۔۔۔ دل میں اتھاہ درد کی لہروں نے سر اٹھایا، اب بات اس کی ماں کے کردار تک آگئی تھی،

"بے شرمی" سے آپ کی کیا مراد ہے؟"

"مردوں کو لبھانے کی گھٹیا عادت" اس نے زبردست وار کیا تھا آن کے نازک دل پر۔۔

"اپنی اس شناخت کے ساتھ کہ "تم میری ناجائز بیٹی ہو"

کیا تم ایسی کوئی خواہش کرنے کے قابل ہو کہ امیر خاندان میں بیاہ کر سکو؟؟ تمانچوں پر تمانچے مار رہا تھا یہ سطحی سوچ کا حامل شخص، اور اسے زلالت کی گہری کھائی میں دھکے دیئے جا رہا تھا۔۔۔ وہ اس قدر بے عزتی کے خیال سے جیسے سن سی کھڑی تھی، وجود جیسے نہ زمین پر تھا نہ آسمان پر۔۔۔ بس ہوا میں معلق جس کی نہ کوئی منزل نہ راستہ۔۔۔ کیا تھی آن؟؟ وہ پورے وجود سے کانپ رہی تھی۔۔۔

شدت سے مٹھیاں بھینچ لیں، اتنی کہ ناخن ہتھیلیوں میں کھب سے گئے اور ہتھیلی زخمی ہو گئی۔۔۔ وہ غصہ سے سامنے پڑی ٹی ٹیبل کے طرف بڑھی اور اپنا غصہ پوری قوت سے مکے مار کر نکالا۔۔۔ ساری چیزیں آواز کے ساتھ زمین بوس ہو گئیں، لیپ ٹاپ،۔۔۔ چائے کی کٹیل۔۔۔، اور کپس سب نیچے گر کر۔۔۔ کچھ آن کے وجود کی طرح بکھر گئے۔۔۔ کچھ ٹوٹ گئے۔۔۔ سکندر اعوان تو بنا آنکھ جھپکے اس کے تیور دیکھنے لگا۔۔۔

وہ تن فن کرتی اس کی چیئر کے پاس آئی جھک کر اسے گھورتے ہوئی:

"تم جیسا آدمی۔۔۔ نا۔۔۔، بالکل بھی اس قابل نہیں ہے کہ میری ماں کا تذکرہ اپنی گندی زبان سے کرے۔۔۔" تم انتہا کے گندی سوچ اور بیمار ذہنیت کے حامل شخص ہو، لہذا۔۔۔۔۔ آئندہ مجھے اپنی جیسی اس گندی جگہ پر بلانے کی کوشش مت کرنا۔۔۔،

"مجھے لگتا ہے میں یہاں کی گندگی خود پر سے کبھی صاف نہ کر پاؤں گی" نم دھندھلی ہوتی آنکھوں کے ساتھ یہ کہتے ہی بنا ادھر ادھر نگاہ ڈالے۔ وہ لنگڑاتی باہر جانے لگی، وہیں پیچھے سے آتی دھاڑنے اسے رک جانے پر مجبور کر دیا،

"اپنے اور علیدان کے بیچ فاصلہ رکھو لڑکی اور "مجھے سختی پر مجبور مت کرو"۔  
ورنہ۔۔۔ ایک باپ کی حیثیت سے میں جو کروں گا۔۔۔ اس کی ذمہ دار تم خود ہوگی "

آن کے قدم رک گئے طنزیہ مسکرا کر پیچھے مڑ کر اسے دیکھا:  
"کیا اب۔۔۔ بھی کچھ باقی ہے؟ جو میری ماں کے پاس نہیں تھا؟ میں نے خود کو خود ہی سنبھالا ہے، اسی لئے میں دھمکی دینے والوں کو پسند نہیں کرتی، جتنا مجھے دھمکی دو گے، اتنا ہی میں ضد پر آؤں گی" میں بھی دیکھتی ہوں آپ مجھ پر کتنی سختی کرتے ہیں؟؟  
یہ کہتے ہی بنا اس کی سخت نظروں اور گھوری کی پرواہ کیئے باہر نکلتی چلی گئی۔

باہر کھڑے گارڈز نے اسے روکنے کی ہمت نہیں کی۔۔

روڈ پر تھکے تھکے لڑکھڑاتے قدموں سے چلتی بالآخر سائیڈ پر تھک کر بیٹھ گئی۔۔ ایڑی کے شدید درد کی وجہ سے اسے چلنے میں مشکل ہو رہی تھی،  
وہ جیسے جیسے اس بارے میں سوچتی جا رہی تھی ویسے ویسے اسے زیادہ حیرت ہو رہی تھی،

اس طرف اس کا جائیز باپ تھا۔ جس نے اسے قیدی بنا کر پاس بلایا یہ دیکھ کر بھی کہ اس کا پیر زخمی ہے، لیکن شروع سے آخر تک اس نے غلطی سے بھی نہیں پوچھا کہ "تم کو درد تو نہیں؟؟؟"

آنکھوں کی زمین یہ سوچ کر گیلی ہوئی، وہ جتنا سوچتی جا رہی تھی اتنا ہی اسے تعجب ہو رہا تھا۔ اس نے اپنے بازو کا اپنی ٹانگوں کے گرد حصار کھینچ لیا، اور اپنا سر اس میں چھپا کر خوب رونے لگی۔ آنسو دریا کی طرح اسے بھگوتے رہے۔ وجود ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا۔

"کیوں تھا؟؟۔۔ ایسا کیوں تھا۔۔؟؟ جہاں دوسرے لوگوں کے باپ نہایت ہی شفیق اور ملنسار تھے،۔۔ بیٹیاں ان سے لاڈ کرتی تھیں۔۔ ایک اس کا باپ تھا جو اسے "دشمن کی طرح دیکھتا رہا" وہ سسکیاں بھرتی گئی۔

"وہ اتنی چھوٹی سی خوشی سے بھی کیوں محروم تھی؟؟"

"کیا غلطی تھی اس کی؟؟ کیا ناجائز اولاد ہونا اس کا گناہ تھا؟ جس کی وہ قیمت چکا رہی تھی" اس کی سوچیں بھٹک رہی تھیں۔۔

تبھی کسی بھاری ہاتھ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا سہلایا۔۔  
آن نے چونک کر سر اٹھایا

وہیں علیدان اس کی روئی ہوئی ابتر حالت دیکھ کر سخت پریشان ہوا اس کے آنسو۔۔، گریہ سے ہوئی سرخ نیلی آنکھیں جو شدید رونے کی وجہ سے سو جن کا شکار ہو گئی تھیں۔۔

"وہ ہر بار اس جگہ کیوں ہوتا تھا جب جب وہ تکلیف میں ہوتی تھی" وہ حیران ہوئی۔۔

علیدان اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا اس کی نیلی آنکھوں سے آنسو موتیوں کی دھار کی طرح بہہ رہے تھے،۔۔"رکنے سے قاصر تھے۔

آن نے سر جھکا لیا اور جلدی جلدی سے آنسو پونچھنے لگی۔۔لیکن بار بار۔۔۔بار بار پونچھنے کے بعد بھی آنسو رکنے سے انکاری تھے۔۔

علیدان نے رومال نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ آن نے رومال جلدی سے تھام کر آنکھوں پر رکھا اور سیکنے لگی۔

"آج ہوا اتنی گرم کیوں لگ رہی ہے؟ میری آنکھیں تو خشک ہو گئی ہیں۔۔، اس ہوا کے جھکڑ کی وجہ سے، وہ جلدی جلدی بولتی گئی۔

"ہیس!! ہوا واقعی بھت زیادہ لگ رہی ہے اتنی کہ۔۔پتے تک حرکت نہیں کر رہے" علیدان نے اس کا جیسے مان رکھ دیا۔ یا پھر طنز۔۔کچھ پتا نہیں۔۔ وہ شرمندہ ہو گئی "کیا یہ شخص جادوگر ہے؟؟"

"آپ اتنی نا انصافی کیسے کر سکتے ہیں ایسی سچویشن میں کیا آپ کو یہ نہیں کہنا چاہئے تھا؟؟؟ کہ "ہمممم۔۔۔ہاں۔۔،" ہوا بھت تیز ہے "منہ بنا کر جیسے علیدان کو اس کی غلطی بتائی۔

"اسی لئے میں نے پہلے ہی سے کہا کہ "windblast"

"علیدان۔۔۔ تم۔۔۔ وہ چینی۔۔۔"

کب سے تم مجھے گھورے جارہے کیا تم سے اتنا نہیں ہوا کہ ایسی حالت میں اپنا شانہ ہی مجھے دیتے اور پھر دوسرے طرف چہرہ موڑ لیتے۔"

"میں اپنا شانہ ادھار نہیں دیتا، کیا تم کو گلے لگا لوں؟" آفر کی گئی۔

آن سوچ میں پڑ گئی "ہاں؟ یا نا۔۔۔۔۔؟"

اس کے زیادہ سوچنے سے پہلے ہی علیدان نے اسے قریب کیا اپنے سینے میں بھینچا۔

"اپنی آغوش میں بالکل بھی میں یہ نہیں چاہوں گا کہ کوئی رونا جاری رکھے۔۔۔۔"

وہ کچھ بھی کہہ نہ سکی "وہ یہ بھی تو کہہ سکتا تھا کہ"

"مت رو۔۔۔"

علیدان نے کبھی کوئی بھی بازی قواعد کے بنا نہیں کھیلی تھی۔

علیدان کا حصار بھت مضبوط تھا اس کی گرمائش میں آن کا سرد۔۔۔ اور "مردہ ہوتا دل" بھی جیسے سانس لینے لگا۔

اسی وقت ایک ریڈ کار گزری اور گاڑی میں سوار کی آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں۔۔

"یہ گھٹیا لڑکی علیدان کے حصار میں کیا کر رہی ہے " گاڑی میں بیٹھی شخصیت نے دانت پیسے اور گاڑی اعوان ولا کے گیٹ سے گذر کر بڑھ گئی۔۔

ریڈ کار اعوان ولا کے احاطے میں جھٹکے سے جا کر رکی، بینیش اعوان غصہ نفرت سے ملے جذبات سے بھری کار سے تیزی سے نکلی، اور تیز تیز قدم بڑھاتی اپنے باپ کے پاس جا کر زور سے چلائی "ڈیڈ۔۔۔۔ میں نے ابھی ابھی، اس گھٹیا عورت کی گھٹیا بیٹی کو باہر دیکھا ہے،۔۔ آپ کو پتا ہے وہ گھٹیا لڑکی کس کے ساتھ کھڑی تھی؟؟

سکندر اعوان نے اپنی مغرور نک چڑھی بڑی بیٹی کو ناگواری سے گھورا، اور تنبیہ کی: "بینیش کتنی بار تم کو سمجھایا ہے، کہ تمیز سے بلاو وہ تمہاری چھوٹی بہن ہے" "میری کوئی چھوٹی بہن نہیں ہے۔۔۔۔، نہ ہی میں اسے اپنی زندگی میں بہن کی جگہ دے سکتی ہوں۔۔۔۔۔" وہ مجھے بہن کی شکل میں بالکل قبول نہیں ہے۔۔۔" اگر آپ نے زبردستی ایسا کیا تو میں آپ کو بھی "باپ" نہیں مانوں گی۔۔۔ وہ انگلی اٹھا کر، چینختے ہوئے یقیناً طوفان لانے والی تھی۔۔۔ کون جانے۔۔۔

"آل رائیٹ" بس کرو اب

وہ پہلے ہی آن کی وجہ سے ناراض تھا،

"کون تھا اس کے ساتھ؟؟"

"علیدان شاہ"

"یہ دونوں ایک دوسرے کو گلے لگائے روڈ سائیڈ پر کھڑے تھے۔۔۔۔۔"

"اور وہ گھٹیا لڑکی۔۔۔۔۔، علیدان سے چپکی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ پاگل۔۔۔۔۔" کتیا کی طرح "نفرت سے بھرا

لہجہ۔۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔۔ ورنہ وہ شاید۔۔۔ آن کو گلا دبا کر ماردیتی،۔۔۔

بینیش اعوان سچ میں سخت ناخوش تھی "اس پورے استنبول میں علیدان شاہ کو صرف وہی ایک

لڑکی نظر آئی کیا؟؟"

سکندر اعوان کی نظروں میں "بینیش اعوان" کی بات سن کر گہری سوچ کے سائے لہرائے۔۔۔

"آخر اسے کیا حق ہے؟ کہ "آن" جیسی کمتر درجہ لڑکی کے طرف مائل ہو۔۔۔۔۔ بینیش کا سوچ

کر برا حال ہو رہا تھا۔

"وہ یہ قبول ہی نہیں کر پارہی تھی۔۔۔۔۔، کیونکہ۔۔۔ یہ مشکل تھا۔۔۔۔۔"

"یہ لڑکی آن اعموان پورے منصوبے کے ساتھ ان کے خلاف کھڑی ہوئی ہے۔۔۔ کیا تم کو نہیں لگتا؟؟۔۔۔ سکندر اعموان کی پرسوج آواز احاطے میں ابھری۔۔۔،  
اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ "اتنی چھوٹی لڑکی کو قابو نہیں کر پارہا" حیرانگی تو بنتی تھی نا۔۔۔

کچھ تو تھا۔۔۔۔۔ جو اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔۔۔ لیکن کیا تھا؟؟؟  
یہ وقت نے بتانا تھا۔۔۔ اور ابھی وقت آنے میں وقت تھا۔۔۔ کون جانے۔۔۔؟؟

علیدان شاہ آن کو ولا لے آیا۔۔۔  
لیونگ روم میں مدھان شاہ پہلے ہی سے منتظر بیٹھا تھا،

اپنے بڑے بھائی کو دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے باہر نکل آئیں، جو اس کی ٹیچر آن کو دونوں بازو میں اٹھائے اندر آیا تھا۔۔۔ مدھان کا منہ بھی کھل گیا اور آنکھیں بھی پھٹی پھٹی سی رہ گئیں۔۔۔  
آہ۔۔۔ یہ وہ کیا دیکھ رہا تھا؟ کیا یہ خواب تھا؟؟؟ آنکھیں مسل کر دوبارہ دیکھا۔۔۔  
علیدان اس کی شرارتی حرکتیں ملاحظہ کر رہا تھا۔۔۔ اس کی طبعیت صاف کرنے کا ارادہ پھر کبھی کرنے کا سوچا۔۔۔ ابھی اسے آن کو اس کے کمرے میں چھوڑ آنے کی جلدی تھی۔۔۔ تبھی نظر انداز کر کے اسے اٹھائے نیچے کے کمرے میں لے گیا۔۔۔

مدھان منہ بناتا اسکے پیچھے آگیا تھا۔

وہ آن کو بستر پر سہولت سے بٹھا کر مدھان کی طرف مڑا۔

"تمہیں جو بھی پوچھنا ہے جلدی پوچھ لو۔۔۔۔ اور جتنی جلدی ممکن ہو۔۔۔، اپنے کمرے میں واپس جاؤ۔"

پھر خادمہ عزیزہ کو بولا: "آپ آن کا خیال رکھئے گا، اسے آرام کی ضرورت ہے۔"

علیدان نے مدھان کو نرمی سے کہا۔۔ اور آن کو گہری گہری نظروں کے حصار میں رکھتا مڑ کر خادمہ عزیزہ کو ہدایات دیتا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔  
اس کے جاتے ہی مدھان شاہ آگے بڑھا۔۔۔

"میم آن۔۔ آپ کی آنکھیں اتنی سرخ کیوں ہیں؟ کیا بھائی نے کچھ کہا ہے؟"  
مدھان کو آن کی روئی روئی سوچی سرخ آنکھیں پریشان کر گئیں۔۔ پہلا خیال بیچارے کو اپنے کھڑوس بھائی کا ہی آنا تھا۔۔ سو وہی پوچھا۔

آن جانتی تھی "مدھان" کچھ زیادہ ہی دور کی سوچتا ہے، وہ شرمساری سے بولی "زیادہ بیکار مت سوچو،" تمہارے بھائی نے صرف میری مشکل میں مدد کی ہے۔۔۔۔" جلدی سے ٹیکسٹ بکس نکالو۔۔، ہم نے سپلیمینٹری سبق پڑھنا ہے۔"

آن نے اس کی توجہ اسٹیڈی پر کی۔۔

مدھان کے ہونٹوں پر ایک شرارتی سی مسکان پھیلی۔۔ یہ بڑے بھائی نے دوسروں کی مدد کرنے کا کام کب شروع کر دیا؟ وہ کیسے یقین کرتا کہ "کوئی بات نہیں۔۔ نفی میں سر ہلا کر اپنے سر کے پچھلے طرف تھپکی ماری۔۔ اس کے ہاتھ میں اب علیدان کی کمزوری آئی تھی نا۔۔ اسی لئے وہ حد درجہ خوش تھا۔۔

دوسرے فلور پر علیدان نے اپنے سیکرٹری کو کال ملائی  
"اعوان فیملی کی تازہ کارکردگی پتا کرو۔ ساتھ ہی آنیہ عصمت کاظم کے بارے میں مکمل معلومات کل صبح آفیس ٹیبل پر چاہئے۔ انڈراسٹینڈ؟؟"

رات کے 11 بج کر 30 منٹ پر علیدان نے اپنا آفیس ورک ختم کیا تو اٹھ کر گیلری کا دروازہ کھول کر باہر فریش ہوا میں آیا اور جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر اس میں سے ایک سگریٹ نکال کر شعلہ دکھایا۔۔ اسموکنگ کرتے کرتے یونہی اس کی نظر لان سے گذرتی، دائیں طرف آکر ایک کھڑکی تک رک گئی۔

یہ آن کا کمرہ تھا اور اس کمرے کی لائیٹ ابھی تک جل رہی تھی۔  
"کیا ابھی تک مدھان نہیں گیا؟"

علیدان کی پیشانی پر تفکر کے نشان ابھرے، وہ وقت کا بہت پابند بندہ تھا، اور دوسروں سے بھی یہی امید رکھتا تھا، اسے اپنے سے جڑے ہر انسان کا خیال رہتا تھا، اسے آن کی فکر ہوئی کہ "ابھی تک لائیٹ کیوں جل رہی؟ کیا وہ نہیں سوئی؟"

سوچ میں ڈوبا وہ دروازہ کھول کر سیڑھیاں اترتا۔ دائیں جانب آن کے روم کے پاس آکر رک گیا۔۔۔ ہاتھ بڑھا کر "ناک" کیا۔۔۔ کچھ دیر انتظار کرتا رہا کہ "آن کی طرف سے جواب آئے"۔۔۔ لیکن جب کوئی رسپونس نہ ملا تو دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔۔۔ جہاں وہ بیڈ پر کانوں میں ہیڈ فون ڈالے۔۔۔ ہاتھ میں میتھ میٹکس کی کتاب تھامے، پیچھے تکیہ سے ٹیک لگائے، پڑھائی میں مگن تھی ایک ہاتھ میں پین تھا جس کا کونا منہ میں ڈالے دانتوں سے چبانے کا کام بھی تسلسل کے ساتھ جاری تھا، وہ بہت خوبصورت نقوش کی حامل گورے رنگ کی پیاری سی لڑکی تھی، چھوٹی سی ناک، راغب کرتے بھرے بھرے گلابی ہونٹ۔ اٹھتی گرتی لابی پلکیں۔۔۔ نیلی سمندر جیسی آنکھیں۔۔۔ تھوڑے سے کرلی ہلکے براؤن بال جو اس وقت اس کے چہرے کے اطراف پھیلے اسے کیوٹ بنا رہے تھے۔ سامنے کے بال تھوڑے کٹے پیشانی پر بکھرے تھے، جو اسے معصوم بنا رہے تھے۔ وہ سوچتی ہوئی شاید کوئی پروبلم سولو کر رہی تھی۔ علیدان کی آمد کا نوٹس بالکل نہیں لیا۔

علیدان چلتا ہوا اس کے بالکل پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ کتاب میں جھانک کر دیکھا جہاں وہ میتھس کا ایک مشکل سوال حل کر رہی تھی۔ وہ وہاں دو منٹ تک کھڑا رہا۔ جب آن نے وہ سوال حل کر لیا اس کے ہونٹوں پر ایک سکون مسکراہٹ آئی ایک گہری سانس بھر کر جیسے ہی سیدھی ہوئی نظر قریب کھڑے ایک شخص پر پڑی اس سے پہلے کہ اسے دیکھتی۔۔۔ اچانک سے رات کے وقت کسی

کو کمرے میں پا کر۔۔ وہ ڈر کے مارے اچھل پڑی۔۔ کتاب ہاتھ سے گر گئی، وہ بیڈ پر لیٹے ہی دوسری سائیڈ رول ہو کر جانے لگی جلدی میں تقریباً بیڈ سے گرنے ہی لگی تھی کہ علیدان نے جھٹکے سے بڑھ کر ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔ آن نے ڈر کر اپنا چہرہ اپنے بازو میں چھپایا۔ پھر تھوڑا سا نکال کر بازو کی اوٹ میں سے چپکے سے دیکھا، جہاں کوئی اور نہیں بلکہ علیدان ہے تو شکر گزاری کی سانس بھری۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

علیدان مسکرایا اور ہاتھ سے آن کا آدھا باہر نکلا سر دبا کر اس کے بازو میں پھر سے جھکا دیا۔۔

"یہ تمہارا تکیہ کلام ہے؟"

علیدان کی خوبصورت بھوری آنکھیں اور پیاری سی مسکراہٹ دیکھ کر آن کا دل کچھ پل کے لئے تھم گیا،

"آخری دفعہ جب وہ اس سے کلب میں ٹکرا کر اس کے اوپر گری تھی تو نشہ میں تھی، لیکن اس ٹکر نے اسے نقصان بحرال نہیں دیا۔۔"

آن کو محسوس ہوا آخری دفعہ بھی جو وہ اس کی طرف جھکی تھی، تو وجہ اس کا امیر ہونا نہیں بلکہ یہ خوبصورت مسکراہٹ تھی۔ جس نے آن کو اپنے طرف جھکا دیا تھا۔ اور وہ دل سے جھک گئی تھی۔۔

"کیا میں نے ڈرا دیا؟"

علیدان سوالیہ ہوا۔۔

آن سیدھی ہو کر بیٹھی۔ اور کانوں سے ہیڈ فون نکال کر قریب رکھے،  
"ظاہر ہے اگر کوئی رات کے 12 بجے آپ کے کمرے میں چپکے سے آئے گا تو ڈر کے مارے جان تو  
جائے گی"

پھر وہ علیدان کے جانب مڑی، اپنی ننھی سی ناک سکڑ کر بولی "آپ کو نہیں پتا جب کسی کے کمرے  
میں جاتے ہیں تو "ڈور ناک" کرتے ہیں؟  
"میں نے دروازہ ناک کیا تھا لیکن تم نے نہیں سنا" علیدان نے اشارے سے کان کے طرف انگلی کی  
-

آن نے ہیڈ فون اٹھا کر اسے ہلایا "میں یہ ڈالے" انگلش اسپوکن "سن رہی تھی، تبھی کچھ سنا نہیں"  
علیدان نے حیرت سے بنھویں چڑھائیں،  
"انگلش سنتے ہوئے ہائی میتھ کے سوال حل کرنا۔ تم واقعی عجیب ہو، بھلا ایک وقت میں دو مختلف  
کام کون کرتا ہے؟"

علیدان کے چہرے پر تعجب تھا۔ "کیا تمہیں نہیں لگا کہ" اس طرح سے تمہاری توجہ بٹ رہی؟"

"یہ ہے۔۔۔ لیکن۔۔ اصل زندگی میں بھی تو لوگ ایک وقت میں دو دو چیزوں پر دھیان رکھتے ہیں نا"

یہ سن کر وہ ہلکا مسکرا دیا، اس کی مسکراہٹ بھت دلفریب تھی آن ایک لمحہ مسمریز ہو گئی۔۔  
"اس کا مطلب تم خود کو ٹرین کر رہی تھی دو کام ایک وقت میں کرنے کی؟ لاجواب۔۔ علیدان متاثر ہوا

وہ کچھ نہ بولی، بجائے اس کے:  
"آپ کو کچھ کام تھا مجھ سے؟؟"  
"پریشان مت ہو، تمہارے کمرے کی لائٹ ابھی تک جل رہی تھی، میں نے سوچا تم ابھی تک جاگ رہی اور مدھان ابھی تک تمہارے پاس پڑھ رہا ہے" بس یہی سوچ کر ادھر چلا آیا"  
تفصیل سے جواب دے کر اسے مطمئن کیا کہ وہ کسی غلط ارادے سے نہیں آیا ہے۔

"مدھان تو 9:00 بجے ہی چلا گیا تھا،

علیدان نے یہ سن کر اس کی کتاب اٹھالی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔  
وہ یہ دیکھ کر شرم سے سرخ ہوئی کہ وہ دونوں ایک ہی بیڈ پر ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

ابھی وہ یہ سوچ رہی تھی کہ کس طرح سے اٹھ جائے اور کس طرح اسے جانے کا کہے یہ بہانہ بنا کر کہ "اسے نیند آرہی ہے" ابھی اس نے کہنے کو منہ کھولا ہی تھا کہ۔۔۔۔

"کیا کسی نے پہلے کبھی تم کو نہیں بتایا کہ تم بھت "دل کش" لگتی ہو جب اسٹیڈی کر رہی ہوتی ہو"

آن کا چہرہ شرم کی لالی سے سرخ ہو گیا یوں اچانک اپنی تعریف سن کر کچھ پل اوپر کی سانس اوپر رہ گئی، "یہ کچھ زیادہ نہیں تھا؟؟؟"۔۔ اسے تعریف ہضم کرنا مشکل لگا۔

بمشکل جھکے سر کو نفی میں ہلایا "نہیں"

"اس کا مطلب میں پہلا شخص ہوں؟" کیا تم کو میتھس پسند ہے؟ اس نے ورق پلٹا اور آن کے قدرے جھکے سر کو گھورا۔

آن نے پھر سے سر ہلایا "ہاں"

"یہ کتاب پاسٹ ایئر کے بڑے نمبروں کا خلاصہ ہے۔ اس میں کچھ سوال تو ایسے ہیں جو تمہارے ٹیچرز کو بھی الجھا دیں گے"

آن نے اپنی پیشانی پریشانی سے کھرچی۔۔ وہ اس کی اتنی تفصیل سے بات کرنے پر دل میں صرف یہ سوچ رہی تھی، کہ "اسے یہاں سے کیسے جانے کا کہے؟ اتنی رات گئے وہ اس کو اپنے روم میں

"علیدان شاہ۔۔۔۔۔یہ۔۔۔۔۔وقت۔۔۔۔۔وہ ابھی آگے کہنے جا رہی تھی کہ یہ وقت مناسب نہیں لیکن۔۔۔دوسری طرف سے اگلا سوال پوچھا جا رہا تھا۔

"میں کر سکتا ہوں، کیا تم مجھ سے سیکھو گی؟" اس نے آن کو دیکھا۔

اس نے مجبوراً سر ہلادیا " دل میں سوچا " بھلا یہ بھی کوئی وقت ہے؟؟

علیدان نے اپنے قریب کی جگہ پر تھپکا: "یہاں آو"

آن بیڈ پر سرک کر آگے آئی اور اس کے قریب تھوڑا فاصلہ رکھ کر بیٹھ گئی، اب تو ان دونوں کے بیچ میں ایک خوبصورت جائز رشتہ موجود تھا، لیکن آن کی جھجک کا کیا جائے؟ وہ علیدا ان سے اب بے حد جھجک محسوس کر رہی تھی،

علیدان اسی پین کو جسے آن نے کچھ دیر پہلے چبایا تھا۔ ہاتھ میں لئے اسے ایک ایک سولوشن سمجھا رہا تھا۔ اور آن کے ذہن کا زنگ کھل رہا تھا اسے لگا اب وہ یہ حل کر لے گی۔

"اب کر لو گی؟" اسے دیکھا۔

"ہممم۔۔۔ ہاں میں ہلایا اور اس سے پین لے کر خود حل کرنے لگی۔۔۔۔۔ آن سوال پر سوال حل کرتی رہی دلچسپی کے ساتھ۔۔۔"

"آئی ہیو ڈن" جیسے ہی سر اٹھا کر اسے دیکھا حیران رہ گئی۔۔۔

وہ وہیں بیڈ پر تکیہ کے سہارے بیٹھے بیٹھے سو گیا تھا آنکھیں بند، لب بھینچے ہوئے اور بازو سینے پر باندھے وہ آن کو اس وقت کوئی اپالو دیوتا لگا۔

اسے دیکھتے دیکھتے آن کی آنکھیں بھی کب بند ہوئیں اسے معلوم نہ ہو سکا۔۔۔

دوسری صبح بھت روشن تھی الارم کی آواز پر آن کی آنکھ کھلی آن نے سیل فون اٹھانا چاہا تاکہ الارم اسٹاپ کر سکے لیکن وہ حرکت بھی نہ کر سکی علیدا ان شاہ نے اسے پیچھے سے اپنے مضبوط حصار میں جکڑا ہوا تھا۔

آن کا دماغ تو بھک سے اڑ گیا، ابھی وہ کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ علیدان کی نیند سے بوجھل آواز نے اس کے کانوں سے گذر کر اس کے وجود میں بھی گھنٹیاں بجائیں

"تم نے الارم بند نہیں کیا تھا" "بھت شور کرتا ہے"

اب کہ علیدان سستی سے اٹھ بیٹھا

آن رہائی پاتے ہی اچھل کر بیڈ سے اتری۔ علیدان نے بغور یہ حرکت دیکھی۔۔  
 علیدان کی نظروں سے وہ حیا سے سرخ ہوئی جا رہی تھی۔  
 علیدان نے اسے دیکھ کر اشارے سے بجتے الارم پر توجہ دلائی  
 آن نے ہڑبڑا کر جلدی سے سیل اٹھا کر الارم بند کیا۔ وہی سکون کی سانس بھی کھینچی۔۔  
 "گڈ مارنگ وانٹی" علیدان کی سست گھمبیر آواز اور جملے نے اسے واقعی کنفیوز کیا۔  
 "گ۔۔ گڈ۔۔ مارنگ سر" ہکلاتے گڈ مارنگ بول دیا۔۔

علیدان نے بازو اوپر اٹھا کر کھینچے جیسے سستی بھگائی۔  
 "رات میں تم کو پڑھاتے یہیں سو گیا، تم میں پڑھنے کا شوق ہے۔" "اچھا لگا"۔۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کا شکریہ" پیشانی سہلاتے،  
 آن نے پڑھائی کے حوالے سے تھینکس بولا۔  
 وہ دروازے کے پاس آکر بولا :  
 اگر میں نہ ہوتا تو تم بستر سے نیچے گری ہوتی، اسی لئے شکریہ قبول کرتا ہوں، مسکرایا۔  
 اور باہر نکل گیا۔

ملازموں نے اسے آن کے روم سے اتنی صبح نکلتے معنی خیزی سے دیکھا۔۔

علیدان ان سب کے چہرے پر معنی خیز سی دبی دبی ہنسی دباتے چہروں کو دیکھا۔ سپاٹ ہوا، تو ہولے سے بولا :

"جاو۔۔ سب اپنے اپنے کام سے لگ جاو"  
یہ کہہ کر اپنے روم کے طرف بڑھتا گیا۔

علیدان کی آنکھ آدھی رات میں کھلی تو دیکھا وہ کنارے پر ہی سو گئی ہے۔ اس نے چاہا کہ اسے اٹھا کر سیدھا لٹا دے تبھی وہ سرکتی ہوئی گرنے والی ہو گئی۔ کہ علیدان اچانک سے ہی اس کی سائیڈ پر آکر اسے گرنے سے روک لیا۔

علیدان نے چاہا کہ اسے سیدھا لٹائے اور خود اپنے روم میں چلا جائے۔ کہ آن اس کی طرف اور سرکتی اس کے آغوش میں سو گئی۔

علیدان نے ایک بازو اس کے گرد کر کے محبت سے حصار کھینچا۔ ہولے ہولے اس کی مضبوط انگلیاں آن کے نرم بال سہلا رہی تھیں۔

آج وہ کسی بھی طرح سے یہاں سے نہیں جاسکتا تھا وجہ پاس سویا اس کے آغوش میں نازک سا وجود تھا، جو اسے مضبوط جکڑے تھا۔ اور پہلی بار۔۔ وہی عورت۔۔ اسکے لئے سکون کا باعث بنی تھی، یہی سوچتے اسے دیکھتے اس کی کب آنکھ لگی پتا نہیں چلا۔

اپنے کمرے میں تیار ہوتا آئینے میں دیکھتا رہا تصور میں رات والا واقعہ پورے جزئیات کے ساتھ نظروں کے آگے آرہا تھا۔ وہ ہلکا سا سر ہلاتا مسکرا دیا۔

تیار ہو کر ڈائننگ ہال میں آکر اس کی نظریں آن کی متلاشی رہیں۔ "خادمہ عزیزہ جاییے مس ان کو بلائیے"

"سر میم تو سویر ہی بنا ناشتہ کے اسکول چلی گئیں کہتی ہیں "ضروری کام ہے" خادمہ نے اگاہ کیا۔  
"کون سا ضروری کام؟؟؟" وہ دنگ ہوا۔ وہ سمجھ گیا وہ اس سے چھپ رہی ہے شرماری ہے،  
وہ ہولے سے سر نفی میں ہلا کر لب بھینچ کر خادمہ کو دوسرا حکم دیا۔ "ڈرائیور کو فون کرو کہ راستے  
سے میم کے لئے کھانا پیک کروا کر ساتھ دے، انڈراسٹینڈ؟؟؟ یہ کہہ کر ناشتہ کے طرف متوجہ ہوا۔  
خادمہ نے "پیس سر۔۔۔ ابھی کرتی ہوں" جلدی سے اپنا فون اٹھا کر کال ملائی۔

ادھر آن کھوئی کھوئی سی یونی میں داخل ہوئی، چہرے پر حیا کے ساتھ شرمائی شرمائی سی مسکان پھول  
کھلا رہی تھی، رات کا واقعہ پورے جزئیات کے ساتھ نظروں میں پھر رہا تھا، علیدان کا کمرے میں  
آنا۔۔۔ چپکے سے پاس کھڑا ہونا۔۔۔ اس کا ڈر جانا۔۔۔ علیدان کا اس کی خوبصورتی کی اچانک سے تعریف  
کرنا۔۔۔ میتھس کے سوال سمجھانا۔۔۔ اسی کے بیڈ پر سو جانا۔۔۔ پھر آنکھ کھلتے ہی خود کو علیدان کے  
حصار میں قید پانا۔۔۔ یہ سب اس کے وجود کو ہلکا ہلکا کپکپانے پر اور لڑکھڑانے پر مجبور کر رہے تھے۔  
اس نے یکدم سے اپنے ہاتھوں سے گال تھپک کر سرزنش کی۔۔۔

"یہ کسی بھی طرح سے ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ آن عصمت جلدی سے خواب غفلت سے جاگ جاو ورنہ ایسا کچھ ہوگا کہ تم وہ سب بھی کھودو گی جو ان 20 سالوں میں کمایا ہے۔۔۔ اور عزت سے زیادہ قیمتی کچھ بھی نہیں ہوتا۔۔۔"

وہ خواب دیکھنے کا حق نہیں رکھتی۔۔۔ بھلی اب وہ علیدان کے ساتھ نکاح کے رشتے میں بندھ گئی تھی۔۔۔ لیکن اس کو یہ رشتہ مجبوری سے بڑھ کر نہیں لگا تھا۔۔۔ اور مجبوریوں کے رشتوں میں خوابوں کا گذر ناممکن ہوتا ہے۔۔۔ ہے نا۔۔۔ وہ سر جھٹکتی اندر بڑھ گئی۔

علیدان میٹنگ روم سے باہر آیا اس کا سیکرٹری دانیال اس کے پیچھے آفیس میں داخل ہوا۔  
"سر آپ نے جو انفارمیشن کلیکٹ کرنے کا آرڈر دیا تھا۔ وہ سب تفصیل کے ساتھ اس فائل میں موجود ہے۔۔۔ اس نے فائل ٹیبل پر رکھی۔  
خود موود بکھڑا ہوا۔

علیدان نے فائل اٹھا کر اوراق پلٹے۔۔۔ پہلے صفحے پر آن کی مدر کی پوری تفصیل تھی۔۔۔ اس کے موت کا سبب بھی موجود تھا۔۔۔

دوسرے صفحے پر آن کی باپ کی معلومات ہونی چاہئے تھی باپ کے نام کی جگہ  
----- خالی تھی۔۔۔

"کیا یہ مکمل انفارمیشن ہے، وہ غصہ ہوا۔۔ باپ کا نام کیوں نہیں لکھا؟؟"



"علیدان سر" آن میم "کی رجسٹریشن پر صرف ان کی مدر کا نام ہے،۔۔ میں نے اپنے طور پر انویسٹیگیٹ کیا ہے۔۔ تو پتا چلا "میم کا #اعوان فیملی سے تعلق ہے۔"

"سکندر اعوان" سے؟؟ وہ سوالیہ ہوا۔ "جی سر۔۔ وہ سکندر صاحب کی "ناجائیز" بیٹی ہیں۔ لیکن عجیب بات یہ کہ اعوان خاندان " نے اس خبر کو لیک نہیں کیا۔۔ نا ہی میم کو ان کے کسی فرد کے ساتھ ملتے دیکھا گیا ہے۔۔ میں نے میم کا اکاؤنٹ اپنے طور پر چیک کیا۔۔۔ جس میں تین سالوں کے دوران کوئی بھی "بینک ٹرانسفر" اعوان خاندان کی طرف سے نہیں بھیجا گیا۔ جس سے یہ لگے کہ خبر سچی ہے۔۔"

"ہممم۔۔ کیپ کنٹینو "علیدان خاموش سنتا رہا۔۔"

"میم اپنی آج تک کی لائف میں یونی تک۔۔ مختلف جگہوں پر نوکری کر چکی ہیں۔۔ جن میں سے میں صرف دس جگہوں کی تفصیل اکٹھی کر پایا ہوں"

علیدان کے تاثرات یہ سن کہ "آن نے مختلف نوکریاں کی ہیں" سرد سے ہو گئے۔

"کون سی جابز؟" مجھے بتاؤ

"سر" میم کے ایف سی، بار، ہوٹل اور کافی شاپ پر ویٹریس رہ چکی ہیں۔۔

ایک ریسٹورانٹ پر پیانو بھی بجایا۔ آرٹسٹ اور ماڈل بھی رہی ہیں۔ سپر مارکیٹ میں دودھ بھی بیچا ہے۔ ٹیکسی بھی ڈرائیو کی ہے۔ ایک کپڑوں کی فیکٹری میں بھی جاب کی، اور اب ٹیوشنز پڑھا کر گزارا کر رہی ہیں۔۔

"انف۔۔ انف۔۔" علیدان جیسے تکلیف سے کراہ کر دھاڑا

یہ ڈاکیومنٹس ادھر ہی چھوڑ جاؤ۔ تم جاسکتے ہو

"جو حکم سر" سیکرٹری دانیال اس کے ری ایکشن دیکھ کر اندر سے ڈر گیا۔۔

اور دروازہ کھول کر باہر نکلتا چلا گیا۔۔

اس کے جاتے ہی علیدان تھکا تھکا سا کرسی پہ ڈھے گیا۔ ایک ہاتھ چہرے پر پھیر کر جیسے اپنے ری ایکشن کو پر سکون کیا۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر فائل کھسکا کر قریب کی اور ورق گردانی کرنے لگا۔ جہاں تازہ تازہ حاصل ہوئی تفصیلات موجود تھیں۔

اس کا دل یہ سن کر دکھ سے جیسے ابل کر باہر نکلنے کو تھا۔ کہ ایک 20 سالہ لڑکی نے اپنے جینے کے لئے اتنے سارے کام کیئے۔۔۔۔۔ اس کا دل تکلیف سے جیسے سکڑا تھا۔ اس کا ذہن اعوان سکندر کے بارے میں سوچے جا رہا تھا۔ "اس کا مطلب ہے" سکندر اعوان کی زندگی میں آن کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔۔"

"اعوان صاحب۔۔۔ اب وقت آئے گا۔۔ کہ بازی چلے گی۔۔ جسٹ ویٹ اینڈ وائچ" یہ کہہ کر فائل بند کی اور کرسی سے ٹیک لگا لی۔۔  
اب وقت تھا۔۔ اعوان کو نیچا دکھانے کا، علیدان چھوڑنے والا تو بالکل نہیں تھا۔

دوپہر کی کلاسز کے بعد وہ "برگر شاپ" پر اپنی ڈیوٹی کرنے آگئی۔۔ ابھی تک اپنی اسٹیڈی کا خرچ نکالنے کے لئے اس نے یہ جاب بھی نہیں چھوڑی تھی۔ دن کو 12 کے بعد برگر شاپ۔۔ شام کو ٹیوشنز۔۔ اس کے بعد مدھان کی ٹیوشن شروع ہو جاتی تھی۔۔  
شاپ مالک نے اتنی رعایت دی تھی کہ پیر کے فریکچر کی وجہ سے اسے کائونٹر پر ڈیوٹی دی۔۔  
وہ اس وقت آرڈرز کے بل بنا رہی تھی

تین کے قریب زایان شاپ میں داخل ہوا آن کو کائونٹر پر ڈیوٹی دیتے دیکھ کر آن کے طرف بڑھا۔۔ آن نے جب زایان کو دیکھا۔۔ چہرہ پر تاثرات سرد ہو گئے۔۔ وہ اس وقت بالکل بھی زایان یا کسی سے بھی بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"میں "ہمبرگر" کا آرڈر دینا چاہتا ہوں " زایان نے فرینکلی کہا۔۔ لہجہ ایسا تھا جیسے ان دونوں کے بیچ میں بہت اچھا تعلق ہو۔۔

"کیا آپ فون پر پے کریں گے یا کیش؟ آن فارمل ہوئی۔۔

"میں تو فون گھر بھول آیا ہوں اور والٹ بھی۔۔ تو کیا تم بل نہیں بھرو گی۔۔" کیا معصومیت تھی زایان اعوان کی۔۔

آن تین سیکنڈ اسے دیکھتی رہی پھر بل کمپیوٹر میں فیڈ کر دیا۔۔  
"سر آپ سائیڈ ٹیبل پر بیٹھ کر انتظار کریں آپ کا آرڈر نوٹ کر لیا گیا ہے" مصروف ریکوئسٹ آئی۔  
لیکن وہ بالکل بھی وہاں سے نہیں ہٹا۔۔

"تم کب فارغ ہوگی؟ ڈنر آج میری طرف سے کرنے کا کیا خیال ہے؟؟"  
"کوئی ضرورت نہیں"

شکریہ، مجھے رات کو بھی اسکول ہے۔

زایان کاؤنٹر سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا "تم ابھی تک ناراض ہو آن؟" ایک مہینہ گذر چکا ہے، اس بات کو تم ابھی تک بھائی سے ناراض ہو؟"

"زایان سر" یہ میرے ڈیوٹی آورز ہیں سو پلیز ایک طرف ہو جائیں۔۔ آپ کا آرڈر پلیس ہو جائے گا۔  
بے رخی سے کہتی وہ اندر آفیس مڑ گئی تاکہ اہنی ڈیوٹی کا وقت بدلوا سکے۔۔ ٹائم چینج کروا کر وہ شاپ  
سے باہر نکلی۔ باہر کار میں زایان انتظار کر رہا تھا  
یقیناً آن کے باہر نکلنے کا۔

آن کو باہر نکل کر سائیڈ روڈ پر آتے دیکھا تو جلدی سے نکل کر آن کو کلائی سے پکڑ کر روکا۔  
آن کو غصہ تو بہت آیا لیکن وہ تماشا بحر حال نہیں چاہتی تھی۔  
"آن۔۔۔۔۔" وہ پکارا

"آپ جاسکتے ہیں۔۔۔ میری ابھی تک کلاسز رہتی ہیں۔ سخت بیھیو کے ساتھ جواب دے کر۔۔ مڑنا  
چاہا۔۔

"ناراضگی ختم کرو آن" زایان کا لہجہ ملتجیانہ ہوا۔ اسے گوارا ہی نہیں تھا کہ آن اس سے ناراض  
ہو کر بات کرنا ہی چھوڑ دے۔۔

"میں سمجھ رہی تھی" مجھے تم لوگوں سے ایک حد فاضل رکھنی چاہئے" آفٹر آل میں علیدا ان شاہ کے  
بھائی کی "ہوم ٹیوٹر" ہوں۔۔ آپ سب لوگوں کی اپنی الگ حیثیت ہے، اور میری اپنی الگ،۔۔۔۔ ہر

ایک اپنی اپنی "رائے" رکھتا ہے "سو۔۔۔ میں۔۔۔ غلط نہیں ہوگا،۔۔۔ اگر۔۔۔ میں بھی ایسا ہی کروں!!"

وہ یک ٹک ایک جانب دیکھتی۔۔۔ آہستہ آہستہ بولتی گئی۔۔۔ ایک بار بھی آنکھ نہ چھپکی۔۔۔ ایک بار بھی زایان کو نہیں دیکھا۔۔۔

"کیا تم واقعی سمجھتی ہو؟ علیداں تمہیں صرف "ہوم ٹیوٹر" ہی سمجھتا ہے؟؟ آن میرا تم سے ایک رشتہ ہے۔۔۔ جب کہ وہ غیر ہے۔۔۔ کیا تم یہ بات نہیں سمجھتی؟؟ میں یہ سب تمہارے بھلے کے لئے کہہ رہا ہوں۔۔۔ کیا تم کو یقین نہیں؟؟"

"میں کوئی حساب دان نہیں ہوں" اسی لئے تم لوگ یہ حساب کرنا بند کرو۔۔۔ کہ "کون جیتے گا اور۔۔۔ کس کی ہار ہوگی۔۔۔"

دوسری بات "اس کو یہ نہیں پتا کہ میں سکندر کی ناجائز بیٹی ہوں۔۔۔ اس کی نظر میں میں، میں کیا ہوں؟؟ صرف۔۔۔ "آن عصمت کاظم" اور کوئی میری پہچان اس کی نظر میں نہیں ہے۔۔۔ سر سے پیر تک وہ مجھے میری قابلیت سے جانتا ہے۔ اسٹیٹس سے نہیں"

وہ چپ ہوئی۔۔۔ پھر ایک گہری سانس بھر کر زایان کو دیکھا جو دنگ اسے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ "آپ سب لوگوں کو ایسا کیوں لگتا ہے؟" کہ "میرا اس سے کوئی غلط" تعلق ہے۔۔"

زایان بھائی تم اپنے باپ کی طرح کی سوچ رکھتے ہو،  
سمجھتے ہو کہ "میں پورے دل سے علیداں جیسے دولت مند" سے شادی کروں گی"  
ہتممم۔۔ گہری سانس۔۔۔

"میری ماں تمہارے باپ کی وجہ سے تباہ ہوئی، تو کیا تم سمجھتے ہو کہ دولت مند لوگ مجھے متاثر کرتے ہونگے۔؟"

آن کا چہرہ یاسیت سے بھرا ہوا تھا۔ آنکھیں تکلیف سے بوجھل۔۔ نمی تھی۔۔ لیکن۔۔۔ آنسو نہیں۔۔ وہ مڑی اور ہاتھ چھڑا کر۔  
جانے لگی۔ کہ زایان نے پھر سے کلائی پکڑ کر روکا تھا۔۔

کچھ دور نہیں۔۔ یہیں برگر شاپ کے باہر ایک بلیک گاڑی رکی تھی۔۔ علیداں۔ جھٹکے سے باہر نکلا اور ان دونوں کو گھورتے قریب آکر رک گیا۔

اور زایان کے ہاتھ کو غصہ سے گھورا۔ یہ دیکھ کر زایان بھی گھورنے لگا۔ دونوں شیر تھے، بچ میں جیسے شکار تھا۔ ایک دوسرے کو آنکھیں چھوٹی کینے گھورے جارہے تھے۔

"ہاتھ چھوڑو" علیدان غرایا نہیں دھاڑا تھا۔ جس کی گرج سے آن تک دہل گئی۔ اور ہاتھ چھڑانے لگی۔

علیدان نے ہاتھ جھٹکے سے آگے بڑھ کر زایان کی پکڑ سے نکالا اور اسے ویسے ہی پکڑے کھینچتا گاڑی تک لایا۔ اور پیچھے دروازہ کھول کر بٹھایا۔ اور خود بھی بیٹھ کر دروازہ بند کیا۔ نظر اٹھا کر دور کھڑے زایان کو کینہ توڑ نظروں سے گھورا۔

گاڑی جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

پیچھے زایان ہاتھ ملتا رہ گیا "کیا آن اس کے ہاتھ سے نکل گئی؟؟"

ادھر گاڑی میں بیٹھے علیدان نے آن کو گھوری دکھائی

"کیا کہہ رہا تھا؟"

"مسٹر شاہ" آپ کو کچھ زیادہ ہی شوق ہے دوسروں کے معاملات میں اٹکنے کا"

"میرے خیال کے مطابق تو ہم میں گہرا رشتہ ہے۔ اس سے بڑھ کر "ہم دوست ہیں" ہم اس معاملے پر بات کر سکتے ہیں"

"سوری" میں اس معاملے کو آپ سے ڈسکس نہیں کر سکتی۔۔ "میں بہت عام سی ہوں" میں "علیدان شاہ" جیسے دولت مند کی "دوست نہیں بن سکتی" وہ اندر سے جیسے چیخ رہی تھی۔ خود پر خود ہی طنز کر رہی تھی۔۔ وجہ زایان سے گفتگو تھی۔

علیدان نے ہنسیوں چڑھالیں۔۔ اسے یہ سن کر عجیب لگا کہ آن اسے ناپسند کرتی ہے

کسی کی ہمت نہیں تھی کہ اس کے "حق" کو چیلنج کر سکے۔۔  
وہ حق رکھتا تھا چاہتا تو جتا بھی سکتا تھا۔۔ لیکن علیدان شاہ جیسے بردبار شخص کو یہ منظور نہ تھا۔

"گڈ۔۔ ویری گڈ۔۔"

"اب اس کی "آن کو فتح کرنے کی" خواہش بڑھتی جا رہی تھی۔۔"

مدھان کا سیپلیمنٹری پیپر تھا۔ اس دن اس سے زیادہ وہ خود نروس تھی۔۔ لیکن پھر بھی بار بار جا کر مدھان کو چیک کرتی رہی۔

اسے سمجھاتی رہی۔۔ اس کا بیگ چیک کرتی رہی کہ ہر چیز موجود ہے۔۔ جیسے پینسل پین اسکل وغیرہ

گاڑی تک پہنچ کر وہ اسے ہی سمجھا رہی تھی۔۔

"دیکھو نروس مت ہونا۔ یہ سپرزدے کر تم کالچ کی ٹیسٹ بھی پاس کر لو گے۔۔  
مدھان نے اپنی ٹیچر کی پیشانی پر پسینہ کی بوندیں چمکتی دیکھیں تو مسکرایا:

"مجھ سے زیادہ تو آپ نروس ہیں" جس کی گواہی یہ پسینہ ہے۔۔

"کیا یہاں" آن نے پیشانی پر ہاتھ پھیر کر ہڑبڑی میں الٹا سوال پوچھ لیا۔

مدھان نے اس کے پیچھے کھڑے اپنے بھائی کو دیکھا تو شرارتی مسکراہٹ چہرے پر سج گئی۔۔

"بھائی مس کو تھام لیجئے ورنہ یہ نروس ہو کر یہیں گر ہی نہ جائیں"

یہ سن کر آن نے واقعی مڑ کر دیکھا تو واقعی علیدان شاہ ٹپ ٹاپ آفیس کے لئے تیار کھڑا ان دونوں کی باتیں انجوائے کر رہا تھا۔

وہ مسکرا کر گاڑی میں بیٹھا اور ہاتھ ہلاتا نکلتا چلا گیا۔۔

پیچھے وہ دنگ رہ گئی جلدی سے پیشانی کو ہاتھ لگا کر اپنا بھیگا ہاتھ دیکھا۔۔ پھر خود پر جھنجھلا کر: "تف ہے آن تم پر۔۔۔۔" سر پر تھکی ماری۔

۔علیدان یہ سب دیکھ کر بس مسکرائے جارہا تھا۔

"آل رائٹ تم پریشان مت ہو۔۔وہ اچھے سے ہی پیپر دے گا۔ تم آو میرے ساتھ، میں تم کو یونی چھوڑ دوں" وہ کہہ کر اگے بڑھا۔۔

پیچھے سے آئی آواز نے اس کے قدم روکے۔۔

"مسٹر شاہ۔۔۔۔"

"کیا ابھی کچھ اور بھی کہنا ہے؟؟"

"آج مدھان کے پیپر ہونے کے ساتھ ہی میری ٹیوٹنگ کی مدت بھی ختم ہوتی ہے۔۔میں اپنا لگج لاتی ہوں" آن سے گہری سانس چھوڑی

مڑنے ہی لگی کہ علیدان کی آواز نے روکا "گریجوشن کے بعد یونی سے نکل کر کہاں جاو گی،،  
"کوئی مسئلہ نہیں۔"

وہ پہلے سے ہی کرایہ پر کمرہ لے چکی تھی۔۔،

بھمم۔۔علیدان کے پاس کچھ کہنے کو نہیں رہا۔۔اس کے پاس حق بھی نہیں تھا جو اسے روکتا۔۔کس حق سے روکتا۔۔؟

جو کاغذی رشتہ تھا فقط اعوان کو نیچا دکھانے کو تھا۔۔

وہ چپ چاپ کھڑا رہا۔

یہ دیکھ کر کہ وہ کچھ نہیں کہہ رہا۔۔

"میں لیگیج لے آتی ہوں" کہہ کر اندر چلی گئی۔۔

علیدان نے اسے بنا کہے خاموشی سے یونی کے گیٹ تک چھوڑا۔

آن نے اپنا لیگیج اٹھایا۔ اور علیدان کے طرف آخری بار نظر کی،

"آپ کے ساتھ اچھا وقت گذرا۔ امید ہے ہم آئندہ کبھی نہیں ملیں گے۔ دعا کرتی ہوں آپ کی

زندگی میں ہر چیز بہتر ہو"

کہہ کر آگے بڑھی۔۔

اور گیٹ تک پہنچ کر مڑ کر دیکھا۔۔

علیدان کی گاڑی کہیں نہیں تھی،

یہ دیکھ کر آن کو تھوڑا سا دکھ ہوا۔ لیکن۔۔۔۔۔ سر جھٹک کر۔۔۔

وہ روڈ پر آئی اور ایک ٹیکسی رکوا کر بیٹھ گئی۔ اب اس کا رخ اپنے کرایہ کے گھر کی طرف تھا۔

-----

وہ روڈ سائیڈ پر ٹیکسی کا انتظار کر رہی تھی اس وقت برگر شاپ پر ڈیوٹی ہوتی تھی سہپر کے دو بجے تھے۔۔

جب اس کی نظر دوسری سائیڈ پر حان حارث اور حنیم پر پڑی، آن نے جیسے دیکھا ہی نہ ہو خود کو لاپرواہ ظاہر کرتی کھڑی رہی۔۔

حنیم کی اس وقت آن پر نظر پڑی تو اس کی طرف بڑھنا چاہا۔ تبھی حان نے اس کی کلائی مضبوطی سے جکڑ کر روکا: نظروں میں تنبیہ صاف تھی۔

"میں صرف سلام دعا کرنا چاہ رہی تھی" حنیم نے منہ بنالیا۔۔ حسد کی آگ سے جلنے لگی۔۔ یہ سوچ کر کہ "اب بھی۔۔ حان کو آن کا خیال ہے"

"کوئی ضرورت نہیں ہے، تم اس قابل نہیں ہو کہ سلام دعا کر سکو" غصہ سے ڈانٹا۔۔

آن جلدی سے ٹیکسی میں بیٹھ کر چلی گئی۔۔

شام کو 5 بجے ڈیوٹی آف ہونے کے بعد وہ جیسے ہی شاپ سے نکلی۔۔ زایان اعوان کو کھڑا پایا۔۔

آن نے چاہا کہ نظر انداز کر دے لیکن۔۔۔ اسے بڑھتے دیکھ کر کھڑی ہو گئی۔  
"آپ پھر سے کیوں آئے ہیں؟"

وہ مسکرایا۔۔ "پیسے واپس دینے آیا ہوں" والٹ سے ہزار لیرا کانوٹ نکال کر اس کا ہاتھ تھاما اور ہتھیلی پر رکھا۔

"آپ یہ پیسے ٹرانسفر بھی کر سکتے تھے"

"مجھے اپنی چھوٹی بہن" کو دیکھنا بھی تو تھا" زایان مسکرایا

"جو مجھ سے ناراض ہے۔۔ بھلا کون ہوگا ایسا جو اپنی بہن کی ناراضگی سہہ سکے۔۔ تم نے اپنے رویے سے واقعی اپنے بھائی کو بہت ذہنی تکلیف دی ہے آنیہ"

لہجے میں تکلیف در آئی۔۔

آن نے ایک گہری سانس فضا کے سپرد کی۔۔

"زایان نے پیسے اٹھا کر اس کے بیگ میں ڈال دیئے جو وہ اسٹل اٹھائے کھڑی تھی،

اور کلائی سے تھام کر اسے گاڑی تک لایا۔۔ دروازہ کھول کر بیٹھنے کا اشارہ کیا

"کہاں لے کر جانا چاہتے آپ" وہ حیرانگی آنکھیں جھپکا کر بولی لیکن بیٹھی نہیں

"تم بیٹھو تو۔۔ سوال کا جواب راستے میں دیتا ہوں"

"لیکن۔۔۔"

آن نے کچھ اور کہنا چاہا۔۔

اس کی ہچکچاہٹ سمجھ کر زایان کو کہنا پڑا:

"میں تم کو ایک اچھی سی جگہ پر لے چلتا ہوں جہاں میں روز جاتا ہوں۔"

آن مجبوراً بیٹھ گئی

لیکن راستے میں پھر سے پریشانی سے بولی: مجھے اپنا تھیسز لکھنا ہے۔۔۔ اور مجھے۔۔۔۔۔"

تبھی زایان نے اس کی بات آدھے میں کاٹ دی:

"تم آدھے گھنٹے میں واپس آ جاؤ گی۔ صرف خود کو رلیکس ہونے کا موقع دو"

زایان نے گاڑی موڑ لی۔۔۔ آن نے گہری سانس بھر کر چپ اوڑھ لی۔۔۔

وہ اسے ایک کھلی ہوادار سرسبز جگہ پر لے آیا۔۔۔ جہاں ہر طرف ہریالی ہی ہریالی تھی۔۔۔

شام کے 6 بج رہے تھے اور آسمان پر دھندھلا چھایا ہوا تھا۔ ٹھنڈی نرم ہوا نے آن کے چہرے کو

چھوا تو آن کو بہت اچھا لگا۔۔۔

"یہ جگہ واقعی پرسکون ہے۔"

آن نے چند گہری سانسیں لے کر فضا میں پھیلی پھولوں۔۔۔ پتوں۔۔۔ اور کہیں قریب ہی آبشار کے پانی

سے ٹکرا کر آتی سوندھی سوندھی سی خوشبو کو کھینچ کر اندر اتارا۔۔۔

"جسٹ ویٹ"

زایان نے فون نکال کر کسی کو کال ملائی : اب شروع کرو"  
کال بند کر کے آن کو مسکرا کر دیکھا:

"اوپر آسمان پر نظر کرو" توجہ اوپر دلائی  
"اچانک ہی دزز کی آواز کے ساتھ کہیں سے فائر ورک نے آسمان پر روشنی بکھیر دی۔۔  
آن چونکی اور دنگ رہ گئی۔۔  
مسلسل فائر ورک کے بیچ انگریزی کے تین لفظ ظاہر ہوئے۔۔ "I am sorry"

"زایان بھائی یہ۔۔۔۔۔" وہ مڑی  
"میں نے سوچا ہے۔۔ کہ آئندہ مجھے خیال رکھنا ہے"

زایان نے آن کی بات کاٹی۔۔۔

"اس دن تم اپنی جگہ پر،۔۔ اپنی سوچ میں بالکل۔۔۔ درست تھیں"  
ہم اس وقت مختلف جگہ پر تھے۔۔ اور عجیب سچویشن بھی ہو گئی تھی۔۔ مجھے ایک دوست کی حیثیت  
سے بالکل بھی بیڈ ٹیمپر نہیں ہونا چاہئے تھا۔۔

"آن نے سر ہلایا۔۔

"مجھے ایک ماہ میں بالکل بھی ذہنی سکون میسر نہ تھا۔ کیوں کہ میری وجہ سے میری چھوٹی بہن ناراض تھی، جبکہ۔۔۔ یہ سب میں نے تمہارے اچھے کے لئے کیا تھا۔۔۔ کیا اب بھی ناراض ہو؟؟"

اسے دیکھ کر پوچھا۔۔

آن نے۔۔ سر نفی میں ہلایا اور لب بھینچے۔۔

"یہ میں نے بعد میں سوچا کہ۔۔۔" تمہارے اور اعوان خاندان کے تعلقات اچھے بالکل بھی نہیں۔۔۔ تم۔۔۔ ان سے جڑے کسی فرد کی پابند ہو کہ ان کا حکم مانو۔"

"تو اب میں کبھی تم کو مجبور نہیں کروں گا۔۔۔ کیا تم مجھے اب معاف کر سکتی ہو؟؟ کیا نہیں تھا۔۔۔ زایان کی آنکھوں میں۔۔۔ کچھ الگ رنگ۔۔۔ الگ چمک۔۔۔ الگ احساسات۔۔۔ جو بالکل بھی ایک بھائی کے تو نہیں ہو سکتے تھے۔۔۔ لیکن آن کی معصومیت ہی تھی جو وہ اپنے سوتیلے بھائی کی آنکھوں میں ایسے رنگ دیکھ کر بھی۔ اپنے منفی خیالات کی سر جھٹک کر نفی کر دیتی تھی کہ۔۔۔ نہیں "رشتہ بھلی خون کا نہ ہو۔۔۔ لیکن باپ کے رشتے سے وہ کوئی غلط خیال نہیں لاسکتی"

زایان اس کے چہرے کو تنکے جا رہا تھا۔ یہ لڑکی بہت خوبصورت تھی اسے دیکھنا اور نظر انداز کرنا بہت مشکل تھا۔۔۔

آن کا سیل فون مسلسل بج رہا تھا یہ دیکھ کر کہ کال کرنے والا "کون" ہے؟؟ دل میں حیرانی کے باوجود بھی اگنور کر کے سیل کو میوٹ کر دیا۔

ادھر علیدان کو حیرت کے ساتھ غصہ بھی آرہا تھا۔ آن اس کی کال مسلسل نظر انداز کر رہی تھی۔۔۔ بالا آخر اس کی برداشت ختم ہو گئی۔۔

"یہ لڑکی اس کی برداشت کو اچھا آزما رہی ہے" غصہ میں اندر کی بھڑاس ایش ٹرے اٹھا کر دیوار پر مار کر نکالی۔۔

ان دونوں میں "ملازم" اور "مالک" کے رشتے کا اختتام ہوتے ہی وہ اس کا فون بھی اٹھانے کی روادار نہیں تھی۔۔

"ہمممممم۔۔۔ بھت ہی کوئی سنگ دل لڑکی ہو آنیہ عصمت"

وہ خود سے بڑبڑایا۔۔

اس نے آج تک اپنی زندگی میں ایسی عورت نہیں دیکھی تھی۔ یہ واقعی اس کی زندگی کا پہلا موقع تھا جب کوئی عورت اس سے چھٹکارا پانے کے لئے بے چین ہو۔۔

کیا وہ بگھڑتھا؟؟ گیدڑ تھا۔ یا شیر تھا؟؟ یا کوئی چیتا تھا جو اسے ہڑپ کر جاتا۔۔!!

یا وہ اس سے بظاہر "انکار"۔۔ "اقرار" کا کھیل۔۔، کھیل رہی ہے۔۔؟"

..Good... very good Ania

اس نے غصہ سے جل بھن کر اپنے سیکرٹری کو کال ملائی۔۔  
پتا کرو آن میم اس وقت کہاں ہیں؟؟؟"

ابھی ادھا گھنٹہ پہلے ہی زایان نے اسے اس کے رہائشی ایریا تک چھوڑا تھا۔ اس نے زایان کو ایریا کے اندر بالکل بھی آنے کو نہیں کہا۔  
"اندر نہیں بلاؤ گی آن؟" زایان نے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر چھیڑا۔۔  
"نہیں۔۔" صاف انکار کیا۔۔  
کیوں؟؟۔۔

"کیوں کہ میں نہیں چاہتی آپ روز روز میرے گھر تک چلے آئیں" سچ بولا تھا۔ لیکن مقابل کا دل دکھا۔۔

"اچھا۔۔ کوئی بات نہیں جیسا تم کو اچھا لگے۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔ مجھے کسی بھی ضرورت پر کال کرنا۔۔  
زایان نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

میں بھی چلتی ہوں مجھے اپنا تھیسز مکمل کرنا ہے۔۔ گڈ بائے۔۔ ہاتھ ہلا کر۔۔ آگے بڑھ گئی۔۔

جب اپنی بلڈنگ کے قریب آئی تو ایک جانی پہچانی سی بلیک کار بلڈنگ کے سامنے پارک ہوئی تھی۔۔  
آن نے اپنا وہم سمجھ کر کہ "بھت سے لوگوں کے پاس سیم گاڑی ہوتی ہے" اس کے پاس سے  
گذرتی۔۔ سیڑھیاں چڑھ کر اپنے روم کے ڈور تک آئی۔۔

جیسے ہی چابی نکال کر لاک کھولنا چاہا۔ اس کے کان میں پیچھے کھڑی  
کار کا دروازہ کھلنے کے آواز آئی۔۔ آن نے ڈرتے ڈرتے مڑ کر پیچھے دیکھا۔۔ اور۔۔۔ دنگ رہ گئی۔۔  
علیدان کو کار کے ساتھ بازو سینے پر باندھے۔۔ آنکھیں غصیلی کیئے خود کو گھورتے پایا۔ ایک پل کو اسے  
خوف ہوا۔۔

وہ جہاں بھی جاتی ہے یہ شخص اس کے پیچھے آجاتا ہے۔ کیسے پتا چلتا ہے اسے۔۔؟  
یہ شک نہیں تھا کہ وہ بلیئر تھا۔ اس کی سوری اس کی طرح ہی پاور فل ہو سکتی تھی۔۔ سب ممکن  
تھا۔۔

لیکن آج وہ اس کے پیچھے۔۔ کس مقصد سے آیا تھا؟؟ جب کہ ٹیوشنز تک وہ چھوڑ آئی تھی۔۔  
کیا کاغذی رشتے کا حق جمانے؟؟ وہ اس سے آگے سوچ بھی نہیں پارہی تھی۔۔

"اسی لئے تمہارا مقصد یہاں رہنا تھا؟؟"

اس کی سرد آواز اور اس میں غصہ کی آمیزش آن کو صاف محسوس ہوئی تھی۔۔ وہ اب ڈر رہی تھی۔۔

"آپ۔۔ آپ۔۔ یہاں کیسے پہنچے ہیں؟؟" اسے بری طرح کرنٹ لگا اسے دیکھ کر۔۔  
 "ایسا لگتا ہے۔۔ ہر بار میں جب بھی تمہارے سامنے ظاہر ہوں گا۔۔ تمہیں ایسے ہی شک لگتے رہیں گے؟؟" بنھویں اٹھا کر اس کی نروس نیس کو تعجب سے دیکھا۔۔  
 اسے غصہ تھا۔۔ آن نے ولا چھوڑ کر اس عام سے ایریا میں رہنے کو ترجیح دی۔۔  
 آن کو حیرت اس بات پر تھی کہ اس نے اپنی رہائش کا کسی فرینڈ تک کو نہیں بتایا لیکن علیدان۔۔۔۔  
 پہنچ چکا تھا۔۔

"یہ شمالی علاقہ ہے۔۔ اگر تم چوہے کے بل میں بھی گھس جاتی۔۔ میں وہاں بھی تم کو ڈھونڈھ لیتا۔۔۔"

طنزیہ جتاتا ہوا لہجہ۔۔ آنکھیں گھورتی ہوئی ایک لمحہ بھی آن سے نظر نہیں ہٹائی تھی۔۔

"آ۔۔ آپ مجھے۔۔ ڈھونڈھ رہے تھے۔۔؟ خیریت۔۔؟ مسئلہ کیا ہے؟؟"  
 وہ تو آن کی اس قدر اجنبیت برداشت نہیں کر پارہا تھا۔۔ دنگ ہکا بکا اسے دیکھتا رہا۔۔ جملہ "کیا مسئلہ تھا؟" علیدان کو تکلیف میں ڈال گیا۔۔  
 "کیا وہ اس کے سامنے صرف کسی مسئلہ ہونے پر ہی آسکتا تھا۔۔؟"

"تم نے میرا فون کیوں نہیں اٹھایا تھا؟"  
 اگر مسئلہ سمجھتی ہے۔۔۔ آن تو یو نہی سہی،۔۔۔ یہ بھی مسئلہ ہی ہے۔۔۔ جو فون نہیں اٹھایا۔۔  
 اور علیدان صاحب انکو آری کرنے آگئے۔۔  
 "کیا۔۔۔؟ آپ نے مجھے کال کی۔۔۔ کب۔۔۔؟"  
 وہ معصوم بنی۔۔

علیدان نے اس کی معصومیت بھرے ری ایکشن کو بھنویں اٹھا کر بے یقینی سے دیکھا۔۔

"ہمممم۔۔۔ تم انجان بن کر یہ ظاہر کرنا چاہتی ہو کہ تم کچھ نہیں جانتی؟؟؟"  
 وہ تو اس کی معصوم بہانے ہر غش کھا گیا۔۔ کیا تھی یہ لڑکی۔۔۔؟

"میں واقعی نہیں جانتی۔۔۔ کام میں مصروف تھی۔۔ فون میوٹ تھا۔۔ تفصیل بتا گئی۔۔

یہ سن کر علیدان نے اپنا فون نکالا اور آن کے نمبر پر کال ملا دی۔۔ دوسری طرف۔۔ آن کے کندھے سے لٹکے پرس میں سے فون نے زوردار بیل کی۔۔  
 آن نے اچھل کر پرس کو دیکھا۔۔۔۔ اور پھر زبان دانتوں تلے دبا کر کن انکھیوں سے علیدان کو۔۔

علیدان اس کی اس طرح معصوم حرکت پر مسکرا دیا۔ اور بنھویں اوپر کھینچ کر اسے جیسے اشارہ کیا کہ "فون اٹھاؤ"

آن نے فون نکال کر دیکھا جہاں علیدان کی 5 کالز تھیں وہیں ثنا حمزہ کی 4 کالز تھیں۔۔  
ابھی فون ہاتھ میں تھا کہ بج اٹھا۔۔ یہ کال ثنا حمزہ کی تھی۔۔  
آن نے جلدی سے کال اٹھالی۔۔

"یار کہاں ہو تم۔۔ میں کب سے کال پر کال ملا رہی ہوں۔۔ سب خیریت ہے نا۔۔؟،  
دوسری طرف سے ثنا حمزہ کی پریشان اور فکر مندانہ آواز نے اسے کچھ پل تعجب میں ڈال دیا۔ آخر  
ایسی کیا بات تھی؟؟

"ہاں۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ کیا ہوا۔۔ کوئی پریشانی کی بات ہے کیا۔؟  
ہاں میرا فون۔۔ "میوٹ" تھا مجھے پتا نہیں چلا۔۔۔ ہاں۔۔ بتاؤ۔۔ کیا بات ہے۔۔" وہ حیرانی کے ساتھ  
سوالیہ ہوئی۔۔

"میں آج اپنے ڈورم میں بیٹھی تھی۔۔ کہ دروازے پر ناک ہوا۔۔ میں نے کھولا تو تین عورتیں  
دندناتی ہوئی اندر گھسی آئیں۔۔ اور تمہارا پوچھنے لگیں کہ "آن کہاں ہے؟؟" مجھے خود تمہارا اڈریس  
نہیں پتا تھا۔۔ تو انہیں کیا بتاتی۔۔  
کیا تم نے کسی کو ناراض کیا ہے؟؟

"نہیں تو۔۔" وہ دنگ تھی۔۔

ان میں سے ایک خود کو تمہاری بڑی بہن بتا رہی تھی۔۔ اور کافی اشتعال میں تھی۔۔ "ثنا حمزہ کی بات سن کر وہ حیران رہ گئی۔۔ "بڑی بہن" گو کہ یہ اس نے آہستہ بولا۔۔ لیکن علیدان کے کان سن کر کھڑے ہو گئے۔۔

"اس کا مطلب" آن نے اس سے کوئی گیم نہیں کھیلی۔۔ واقعی اس کا فون میوٹ تھا۔۔ یہ اس کی باتوں سے ظاہر ہو رہا تھا۔۔ کہ اس نے علیدان کو فون نہ اٹھا کر۔۔ نظر انداز نہیں کیا۔۔۔۔۔ تو پھر۔۔ اس کے دل میں آن کے لئے کچھ نہ سمجھ میں آنے والے احساسات ابھر رہے تھے۔۔ جو وہ خود بھی سمجھ نہیں پارہا تھا۔۔ کہ وہ اس کے لئے اتنا مین کیوں ہو رہا ہے؟؟ اس کے لئے اتنا ٹچی ہونا۔۔ اس کی کیئر کرنا۔۔ اس کے پیچھے آنا۔۔ اور اپنی نظروں میں رکھنا۔۔ اسے دیکھ کر دلی سکون محسوس کرنا۔۔ وہ سمجھ نہیں پارہا تھا۔۔ ساتھ ہی۔۔۔ وہ متجسس تھا۔۔ کہ آن نے حان حارث کو چوز کیوں کیا تھا۔؟

جب اس کے سیکرٹری نے اسے انفارمیشن دی تھی تب یہ بتایا تھا کہ دونوں کا کیمپس میں ساتھ رہا ہے۔۔ لیکن حان حارث نے جب آن کی دوست سے تعلق بنالیا تو آن اس سے دور ہو گئی "اسے وہ رات یاد آئی۔۔ جب بار میں آن کو نشے میں دیکھا۔۔ وہ مدہوش ہو کر علیدان پر گر گئی تھی۔۔ اور بیہوش ہو گئی۔۔ علیدان نے اس کے بیہوش وجود کو آرام سے اٹھایا اور ولا لا کر۔۔ روم میں

لٹا دیا۔ ڈاکٹر کو بلا کر چیک بھی کروایا۔ پھر سکون سے اس کے پاس بیٹھے بیٹھے اس کی فکر میں، اس کی کب آنکھ لگی تھی؟ اسے پتا ہی نہیں چلا۔ اور صبح اٹھ کر تیار ہو کر آفیس چلا گیا۔۔۔ اس سے زیادہ علیدان نے اس سے کوئی غلط فائدہ نہیں اٹھایا تھا نہ وہ ایسا ارادہ رکھتا تھا۔ اس کی ایک حد تھی۔ لیکن بعد میں اسے "اسی رات کے حوالے سے شرمسار کرتا رہا۔ مقصد صرف اسے زچ کرنا تھا اور کچھ اپنے مقصد کے لئے اس نے آن کو استعمال بھی کیا۔

آن نے اسے کبھی اس نظر سے نہیں دیکھا جس نظر سے اس نے حان حارث کو سوچا تھا۔ کیا اسی لئے کہ "اس کی نظر میں علیدان صرف اور صرف "ایک بلیئر"۔۔ ایک "خوبصورت امیر زادہ"۔ ایک "سرمایہ دار" اور ساتھ ہی "شاہ انڈسٹریز کا چیف ایگزیکٹو آفیسر تھا۔ وہ اس کا موازنہ حان حارث یا کسی بھی عام شخص کے ساتھ نہیں کر سکتی تھی۔ یہ اس کی شخصیت کا رعب تھا۔ یا کچھ اور۔۔۔ جو علیدان کو آن کی نظر میں معزز بناتا تھا۔

"ادھر فون پر۔۔ ثنا حمزہ نے واویلہ مچا دیا تھا۔" تم کہیں چھپ جاؤ آن۔۔ وہ واقعی ڈرا رہی تھی۔۔

آن نے یہ عجیب و غریب بات سن کر حیرت سے فون کو دیکھا "تم پریشان مت ہو۔۔ میں اپنا خیال رکھوں گی۔۔ اوکے۔۔ ٹیک کیئر۔۔۔ اسے بھی اپنا خیال رکھنے کا بولتی فون بند کیا۔ علیدان جو کب سے خانوش کھڑا دنگ سا یہ سب باتیں سن کر۔۔ گھتیاں سلجھا رہا تھا۔

"اگر آپ نے کچھ نہیں کہنا تو مجھے اجازت دیجئے۔۔ مجھے اپنا تھیسز بھی لکھنا ہے۔۔ آن نے اسے دیکھا۔۔

"تم ابھی اپنی بڑی بہن کے متعلق بات کر رہی تھی؟؟؟" علیدان کی ابھی ابھی پرسوج نظریں آن پر  
ٹکی تھیں۔۔

"سر ہلا کر بولی" پتا نہیں۔۔ میں نہیں جانتی۔۔ کچھ عورتیں ڈورم میں آئیں اور میرا پوچھنے لگیں۔۔"  
"اس کا مطلب ہے۔۔ تم نے کسی کو ناراض کیا ہے"  
بھنویں اوپر کھینچیں۔۔  
"میں نہیں جانتی" آن نے لاعلمی ظاہر کی۔۔

"دروازہ کھولو"  
ایلیوٹر کے دروازے کے طرف اشارہ کیا۔  
آن نے بنا اس کی بات کا مفہوم سمجھے۔۔ دروازہ کھولا اور اسے: "ٹیک کیئر" کہا۔۔  
لیکن علیدان نظر انداز کرتا۔۔ اس کے قریب سے گذرتا۔ دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔۔ پیچھے وہ  
دنگ نظروں سے اس کی پیٹھ گھورتی رہ گئی۔۔  
"یہ اندر کیوں آیا ہے؟؟؟"  
علیدان کچھ قدم آگے بڑھ کر رک گیا پیچھے مڑ کر اسے دیکھا جو وہیں جم گئی تھی۔۔

"کیا تم اندر نہیں آؤ گی؟؟؟"

انداز ایسا تھا جیسے دونوں میں بھت ہی خوشگوار تعلقات ہوں۔

"مسٹر شاہ "آ۔آپ۔۔، اب آپ میرے گھر تک بھی پیچھے آئیں گے؟؟"

وہ رکی۔۔ پھر بولی "میرا بلکل بھی کوئی ارادہ نہیں ہے کسی مخالف جنس کو اپنے گھر میں مہمان کے طور پر داخل ہونے دوں۔۔۔" وہ زچ ہوئی تھی۔۔

"کوئی بھی تمہارے اس ڈرے میں مہمان بن کر بھی آنا پسند نہیں کرے گا۔۔ میں تو صرف تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں، یہ دیکھنا چاہتا ہوں۔۔ کہ۔۔ سیڑھیوں کے اوپر کمرے میں کوئی خطرہ تو نہیں۔؟"

آن نے اسے اوپر کمرے میں جانے سے بازو آگے کر کے روکا۔۔

"کوئی خطرہ نہیں ہے "یہاں سب محفوظ ہے"

علیدان نے اس کی یہ حرکت ناگواری سے دیکھی

"اپنی یہ ہمت کہاں سے لائی ہو؟"

"یہ پہلی دفعہ ہے۔۔ میں یہاں شفٹ ہوئی ہوں۔۔ اور کوئی انسان اس جگہ کے بارے میں نہیں

جانتا۔۔ کہ میں یہاں رہتی ہوں"

"تو تمہارا مطلب ہے میں "انسان " نہیں ہوں؟" اب کے اس نے تیز نظروں سے آن کو گھورا۔۔

آن نے اس کے غیض پر شرمندہ ہو کر نظر جھکا لی۔

"آپ ایک طاقتور شخص ہیں"

"تو پھر تم اس بات کی کیا گارنٹی دو گی۔۔ جو لوگ تمہارے ڈورم تک تم کو ڈھونڈھنے آسکتے وہ

"طاقتور" نہیں تھے؟؟"

علیدان نے بازو سینے پر باندھے اور اسے گھورا۔

وہ لوگ جو آن کو ڈھونڈھتے ہوئے اس کے ڈورم میں گھسے تھے۔۔ اسے یقین تھا کہ "طاقتور ہونگے"

جس کا مطلب یہی تھا کہ "آن مسلسل کسی کی نظروں میں تھی کچھ لوگ لگائے گئے تھے اس کے

پیچھے جو اس کی ہر موومنٹ کو نوٹ کرتے تھے۔ اسی لئے علیدان نے اس کے کمرے پر بھی چیک

رکھنا چاہا۔ کہیں کوئی آن کو اس کی غیر موجودگی میں نقصان نہ پہنچائے۔۔ اور آن معصومیت میں یہ

بات ابھی نہیں سمجھ پارہی تھی۔

"چلو۔۔ اوپر دیکھتے ہیں" وہ آگے بڑھا۔ پیچھے آن نے اس کی پیٹھ دیکھ کر سوچا:

"تو پھر ان کو کیا فرق پڑنا۔؟ اگر وہ خطرے میں ہوتی؟"

علیدان نے اس کے بیوقوفانہ تاثرات دیکھ کر مایوسی سے سر ہلایا۔

"تمہارا سابقہ منگیتر "لٹیرا" تھا۔۔ ڈورم کی دو لڑکیوں میں سے ایک پر "ہاتھ ڈال گیا"

ڈورم میں سے اس لڑکی کو نکالنے کے بجائے۔۔ صرف تم کو باہر نکال دیا گیا کیوں؟؟

جواب صاف تھا۔۔۔

اس نے سنجیدگی سے آن کو دیکھا " میں نے یہ تب جانا جب تم بارش کے دن میری گاڑی سے ٹکرا گئی تھی "

آن نے آنکھیں چھوٹی کر کے علیدان کو دیکھا " یہ اچھا ہوتا اگر وہ اسے ایسا کچھ نہ بتاتا " جس کا حساب اسے انگلیوں کے پوروں پر کرنا پڑتا " دوسری صورت میں۔۔۔!!!

اس نے ہونٹ سکھڑے۔۔

"یہ تمہاری پرنسپل نے بتایا تھا۔ بقول ان کے۔۔۔" اس دنیا میں اتنی ساری عورتیں ہیں لیکن۔۔۔ حان حارث کی نظر صرف ایک ہی عورت پر ہے۔۔۔ ایسا کیا ہے؟ جو ساری دنیا کی عورتوں کو چھوڑ کر اس کی نظر جس عورت پر ہے وہ اسی ڈورم سے تعلق رکھی ہے"

ہم "سو وہ پرنسپل تھیں جس نے ان کو بتایا؟؟"

آن نے دل میں سوچا۔۔ علیدان کے ہونٹ اسے سوچ میں گم دیکھ کر شریر مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔

اوپر پہنچ کر۔۔ وہ آگے بڑھ گئی تھی۔۔ پیچھے سے علیدان اس کی بیک کو دیکھتے مسکرایا "یہ عورت واقعی اتنی آسان تھی۔۔ کہ بیوقوف بن جاتی؟" اس نے واقعی علیدان کی باتوں پر یقین کیا تھا۔۔ "تم نے ابھی تک مجھے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔۔" تم کو ڈورم سے کیوں دھکیل کر نکالا گیا؟" علیدان مڑا تھا۔۔

"مجھے کسی نے نہیں نکالا تھا۔۔"

"میں خود اپنی مرضی سے چھوڑ آئی تھی"۔۔۔۔۔ کیونکہ۔۔۔ میں ان جیسے لوگوں کے ساتھ ایک ڈورم میں نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔ اس لئے میں نے خود ہی وہ جگہ چھوڑ دی"

"مجھے تو ایسا لگتا ہے۔۔ جیسے تم اچھال کر دور پھینک دی گئی ہو"۔۔ پر سوچ انداز اور۔۔۔۔۔

بہت ہی اچھا تجزیہ تھا علیدان کا۔۔ واقعی وہ بلیئر ہی نہیں ذہین بھی تھا۔۔ اس کے سب مفروضے سچے تھے۔۔ لیکن آن نے یہ بات مان کر نہیں دینی۔۔

"جہاں تک میرا سابقہ منگیترا آپ کی نظر میں لٹیرا ہے۔۔ تب بھی میرا تو کچھ نہیں گیا۔۔ اس کے برعکس مجھے لگتا ہے۔۔۔۔۔ کی تھی۔۔"

"میں جیت آئی ہوں"

-- انداز میں سکون اور اطمینان تھا۔

"تم اچھی طرح جانتی ہو کہ خود کو کیسے مطمئن کیا جائے۔۔ تم کیا جیت آئی ہو؟؟ بتا سکتی ہو؟؟"

علیدان نے ناگوار نظروں سے اسے گھورا۔۔ جس کے چہرے کا اطمینان اس کی آنکھوں کے رنگ سے میچ نہیں کرتا تھا۔۔ بظاہر پر سکون لیکن حقیقت میں بے چین۔۔

وہ ٹھٹک کر رہی تھی۔۔ نظریں نظروں سے ملی تھیں۔۔ بھوری آنکھوں میں سب کچھ جاننے کی لگن تھی تو نیلی آنکھوں میں سب کچھ چھپانے کی۔۔ دونوں ہی اپنے دل میں ایک دوسرے کے مخالف سوچ رکھتے تھے۔

"میں نے اپنی آزادی جیتی ہے"

وہ یہ کہہ کر جیسے علیدان کو لاجواب کر گئی۔۔۔ وہ واقعی دنگ سا اسے سننے لگا۔۔۔ نظریں اس کے ہلتے ہونٹوں کے اتار چڑھاؤ پر ٹکائے۔۔۔

"اپنی" انا" جیت آئی ہوں۔۔۔۔۔ یہ دھوکہ کھانے سے بہتر ہے۔۔۔۔۔ "کچھ کھو دینا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ دل ٹوٹ جاتا۔۔۔ میں اگر اس سے شادی کرتی اور یہ سب بعد میں ہوتا۔۔۔ پھر میری ہار یقینی تھی۔۔۔ اسی لئے میرے لئے یہ سب "بہتر" ہے۔۔۔

وہ پرسکون ہوئی۔۔۔

وہ گھوم کر مڑی اور دروازہ کھول دیا۔۔۔  
"علیدان بس مسکراتا رہا۔۔۔" جب اس نے اس کے آخری الفاظ سنے۔۔۔

"اس عورت کا" انداز و فکر" اسے ہر بار چونکا دیتا تھا۔۔۔ اور متاثر کر دیتا تھا۔۔۔

-----

آنیہ عصمت کو لوگوں نے بار بار۔۔ اور بار بار توڑنے کی کوشش کی۔۔ اپنی باتوں سے، اپنے رویوں سے۔۔ اور اپنے عمل سے۔۔ لیکن وہ بنا کسی احتجاج کے۔۔ بنا کوئی واویلا کیئے بہت خاموشی کے ساتھ ان کی زندگی سے نکل گئی تھی۔۔

"حان حارث" کا تعلق ختم ہونے کے بعد بھی اس کے لئے "تکلیف دہ" تھا۔۔

"آن جیسی لڑکی یقیناً اپنی خوبیوں میں خالص تھی۔۔"

علیدان شاہ نہیں جانتا تھا کہ "آن نے ایسا "دانستہ" کیا ہے" اگر وہ یہ سب کسی ارادے یا منصوبہ بندی یا کسی سازش کے تحت کر رہی تو پھر۔۔ اس کے منصوبے، "خوفناک تھے"

وہ اس کی تقلید میں دروازہ سے داخل ہو کر روم میں آیا۔۔ پورا گھر چھوٹا سا تھا۔۔ جس میں فقط ایک ہی روم تھا۔۔ اور کافی چھوٹا تھا۔۔

علیدان نے تنقیدی نظروں سے پورے کمرے میں گھمائیں: "لوگ کیسے رہتے ہونگے؟؟"

"اس دنیا میں ہر انسان تو سرمایہ دار نہیں ہوتا۔۔" آن نے آنکھیں گھما کر اسے دیکھا۔۔  
"مجھے تو لگتا ہے۔۔ اس سے اچھی جگہ میری لئے کوئی نہیں"

"یہاں۔۔ کیا اچھا ہے؟"

وہ کھڑکی تک گیا اور پردہ سرکا کر اسے کھول کر باہر جھانکا۔۔  
"ماحول بھی عام ہے،۔۔ روشنی بھی معمولی ہے۔۔ اور جگہ بھی کم ہے"

"

یہاں رہنا بھت افسوس کی بات ہوگی"  
"یہ میرے لئے بالکل مناسب ہے"

میرے لئے یہ جگہ۔۔ اچھے سے بھی۔۔ "اچھی" ہے۔۔۔۔

آن نے ان کے خیال کی مکمل تردید کر دی۔۔ واقعی اس کے لئے یہ جگہ بھت اچھی تھی۔۔ جہاں وہ  
کسی کی "ملازم" نہیں تھی۔۔

علیدان نے بھنویں اوپر اٹھالیں۔۔ اور نظروں کے حصار کو بالکل نہیں توڑا۔۔  
"سب کچھ ہی تمہارے لئے اچھا ہے" بڑبڑا کر لب بھینچے۔۔

کیا تم نے کبھی یہ سوچا کہ "شاہِ ولا" میں رہنا "بنسبت یہاں رہنے کے" کافی آرام دہ ہے۔۔ جہاں سہولیات یہاں سے بہت حد تک بھتر ہیں "کیا وہاں سے بھی زیادہ موزوں تم کو یہاں رہنا لگتا ہے؟؟"

وہ سوالیہ ہوا۔۔

"آپ کے محل میں عارضی طور پر رہوں؟" "م م میں؟؟"

لیکن کس بنیاد پر؟؟ "کس رشتے سے؟؟"

وہ چلتی ہوئی سائیڈ پر پڑی چھوٹی سی ٹیبل کے پاس آئی اور اپنا پرس کندھے سے اتار کر وہاں رکھا۔۔

اور ہلکے ہاتھوں سے اپنے کندھوں کو سہلانے لگی۔۔ زیادہ دیر تک پرس اٹھائے رکھنے سے کندھے "اکڑ" گئے تھے۔۔

"یہ کرائے کا گھر جہاں میں رہوں گی۔۔ میرے اپنے محنت سے کمائے پیسوں کا ہے۔۔ جہاں میں آزادی کے ساتھ رہوں گی۔۔"

وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔ علیدان کھڑا اسے ناگواری سے دیکھ رہا تھا۔۔ جتنا وہ اسے مختلف طریقوں سے راضی کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ اتنا ہی وہ اڑیل گھوڑی کی طرح اکڑ دکھائے جا رہی تھی۔۔

یا شاید علیدان کو بات کرنے کا "سلیقہ" نہیں آتا تھا۔

بھلا ایک بلینئر۔۔ ایک سرمایہ دار۔ جس کو صرف " آرڈر " کرنا آتا ہو۔۔ وہ ایسی سچویشن سے دوچار ہی کب ہوا تھا۔۔ آن جیسی لڑکی سے اس کا ٹکراؤ ہی پہلی بار ہوا تھا۔۔ زندگی میں پہلی بار وہ بے بس ہوا تھا۔۔ وہ بھی سامنے کھڑی چھوٹی سی لڑکی کے ہاتھوں۔۔۔

" دیکھو۔۔۔ علیدان نے بات سنبھالنا چاہی۔۔ "تم وہاں کافی آرام محسوس کرو گی۔۔ آخر تم مدھان کی "ٹیوٹر" جو ہو۔۔ "آخری حربہ۔۔ "ٹیوٹر والا آزمانے لگا۔۔

اب میں نہیں ہوں  
آپ کا خیال کرنے کا بہت شکریہ مسٹر علیدان شاہ " یہ جگہ ہر طرح سے محفوظ ہے ،  
اب آپ جاسکتے ہیں ، مجھے اپنا تھیسز لکھنا ہے۔۔ وہ رف لہجے میں بولتی اسے بری طرح تپا گئی۔۔  
یہ لڑکی اسے مسلسل دھتکار پہ دھتکار مار رہی تھی ، وہ دھتکار جو اسے 20 سالوں سے دوسروں سے ملی تھی۔ وہی دھتکار اب وہ خود دے رہی تھی لیکن وہ یہ نہیں سمجھتی تھی کہ "اس کے سامنے بندہ مناسب نہیں تھا "

آنیہ عصمت اس کہاوت کے بارے میں نہیں جانتی تھی کہ

" جان لینا بھت آسان ہوتا ہے ، لیکن جان دینا بہت مشکل ہوتا ہے "

وہ مڑا۔

لیکن۔۔ پھر واپس جا کر صوفہ پر آرام سے بیٹھ گیا اتنے اطمینان کے ساتھ جیسے اپنے بیڈروم کے صوفہ پر بیٹھا ہو،

آن کو اس کا یہ اطمینان ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔ وہ تو اسے نکالنے کی جلدی میں تھی اور وہ تھا کہ "پھیلتا ہی جا رہا تھا۔۔ آن اسے لب بھینچے گھورتی رہی۔۔

علیدان کی نظریں چاروں طرف گھوم رہی تھیں اور کافی چوکس بھی :  
" اس وقت واقعی خطرہ نہیں ہے، لیکن۔۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں تھا کہ " خطرہ ہو نہیں سکتا؟؟؟"  
وہ آن کے لئے کوئی خطرہ مول نہیں سکتا تھا۔۔ نہ آن اس پر یقین کرتی۔۔ لیکن علیدان کی چھٹی حس چوکس تھی۔۔

"کیا یہ نہیں جا رہا؟" وہ اسے دانت پیسے گھورتی سوچتی رہی۔۔

"میرے لیئے کافی بناو۔۔ اگر کافی پینے تک کوئی خطرہ پیش نہ آیا تو میں چلا جاؤں گا۔  
وہ اس کے ہلدی کی طرح ہوئے پیلے چہرے کو دیکھتے بولا۔۔

"نہیں"

"تو پھر چائے چل جائے گی"

"نو۔۔۔۔"

"اچھا۔۔۔ تو پھر۔۔۔ یقیناً یہاں پینے کا پانی تو ضرور ہو گا؟؟؟"

علیدان بالکل بھی زچ نہیں ہوا وہ مسلسل ہر بات پہ انکار کر رہی تھی۔۔۔

"Nope"

اب بھی گردن نفی میں ہلا دی۔۔۔

"ہا۔۔۔۔ وہ دل کھول کر اب ہنسا تھا۔۔۔ وہ اسے دنگ دیکھے گئی۔۔۔ کیونکہ وہ پہلی بار اس قدر ہنسا تھا۔۔۔

"تمہارا مہمانوں کے ساتھ اس طرح کے برتاؤ نے مجھے تمہارا "عزت دینے کا معیار" بتا دیا۔۔۔

ہے۔۔۔ علیدان نے اسے جی بھر کر شرمندہ کیا۔ وہ اسے پانی بھی دینے سے انکاری رہی۔۔۔

"میں آج ہی یہاں شفٹ ہوئی ہوں" اب وہ شرمندہ ہوئی۔

"ابھی تک " الیکٹرک کیٹل " بھی نہیں کھولا۔۔ اور پانی۔۔ کہاں سے آئے گا؟؟ وہ انگلیاں مروڑتی اب اپنے انکار کی وجہ بتانے لگی تھی۔

علیدان نے بازو سینے پر باندھ کر آرام سے اسے کہا:  
"تو پھر اب کرو"

"ہمممم۔۔ کیا یہ جائز ہے؟؟ کہ ایک اسٹوڈنٹ کو اس کے آسان دفاع سے بھی روکو؟ اشارہ اب۔۔ اپنے بہانوں کے طرف تھا۔۔ جو وہ اسے نکالنے کے لئے مسلسل گھنٹہ بھر سے کیئے جارہی تھی۔۔

"میں تمہاری حفاظت کے لئے سوچ رہا ہوں۔۔ اگر تمہیں امتحان دینے میں مشکل پیش آئے تم مجھ سے مدد لے سکتی ہو۔" اس کی آنکھوں میں اب شرارتی چمک ابھری۔۔ وہ اٹھا اور۔۔۔ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا اس کے قریب آکر رکا۔۔ دوری برقرار رکھی۔۔ پھر کان کے قریب ہوا۔۔ آن سانس روکے۔۔ دنگ کھڑی بس سنتی جارہی تھی۔۔

"میں صرف تمہارے ساتھ سو نہیں سکتا۔۔ باقی ہر قسم کی مدد کر سکتا ہوں " اس کی سانسوں کی تپش اب آن کے کان سے گذر کر دل پر دستک دینے لگیں۔  
"میں یہی ایک کام مفت میں کر سکتا ہوں "

آن نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔۔ بس اس کی گھمبیر آواز تھی۔  
ساتھ میں آن کی دھڑکنوں کی دھک دھک۔۔۔

♠♠♠♡♡♡♠♠♠♠♠

"آ آ آپ۔۔۔۔۔" وہ کہتے کہتے رکی۔۔

وہ واقعی اس جیسے خالص آدمی سے کبھی نہیں ملی۔

اس نے ایک گہری سانس لی اور خود کو یاد دلایا کہ "غصہ نہیں کرنا"

"اگر آپ ایک گلاس پانی کا نہیں پیئیں گے تو۔۔۔ نہیں جائیں گے؟؟" آن نے جھنجھلا کر نظریں اٹھا کر پوچھا۔

"مجھے بالکل بھی یہ پسند نہیں ہے کہ کوئی مجھے عام انداز میں ٹریٹ کرے" انداز تنبیہانہ۔۔۔ لیکن نرم۔۔۔ جو اس کے مزاج کا خاصہ نہ تھی۔

"بحیثیت ایک فرد کے۔۔۔ مجھے عزت کروانا پسند ہے" میں جب سے تمہارے گھر آیا ہوں  
۔۔۔ بجائے ایک گلاس پانی پوچھنے کے۔۔۔ تم مسلسل مجھے دیکھتی رہی ہو۔۔۔"

علیدان نے اسے چھیڑا۔۔

آن اب واقعی اپنے روئے پر شرمسار تھی۔۔  
تبھی ناچاہتے ہوئے بھی۔۔ کچن تک گئی۔۔

الیکٹرک کیٹل نکال کر دھویا۔ اور پانی بوائل کرنے کے لئے رکھا۔ کافی کا سامان نکالا اور کپ دھو کر اس میں کافی پھینٹنے لگی ذہن مسلسل علیدان کی باتوں پر شرمساری محسوس کر رہا رہا تھا۔ اسے واقعی اس طرح کا برتاؤ زیبا نہیں تھا۔ اس نے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔

وہ کپ بنا کر باہر آئی۔ اور چھوٹی سی ٹیبل کے قریب آئی۔۔

" آئے ایم سوری۔۔ میرے پاس صرف یہی ایک کپ ہے " کیا آپ نے مائنڈ کیا؟؟ اس نے کپ لہرایا تھا۔ اگر وہ چھلک پڑتا تو؟؟؟؟  
علیدان نے ابرو اٹھا کر اسے گھورا ہی نہیں بلکہ تاڑا تھا۔۔

وہ اکیلی رہی ہے۔۔ تو " ایک کپ " کا ہونا۔۔ ممکن تھا۔ اور یہ غلط بھی نہیں تھا۔۔

وہ اسے گھور کر بولی:

آپ کافی پیئیں۔۔ اور جاییے۔۔"

علیدان نے نگاہ پھیر کر اسے دیکھا:

"میرا تمہارے سے کوئی عناد نہیں ہے۔۔ کیا تم کو ہے؟.... کیا جلا کر مارنا چاہتی ہو؟؟ اب کے مسکرا کر اور زیادہ زچ کیا۔۔ اشارہ کپ لہرانے کے طرف تھا۔۔

اسے آن کا جھنجھلانا۔۔ بار بار اسے جانے کو کہنا۔۔ اس کے چہرے پر "مارے باندھے" کے تاثرات۔۔ مزادے رہے تھے۔۔ زندگی میں کیا کبھی علیدان نے اس طرح مزا لیا ہوگا؟؟ شاید کبھی نہیں۔۔ وہ اس کی ایک ایک ادا کو انجوائے کر رہا تھا۔۔

اب آن نے خفگی سے گرم گرم بھاپ اڑاتی کافی کے مگ پر نظر کی۔ اسے ٹیبل پر رکھ دیا۔ اور خود جاکر۔۔ کرسی پر بیٹھ گئی۔۔ انداز اب خفا خفا سا تھا۔۔ جیسے کہہ رہی ہو۔۔ "چلو کرلو۔۔ جو کرنا ہے" "اب آرام آرام سے چسکے بھر بھر کر پیئیں۔۔ اور چلے جائیں۔۔ پھر میں اپنے کام میں مصروف ہو جاؤں گی مجھے ڈسٹرب مت کیجئے گا" انداز وارن کرنے کا سا تھا۔۔ برا سا منہ بنا گئی آن۔۔ "مصرفوووف۔۔؟" علیدان کو تو اس کی اداؤں پر غش آنے لگے۔۔

علیدان نے جاننا چاہا۔۔ کہ کیا مصروفیت ہے؟

لیکن آن نے نروٹھے پن سے ٹیبل پر پڑے لیپ ٹاپ کو کھولا۔۔ اور ہیڈ فون اٹیچ کر کے اپنے کانوں میں ڈالا اور اپنا تھیسز لکھنے میں مصروف ہو گئی۔۔ اب جتنا چاہے یہ آدمی بیٹھا رہے۔۔ پرواہ کسے تھی؟؟

وہ کافی دیر تک اپنا کام کرتی رہی۔۔ جب لیپ ٹاپ کے کلاک نے 12 بجائے تب وہ چونکی۔۔ اور مڑ کر دیکھا " ابھی تک گیا نہیں؟؟ اور کچھ کہنے کو ہونٹوں کو جنبش دی۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ رک گئی۔۔ وہ کہیں نہیں تھا۔۔ اسے کچھ پل کو اس کی غیر موجودگی بری طرح سے چھپی تھی۔۔ پھر سر جھٹک کر اٹھ گئی اور چلتی ہوئی۔۔ ٹیبل کے قریب آئی۔۔ وہاں کافی کے کپ کے نیچے ایک نوٹ دبا ہوا تھا آن نے وہ اٹھا کر پڑھا۔ جہاں لکھا تھا۔۔

" میں پہلے جا رہا ہوں۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔ اور سویر سونا۔۔ کل رات کو مدھان کے "ھائی اسکول کریئر" کے ختم ہونے کی سیلبریشن ہے، ڈنر "گھر" میں ہوگا"

وہ مسکرا دی۔۔ اور نوٹ کو ہاتھ میں مسل کر ڈسٹ بن میں پھینکنے کے لئے بازو اٹھایا۔۔ پھر رک گئی ایک سوچ نے اس کے ذہن کی بتی جلادی دی۔۔ صرف ایک لفظ "گھر" پر وہ ٹھٹھک گئی تھی۔۔

آن نے دوبارہ سے نوٹ کھولا جو چرمر اگیا تھا۔۔ جہاں واضح لفظ "گھر" لکھا تھا۔۔

وہ اس جگہ پر بیٹھ گئی جہاں علیدان بیٹھا تھا۔۔ اور نوٹ کو ٹیبل پر رکھ کر ہاتھ سے پریس کر کے نرم کرنے لگی۔۔ "گھر۔۔۔۔۔ میرے پاس کوئی گھر نہیں ہے۔

○○○○○○○●●●

دوسرے دن وہ جیسے ہی اسکول آئی ثنا حمزہ نے اسے راستے میں ہی جا لیا۔۔ بازو سے پکڑا اور ایک طرف لے جا کر سرگوشی میں بولی :

"کیا تم نے اس کا سنا ہے؟"

"کیا۔۔۔۔؟ آن نے بری طرح کنفیوژ ہو کر ثنا حمزہ کو دیکھا۔۔

"کبھی ایک نظر اسکول فورم پر ڈال لیا کرو" سفید کنول "پریگنٹ ہے"

ثنا حمزہ نے آن کے تجسس کو ہوا دی۔

"کون؟؟؟؟۔۔۔۔۔ تمہارا مطلب ہے کہ "حنیم؟؟؟"

وہ حیران رہ گئی۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ دنگ رہ گئی۔۔۔ آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔۔۔

وہ ساکت اسے دیکھے گئی۔

ایسا کیسے۔۔۔؟؟؟

لیکن یہ سچ تھا۔۔۔ جب فورم سے معلومات کی تو حنیم کی پریگنٹ ہونے کی خبر کی تصدیق ہو گئی۔۔۔

پورے اسکول کو حنینم اور حان حارث کے متعلق جیسے ایک چٹ پٹی سی خبر مل گئی ہو۔۔ وہ اور مرچ مصالحہ ڈال کر۔۔ بات پھیلا رہے تھے۔۔

یہ واقعی ایک شک کی خبر تھی۔۔۔ آن جتنا حیران ہوتی کم تھا۔۔۔ بھلی وہ یہ سمجھتی ہو کہ اسے "پرواہ نہیں" لیکن۔۔۔۔ کہیں نہ کہیں۔۔۔۔۔

دونوں کینیٹین میں جا کر بیٹھ گئیں۔۔ کافی اسٹوڈنٹس آن کو دیکھ رہے تھے۔۔

"کچھ دیر پہلے "سفید کنول" کو "بوڑھی ڈائن" نے آفیس میں طلب کیا تھا۔۔۔۔۔ یہ جاننے کے لئے کہ "یہ بچہ حان کا ہی ہے یا۔۔۔؟"

شنا حمزہ نے کرسی پر بیٹھ کر اسے آگے بتایا۔۔

آن کو اتنی ٹھنڈ میں بھی پسینہ آگیا بے اختیاری میں چہرے کو تھپکا۔۔ "اگر حنیم کی جگہ وہ ہوتی تو۔۔۔۔؟ اور اس سے آگے کے تصور نے شدید سردی میں بھی اس کی ہتھیلیاں بھگو دی تھیں۔۔

"جب حان حادثہ سے اچھی طرح جانتا ہے تو پھر بات ختم۔" آن نے اپنے لہجے کی کپکپاہٹ پر قابو پالیا۔۔ اور سرد لہجے میں کہا

"بلکل۔۔۔۔"

حان حارث کا خاندان ایک امیر خاندان ہے۔۔ اگر حنین اس کے بچے کی ماں بن جاتی ہے۔۔ تو اپنے بچے کے ساتھ ایک امیر خاندان میں رہنے کے قابل ہو جائے گی۔۔ عمر بھر کے لئے۔۔

ٹسک۔۔۔ میں جتنا سوچتی ہوں اتنا ہی مجھے غصہ آئے رہا۔

لوگ کہتے ہیں کہ "کتیا اور کتا" ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں"

اب مجھے یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ "یہ سچ ہے" حنیم پر گینٹ ہوئی ہے اب یہ مستقبل میں مغرور بھی ہو جائے گی۔ اس سے بچ کر رہنا آن۔ کیا تم سمجھ رہی ہو؟؟

ثنا حمزہ نے اس کے چہرے کے سرد تاثرات کو گھورا۔ آن کی پرسوج نظریں بس سامنے دیکھے جا رہی تھی لیکن ذہن ثنا کی باتوں پر گھوم رہا تھا۔

آن کو ثنا کے فکر مندانہ انداز پر پیار آیا۔۔ مسکرا کر دیکھا: پریشان مت ہو۔۔ میں ان دونوں کے مسئلے میں نہیں پڑوں گی "

○○○●●●○○○●●●○○○●●●○○○○●●●○○○

ادھر حنیم پر نسیل کی آفیس سے روتے ہوئے باہر نکلی تھی۔۔ باہر آکر دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی  
سسکیاں بھرتی رہی  
ذہن میں پر نسیل تقی کی ترش آواز گونج رہی تھی:

"اگر تم اس بچے کو ختم نہیں کر رہی۔۔۔ تو اپنے خوابوں کے حصول کے لئے اسے حان کے سر مت منڈھنا،

اگر تم بچہ پیدا کرنے پر بضد ہو۔۔۔ تو اپنے بچے کو اپنی زمی واری پر سنبھالنا،  
ہمارا باعزت خاندان اس گندے خون کو نہیں اپنائے گا"

ہمارے خاندان کے اصولوں کے مطابق جو خون ہمارے خاندان کا نہ ہو ہم اسے کبھی نہیں اپناتے۔۔۔ اگر بچے کو ختم کروانا چاہو تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔۔۔ تم کو اتنی دولت دیں گے کہ تم آرام سے کہیں بھی رہ سکتی ہو۔۔۔"

حقارت سے بھری نظریں حنیم کے وجود کے پار اتر رہی تھیں۔ زہر میں بجھے الفاظ حنیم کے سینے کو چیر کر دوپاٹوں میں تقسیم کر گئے تھے۔۔۔ اگر زلت کی انتہا کو دیکھنا ہو تو اس وقت کوئی حنیم کی حالت دیکھتا۔۔۔ اور واقعی افسوس کرتا۔۔۔"

وہ روتی رہی۔۔۔ روتی رہی۔۔۔ پھر فون اٹھا کر۔۔۔ حان حارث کا نمبر ملایا۔۔۔

حان نے فون نہیں اٹھایا۔۔۔ حنیم جانتی تھی حان آج اسکول آیا ہے۔۔۔ اپنے آنسو پونچھتی وہ کینیٹین کے طرف بڑھنے لگی۔۔۔

آخر کار اس نے کمینٹین میں حان کو بیٹھے دیکھ لیا جو کچھ دور بیٹھی "آن کو۔۔ ثنا حمزہ کے ساتھ باتیں کرتے دیکھ رہا تھا۔۔

یہ دیکھ کر اسے اپنے دل کی گہرائی میں سخت تکلیف محسوس ہوئی۔ آنکھوں میں مرچیں چھپنے لگی تھیں۔ اس نے زور سے آنکھیں میچ کر اپنی تکلیف کو کم کرنا چاہا۔۔  
دل کی تکلیف نے چہرے کے رنگ کے ساتھ، ساخت کو بھی بدل دیا۔۔

ادھر حان حارث بیوقوفوں کی طرح۔۔ آن کے طرف نہارے جا رہا تھا۔ بنالک جھپک  
"یہ عورت ابھی تک حان کے دل پر قابض ہے"  
حنیم نے مٹھیاں بھیج لیں۔

.....

جس دن سے وہ یونیورسٹی میں آئی تھی۔ اس نے ہر ایک پر آن کا سحر طاری دیکھا تھا، ہر ایک کو  
"آن" نام کی "تسبیح" کرتے دیکھا۔۔

وجہ اس کی خوبصورتی کے ساتھ اعلیٰ پائے کے گریڈز تھے۔ پوری دنیا سمجھتی تھی کہ "آن عصمت کاظم" سب سے منفرد، الگ تھگ اور ممتاز ہے۔

وہ یہ بھی کہتے تھے کہ "آج تک کی یونیورسٹی کی تاریخ میں وہ یونیورسٹی کی حسین ترین لڑکی ہے۔۔۔"

اور وہ۔۔۔۔۔؟؟؟

وہ خود کہاں تھی؟؟؟  
جیلسی کی انتہا پر پہنچی ہوئی لڑکی۔۔۔ جس نے آن کو پیچھے دھکیلنے کی لالچ میں خود اپنی عزت کا خیال نہ رکھا تھا۔۔۔

یونیورسٹی کے وقت سے اسکے حسن سے، اس کے گریڈز اور اس کی ذہانت سے حسد کی آگ میں جلتے جلتے وہ آج اس مقام تک پہنچی تھی کہ خود اپنے ہاتھوں سے بربادی کی اتھاہ کھائی میں منہ کے بل گری تھی۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ حسد کی بھڑ بھڑ آگ۔۔۔ نے اس کی جان نہیں چھوڑی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ یہ بات ماننے سے ہی انکاری تھی۔۔۔ کہ "آن اس سے سو قدم آگے ہے۔۔۔"۔۔۔  
وہ اسے کوشش کے باوجود بھی۔۔۔ ایک انچ پیچھے نہیں دھکیل سکتی۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔

حنیم کے ہاتھ۔۔ بے اختیار اپنے پیٹ کے نچلے حصے تک آئے۔۔ دونوں ہاتھوں سے اسے سہلاتی  
انہیں گھورتی رہی۔۔ ایک سختی اس کی آنکھوں میں واضح تھی۔۔۔ اس کے ہاتھ میں "ترپ کا پتہ"  
آگیا تھا جس سے وہ آن کو ہر طرف سے ہرا سکتی تھی۔۔۔۔۔ ہاں۔۔:

"بچے۔۔۔ مُمی نے آپ کو نہیں بھلایا۔۔۔ سو مُمی کو الزام مت دو" ایک نفرت انگیز گھوری آن اور  
حارث پر ڈالتی حقارت سے دیکھتی رہی۔۔

○○○○○●○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

واپسی پر گیٹ کے باہر علیہ ان شاہ کا ڈرائیور اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔۔۔  
آن کا ارادہ بالکل بھی جانے کا نہیں تھا، لیکن۔۔۔ کچھ دیر پہلے ہی مدھان شاہ نے اسے فون پر خلوص سے تاکید کی تھی۔

کہ اس نے پیپرز بھت اچھے دیئے ہیں۔۔ اور اس خوشی کو منانے کے لئے وہ اس کے ساتھ کھانا ضرور کھانے آئے ورنہ۔۔۔ وہ ناراض ہو جائے گا۔۔ آن اس کی خوشی کے خاطر جانے پر راضی ہو گئی۔۔

جب وہاں پہنچی تو دونوں بھائی احاطے میں پہلے ہی سے کھڑے ایک دوسرے کے ساتھ کسی بات پر بحث کر رہے تھے۔۔

آن کو دیکھ کر علیہ ان کی آنکھوں میں ایک خاص چمک جھلک دکھلا کر غائب ہوئی

"آگئی؟؟؟" نظروں میں رکھ کر پوچھا۔

آن نے نگاہ جھکالی۔۔ محض سر ہلادیا۔۔ اور آگے بڑھی۔۔  
مدھان اسے مسکراتے ملا۔

"سوالات آسان تھے؟؟ آن نے مدھان سے پوچھا۔

"مجھے پتا نہیں دوسرے کیا سوچتے ہیں؟ لیکن میرے لئے تو سارے سوالات بہت ہی آسان تھے۔۔  
آپ نے 80% تو تیاری کروادی تھی، تو باقی کے سوالات بالکل مشکل نہیں لگے۔۔ وہ مسکرا کر تفصیل  
بتاتا رہا۔۔

آن نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔ یہ سچ تھا کہ سوالات کی کافی تیاری وہ کرواچکی تھی۔۔  
دونوں باتیں کرتے اندر لائونج میں آئے۔  
مدھان نے ایک پیک شدہ ڈبیا نکال کر آن کے طرف بڑھائی:

"مس آن۔۔۔ یہ آپ کا تحفہ میری طرف سے۔۔"

آن مسکرا دی اور ہاتھ ہلا کر:

"یہ کافی ہے میرے لئے کہ آپ نے کامیابی سے امتحان ختم کیا۔۔ میں یہ تحفہ نہیں لے سکتی"

"میں اس کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں" مدھان نے اس کو شکریہ بولا۔۔ آن نے واقعی اس پر محنت کی تھی ورنہ اس کی تیاری اچھی نہ ہوتی۔۔

"تمہاری ٹیچر آج رات کی دعوت پر مان جائے گی، میری طرف سے۔۔۔ تمہارے تھینکس کو،۔۔۔ علیدان نے آن کو گھور کر دیکھا آن نے چونک کر اسے دیکھا۔  
تو اس نے ایک آنکھ ونک کر دی۔۔۔ جیسے کہہ رہا "انکار کر سکتی ہو تو کرو۔ میں بھی دیکھ رہا ہوں"  
اور جواب مدھان کو دیا۔۔

مدھان کو آن کی بات پر دل میں برا محسوس ہوا تو بول پڑا:  
مس آن۔۔۔ آپ نے میرے تحفے کو کمتر سمجھا۔ "منہ بنا کر ناراضگی کا سائن دیا گیا۔۔

"ہم سب ہی پیسے سے محبت کرتے ہیں۔۔ اور کسی وجہ سے ہی اسے حاصل کرتے ہیں۔۔ میں کبھی ایسا تحفہ قبول نہیں کر سکتی جو آسمان سے گرا دے۔۔ مدھان۔۔ میں نے آپ کی "شکرگزاری" وصول کر لی۔۔ اب یہ تحفہ اپنی جیب میں رکھو۔۔ ورنہ میں واپس چلی جاؤں گی۔۔" اب کے آن نے پیار سے دھمکایا۔۔

اور وہ ڈر بھی گیا۔۔ بھلا وہ اپنی پیاری سی ٹیچر کو ناراض کر کے کیسے جانے دیتا۔۔؟

"نہیں نہیں۔۔ پلیز۔۔ آپ مت جانا۔۔ میں یہ تحفہ واپس لیتا ہوں۔۔ آپ پلیز بیٹھ جائیں۔۔  
مدھان نے تحفہ واپس ٹیبل پر رکھ دیا۔۔ اور آن بھی مسکرا کر بیٹھ گئی۔۔ علیدان دونوں کی باتیں مسکرا کر سن رہا تھا۔۔

"اب میں آپ کو "مس آن "نہیں بلا سکتا۔۔ کیونکہ آپ میری ٹیچر نہیں رہیں۔۔ کیا میں آپ کو "آپی " بلا سکتا ہوں؟؟"

مدھان واقعی رشتے بنانے میں تیز تھا۔ یہ اس وقت علیدان نے سوچا۔  
"

.....

آن کے ہونٹ اس کی بات سن کر مسکرا کر پھیلے:  
"بھلی کہیں۔۔۔ ویلکم۔۔۔"

علیدان نے مدھان کو دیکھ کر پوچھا:  
"کیا تم نے علیجان بھائی کو کال نہیں کی؟؟"

"نہیں۔۔۔ ابھی تک نہیں" مدھان نے نفی میں سر ہلایا۔۔

"جاو جا کر کال کرو" علیدان نے ٹوکا۔۔

"میں بعد میں کرتا ہوں"

"نہیں۔۔۔ ابھی۔۔۔" علیدان نے اسے گھورا تھا۔۔ یہ حکم تھا۔۔ بحث نہیں تھی۔ مقصد اسے یہاں سے بھیجنا تھا۔۔

مدھان نے بھائی کے تیور دیکھے تو آن سے معذرت کر کے اٹھا: "آپی۔۔ آپ کچھ دیر بیٹھیں میں کال کر کے آتا ہوں" اجازت طلب کی۔۔

آن نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔

"ضرور۔۔۔"

مدھان کو کامیابی کے ساتھ وہاں سے بھیجنے کے بعد علیدان کو خلوت میسر آئی تو سکون کی سانس بھر کر آن کو نظروں میں بھرا۔۔

"کل رات میرے جانے کے بعد بھی کافی دیر تک مصروف رہی تم؟؟  
آن نے ہاں میں سر ہلایا اور ٹھیک سے بیٹھ گئی۔"

"کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟؟"

وہ واقعی اس کے لئے فکر مند تھا۔ اور کیوں تھا؟؟ یہ ماننے میں شاید اب دیر نہیں لگنی تھی جلد ہی اسے ماننا پڑے گا کہ "علیدان شاہ" جیسے مغرور بلیئر کو "آن عصمت کاظم" سے دھیرے دھیرے محبت نہیں۔۔ بلکہ "عشق ہوا ہے۔۔"

"نہیں۔۔ کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔۔ وہ دل میں دنگ ہوئی تھی۔۔"

"تھیسز کی تیاری کیسی چل رہی ہے؟"

اب سوال تھا اگر اسے کوئی پڑھائی میں مدد چاہئے ہو تو وہ حاضر تھا۔۔ وہ بھی سر کے بل۔ "کیا فکر مندی تھی آن کے لئے۔۔ حیرت ہی تھی۔۔"

"بہت ہی اچھی چل رہی ہے"

اندر سے حیران ہوتی آن عصمت سے کوئی اس وقت پوچھتا کہ شک کیسا ہوتا ہے؟؟ تو وہ جھٹ سے کہتی "علیدان کا اس کے لئے فکر مندانہ انداز اور محبوبانہ نظر۔۔  
دونوں چپ چاپ۔۔ ایک دوسرے کو تکتے رہے۔۔"

علیدان شاہ آن سے ملنے سے پہلے فقط کچھ لفظوں پر مشتمل ایک مرد تھا۔ لیکن آن سے ملنے کے بعد وہ ایک "مکمل" بن رہا رہا تھا... ایسا لگتا تھا۔۔۔ اس میں زیادہ پہل علیدان کے طرف سے ہے۔۔

"تم نے حان حارث کی طبیعت کیوں نہ صاف کی۔۔؟  
یہ کیسا سوال ہے؟؟ آن نے ناگواری سے اسے دیکھا۔۔ علیدان اس بات کے پیچھے کیوں پڑا ہے؟؟ وہ ابھی نہیں سمجھ پارہی تھی۔۔  
"میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ "ماضی میں حان حارث نے جو کچھ کیا تم نے اس کی طبیعت صاف کیوں نہیں کی؟؟ بولو۔۔۔؟"

"یہ بات کافی وقت پہلے ختم ہو چکی ہے۔ وہ جنجھلائی

تو پھر تم صرف سوالوں کے جواب کیوں دیتی ہو۔۔ جب تم بات حان کے ساتھ کر سکتی ہو اور قریب میرے بیٹھی ہو؟؟"

ہمممم۔۔۔ کیونکہ وہ میرا منگیتر رہا تھا۔۔۔ مجھے اب یہ مت کہیے گا کہ میں جب اس کے ساتھ بیٹھوں تو ٹھیک سے بات بھی نہیں کروں۔۔۔ "آن نے سکون نے سے ہممم کی۔۔۔ اور سانت میں کہا تھا۔۔۔

ہمممم۔۔۔

دیکھنا چاہئے کہ یہ ایسی معیوب بات نہیں تھی لیکن علیدان کو یہ پسند نہیں تھا کہ وہ حان کو دیکھے یا بات بھی کرے۔۔۔ وہ آن کے لئے بھت زیادہ خود کو پوزیسو محسوس کر رہا تھا۔ اس کا بس نہ چلتا وہ آن کو حان کی نظروں سے کہیں چھپا لیتا۔۔۔

وہ اس عورت کو صرف بدلنا چاہ رہا تھا، نہ کے "زیر کرنا"۔۔۔  
اسے زیر کرنے کے بعد ان دونوں خاندانوں کے بیچ کافی دلچسپ حقیقتیں سامنے آجاتیں۔۔۔

مدھان تقریباً دوڑتے اندر آیا:

"بڑے بھائی اور بھابھی ابھی واپس آئے ہیں۔۔۔ اور اپنے گھر آرہے ہیں۔۔۔"  
علیدان یہ سن کر دنگ ہوا۔۔۔ جب اس نے آن کے چہرے پر ناخوشگوار تاثرات ابھرتے دیکھے۔۔۔  
"انہوں نے ہم کو ایڈوانس مبارک کیوں نہیں دی؟ اگر وہ واپس آرہے تھے؟؟"  
"بھابھی نے بتایا کہ بھائی میرے امتحان کی وجہ سے پریشان تھے تبھی سیدھے واپس آگئے۔۔۔"

"بڑے بھائی ابھی واپس آئے ہیں؟؟"

علیدان شاہ کے اپنے بھائی علیحان شاہ کے ساتھ خوشگوار تعلقات نہیں رہے تھے۔۔

کہا جاتا تھا کہ شاہ خاندان کے علیحان شاہ کا ایک بار کار

حادثہ ہوا تھا۔۔ جس میں ان کی دونوں ٹانگیں معذور ہو گئی تھیں۔۔ اور یہ کار حادثہ علیدان کی سوچی

سمجھی سازش ہے جو اس نے علیحان شاہ کے حصے کی ملکیت حاصل کرنے کے لئے ترتیب دی تھی۔۔

لیکن وہ اپنے منصوبے میں ناکام ہوا تھا۔۔ علیحان شاہ معجزانہ طور پر بچ گیا تھا لیکن ٹانگیں نہ بچ سکی

تھیں۔۔ وہ ہمیشہ کے لئے وہیل چیئر پر آگیا۔

اب یہ دونوں افسانوی کردار ایک دوسرے کے آمنے سامنے آنے والے تھے۔۔ کیا آن کو ان سے

ملنا چاہئے تھا؟؟

وہ کھڑی ہو گئی۔۔۔

"مسٹر علیدان شاہ اور مدھان شاہ۔۔ میں سمجھتی ہوں۔۔ اب مجھے یہاں سے جانا چاہیئے"

علیدان البتہ پرسکون رہا: "بیٹھ جاو"

"مسٹر شاہ۔۔۔ آپ نے کہا کہ کسی کو آنا ہے۔۔ تو مجھے اچھا نہیں لگتا یہاں ٹھہروں"

علیدان کو آن کا یوں اٹھ کھڑا ہونا۔۔۔ کافی ناگوار لگا۔

"تو پھر مجھے پہلے واپس جانا۔۔۔۔۔"

**Whatsapp : 03335586927**

وہ ابھی علیحان شاہ کو حیرت سے دیکھ ہی رہی تھی۔۔ کہ ان کے پیچھے ایک عورت کے قدم بھی ابھرے۔۔۔

آن کو شدید جھٹکے نے علیحان کے طرف دیکھنے پر مجبور کیا۔۔ اب وہ واقعی حیران ہوئی تھی۔۔ جب عورت کا چہرہ دیکھ کر اس کی نظروں میں پہچان کا واضع تاثر ابھرا۔۔

کیونکہ یہ عورت کوئی اور نہیں۔۔ بلکہ۔۔۔ نگہت شاہ تھیں۔۔۔

-----

"کیا یہ مس نگہت نہ تھی؟

مدھان شاہ علیحان کے طرف بڑھا

"بڑے بھیا اور بھابھی آپ تو جلدی پہنچ گئے"

"ابھی جس وقت تم نے فون کیا ہم آدھے راستے پر تھے" بنا کسی تاثر کے اس نے مدھان کو جواب دیا تھا۔۔ ان کا چہرہ کسی بھی تاثر سے پاک تھا۔۔ ساکت و جامد۔۔ جیسے ڈمی۔۔

"بھابھی؟؟؟؟؟"

آن تو جیسے چکرا کر رہ گئی تھی۔۔

"یہ عورت علیدان کی بھابھی ہے؟؟؟"

"سو علیدان جس کو چاہ رہا تھا وہ اس کی بھابھی۔۔۔؟؟؟"

جب کہ پچھلی ملاقات میں اسنے صاف صاف یہ محسوس کیا تھا "یہ نگہت علیدان پر بری طرح گھائل ہے۔۔"

یہ کیا چل رہا ہے؟؟۔۔۔ کیا یہ دونوں محبت کا کھیل کھیل رہے ہیں؟؟۔۔۔

اگر ان دونوں کی محبت بنا کسی جواز کی تھی تو۔۔۔ علیدان نے اسے کیوں چھوڑا؟؟؟"

"اونچے خاندان کے یہ لوگ واقعی اچھی طرح جانتے ہیں کہ "کھیل کیسے کھیلا جائے؟"

یہ ایک ایسا رشتہ تھا کہ آن کی ہمت ہی نہ ہوئی کہ کچھ آگے سوچے "وہ واقعی اسپینچ لیس ہو گئی تھی۔۔"

نگہت کی نظریں سب سے پہلے علیدان پر گئی تھیں۔ پھر آن پر ٹک گئیں۔

یہ دیکھ کر کہ نگہت کی نظریں علیدان سے ہو کر اس پر آرکی ہیں تو آن سے سر کی جنبش سے "ہائے" بولا۔۔

نگہت کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔۔

"مس آن۔۔ آپ بھی یہاں ہیں؟؟"

"ہیلو میم نگہت" آن نے اپنے ہونٹوں پر فارمل مسکراہٹ ایڈ کر لی۔۔

علیحان شاہ نے سپاٹ نظروں سے آن کو دیکھا پھر اپنی بیوی کو۔۔

"تم دونوں ایک دوسرے کو جانتی ہو؟؟"

نگہت نے مسکرا کر اسے ہاں میں سر ہلادیا: یہ مدھان کی ہوم ٹیوٹر ہیں لاسٹ ٹائیم علیحان اسے گھر لایا تھا میرے ساتھ۔۔۔۔۔ لچ کے لئے۔۔۔۔۔

علیحان شاہ نے آن کے چہرے کو بغور دیکھا۔۔ اس کی نظر خود پر مرکوز پا کر۔۔ آن نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا۔۔ ہائے مسٹر شاہ"

آن کا علیحان کو "مسٹر شاہ" کہنا علیحان کو بری طرح سلگا گیا۔۔

یہ ایک لقب تھا جو اس نے علیحان کو دیا تھا۔۔ اور علیحان کو اس کے منہ سے سننا اچھا لگتا تھا۔۔ لیکن اب علیحان کو بھی اس نے اس لقب میں شامل کر لیا تھا۔۔ جو کسی طور علیحان کو منظور نہیں تھا۔۔

کیا وہ سب کو اس کے القابات سے بلاتی ہے؟

اس قدر پیچیدہ توجیہات پر وہ اس القاب سے بیزار ہو گیا۔۔

علیحان شاہ مسلسل آن عصمت پر نظر رکھے ہوئے تھا۔

اس کی نظروں کے ارتکاز نے علیحان کا موڈ بری طرح خراب کر دیا۔

وہ چلتا ہوا علیحان کی نظروں کے آگے آن کے لئے "آڑ" بن کر کھڑا ہو گیا۔ یوں کہ آن اس کی چوڑی پیٹھ کے پیچھے چھپ گئی۔

"اگر آپ کو واپس آنا تھا تو پہلے سے بتایا کیوں نہیں؟

"میں اپنے گھر ہی آیا ہوں"

علیحان شاہ کا سرد انداز واقعی ماحول کو بھی سنائے کی زد میں لے آیا تھا۔ "کیا مجھے پہلے تم کو سلام کرنے کی ضرورت ہے؟؟ یا تم مجھے اجنبی لوگوں کی طرح لے رہے ہو؟"

اب آن عصمت کے زاویہ نگاہ سے دیکھو تو آن کو وہ سب افواہیں سچ لگیں "یہ دونوں سچ میں بھائی تھے لیکن۔۔۔ دونوں ساتھ نہیں رہتے تھے۔۔۔"

ان دونوں کے جملوں سے، بیچ کی عداوت کا واضح پتا چل رہا تھا۔

یہاں تک کہ آن عصمت نے بھی علیحان کے لیئے سخت شرمندگی محسوس کی، جب یہ الفاظ علیحان شاہ نے کہے۔۔۔۔ لیکن وہ خود کو اتنا پرسکون ظاہر کرے گا؟؟

وہ یہ امید نہیں کر سکتی تھی۔۔

"اس وقت بھی تو آپ نے شاہ فیملی کو چھوڑا تھا؟؟ اور چلے گئے تھے۔۔ اگر ہم آپ کے گھریوں بنا سلام کے چلے آئیں تو کیا آپ یہ نہ سوچتے کہ "عجیب" ہے؟؟"

سب خاموش تھے۔۔ اور یہ خاموشی بہت ہی معنی خیز تھی۔۔

آن عصمت کی اس وقت ہمت ہی نہیں ہوئی کہ اپنا بیگ اٹھائے اور کہہ سکے کہ "مجھے یہاں سے جانا چاہیے"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی سوچ کو عملی جامہ پہناتی۔۔ نکہت شاہ مسکراتی آگے بڑھی تھیں:

"علیدان۔۔۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔۔ میں نے ہی ان کو کہا "مجھے مدھان کو لے کر پریشانی ہے ، سو میں اسے دیکھنے کے لئے آنا چاہ رہی تھی"

دیکھنا چاہیے کہ نکہت نے ماحول میں پھیلی تلخی کو کم کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

مدھان نے جب یہ صورت حال دیکھی تو جلدی سے بول پڑا:

"بڑی بھابھی۔۔۔ ان سب باتوں کے لئے مس آن کا شکریہ " میں نے ان کی مدد سے کافی اچھا ایگزام دیا ہے۔"

نکھت نے پھر سے آن پر نظر ڈالی " مس آن عصمت " آپ نے واقعی ہمارے خاندان کو بہت نفع پہنچایا ہے "

"اسی لئے تو میں نے آج مس آن کو ڈنر پر انوائٹ کیا ہے " مدھان نے مسکراتے نکھت شاہ کو بتایا۔۔

یہ ضیافت ایک طرح سے "ان کا شکریہ" ہے۔۔۔ کیوں نہ آپ دونوں بھی ہمارے ساتھ ڈنر کریں؟"

"اوہ۔۔۔۔ یہ ہم کیسے بھول گئے؟؟ نکھت شاہ نے علیحان کو نظروں ہی نظروں میں کچھ کہا،  
"تم نے بتایا کہ "مس آن ہمارے خاندان کی باصلاحیت ٹیوٹر ہے، تو یہ بدتہذیبی ہوگی اگر۔۔۔ ہم انہیں چھوڑ کر چلے جائیں، علیحان نے اپنی بیوی کو نظروں ہی نظروں میں اشارہ کیا۔۔

آن کافی کنفیوژن کا شکار تھی "اگر ان لوگوں کے پاس کچھ کرنے کو نہ ہوتا تو صرف اپنے مسائل پر ہی بات کرتے۔۔۔ لیکن ان کے سامنے "وہ" تھی جسے ایک "ٹاپک" کی طرح لیا جا رہا تھا۔۔ اور آن

کو الجھن ہوئی ان کی باتوں۔۔ سرد اور سپاٹ نظروں کے تبادلوں۔۔ اور معنی خیز اشاروں سے۔۔ گھٹن بڑھ رہی تھی۔۔ لیکن۔۔۔

آن ڈھنگ سے مسکرا بھی نہ سکی۔۔ اسے اپنا وجود مس فٹ لگ رہا تھا۔۔  
علیدان سبک رو سے چلتا آن کے قریب آیا اور اپنا ایک بازو آن کے شانوں پر پھیلایا۔  
"آؤ میں تمہارا ان دونوں سے تعارف کرواؤں۔۔"

"یہ میں ہوں۔۔ علیحان شاہ کا دوسرا بھائی۔"

آئندہ سے تم بھی انہیں میری طرح "بڑا بھائی" کہہ کر بلا سکتی ہو"

چونکہ تم ایک دوسرے کو جانتے ہو اسی لئے "کسی اور سے" تمہارا تعارف کروانے کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔۔"

کافی چھپتے ہوئے الفاظ تھے۔۔ جو معنی رکھتے تھے، مفہوم رکھتے تھے اور خلاصہ رکھتے تھے۔۔ جن کو سمجھنے والوں نے سمجھ لیا تھا۔۔

علیدان نے مسکرا کر دوسرے ہاتھ سے آن کے بکھرے بال سنوارے تھے جو ہوا کے جھونکوں سے بکھرے تھے۔۔

آن تو اس کی پھر سے ایسی حرکت پر دنگ ہوئی تھی "یہ پھر سے۔۔۔؟"

علیدان کا ایسا ہی رویہ ریٹورانٹ میں نکہت کے سامنے برت چکی تھی۔۔ اور اب بھی اسے یہی لگا کہ "علیدان اسے "استعمال کر رہا ہے۔"

جب علیدان نے دیکھا کہ آن کوئی "رد عمل" نہیں دے رہی، تو اپنی پکڑ اس کے شانوں پر سخت کر کے ہلکے سے جھنجھوڑا، جیسے کہہ رہا ہو "جواب دو"۔۔۔  
"آن نے سمجھ کر ان دونوں کو سر ہلا کر "ہیلو" کہا۔۔۔

علیدان نے اپنی ابرو کھینچ لیں۔۔۔

"تو مس آن عصمت ابھی تک اسٹوڈنٹ ہیں؟؟؟  
کیا میں نے صحیح کہا؟؟؟

ہیس۔۔ آن نے سر اثبات میں ہلا کر ہلکا سے تبسم سے کہا "میں یونیورسٹی کی سینئر اسٹوڈنٹ ہوں، کچھ ہی دنوں میں گریجویٹ ہو جاؤں گی۔

ہمم تو تم ابھی یونیورسٹی کی اسٹوڈنٹ ہو۔۔ کوئی تعجب نہیں کہ تم نے مدھان پر کافی محنت کی ہے۔۔ یہ دیکھ کر لگتا ہے۔ "علیدان کی "نگاہ انتخاب" اچھی ہے۔۔۔

"بڑے بھائی" آپ کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ میرے پاس ایک عورت جیسی گہری نگاہ ہے جس نے اسے اچھی طرح منتخب کیا ہے۔

علیدان نے یہ کہتے ہی آن کو شانوں سے تھام کر ڈائنگ روم کے طرف موڑا "چلو۔۔ چل کر کھانا کھائیں"

مدھان نے بھی تقلید کی اور علحان شاہ کی چیئر دھکیل کر اندر بڑھنے لگا۔۔ علیحان کی تیز نظریں نکہت شاہ کو گھور رہی تھیں۔ جو علیدان اور آن عصمت کو گھورے جارہی تھی۔۔ بغیر جگہ اور لوگوں کا خیال کیئے۔۔

جیسے ہی چیئر نکہت شاہ کے قریب سے گزری۔۔ وہ چونکی تھی۔۔ اور جلدی سے مدھان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر روکا، مسکراتے بولی: "میں لے چلتی ہوں۔۔"

"نہیں۔۔۔ بڑی بھابھی۔۔ میں عرصہ بعد بھائی سے ملا ہوں۔۔ مجھے خوشی ہوگی اگر میں لے جاؤں، نکہت نے مسکرا کر کندھے اچکائے۔۔ جیسے کہا: اڑاؤ کے

ادھر علیدان تقریباً آن کو اپنی حصار میں لے کر ٹیبل تک لایا تھا۔۔ اس کے کان میں دھیمی سرگوشی: "تمہیں آج کی رات۔۔ میری مدد کرنی پڑے گی۔۔ ایکٹنگ کرو جیسے ہم لوونگ کپل ہیں۔۔"

"لیکن میں ایسا کیوں کروں گی۔؟" آن نے سمٹ کر خود کو اس سے پرے کیا۔۔ وہ تپ ہی تو گئی تھی۔۔ کیا وہ کھلونا تھی؟؟

"میں اس معاملے میں شامل نہیں ہونا چاہتی۔۔ ناگواری ہی ناگواری تھی۔

آن عصمت تمہارے پاس اس کے سوا کوئی چوائس نہیں ہے  
اگر میرے ساتھ تعاون نہیں کرو گی تو میں بھی زیوار نہیں کہ۔۔ بات چھپائے رکھوں۔۔ "کانوں  
میں جیسے صور پھونکا ہو۔۔ اب اس نے دھمکی سے بات منوانی چاہی۔۔

"ٹھیک ہے جو مرضی کریں"

اب آن ضدی بنی بازو سینے پر باندھ کر علیدان کو گھورا

"میں اس رات کے متعلق بتاؤں گا۔۔ کہ تم۔۔ اور میں۔۔۔۔۔"

اپنی بات آدھی چھوڑ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔۔ وہ دنگ ہوئی

"علیدان شاہ۔ آپ بھت ہی گھٹیا ہو۔۔"

حلانکہ آواز تیز نہیں تھی لیکن شدید غصہ سے بھاری ہو رہی تھی۔ آنکھیں شدت سے گلابی ہو گئیں  
علیدان زیادہ دیر ان آنکھوں کی شکایت نہ سہہ سکا۔ نظر ہٹالی تھی۔۔۔ وہ کچھ زیادہ ہی زچ کر رہا  
تھا۔۔

علیدان نے مسکرا کر آن کے گال پر چٹکی کاٹی۔۔  
"میں گھٹیا ہوں اسی لئے تم کو آپیریٹ کرو یا نہ کرو یہ تم پر ہے۔۔ میں ایک منٹ میں "ہم دونوں"  
کے مابین تعلق کا بتا سکتا ہوں۔  
آن نے سر جھٹک کر اس کے ہاتھ کی چٹکی سے گال آزاد کروایا۔۔  
اسی وقت نکہت شاہ نے اندر قدم رکھا۔ ٹھیک اسی وقت علیدان کے ہاتھوں نے آن کے سر کو دونوں  
طرف سے تھاما۔۔  
آن نے نظر ٹیڑھی کر کے نکہت شاہ کو آتے دیکھا اور پھر علیدان کو۔ سخت شرمساری سے بولی: آپ  
مجھے تکلیف پہنچا رہے ہیں گال پر کاٹی گئی چٹکی کے طرف دھیان دلایا۔ اور اپنے ہاتھ علیدان کے  
ہاتھ پر رکھے تاکہ اس کے ہاتھ ہٹا سکے۔۔۔ لیکن۔۔۔  
وہ اس کے چہرے پر جھکا اور گال پر کس کر دی۔۔ پھر کہا:

"اب تکلیف نہیں ہوگی۔۔"

آن تو گلے تک لال ہو گئی۔۔ اس کی اچانک حرکت سے غصہ شرم۔۔ خفت۔۔ ماحول کا احساس۔۔ سب نے مل کر آن کو بری طرح شرمساری میں گھیرا۔

"یہ گند ادھر مت کریں۔۔ لوگوں کا تو خیال کریں۔۔ آن نے اسے شرم دلانی چاہی اور اشارہ اس کے "کس" دینے کے طرف تھا۔۔

علیدان شاہ نے اسکے شرمیلے نین اور حیا سے سرخ پڑتے عارض پر مسکرا کر نظر ڈالی:

"اس میں شرم آنے والی تو کوئی بات نہیں۔۔۔ سب فیملی میمبرز ہی ہیں۔۔۔" وہ چہکا تھا۔

ان کے پیچھے نکلتے شاہ کے قدم وہیں جم گئے۔۔

کافی عرصہ کے بعد وہ علیدان شاہ کے ہونٹوں پر جاندار مسکراہٹ دیکھ رہی تھی۔۔ کیا اسی لئے کہ "آن عصمت" اس سے قطعی مختلف تھی؟؟؟

مدھان شاہ، علیحان شاہ کی چیئر دھکیلتا ٹیبل کے پاس لایا۔۔ سب نے اپنی اپنی کرسی سنبھال لی۔۔ علیدان نے خادمہ سے مسکرا کر: جائیں وائُن کی بوتل کھول کر لائیں۔ ہم سب آج بھت خوش ہیں اور اس خوشی کے موقع پر سب مل کر "وائُن" پیئیں گے۔۔ پھر سب پر نظر ڈالی۔

"آل رائیٹ چھوٹے صاحب" خادمہ نے وائُن لا کر سب کے گلاس میں بھری۔۔

جب آن عصمت کے گلاس میں ڈالنے لگی تب آن نے گلاس کو ہلکا سا سائیڈ پر کرتے نہایت سنجیدگی سے کہا:

"شکریہ۔۔" میں نہیں یہ نہیں پیتی۔۔"

علیدان نے بازو سینے پر باندھ کر۔۔ معنی خیز شرارت سے مسکرا کر اسے دیکھا پھر سب کو:

"ہاں۔۔۔۔۔ بھئی۔۔" آن عصمت یہ نہیں پیتی۔ کیوں کہ جب یہ زیادہ پی لے۔۔۔ تو "آوٹ آف کنٹرول" ہو جاتی ہے۔۔ اور ہر کوئی اسے باہر نکال دیتا ہے۔۔۔۔۔ ہا ہا۔۔۔۔۔ شرارت ہی شرارت تھی علیدان کی آنکھوں میں چہرہ پر۔۔۔ وہ سب کو بھلائے صرف آن پر متوجہ تھا۔۔

آن تو اس کی باتوں پر غش کھا رہی تھی۔۔ گھور کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ علیدان ہنسا۔۔۔۔۔ گلاس اٹھا کر ایک سپ بھری۔۔ پھر ایک آنکھ سے آن کو ونک کی اور ابرو اٹھا کر گلاس لہرایا۔۔

مدھان یہ سن کر دنگ ہوا۔۔ کہ بھائی کو کیسے پتا؟؟؟

"بھائی آپ کو کیسے پتا کہ جب آن آپنی ڈرنک کرتی ہیں تو "آوٹ آف کنٹرول" ہو جاتی ہیں؟؟؟" کیا آپ نے پہلے کبھی دیکھا ہے کیا؟"

علیدان نے مدھان کے چہرے پر سوالیہ نگاہ کی۔۔ لیکن آنکھوں میں چمک صاف نظر آرہی تھی۔۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟؟؟"

"آن آپی۔۔ آپ بھائی کے ساتھ پیس گیس؟"  
 آن کی شرمندگی سے گردن جھک گئی۔۔ سرنفی میں ہلادیا "نو"  
 علیدان کو ہنسی تو بھت آئی آن کے تاثرات دیکھ کر۔۔ وہ وائے پینے سے انکاری تھی۔۔ اور لاسٹ ٹائم  
 وہ اسے بار میں مدھوش ملی تھی۔۔۔ جب کہ وہ کہہ رہی تھی "نہیں پیتی"  
 اس کا انکار علیدان کو بکواس لگا تھا۔۔ اور ہنسی بھی آرہی تھی۔۔

"مجھے کچھ عجیب سی بو آرہی ہے۔۔ ایسا کیوں لگ رہا کہ آپ دونوں کے بیچ میں کچھ ایسا ہے جو چھپا  
 ہوا ہے۔" مدھان ان دونوں کے تاثرات نظروں ہی نظروں میں گفتگو کرنا۔۔ بیچ میں موجود معنی  
 خیزی مدھان کو ہوشیار کر رہی تھی۔۔  
 "تم کچھ زیادہ نہیں سوچتے؟؟" آن کو سخت شرمندگی نے گھیرا ہوا تھا۔۔ مدھان کو ٹوک گئی۔۔

"لیکن آپ واضح طور۔۔۔۔" ابھی وہ بات پوری کرتا کہ علیدان نے ٹوکا۔۔  
 "مدھان۔۔۔"

"نام نہاد سیکریٹس ہر ایک کو نہیں بتائے جاتے۔۔ مت پوچھو۔۔۔"

"مجھے بس تجسس تھا۔۔" مدھان نے سچائی سے کہا۔۔

"ایک مرد کسی عورت کے بارے میں تجسس کرے۔۔۔ منہم یہ اچھی بات ہے۔۔۔ ہمارا مدھان اب بڑا ہو گیا ہے اس کے اپنے الگ مقاصد ہیں" علیجان شاہ نے گلاس اٹھا کر آہستگی سے ہلایا۔۔۔  
مدھان بچہ نہیں تھا جو بات کو نہ سمجھتا۔۔۔ جلدی سے بولا: "بڑے بھیا۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟  
آن آپنی میری استاد ہیں۔

مجھے صرف ان دونوں کے بیچ کے سیکریٹ جاننے کا تجسس تھا۔۔۔

میرے خیال سے آن عصمت تم سے صرف کچھ سال ہی بڑی ہیں تو کیوں نہ یہ تمہاری بھابھی بن جائے؟"

علیدان کی بات پر سب کے سب وہیں ساکت ہو گئے تھے۔۔۔ نکھت کا چہرہ ایسے ہوا جیسے خون نچوڑ لیا گیا ہو۔۔۔

یہ وہ کیا سن رہی تھی؟؟

آن نے دنگ نظروں سے علیدان کو دیکھا پھر ڈر کر باقی سب کے چہروں پر نظر ڈالی۔۔۔  
"مسٹر شاہ۔۔۔ آپ بہت آگے جا رہے ہیں۔۔۔ مجھے بالکل بھی اس رشتے میں دلچسپی نہیں ہے۔۔۔ پلیز ایسی بے سروپا بات مت کیجئے۔۔۔ مجھے یہ پسند نہیں آیا۔ اب کے ہلکے ہلکے کانپتے اس کے قریب ہو کر بولی تھی۔۔۔

نکھت ان دونوں کے چہروں کے اتار چڑھاؤ۔۔۔ کو کب سے گھور گھور کر دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ کب سے  
آن پر نگاہ گاڑے بیٹھی تھی۔۔۔

اور یہ سب آن کے لئے سہنا بھت مشکل تھا وہ نکہت کی مسلسل نگاہوں سے سخت خائف تھی۔

"میں صرف یہ دیکھ کر کہ مدھان اور آن کی اچھی انڈراسٹینگ ہے تو کیوں نہ آن عصمت کے ساتھ ایک رشتہ بنالیا جائے۔"

"اسی لئے۔۔ میں نے آن عصمت سے "نکاح" کا فیصلہ کیا ہے"

مدھان تو یہ سن کر۔۔ خوشی و حیرت سے اچھل پڑا۔

جیسے ہی علیدان نے جملہ پورا کیا۔۔۔ آن عصمت نے تھوک نگلا اور ایسے بیٹھی رہی جیسے بھرے مجمع میں کسی کو دار پہ لٹکا دیا گیا ہو، اسے سب کے سامنے، سخت خفت محسوس ہو رہی تھی۔۔ بس نہیں چل رہا تھا وہ کس طرح علیدان کو ایسا کہنے سے روک دے۔۔ وہ رشتہ جو صرف کاغذ کا ٹکڑا تھا، اس کی اہمیت کو وہ نہیں مانتی تھی۔۔ وہ خود کو صرف ایک "کھلونے" سے تشبیہ دے رہی تھی۔ جسے جب چاہے علیدان نے اپنے مطلب کے لئے استعمال کیا ہو۔ جہاں جہاں علیدان کو ضرورت پڑتی تھی وہ اسے کردار میں "فٹ" کر دیتا تھا۔ اس نے علیدان کی مدد کرنے کی حامی صرف اسی لئے بھری تھی تاکہ وہ اس رات والی بات راز رکھے۔۔ لیکن۔۔ اب؟؟؟ اس نے اسے ہمیشہ کے لئے اپنی قید میں رکھنے کا فیصلہ سنایا تھا، اس نے آن عصمت کی مرضی کو کوئی اہمیت نہیں دی۔۔ یا وہ دینا ہی نہیں چاہتا تھا؟؟؟

آخر اسے کیا ضرورت تھی؟ اس نام نہاد رشتے کو ظاہر کرنے کی؟؟ اب کیا کھیل کھیلنا چاہتا تھا؟؟ وہ سمجھ نہیں پارہی تھی حقیقت میں وہ اس کھیل کا حصہ ہی نہیں بننا چاہتی تھی۔۔ یہ لوگ اس سے مطابقت کسی طور بھی نہیں رکھتے تھے، وہ ان کے طبقہ کی نہیں تھی جہاں سازشوں اور منصوبوں کے محل بنائے جائیں، وہ ایک سادہ سی لڑکی تھی۔۔ اپنی ایک پرسکون دنیا بنانا چاہتی تھی، جہاں وہ سکون سے رہتی،۔۔ اسے لگا علیدان نے اسے ایک اندھیر کھائی میں جا گھسیڑا ہو۔۔

کیا زندگی تھی آن کی؟؟؟ ایک مسئلے سے ابھی ٹھیک طرح سے آزادی ملتی نہیں تھی کہ دوسرے میں جا پڑتی ہے۔۔ اس نے سوچ لیا۔۔ وہ اب اور نہیں استعمال ہوگی۔۔ جس نے اسے ایک مسئلے سے نکال کر دوسرے میں ڈالنے کی تیاری پکڑی ہوئی تھی، وہ علیدان کو صاف انکار کر دینا چاہتی تھی۔۔

مدھان تو یہ سن کر جوش و خروش سے اچھل ہی پڑا۔۔ وہیں اٹھ کر ٹیبل بجانے لگا، باچھیں پھیل گئیں۔۔ "آہاں۔۔ میں نے نہیں کہا تھا۔۔؟ آپ دونوں کے بیچ میں کچھ کچھ ہے۔۔"

علیدان نے اسے گھورا اور ہلکا سا ڈانٹ پلائی تھی۔

"تم کیوں اتنے ایکسائٹڈ ہو رہے ہو۔۔؟ بیٹھ جاو۔۔"

علیدان کے تیور دیکھ کر وہ چپکے سے بیٹھ گیا۔ لیکن شریر نظروں سے دونوں کو دیکھے رہا۔۔ کبھی آن کو کبھی علیدان کو۔۔ علیدان کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا لیکن۔۔ آن اس کی شریر نظروں سے پزل ہو رہی رہی تھی۔۔

"میں بہت بہت خوش ہوں بھیا۔۔ بہت زیادہ۔۔ وہ واقعی خوش تھا۔۔"

"کوئی شک نہیں کہ۔۔۔ آپ دو ماہ پہلے صرف میری ٹیچر بن کر آئیں تھیں اور میری پڑھائی میں بہت مدد کی، اور اب آپ کا میرا نیا مضبوط رشتہ بنے جا رہا ہے۔ میں بہت خوش ہوں۔۔۔"

علیدان مسکرایا۔۔۔ لیکن کہا کچھ نہیں۔۔۔

آن کو تو جیسے منہ چھپانے کی کوئی جگہ ہی نہیں ملی تھی۔۔۔

وہ یکدم اٹھ کھڑی ہوئی، پرس اٹھا کر "مجھے اب چلنا چاہیے میں اگر زیادہ ٹھہری تو لیٹ ہو جاؤں گی، آپ سب اپنا ڈنر انجوائے کریں۔۔۔ میں چلتی ہوں۔"

جیسے ہی جانے کو مڑی۔۔۔ علیدان نے اس کی کلائی سے پیچھے کے طرف کھینچا تھا۔۔۔ اس طرح کھینچے جانے سے وہ گھوم کر اس کی گود میں گری۔۔۔

سخت حیا اور شرم سے آن کا دل کیا کہیں غائب ہو جائے۔۔۔ یہ شخص واقعی بے شرموں کا سردار تھا۔۔۔ اسے بالکل شرم نہیں آئی تھی کہ باقی بھائی سامنے بیٹھے ہیں۔۔۔ یا یہ امیر لوگ ایسی باتوں کو فیشن سمجھتے ہیں۔۔۔

آن نے یکدم اس کے کندھوں کا سہارا لے کر خود کو اور قریب جانے سے روک دیا۔۔۔ اور جلدی سے اٹھنا چاہا۔۔۔ لیکن علیدان نے اس کی کمر کے گرد حصار باندھ دیا۔۔۔ "تم کھانے کے بعد جاسکتی ہو، میں چھوڑ آؤ گا"

"میرا وزن بڑھ جائے گا" آن کا بہانہ بھی اس کی طرح بیوقوفانہ اور بودا تھا۔۔۔

"میں نہیں مانتا۔۔۔ تم پہلے ہی سے کافی پتلی ہو، مسکرا کر محبت سے اس کے چہرے پہ حیا و شرم رنگ دیکھ کر دنگ ہوا تھا۔۔ وہ اسے پہلے سے زیادہ پیاری لگی۔۔ یا اسے ہر بار پیاری لگتی جب جب اسے دیکھتا تھا۔۔

"تم چاہتی ہو میں اپنے ہاتھوں سے کھلاؤں یا تم خود کھاؤ گی؟؟  
نہ۔۔ نہیں۔۔ م۔۔ میں۔۔ خ۔۔ خود ہی۔۔۔۔۔" وہ شرمندگی سے سرخ پڑی۔  
"اٹو گڈ آن۔۔ ورنہ مجھے کھلاتے ہوئے خوشی ہوگی۔۔" علیدان نے پھر سے زچ کیا۔۔  
نکھت ان دونوں سے نظر ہی نہیں ہٹا پارہی تھی۔۔ علیجان یہ سب سپاٹ چہرے کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ بظاہر سب کھاپی رہے تھے۔۔ لیکن نکھت کی نظریں آن کو گھورے جارہی تھیں۔۔

"علیدان۔۔ تمہاری نظر انتخاب واقعی بہت اچھی ہے، مس آن واقعی بہت خوبصورت ہے"

وہ مسکرائی۔۔ اس کی مسکراہٹ اس کے چہرے اور آنکھوں سے میچ نہیں کر رہی تھی۔۔ ایسا لگ رہا تھا وہ زبردستی کا مسکرا رہی ہو۔۔

"یہ بھت بھت خوبصورت ہے، اور کئی سالوں سے اپنے اسکول کی سب سے خوبصورت لڑکی رہی ہے۔ مزید یہ کہ۔۔" کتابی کیڑا "ہے۔۔"

سب سے اہم بات کہ اس کی شخصیت بھی خوبصورت ہے یہ میری خواہش پر بالکل پوری اترتی ہے۔۔"

حیرت انگیز طور پر آن کا موڈ خوشگوار ہو گیا وہ رلیکس ہو گئی تھی علیدان کی تعریف سن کر۔۔

علیدان نے یہ سن کر ہاتھ بڑھا کر نیپکن سے منہ پونچھا اور علیدان کو دیکھ کر کہا: تو پھر آپ کی اس شادی کی خوشی میں کیوں نہ تیسرا گلاس وائن کا ہوجائے۔۔ جو کہ عنقریب متوقع ہوگی۔۔

"کیا؟؟؟"۔۔ مدھان حیرت سے چینٹا۔۔

سب نے اسے گھورا۔۔

"میرا مطلب۔۔۔ کہ کب؟؟ مدھان گڑبڑایا۔۔"

"میں تو آج اور ابھی راضی ہوں۔۔ اپنی مس آن سے پوچھو۔۔ یہ کیا کہتی ہے؟؟ علیدان نے گیند آن کے کورٹ میں ڈالی۔۔"

سب کی نظریں اب آن کے چہرے پہ ٹکی تھیں کہ وہ کیا کہتی ہے۔

آن تو علیدان کے الفاظ سن کر خوفزدہ ہوئی تھی۔۔ اسنے بری طرح کھانسی لگی۔۔

علیدان نے پریشان ہو کر پانی کا گلاس اس کے طرف بڑھایا۔۔ اور منہ سے لگایا۔۔  
آن نے کھانستے ہوئے دو گھونٹ بھرے۔۔ گلے میں پھنسنے کھانے کے ذرات نیچے گئے تو اسے کچھ سکون ملا۔۔ لیکن آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔

"تم ٹھیک ہو؟" علیدان نے اس کی پیٹھ سہلائی تھی۔۔  
آن کچھ بول نہ سکی صرف سر ہلایا۔۔

یہ صاف ظاہر تھا کہ آن نے علیدان کے سوال کو نظر انداز کیا ہے۔  
لیکن وہ کتنا انکسور کر سکتی تھی؟؟ جتنا کرتی وہ اتنی بار ہی وہی بات کرتا۔۔ وہ کنفیوز تھی۔۔ آفٹر آل وہ اپنی فیملی کے ساتھ تھا۔۔ لیکن یہ آن کی فیملی نہیں تھی۔۔

"یہ اچھا ہوگا اگر میری گریجویشن کے بعد ایسا ہو۔

آن نے بات سنبھالی۔۔

ابھی میرے پیپرز کی تیاری رہتی ہے۔۔ ہم نکاح کسی وقت بھی کر سکتے ہیں"

علیدان کو غصہ تو بھت آیا۔۔ آن کے ٹالنے پر۔۔ نکاح تو ہوچکا تھا۔۔ بس اپنی فیملی کے سامنے بات سنبھالنا اس کی مجبوری تھی۔۔ اب جتنا جلد ہوتا اچھا ہوتا۔۔ آج نہیں تو کل۔۔ وہ اب آن کو اپنے قریب چاہتا تھا۔۔۔ یہی حل تھا کسی کو اپنے طرف روکنے کا۔۔

"کل کا دن بہترین ہے" میں کل صبح 8 بجے تمہارے گھر سے پک کروں گا۔۔ علیدان نے ابرو اچکا کر اس کے اعتراض کو رد کیا۔۔

آن تو جیسے سن رہ گئی۔۔ تو کیا وہ اس کے بہانے کو جان گیا تھا؟؟ دوسری صورت میں وہ اسے بری طرح سے پھنسا گیا تھا۔۔

"آپکو کیسے پتا کہ کل کا دن لکی ہے؟؟"

علیدان شاہ نے ایک بوائے انڈا اٹھا کر اس کی پلیٹ میں رکھا۔۔ "ہر وہ دن جو" علیدان شاہ "ڈیسائڈ کر لے وہ" لکی ڈے "ہو جاتا ہے۔۔ اور کھاو۔۔ میں تمہارے گال بھرے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں" وہ تو حیا و شرم سے نظر ہی اٹھا پائی۔۔

آن کو اب لگا جیسے واقعی بھی پتلی سی ہے"

وہ پہلے کبھی کسی مرد سے اس طرح خوفزدہ نہیں ہوئی لیکن جب سے علیدان اس کے ساتھ سنجیدہ ہوا تھا وہ سچ میں خوفزدہ تھی۔۔

دوسری طرف دیکھو تو نکھت شاہ کے چہرے کے نقوش مکمل طور بگڑ چکے تھے۔

وہ اپنے چہرے پر جھوٹی مسکراہٹ بھی نہ لا پا رہی تھی۔ جب اس نے ان دونوں کو "نکاح" کرنے کا فیصلہ سنا۔

علیحان جو اس کے قریب بیٹھا تھا اچانک ہی اس کے طرف مڑا۔۔۔  
یہ دیکھ کر کہ وہ صدمہ سے علیحان کو گھور رہی ہے۔۔ اس نے اس کے اس ہاتھ (جس میں گلاس تھا) سے اپنا گلاس ہولے سے ٹکرا کر اسے صدمہ سے نکالا  
"آن عصمت اور علیحان شاہ"  
بھت بھت مبارک ہو"

علیحان نے بھی لب بھینچ کر ہولے سے سر خم کر کے مسکرا کر گلاس اوپر کیا۔۔  
"آن وائیں نہیں پیتی۔۔ چلو اس کی طرف سے میں پیتا ہوں۔۔  
دونوں بھائیوں نے گلاس بلند کر کے ہلکا سا ایک دوسرے سے ٹکرائے۔۔ یہ دیکھ کر مدھان کیوں پیچھے رہتا وہ بھی اپنا پانی کا گلاس اٹھا کر دونوں بھائیوں کے گلاس سے کلک کر کے۔۔ جوش سے بولا"  
مبارک ہو "دولہا بھائی"

"شکریہ بھت بھت۔۔ جب اس نے گلاس منہ سے لگایا تو سر ہلکا سا اوپر کیا تب اس کی نظر صدمہ سے تقریباً مرنے والی جیسی حالت میں سن بیٹھی نکبت پر پڑی تھی۔

وہ اسے یک ٹک صدمہ اور مایوسی سے دیکھے جارہی تھی۔ اس کی آنکھیں ہلکی ہلکی نم تھیں۔

آفٹر آل۔۔ علیدان کو کئی سالوں سے مختلف عورتوں کے ساتھ دیکھتی آرہی تھی۔۔۔ لیکن آن وہ پہلی عورت تھی۔۔ جس سے علیدان نے "شادی کا فیصلہ کیا تھا۔۔

جب کہ۔۔۔ "وہ خود بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ "یہ اس کے لئے اچھا ہے یا برا؟" بالآخر ایسا دن ضرور آئے گا۔۔۔ بس وقت کی بات تھی"

آن کا وجود اگر علیجان شاہ اور علیدان کے بیچ سرد مہری کی یہ جنگ ختم کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے تو یہ اچھی بات تھی۔

"کیا ہوا؟؟ کیوں تم نے بس کیا؟؟ علیدان نے آن کو چیخ پلٹ میں رکھتے دیکھ کر نرمی سے پوچھا۔۔

آن نے فقط سر ہلا کر کہا: ہاں "

علیدان نے اپنا نیپکین پلیٹ میں رکھا اور اٹھتے ہوئے بولا: "ٹھیک۔۔۔ چلو میں تمہیں چھوڑ آتا ہوں۔۔"

آن جلدی سے کرسی کھینچ کر اٹھ کھڑی ہوئی اسے ایسا لگا "جیسے کسی قید سے رہائی مل گئی ہو"

وہ پرس اٹھا کر باقی سب کو دیکھ کر بولی "مسٹر شاہ۔ مدھان، اور میم نکہت۔۔ آپ کنٹینیو رکھیں میں اب چلتی ہوں "

" اپنا کھانا ختم کرتے ہی اپنے پورشن میں جانا اور آرام کرنا۔۔ میں آج آن کے طرف ہوں رات نہیں آسکوں گا " علیدا ان نے مدھان کو اپنا خیال رکھنے کو کہا تھا۔۔

آن یہ الفاظ سن کر ایک پل تو شاک سے سن کھڑی رہ گئی۔ جتنا وہ اس سے دوری بنا رہی تھی اتنا وہ اس کے قریب آرہا تھا۔۔ آن ایک قدم دور ہوتی وہ دو قدم آگے بڑھاتا تھا۔۔ اب اس کے یہ الفاظ کہ " آن کے پاس ٹھہروں گا۔۔ " اس کی آدھی جان یہی کھڑے کھڑے نکال گئے تھے دل نے ایسی اسپیڈ پکڑی تھی۔ کہ مانو سینے سے باہر آجائے گا۔ " اس کے قدم اس کا وجود سنبھالنے سے انکاری ہو گئے تھے۔۔ ہاتھ کپکپانے لگ گئے۔۔

آن نے دانت پیسے "ڈام اٹ" وہ اس سے پھر سے شکست کھا گئی " سب کو "گڈ بائے" کہہ کر وہ اسے کمر کے گرد حصار باندھے باہر بڑھ گیا۔۔ وہ اسے دیکھ بھی نہیں پارہی تھی۔۔

ان کے نکلتے ہی مدھان نے کچھ دیر کو سوچا۔۔ پھر یکدم اٹھ کھڑا ہوا " بڑے بھائی۔۔ بڑی بھابھی۔۔ میں ابھی آیا۔۔ مجھے آن آپ سے کام یاد آگیا " یہ کہہ کر وہ باہر بھاگا

اس کے جاتے ہی کمرے میں صرف دو نفوس رہ گئے۔۔ جو بنا کچھ کہے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تھے۔

نکھت شاہ نے گلاس اونچا کر کے۔۔ ایک گھونٹ بھرا۔۔

علیحان اسے سرد نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔  
وہ جھوٹا سا مسکرائی "آپ کو اب آرام کرنا چاہئے"

علیحان نے سپاٹ لہجے میں اس کی طنز کو اسی پر لٹایا "

"مجھے آرام ہے" کیونکہ مجھے اپنے بھائی کی شادی سے کوئی پریشانی نہیں ہے"

پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا:

"اور۔۔ میں سمجھتا ہوں اس بار وہ واقعی اس رشتے سے سنجیدہ ہے۔۔۔

میں نے پہلے کبھی اسے کسی کے لاڈ اٹھاتے نہیں دیکھا"

"کیا تم نے اس کی آنکھوں میں چمک نہیں دیکھی جب وہ آن عصمت سے بات کر رہا تھا؟"

یہ سن کر نکھٹ کا نچلا ہونٹ دانتوں تلے آکر کچلا گیا۔ تکلیف و بیزاری سے بولی:

"میں گھر جانا چاہتی ہوں"

وہ مسکرایا: آل رائیٹ چلو"

ادھر مدھان ان دونوں کے پیچھے بھاگتا ہوا باہر آیا تھا جو گاڑی میں تقریباً بیٹھ چکے تھے، اور ابھی دروازہ بند ہی کیا تھا کہ مدھان کی پکار سن کر رک کر اسے دیکھا۔  
مدھان نے ان کے قریب آکر اپنی سانس درست کی "پھر شرارت سے مسکراتے بولا چھوٹے بھائی، چھوٹی بھابھی۔۔۔"

آن تو دنگ رہ گئی۔۔۔ ادھر علیداں اپنی مسکراہٹ نہ چھپا سکا۔۔۔ اسے مدھان سے شرارت کی توقع ضرور رہتی تھی۔۔۔ لیکن اس قدر جلدی وہ اس کی نسبت سے آن کو پکارے گا۔ اسے توقع نہیں تھی۔۔۔ ان فیکٹ یہ سن کر اسے بھت اچھا لگا تھا۔۔۔ لیکن آن دنگ ہوئی تھی۔۔۔

"مدھااااا۔۔۔ ابھی ہماری شادی نہیں ہوئی،۔۔۔ اسی لئے آج سے ایسے مت بلانا"  
کیا کہہ رہی چھوٹی بھابھی؟ "آپ دونوں کل ہی "میاں بیوی" بن جائیں گے۔۔۔ تو میں چھوٹی بھابھی بلا سکتا ہوں نا" وہ شریر ہوا تھا۔

علیدان اس کی بات سن کر مسکرایا تھا۔

اس نے اس کے سر پر پیار سے تھپکی ماری۔

"شریر۔۔۔ اس خوشی میں تم کہیں گھومنے جاسکتے ہو، تمہارے امتحان ویسے بھی ختم ہوئے ہیں تم کہیں بھی گھومنے جاسکتے ہو" علیدان نے اسے گھومنے کی اجازت دی۔

"تو کیا میں اکیلے اپنے دوستوں کے ساتھ جاسکتا ہوں چھوٹے بھائی؟؟ وہ خوشی سے دنگ ہوا تھا۔

"آف کورس۔۔۔ لیکن تمہیں اپنی حفاظت کی گارنٹی دینی ہوگی کیونکہ ابھی تم چھوٹے ہو"

مدھان تو علیدان کے مسلسل مسکراتے روپ کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔ یہ تو کوئی اور ہی علیدان تھا

اس علیدان کے الٹ جو ہر وقت ایک سرد تاثر کے ساتھ اکڑا اکڑا سا رہتا تھا۔ کہ اس سے بات

کرتے بھی مدھان کو سو بار سوچنا پڑتا تھا۔ اور کہاں یہ علیدان تھا جس کی ہر بات پر مسکراہٹ

ہو نہیوں سے جدا ہی نہیں ہو رہی تھی، یہ عجیب تھا۔ لیکن بہت اچھا بھی۔

مدھان نے مسکرا کر آن کو دیکھا اور دل کی گہرائی سے خوشی محسوس کی "چھوٹی بھابھی اس کے لئے

واقعی "خوش قسمتی" کا ستارہ ثابت ہوئی تھی"

جب کہ ابھی وہ ان کے خاندان میں آفیشلی داخل بھی نہیں ہوئی تھی پھر بھی اس کے قدم بہت

بھاگوں ثابت ہوئے تھے،

"اب تم جاسکتے ہو" علیدان نے مدھان کو ہٹتے نہ دیکھ کر ٹوکا تھا۔

"اوکے چھوٹی بھابھی اور بھیا ہیو اے گڈ نائیٹ۔

آن کچھ نہ بولی بس دنگ بیٹھی اس "چھوٹے پیکیٹ" کو حیرانی سے سنتی گئی۔

علیدان نے سر خم کیا اور مسکرا کر کار کا دروازہ بند کیا۔ ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

•••••

جیسے ہی گاڑی روڈ پر آئی

آن نے افسردگی سے ایک آہ کری اور دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ لیا۔

"کیا ہوا؟؟؟ آن سب ٹھیک ہے؟؟؟" علیدان نے فکر مندی سے اسے دیکھا اور ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹایا۔

آن نے غصہ سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔ وہ تو دنگ ہوا۔ آن کے تیور ہی کچھ اور تھے

آن نے جھٹکے سے ہاتھ نیچے کیے۔ مٹھیاں بھینچی۔ اور زور زور سے سانس بھر کر خود کو calm کیا۔

Calm down.. Ann calm down. وہ جیسے خود کو دلاسا دیئے جارہی تھی۔ کہ غصہ اس پر سوٹ نہیں کرتا۔ اسی لئے کام ڈائون ہونا ہے۔

آن کو اس وقت خود کے غصہ سے ڈر لگا۔

آن نے علیدان کے ہاتھ جھٹکے تھے اور ڈرائیور کو چینج کر گاڑی روکنے کا کہا

"مسٹر کریم گاڑی سائیڈ پر روک دیں۔

آن کی سانس تک ہموار نہیں تھی۔ وہ بری طرح ہانپ رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا۔ وہ میلوں سفر کر آئی ہو۔۔ اسے گاڑی میں شدید گھٹن ہو رہی تھی۔۔ وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہ رہی تھی۔ اندر کی گھٹن کو چینخ کر نکالنا چاہتی تھی۔

علیدان کی آنکھوں کے اشارے پر کریم نے گاڑی سائیڈ پر لے جا کر روک دی۔ آن ایک جھٹکے سے نکلی۔۔ بھاگتے ہوئے روڈ کنار پر کھڑی ہو گئی اور منہ اوپر اٹھا کر۔۔ زور زور سے چینختے لگی۔۔ آ۔۔ آ۔۔ آ۔۔ آ۔۔ آ۔۔

یوں لگ رہا تھا وہ برداشت کر کے تھک گئی ہو۔ خود پر سے کنٹرول کھودیا ہو۔۔ جب چینخ چینخ کر تھک گئی تو۔۔ مڑی اور ڈرائیور کے طرف آئی۔ مسٹر کریم۔۔ مجھے گاڑی ڈرائیو کرنی ہے "

کریم نے علیدان کے طرف اجازت طلب نظروں سے دیکھا۔۔ علیدان نے آنکھ کے اشارے سے "ہاں کری تھی۔" مسٹر کریم آپ جاسکتے ہیں " آن ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی اور جھٹکے سے گاڑی چلا دی وہ اتنی تیز گاڑی چلا رہی تھی جیسے آج یا تو مرجائے گی یا مار دے گی۔۔

علیدان کو اس کے غصہ کا اندازہ ہو رہا تھا۔۔ اور اسے یہ بھی پتا تھا کہ وہ کیوں غصہ کر رہی۔ انفیکٹ آن کی زندگی میں ایسی باتیں شامل ہو رہی تھی جس کی وہ توقع نہیں کر پارہی تھی۔ وہ جتنا علیدان سے

کنارہ کر رہی تھی اتنا وہ اس کے جال میں پھنس رہی تھی۔۔ اب یہ شادی کا اعلان ہونا۔۔ اس کے لئے ایک بڑا سانحہ تھا۔۔ وہ ان سب سے رشتہ جوڑنا نہیں چاہتی تھی۔

اور علیدان اس کی یہ کوشش مکمل ناکام بنا گیا تھا۔۔ اب اس کی مرضی کے خلاف اس کے ساتھ اس کے گھر چل رہا تھا، یہ بہت زیادہ تھا۔۔ وہ مانتی تھی وہ اس کے نکاح میں ہے لیکن۔۔۔ آن کے نزدیک وہ صرف ایک کاغذ کا عام سا ٹکڑا تھا۔۔ جس کو وہ کوئی اہمیت دینے کو تیار نہیں تھی۔۔ وہ سمجھ رہی تھی علیدان اسے ایک کھلونا سمجھ کر اپنے مطلب کے لئے جہاں چاہتا ہے استعمال کرتا ہے۔۔

لیکن کیا وہ واقعی درست تھی؟؟

وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا اور آن کو اس کی خاموشی تپا رہی تھی۔۔

"کب سے۔۔ کب سے آپ مجھے اس رات کو لے کر بلیک میل کر رہے؟؟"

کندھے اچکا کر وہ آرام سے بازو سینے ہر باندھ کر گویا ہوا۔۔ "کچھ پتا نہیں"

آن کو اس کے اس قدر ٹھنڈے لہجے پر چڑ آئی

"میں نے آپ کو کوئی تکلیف نہیں دی پھر۔۔ پھر آپ مجھے اس قدر حراساں کیوں کر رہے؟، کیا بگاڑا

ہے میں نے۔۔ بولیئے۔۔" وہ چیخ رہی تھی۔۔ ساتھ ہی آواز بھاری ہو چکی تھی۔۔ آنکھوں میں نمی سی

چمک رہی تھی۔۔

"تم کو کس نے کہا تھا آن کہ اتنی لاپرواہ بنو کہ ہر بار جب جب تم گرنے لگو۔۔ تم کو تھامنے کے لئے مجھے بڑھنا پڑے۔۔ وہ سکون سے بولا تھا۔ "تم الزام نہیں لگا سکتی مجھ پر"

آن اس کی یہ بات سن کر۔۔ کچھ پل تو تھم گئی۔۔ ریڑ ویو میں سے اسے گھورا۔۔ یہ سچ تھا۔۔ جب جب وہ تکلیف میں ہوئی تھی سامنے وہ ہوتا تھا۔

"آپ کی زندگی میرے ہاتھوں میں ہے۔۔ میں چاہوں تو ابھی کے ابھی گاڑی کہیں بھی کسی کھائی میں گرا دوں، آن نے دھمکی دی۔۔ اسی لئے وعدہ کریں آئندہ سے میری زندگی میں کوئی انٹرفیئر نہیں کریں گے"

اگر میں ایسا نہ کروں تو۔۔ علیدان نے اب بھی سکون سے اسے دیکھا تھا۔

اگر۔۔ اگر آپ نہیں مانیں گے تو میں گاڑی کھائی میں گرا دوں گی۔۔ پھر پھر ہم دونوں ہی مریں گے۔

"آن نے دھمکایا

"میرے ساتھ مرنے کی تمہاری اگر اتنی ہی جواہش ہے تو میں تم کو اجازت دیتا ہوں۔"

موت کی اس راہ میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ اکیلے جانے نہیں دے سکتا۔ علیدان نے سر نفی میں ہلایا۔۔ جیسے آن کی بچکانہ بات پر افسوس کیا ہو۔۔

تم۔۔۔ آن نے اسے گھورا۔۔

علیدان اس کے تیور دیکھ کر لاجواب ہوا۔

"تم وہ پہلی عورت ہو آن عصمت جس نے علیدان کو دھمکی دینے کی ہمت کی " مبارک ہو آن عصمت " تم واقعی میری توجہ مبذول کروانے میں کامیاب ٹھہری ہو۔ وہ ہولے سے مسکرایا۔

آن کو ناگواری نے گھیرا۔

منہ بنا کر بولی : مجھے کوئی شوق نہیں چڑھا آپ کو رجھانے کا۔۔ ناب نہ پہلے۔۔

ان فیکٹ " میں نے تو آپ سے رابطہ بھی نہیں رکھنا چاہا۔۔ سو مسٹر شاہ۔۔ آئندہ پلیز۔۔۔ بات اس کے منہ میں رہ گئی

جب علیدان کی تنبیہ بھری آواز آئی۔

آئندہ " مسٹر شاہ " کہہ کر مت بلانا۔۔ ایسے لگتا ہے جیسے راہ چلتے کتوں کو بلایا جا رہا ہو۔

آن تو دنگ ہوئی یہ سن کر۔۔ کیا یہ شخص پاگل ہے؟؟

علیدان آگے جھکا اور سیٹوں کے درمیانی خلا کو پاٹ کر آگے آکر بیٹھا۔

آن حیرانی کے ساتھ خوفزدہ بھی ہوئی۔۔ "اب یہ کیا کرنا چاہتا۔۔"

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

تم نے بڑے بھائی کو " مسٹر شاہ " کہہ کر بلایا ہے۔۔ کیا تم سب کو ہی اس کے ٹائٹل سے بلاتی ہو۔۔

میں یہ ٹائٹل صرف اور صرف اپنے لئے مخصوص چاہتا ہوں۔۔

" لیکن آپ دونوں کے ہی سر نیم "شاہ " ہیں۔ آن نے بات سنبھالنا چاہی

مختصر بات۔۔۔ جب میں نے منع کیا ہے تو سمجھ جاو کہ نہیں۔۔۔  
وہ واقعی جادوگر تھا۔۔۔ آن کا ذہن ٹاپک بدل کر چینیج کر دیا۔۔۔  
وہ واقعی اب دوسری نہج پر سوچ رہی تھی۔۔۔

"تو آج سے میں آپ کو ٹھہر کی بڈھا کہتی ہو" اس کی عمر پر چوٹ کرتی ناراضگی سے بولی۔ یا میں آپ کو سیکنڈ برادر شاہ بلا لیتی ہوں۔۔۔ یہ ٹھیک رہے گا۔۔۔ آن مسلسل اسے مشتعل کرنے کا کام کر رہی تھی یہ نہیں جانتی تھی کہ شیر کے کھچار میں بیٹھی ہے۔۔۔  
وہ نہیں جانتی تھی کہ جو الفاظ وہ کہہ چکی ہے وہ واپس نہیں آئیں گے۔  
وہ اسے گھورتا رہا۔۔۔ وہ اسے پہلے بھی کہہ چکا تھا کہ اسے کسی کا بھی اسے "عام لوگوں کی طرح ٹریٹ کرنا" پسند نہیں تھا لیکن آن مستقل اسے عام لوگوں کی طرح لے رہی تھی۔۔۔  
علیدان نے ہاتھ بڑھا کر اسٹیرنگ وھیل پر رکھے اور اسے ایک سائیڈ پر کیا۔۔۔ آن نے یکدم گاڑی کے بریک پر پیر رکھ کر گاڑی روک دی۔۔۔  
"یہ یہ آپ کیا کر رہے اگر گاڑی لگ جاتی تو۔۔۔؟"  
تو۔۔۔ تم کو ڈر کس بات کا؟؟۔۔۔ ابھی تم نے ہی نہیں خواہش کی تھی میرے ساتھ جینے مرنے کی "  
علیدان نے جیسے یاد دلایا۔۔۔

"لیکن میں آپ کے ساتھ ساتھ مرنا جینا نہیں چاہتی۔ آن واقعی بھت ضدی تھی۔۔۔

علیدان نے ہینڈ بریک کھینچا۔ اور اسے غصہ سے گھورا۔

"اب آئندہ ہمت کرو گی مجھے اس طرح پکارنے کی؟؟ وہ اس کی آنکھوں میں گھورا

چھوٹے شا۔۔۔۔۔

لیکن اس کے الفاظ منہ میں روک لیے گئے۔۔

علیدان نے مکمل اسے اپنے بس میں کر لیا۔۔ وہ تقریباً سیٹ پر پیچھے گر سی گئی تھی اور علیدان اس پر جھکا۔ اس کے ہونٹوں کو سزا دے رہا تھا۔

آن نے جدوجہد کی۔ اس کو دونوں ہاتھ سے ہٹانے کو دھکے دیئے۔ لیکن علیدان نے سیٹ کو پیچھے دھکیل کر بالکل سیدھا کر دیا۔

اففف۔۔ آخر کافی دیر بعد اسے چہرہ پیچھے کرنے کا موقع مل گیا۔ جیسے ہی آن نے چہرہ دوسرے طرف کیا علیدان کے ہونٹ جا کر اس کے کان کی لوب کو چھو گئے۔

آن کا تو مانو جسم سے جان کیسے نکلتی ہے وہی حالت تھی۔ کانپتے ہوئے سرخ چہرے کے ساتھ وہ ناراضگی سے چیخ پڑی۔ "تم تم پاگل ہو۔۔

دور رہو مجھ سے۔۔ ورنہ۔۔

ورنہ کیا۔۔ ہاں۔۔ بولو آن۔۔ ورنہ کیا کر لو گی۔۔؟؟ علیدان غصہ سے بولا

"تم نے پوچھا تھا " میں اس رات کے ہوئے واقعے کو لے کر تم کو کب تک استعمال کرتا رہا ہوں گا  
-- آج میں نے سوچا ہے تم کو رہائی دے دوں "  
آن نے یہ سن کر بے یقینی سے اسے دیکھا۔

اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر آن کو لگا یہ "آندیا بھتر نہیں ہے"  
اس رات تم نے میرا استعمال کیا۔ اور آج رات میں کروں گا،  
علیدان کی بات پر آن کے پورے وجود پر مانو چیونٹیاں سی چل رہی تھیں۔  
"مرد اس عورت کو کبھی نہیں ٹھکراتا جو خود اس کی جھولی میں گرے"  
آن نے دانت پیسے  
"آپ آپ۔۔۔ آن کو کچھ نہیں سوجھ رہا تھا وہ اس بلیک میلر کو کیا جواب دے۔۔

سو تم مان لو کہ وہ تم ہی تھی جس نے پہل کی ہے۔  
علیدان کی نظریں مستقل آن کی آنکھوں اور چہرے کی رنگت اتار چڑھاؤ ملاحظہ کر رہی تھیں۔ اس  
نے مانا تھا وہ بہت خوبصورت ہے۔۔ حد سے زیادہ۔۔  
آن کو یاد نہیں تھا کچھ بھی۔۔ حان حارث اور حنیم کو ایک ساتھ دیکھ کر آن نے اس دن غصہ میں  
کافی ڈرنک کر لی تھی۔ اسے کچھ بھی یاد نہیں رہا تھا۔ اور اسی بات کا علیدان فائدہ اٹھا رہا تھا۔  
اسی لئے تم اب تک میری قرض دار ہو"

علیدان نے دلچسپی سے آن کے دھواں دھواں ہوئے چہرے کو دیکھا اور پھر۔۔ اس کے ہونٹوں پر جھک آیا۔ اس بار آن کی طرف سے کوئی مزاحمت نہیں ہوئی۔ وہ جیسے ساکت تھی جیسے ڈمی ہو۔۔

-----

اس رات کو سوچتے اس نے علیدان کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے دھکیلا جو اس کی گردن میں چہرہ چھپائے ہوئے مدھوش سا ہوش بھلائے ہوئے تھا۔۔  
آن نے چہرہ ایک طرف کر کے ایک گہری سانس لی۔  
"علیدان شاہ یہاں کتنے لوگ آپ جیسے ہونگے جو منصوبہ ساز ہوتے ہیں؟"

اوہ ہ ہ۔۔ علیدان نے ابرو اٹھا کر اس کے شرم سے سرخ پڑتے چہرے کو دلچسپی سے تکا۔ علیدان کی آنکھوں میں ایک جوش و مسرت کا جہان آباد تھا۔ لیکن وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی تو پتا چلتا نا۔۔۔ کہ وہ جس شخص کو صرف "ڈرامہ باز" سمجھتی ہے وہ تو اصل میں اس کی محبت کے سمندر میں گوڈوں گوڈوں غرق ہو چکا ہے۔۔ لیکن آن وہ "نظر" کہاں سے لاتی؟؟  
کیونکہ جو بھی تھا بحر حال۔۔ یکطرفہ تھا۔ علیدان منہ سے اعتراف نہیں کر رہا تھا۔ لیکن اس کا عمل اس کی آنکھوں سے اجاگر ہوتی محبت کی تپش ابھی آن محسوس کرنے سے میلوں دوری پر تھی۔۔  
"مجھے چھوڑو" اس نے اس کے حصار سے خود کو نکالنے کی پھر سے کوشش کری۔۔ دانت پیسے۔۔

"لیکن۔۔۔۔۔ تم اب بھی میری مقروض ہو" یاد دلایا گیا۔۔

"آپ نے صاف مجھے مقروض بنایا ہے یہ آپ پہلے بھی جتا چکے ہیں، لیکن۔۔۔ اس رات میں نے آپ سے کوئی ریکوئسٹ نہیں کی تھی۔ سو میں نہیں آپ میرے مقروض ہیں"

علیدان دل کھول کر اس بات پر ہنسا تھا "یہ لڑکی واقعی بیوقوف نہیں تھی جتنا وہ سمجھا تھا"۔ ہاھا

وہ ہنسنے لگا۔ اور آن دنگ سی اسے ہنستے دیکھتی رہی۔ کیا کوئی ہنستے ہوئے اتنا دلفریب بھی لگ سکتا ہے؟؟ لیکن پھر جلدی اپنی نظر ہٹالی خود کی سوچ پر لعنت بھیجی۔۔ وہ کیوں اس کے سحر میں جکڑی جا رہی ہے۔۔

اس کے عارضوں پر حیا سے سرخی گھلی ہوئی تھی۔ اس کے ہنسنے پر اس نے ناراضگی سے اسے گھورا۔

"جلدی سے دور ہوں، آپ بھت وزنی ہیں" وہ سمٹی

علیدان نے سیٹ کو کھینچ کر سیدھا کیا۔ آخر کار وہ اسے ہرانے میں کامیاب ہوا تھا۔

وہ جھٹکے سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔ اور جیسے ہی گردن جھکائی یہ دیکھ کر شرم سے پانی پانی ہو گئی کہ اس کی شرٹ کے دو بٹن کھل چکے تھے۔

آن نے ڈرتے ڈرتے جھجک کر نظر پھیر کر علیدان کو دیکھا۔ جو مسکراتی آنکھوں سے اس کی ہر حرکت کو نوٹ کر رہا تھا۔ ایک شریر سی معنی خیز مسکان تھی جو اس کے لبوں کا احاطہ کیئے ہوئے تھی،

نظر ملتے ہی علیدان نے ایک آنکھ ونک کی تھی۔۔ آن نے گھبرا کر شرٹ کے بٹن لگائے۔۔ لیکن ہاتھوں کی کپکپاہٹ پر قابو نہ پاسکی۔۔  
بٹن لگا کر دل میں سوچا:

"ڈام اٹ میں اب کبھی اسے نہیں دیکھوں گی"  
"کتنا پاگل کرنے والا ہے"  
آن نے گاڑی چلا دی۔۔

اپنی رہائش پر پہنچ کر وہ باہر نکلی، ناراض نظروں سے اسے دیکھ کر رخائی سے کہا:۔۔ thank you for sending me back.. good bye

وہ مڑی اور دروازے کے پاس پہنچی تبھی پیچھے سے علیدان نے پکارا "تو تم پھر سے مجھے نکال رہی ہو"  
میں نے کہا تھا:

"میں واپس نہیں جاؤں گا۔"

وہ مڑی اور غصہ سے گھورا "مسٹر شاہ مجھے امید ہے آپ دوسرے کو مجبور نہیں کریں گے، میرے صبر کی حد بس یہیں تک ہے۔ پلیز زز۔۔۔"

"میرا ڈرائیور تو تمہاری وجہ سے واپس چلا گیا۔۔۔ اب کیا ایسی حالت میں تم مجھے جیل بھجوا دینا چاہتی ہو؟" لب بھینچے۔

آن نے سوچا کس طرح علیدان نے ڈرنک کی ہوئی اور کس طرح اس نے ڈرائیور کو واپس بھیجا۔۔۔ یہ سوچتے ہی آن کے سنجیدہ چہرے پر سختی آگئی۔۔۔

"تو پھر میں ڈرائیور کو کال کرتی ہوں"۔ وہ فون نکالنے لگی۔

"تم چاہتی ہو کہ میں آرام سے بیٹھا رہوں اور ڈرائیور کو گاڑی چلانے دوں؟ تو ایکسیڈنٹ کس کا ہوگا؟

جہاں اتنے سارے ایکسیڈنٹ ہو جاتے ہیں، وہیں ایک اور سہی "آن جھنجھلائی۔۔۔ کتنی سنگ دل تھی آن عجیب ہی باتیں تھیں علیدان کے عجیب بہانے تھے جن کا سر پیر نہیں تھا۔

"حادثہ تو ہو چکا ہے آن عصمت، ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو لوگ میرے ساتھ جینا مرنا چاہ رہے تھے" علیدان نے اس پر میٹھا طنز کیا۔

وہ اب اسپتال لیس ہو گئی۔ "تو آپ کی ضد ہے کہ یہاں سوئیں گے؟"

علیدان نے بھنویں اچکا کر اسے گھورا۔ اگر تم چاہتی ہو کہ میں یہاں سے چلا جاؤں تو ایسا کوئی نام میرے لئے سوچو جو مجھے مطمئن کر سکے "وہ مسکرایا۔

"وہ مایوسی سے مڑی" میں کیسے ایسا سوچ سکتی ہوں اور مجھے کیا پتا کہ آپ کو کیا کھلوانا پسند ہے؟؟  
"تو پھر میں یہی سمجھوں گا تم مجھے یہاں روک رہی ہو"

"مسٹر شاہ" وہ جلدی سے بول پڑی۔ میں آپ کو "مسٹر شاہ" بلاتی ہوں۔

"نو۔۔، تم مجھے یہ نہیں پکار سکتی۔" علیدان نے منہ بنا کر یہ رجیکٹ کیا۔

میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ "یہ وہ نام ہے جو کسی کے پیچھے پکارا جائے۔"

"آخر آپ اتنا کیوں ضد کرتے؟"  
جب کچھ سمجھ نہ آیا تو وہ زچ ہوئی۔

"کیا تم سمجھتی ہو میں عام لوگوں جیسا ہوں؟؟ یہ تمہارے لئے آزر ہے۔"

لیکن وہ ایسی کوئی عزت نہیں چاہتی تھی۔

"علیدان نے ابرو چڑھالی۔۔"

"ڈیر، علیدان شاہ۔۔ ان دو میں سے ایک چوز کرو"

وہ تو دنگ ہوئی۔ کیا یہی مسٹر شاہ ہے؟؟ اس کی پسند ایسی ہو سکتی؟؟

وہ فیصلہ نہیں کر پائی کہ کون سا نام پکارے۔۔ دونوں ہی مشکل تھے

اگر تم سے نہیں ہوتا تو دروازہ کھولو آن۔۔

"علیدان شاہ" وہ جلدی سے بولی

علیدان مطمئن سا مسکرایا:

"اب تم کیوں کھڑی ہو؟ جاو۔۔ جلدی سے ڈرائیور کو فون کرو۔"

جاتے جاتے وہ نصیحت کرنا نہیں بھولا " جلدی سو جانا۔ اپنا خیال رکھنا۔۔ کل ملیں گے۔"

کبھی نہیں دیکھیں گے۔۔ کبھی نہیں ملیں گے۔۔ نیور۔۔ نیور۔۔ ہنسنے لگی۔۔



آن نے ایک لمحہ یہ ضرور سوچا تھا۔

اسے بالکل بھی توقع نہیں تھی کہ اتنے سویر وہ پھر سے بلائے ناگہانی کی مانند نازل ہو جائے گا۔  
آن کو اپنی طرف حیران و پریشان ایک ہی جگہ پر جامد ٹھہرا دیکھ کر وہ مسکرا کر آگے بڑھا اور بڑھ کر  
اس کے ہاتھوں میں پھول تھمائے :

"یہ میں نے آج تمہارے لئے چنے ہیں دلفریبی سے مسکرایا۔"

"تم۔۔ تم یہاں پھر آگئے؟؟" دانت پیسے۔

سر خم کر کے مسکرایا۔

بلکل۔۔ آج ہم نے آفیشلی نکاح کرنا ہے۔۔ یاد نہیں "

"آپ کی واقعی کوئی حد نہیں " آن نے تاسف سے کہا۔

اور آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھولا اندر پھول ڈال کر دروازہ اسی انداز میں بند کر دیا۔

اور ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔۔ علیدان کو اپنے تحفے کی اس قدر ناقدری پر غصہ تو بھت آیا لیکن یہ

وقت غصہ کرنے کا بالکل نہیں تھا نہ ہی وہ اسی مقصد سے آیا تھا۔

وہ بس نا سمجھی سے اسے دیکھے گیا جو بالکل سنجیدہ تھی۔

"سب سے پہلی بات میں کہنا چاہوں گی مسٹر شاہ۔۔۔"

ابھی اس کے الفاظ مکمل بھی نہیں ہوئے تھے کہ علیدان غصہ سے آگے بڑھا اور اسے دونوں بازوؤں کے اطراف تھام کر جھٹکے سے قریب کیا۔ اور اپنے ہونٹوں سے قفل لگا دیا۔

کافی دیر تک آن کی سانسیں بے ترتیب کرنے کے بعد جھٹکے سے چھوڑا۔

"میں نے پہلے بھی وارن کیا تھا کہ یہ "مسٹر شاہ" کا لاحقہ لگانے سے پرہیز کرو ورنہ۔۔ اس سے بڑھ کر سزا کی مستحق ٹھہرو گی۔

کال می علیدان شاہ ورنہ دوسری سزا کے لئے تیار رہو۔"

آن تو اس کے تیور دیکھ کر دنگ کھڑی رہ گئی۔۔ بے اختیار تھوک نگلا۔

"م۔۔۔ ع علیدان شاہ"۔ وہ لمحہ بھر وہ ڈری تھی۔

یہ شخص واقعی اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

آن کی ہچکچاہٹ دیکھ کر وہ نرمی سے بولا: "جاری رکھو۔۔"

آن نے مٹھیاں بھیج لی اور بے اختیار دو قدم کی دوری بنائی۔ جسے علیدان نے خفگی سے دیکھا لیکن کہا کچھ نہیں۔۔

"ع علیدان شاہ۔۔ میں امید کرتی ہوں آپ اپنا رویہ اپنے وقار کے مطابق رکھیں گے۔" آن نے لب بھینچے۔

"جہاں تک کہ ہمارے بیچ کیے وعدے کی بات ہے تو میں اپنے وقار کے مطابق ہی عمل کرتا ہوں۔۔ جبکہ تم۔۔ گذری شب کے کئے وعدے سے ہی پھر گئی۔۔ مجھے جو بات پسند نہیں تم نے وہی بات پھر سے کی ہے۔۔ بلکہ بار بار کی ہے۔ جب جب تم اپنے وعدے کے خلاف جاو گی تب تب تم سزا کی حقدار ٹھہرو گی۔۔" وہ سپاٹ انداز میں بولا۔

وہ اس سے بحث نہیں چاہتی تھی بلکہ وہ اس سے دور چلی جانا چاہتی تھی۔

آن نے ایک ٹھنڈی سانس ہوا کے سپرد کی۔۔ جیسے خود کو کام کیا۔۔  
 "میں اپنی بات پھر سے دہراتی ہوں۔۔ کہ ہم دونوں کے بیچ "ملازم اور مالک" والا رشتہ کب کا ختم ہو چکا ہے۔۔ اب میں نہ آپ کی ملازم ہوں نہ آپ میرے آقا۔۔  
 سو ہم میں اب کوئی بھی "تعلق" نہیں ہے۔۔  
 نہ اب ہم کو ایسا کرنا ہے۔۔

نہ میں ایک امیر آدمی سے دولت کی لالچ میں کوئی رشتہ چاہتی ہوں۔ جو مجھے مسائل کے انبار میں کھڑا کر دے۔"

دوسری بات۔۔۔ مجھے آپ سے شادی کرنے میں بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ گذری شب میں نے صرف آپ کے دھمکانے پر آپ کا ساتھ دیا۔۔۔ میں امید کرتی ہوں "مسٹر شاہ"۔۔۔ نہیں۔۔۔" علیدان شاہ "کہ آپ میرے سے کوئی رابطہ نہیں رکھیں گے نہ ہی میرے پیچھے آئیں گے۔۔۔ میں اپنی اصل زندگی واپس چاہتی ہوں"

"مانتا ہوں۔۔۔ میں نے تم سے اپنے مسئلے سے باہر نکلنے میں تم سے مدد چاہی تھی۔۔۔ لیکن تم نے میری فیملی کے سامنے مجھ سے شادی کرنے کا اقرار کیا ہے۔۔۔ اب مجھے یہ مت بتانا کہ تم مجھے ہر ایک کے سامنے زلیل کرنا چاہتی ہو۔ کچھ سوچا تم نے؟؟ کیا یہ درست فیصلہ ہے؟؟"

میں یہ سب براہ راست تم سے کہہ رہا ہوں۔۔۔ اب میرے پاس کوئی اور آپشن نہیں ہے کہ تم سے شادی کروں، دوسری صورت میں، میں اپنے خاندان کو کیا منہ دکھاؤں گا؟؟ یہ سوچا تم نے؟؟ وہ اسے چپ کھڑا دیکھ کر ہلکا سا خفگی سے بولا تھا۔۔۔ "اور اس سب کی وجہ تم ہوگی" صرف تم۔۔۔

"تو کیا صرف اسی وجہ سے آپ مجھے اپنے ساتھ گھسیٹنا چاہتے ہیں"

"تم یہ کیوں نہیں سوچتی کہ یہ تمہارے لئے "عزت" ہے۔۔" وہ مسکرایا۔۔

"مجھے افسوس ہے۔۔ میں اس آنر کی مستحق خود کو نہیں سمجھتی نا ہی آپ کے اس کھیل میں آپ کا ساتھ دے سکتی ہوں۔۔" آن واقعی سنگدلی کی انتہا پر تھی۔۔ یا شاید زمانے کی سختی اور دھوکوں نے اسے ایسا بننے پر مجبور کیا تھا وہ کسی پر اعتبار نہیں کر سکتی تھی۔ نیور۔۔

آن نے کلائی اٹھا کر وقت دیکھا۔ اور ایک نظر دنگ کھڑے ہارے ہوئے علیدان پر ڈالی۔ اس کے دل میں کچھ دیر ملال ضرور جاگا تھا۔ لیکن۔ اس نے دل کی آواز کو تھپکی دے کر سلا دیا۔

"مجھے جو کہنا تھا، وہ میں کہہ چکی ہوں۔۔ مجھے اب اسکول جانا ہے۔۔ گڈ بائے۔

یہ کہہ کر وہ بنا اسے دیکھے نکلتی چلی گئی۔

علیدان اس کے پیچھے نہیں گیا۔ نہ ہی اسے پکارنے کی ہمت کی بس خاموشی سے ان پھولوں کو دیکھے گیا۔۔

وہ اس پر اپنی ساری فرسٹریشن انڈیل گئی تھی۔۔

پھر وہ ہلکا سا مسکرایا

"آن عصمت آج بھلی مجھے رد کر دو لیکن ایک وقت ضرور آئے گا جب تم میرے پاس ہوگی۔۔

جسٹ ویٹ اینڈ واچ

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

"اب تو تم کو اسکول سے نجات مل جائے گی.. کیسا محسوس کرتی ہو؟" آن نے مسکرا کر ثنا حمزہ کو دیکھا۔۔

اوہ۔۔۔ہاں۔۔۔یاد آیا۔۔۔اس ماہ کے آخر تک میں اپنے گھر چلی جاؤں گی۔۔۔شنا حمزہ کو جیسے یاد آگیا۔

"بھت جلدی نہیں؟"

آن نے اسے اچھنبے سے دیکھا  
یہ تو ہے۔۔ لیکن یہ منصوبہ سازی میرے والد محترم کی ہے ، مجھے کہا: میری طبیعت ٹھیک نہیں رہتی  
آکر ان کے بزنس میں مدد کرواؤں۔۔"

دونوں اس وقت کینیٹین میں بیٹھی چائے اور برگر سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔۔ ارد گرد کافی اسٹوڈنٹس کی چہل پہل تھی۔۔ لیکن ایک بات جو آن نے نوٹ کی وہ تھی اسٹوڈنٹس کا اس کے طرف اشارہ کر کے آپس میں بات کرنا۔۔ یہ سب اسے عجیب لگا لیکن بات سمجھ میں نہیں آئی۔۔

"اوھ۔۔ میں تو بھول ہی گئی۔۔ ہماری ثنا حمزہ ایک بڑے بزنس مین کی اکلوتی بیٹی ہیں۔۔"

آن نے چھیڑا

اب تم مجھے چڑا رہی۔۔ کون سا بزنس یاد۔۔ میرے والد کی صرف ایک لیڈر پرس بنانے کی کمپنی ہے۔"

شناہنسی تھی۔۔

حقیقت میں۔۔ ایمانداری سے بتاؤں مجھے ویسے بھی بڑی کمپنیوں میں جاب کا شوق رہا ہے۔۔ اس سے تجربہ وسیع ہو جاتا ہے۔۔ کیا تم کو نہیں؟؟

"نو۔۔۔ بلکل نہیں اس کے برعکس مجھے اسکول کی جاب پسند ہے۔۔ آن نے اپنا نقطہء نظر بیان کر دیا۔۔

آن اگر تم ضد نہ کرو تو میں تم کو مشورہ دوں گی کہ ٹیچر کے علاوہ کوئی اور پیشہ ڈھونڈو"

"لیکن کیوں؟ آن حیران ہوئی۔۔

"ایکچوٹلی۔۔۔ وہ کچھ کہتے ہچکچائی تھی۔۔

کیا بات ہے۔۔ ٹھیک سے بتاؤ۔۔ وہ الجھی۔۔ ثنا حمزہ اور ہچکچائے۔۔ یہ اس کی فطرت نہیں۔۔

"ایکچوٹلی یہ جو آج تم اپنی طرف اٹھی ہوئی انگلیاں دیکھ رہی ہو۔۔ اس کی وجہ ہے۔۔

"کون سی وجہ۔۔" وہ الجھن سے اسے دیکھنے لگی۔۔

"اس اسکول میں بطور استاد تمہاری قابلیت چھین لی

گئی ہے"

ثنا نے ہچکچا کر جملہ پورا کیا۔۔

کس کے ذریعے؟؟ وہ حیران ہی تو ہوئی تھی۔۔

حنیم حیدر کے ساتھ۔۔ تمہاری جگہ اسے دی گئی ہے۔۔

ناموں کی فہرست تو پہلے ہی سے تیار کر لی گئی تھی۔۔

لیکن دو جگہیں بدلی گئی ہیں۔ تمہاری جگہ حنیم کو دی گئی ہے"

لڑکی تم بھت آسانی سے اس بڈھی ڈائن اور حان حارث کے ہاتھوں مات کھاگئی ہو۔۔

آن نے اتنا سننا تھا کہ اٹھ کر پرنسپل کی آفیس کے جانب بڑھی۔۔

ثنا نے بیچ سے ہی روک لیا۔

"یہ تم کہاں جا رہی ہو،؟؟ وہ دل ہی دل میں خوفزدہ ہوئی تھی۔۔

"پرنسپل کے پاس" وہ سکون سے بولی تھی

کام ڈائون۔۔ کام ڈائون آن۔۔ اس بڈھی ڈائن نے تمہیں جان بوجھ کر نشانہ بنایا ہے۔۔ تاکہ تم غصہ

میں کچھ ایسا رد عمل دکھاو جس کو وجہ بنا کر وہ آسانی سے تمہیں نکال سکے۔۔"

ثنا نے اسے پرسکون کرنے کی کوشش کی وہ سمجھی۔۔ اب جھگڑا نہ شروع ہو جائے۔۔

"

آن لب بھینچ کر مسکرا دی۔۔

پریشان نہ ہو۔۔ میں آج جتنی کام ہوں اس سے پہلے کبھی نہیں تھی۔۔ لڑنا جھگڑنا میرا انداز نہیں ہے " اسے جواب دے کر پرنسپل آفیس کے جانب بڑھ گئی۔  
پرنسپل آفیس میں داخل ہوئی تو نہ وہ مشتعل ہوئی تھی، نہ ہی اس کا دل رویا تھا۔۔ صرف سکون کے ساتھ پرنسپل تقی کو دیکھے گئے۔۔

مسز تقی نے اسے دیکھا اور عینک اتار کر ٹیبل پر رکھی:  
"میں جانتی تھی جلد یا بدیر تم مجھے ڈھونڈتی یہاں ضرور آؤ گی"  
آن نے بازو سینے پر باندھے:

میں جاننا چاہتی ہوں مجھے ری پلپس کیوں گیا ہے؟"

"متبادل؟"۔۔ تمہارے نام والی لسٹ ابھی نہیں لگی ہے۔۔ ابھی اس پر غور و فکر کیا جا رہا ہے۔۔ سو تم یہ مت سمجھو کہ تمہیں ری پلپس کیا گیا ہے"

آن کے لب سل سے گئے۔ بس مسکرا کر سر ہلا کر رہ گئی۔۔ اس نے جیسی توقع کی تھی۔۔ ایسا کچھ بھی نہ تھا وہ ابھی تک اناڑی تھی۔۔ لوگوں کے چہرے پڑھنے سے قاصر۔۔  
مسز تقی اسے آسانی سے اپنی باتوں میں لے آئی تھی۔ آن نے یقین کر لیا۔

"ایک وعدہ۔۔۔۔ھااااہ۔۔یقیناً اس وقت بالکل درست تھا۔ آفٹر آل میرے خاندان کا واحد وارث تم سے وقتی طور پر متاثر ہو گیا تھا۔۔ میں اسے کس طرح غلط روش پر چلنے دے سکتی تھی۔۔ تبھی میں نے اپنی پوری صلاحیتیں اس اسکول میں رہنے پر صرف کر دیں۔۔ اور اب وہ تمہیں پسند نہیں کرتا۔۔ اب اس کی توجہ کسی دوسری عورت پر ہے۔۔ اور مجھے تم سے کوئی "خطرہ" لاحق نہیں۔۔ تو پھر میں اپنے وعدے کی پاسداری بھی کیوں کروں؟؟"

مسز تقی نے آن کے طنزیہ مسکراتے چہرے کو دیکھا۔۔ اس کی طنزیہ مسکراہٹ اسے اندر ہی اندر غصہ دلارہی تھی۔۔ لیکن وہ ضبط کر رہی تھی۔۔ یہ وقت غصہ نکالنے کا نہیں تھا۔۔

"مجھے تم کو یہ بتانے میں عار نہیں کہ تم ایک اسٹوڈنٹ کی حیثیت سے حنیم سے زیادہ قابل ہو"

۔۔ لیکن تمہاری طرح حنیم حیدر کو بھی اپنے بل بوتے پر یہاں رہنے کا حق حاصل ہے۔۔"

آن نے منہ بنالیا۔۔ اس کی آنکھیں البتہ کسی بھی تاثر سے پاک تھیں۔ نہ وہ غصہ ہوئی نا وہ غصہ کرنے کے ارادے سے آئی تھی۔۔ وہ خاموشی سے نکلتی چلی گئی۔۔

پیچھے مسز تقی اس کا پرسکون رد عمل دیکھ کر دنگ کھڑی تھی۔۔۔ وہ بالکل بھی آن عصمت سے اس قدر پرسکون رد عمل کی توقع نہیں کر رہی تھی۔۔۔ وہ سمجھی تھی "آن چینیخے چلائے گی۔۔۔ غصہ میں کچھ الٹا سیدھا کہے گی۔۔۔ تو اسے بے عزت کر کے نکالنے کی اچھی وجہ ان کو مل جائے گی۔۔۔ لیکن۔۔۔ سب ان کی سوچ کے بالکل الٹ ہوا۔

کچھ سیکنڈ بعد آن نے دروازے سے جھانکا۔ اور اپنی ازلی شائستگی سے بولی:  
 "کیوں کہ محترمہ پرنسپل صاحبہ نے معاہدہ کو خود ہی توڑا ہے تو مندرجہ ذیل باتوں پر مجھے الزام نہیں  
 دے سکتی۔۔۔ لیکن۔۔۔ پرنسپل صاحبہ یہ نہیں جان سکتی کہ "حان حارث اب بھی میرے دل میں  
 موجود ہے یا نہیں۔۔۔؟" بحر حال۔۔۔ یہ صرف میں جانتی ہوں۔۔۔ وہ مسکرائی۔۔۔ اور دروازہ بند  
 کر گئی

پیچھے مسز تقی غصہ سے مٹھیاں بھینچ گئی۔۔  
 "اس لعنتی لڑکی کی اتنی ہمت کہ دھمکی دے گئی۔۔"

.....

آفیس سے باہر نکلتے ہی آن نے گھری سانس لی۔۔۔ ثنا جو اس کے انتظار میں باہر کھڑی تھی اسے دیکھتے  
 ہی اس کے قریب آئی۔۔  
 "کیا ہوا آن"

کچھ نہیں ہوا۔۔۔ سب ٹھیک ہے۔۔۔ تم پریشان مت ہو۔۔  
 وہ ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ جیسے اس کو نہیں خود کو دلاسا دے رہی ہو  
 "لیکن مجھے تم ٹھیک نہیں لگتی آن۔۔۔ ثنا نے اس کے پھیکے پڑتے چہرے کو دیکھ کر فکر مندی سے کہا۔۔  
 آن نے خود کو کمپوز کیا۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ بس تنہائی چاہتی ہوں۔۔ مجھے گھر جانا چاہئے۔۔ امید ہے تم برا نہیں مناؤ گی رسائیت سے کہتے۔۔ بنا اس کے جواب کا انتظار کیئے وہ اسکول سے نکلتی چلی گئی۔۔ پیچھے ثنا حمزہ نے غصہ سے اپنا فون اٹھا کر حان کا نمبر ڈائل کیا اس کا ارادہ اس کی اچھے سے طبعیت صاف کرنے کا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کی ماں آن کی دشمن ہو رہی تھی۔۔

وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اپنے گھر کے راستے پر چلی جا رہی تھی۔۔ ذہن مختلف سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔۔

اس کی کوئی فیملی ہی نہیں تھی تو وہ کس بیس پر بحث کرتی؟؟ یہ تکلیف اس کے لئے ہضم کرنا بھت مشکل تھی۔۔ لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔ بلڈنگ کے پاس پہنچتے ہی اسکے سامنے جانی پہچانی سی گاڑی آگئی۔۔ دروازہ کھول کر علیدان نے باہر قدم نکالا۔۔ وہ اسے ایک ہفتے بعد دیکھ رہی تھی۔۔ جس کے ایک ہاتھ میں پھولوں کا بکے تھا اور چہرے پر دلفریب مسکراہٹ تھی۔۔ آن نے نظر چراہی۔۔ اس کی مسکراہٹ آن کا دل کھینچتی تھی لیکن۔۔

وہ قریب آیا اور پھولوں کا بکے بڑھایا۔۔

ھیلو کیسی ہو؟؟ یہ پھول میں تمہارے لئے لایا ہوں مسکرا کر اس کے تاثرات جانچے۔۔ وہ مسکرا بھی نہ سکی تھی۔۔ بس خاموشی سے پھول تھام لئے۔

"تھینک یو"

"کیا ہوا ہے؟؟ تم آج اتنی افسردہ کیوں ہو؟؟ ورنہ تم اتنی آسانی سے تو جواب نہیں دیتی۔۔ میرے خیال سے تم ان لوگوں میں سے ہو جو کبھی غلط نہیں جاتے"

آن نے بھت کوشش کی کہ اپنے جذبات پر قابو رکھے۔۔ سو بمشکل مسکرا دی لیکن کہا کچھ بھی نہیں۔۔ بس لب بھینچے کھڑی رہی۔۔

علیدان تو دنگ ہوا۔۔ ابرو کھینچ کر اسے حیرانی سے دیکھا

"کیا ہوا ہے آن۔۔ کچھ بتاتی کیوں نہیں۔۔ تمہارے دماغ میں کیا چل رہا ہے؟؟"

وہ حیران ہی تو تھا۔۔ کہاں تابڑ توڑ جواب دینے والی۔۔ کہاں یہ خاموش۔۔ کھڑی لڑکی۔۔ جو شاید برداشت کی آخری سرحدوں ہر کھڑی تھی۔۔

آن حیران ہوئی یہ پہلا شخص تھا جو اس کے چہرے کے تاثرات سے یہ بتا سکتا تھا کہ ان کے ذہن میں کیا چل رہا ہے۔

وہ جتنا خود کو چھپاتی تھی اتنا علیدان پر ظاہر ہوتی جا رہی تھی۔۔ اس میں اور ایک عام آدمی میں فرق نہیں رہا تھا۔۔ اسے یاد تھا

۔ اس کی ماں کہتی تھی :

"اس دنیا کی مضبوط میں مضبوط چیز جو ہے وہ فولاد نہیں ایک انسان کا دل ہوتا ہے"

جتنا تمہارا دل مضبوط ہوگا تمہاری دنیا بھی اتنی ہی مضبوط ہوگی"  
اس کی ماں یہ بھی کہتی تھی:

"لوگوں کو اتنی اجازت مت دو کہ وہ تمہاری کمزوریاں آسانی سے جان لیں"

اس کی سوچوں کو بریک تب لگی جب آن کی سیل فون کی بیل بجنے لگی۔۔ آن نے سیل اٹھا کر دیکھا  
"حادثہ کا فون تھا۔ آن نے غصہ میں کال کاٹ دی اور فون واپس پرس میں پھینکا۔۔

علیدان اس کے چہرے کو مسلسل دیکھے جارہا تھا۔

ابرو اٹھا کر اس کی حرکت نوٹ کی۔۔

"تم فون کا جواب کیوں نہیں دے رہی آن؟؟"

"میں دینا نہیں چاہتی۔" آن نے آہستگی سے کہا۔۔

اس نے گہری سانس بھری۔۔

"پھولوں کے لئے شکریہ۔۔ مجھے اب چلنا ہے"

یہ کہہ کر مڑی۔۔ لیکن علیدان نے بازو سے پکڑ کر روکا۔۔

"کیا ہوا ہے؟؟ کون ہے جو تمہیں حراساں کر رہا؟؟"

علیدان کے لہجے میں حق جتانے کا احساس واضح محسوس کر کے آن چونک کر مڑی۔۔ اور اسے دیکھا۔۔

جو بڑے حق سے دیکھ رہا تھا۔۔

آن کی آنکھوں میں نمی سی چھلک رہی تھی۔ ضبط کی انتہا کو پہنچی ہوئی لڑکی۔۔ اب بھی بنا کچھ کہے بس نظر جھکا کر رہ گئی۔۔

علیدان نے اسے کے بازو سے تھاما۔۔

"بولو۔۔ بولو آن۔۔ بولو گی نہیں تو کسی کو کیسے پتا چلے گا۔۔؟"

آن نے اپنی بڑی اور خوبصورت

آنکھیں اٹھائیں۔۔

"کیا میں ابھی آپ کے گلے لگ سکتی ہوں؟؟؟"

علیدان نے سر ہلایا۔۔ اور بازو پھیلا دیئے۔۔

آن بڑھی اور ایک بازو سے اس کی کمر کے گرد حصار ڈالا دوسرے ہاتھ میں بکے تھامے اس کے بازو کو تھام کر اپنا چہرہ اس کے کندھے پر ٹکا دیا۔۔

علیدان کے بازو سے لگ کر آن کو ایک عجیب سا تحفظ محسوس ہوا۔ ایک سکون کی لہر نے اس کے دل کے دروازے پر بنا دستک دینے کی زحمت کئے دھیرے سے مسکراتی ہوئی بڑے حق سے داخل ہو کر اندر بسیرا کر گئی۔۔۔۔ آن نے سوچا اگر وہ اس طرح اکیلی رہی تو پاگل ہو جائے گی۔۔

وہ اس کے بازو میں خود کو پرسکون محسوس کرنے لگی اس کے بازو میں تحفظ کی گرمائش تھی۔۔ ایک اپنائیت کا احساس تھا۔۔

پھر آن نے آہستہ سے عجیب فرمائش کی : علیدان کیا آپ میرے سر کو چھو کر مجھے بتا سکتے کہ "میں ٹھیک ہوں؟"

علیدان نے سر جھکا کر اس کے کندھے سے سر ٹکائے ایک بازو سے اس کی کمر کو جکڑے کھڑی آن کو دیکھا۔۔ وہ اس کی تکلیف کو اپنے دل میں محسوس کر سکتا تھا۔۔ بھلی وہ منہ سے نہ کہتی۔۔ لیکن اس کے چہرے کے تاثرات بولتے تھے۔۔ اس کے دل کی عکاس کرتے تھے۔۔ علیدان نے ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد رکھا، اور دوسرے سے اس کے بالوں کو نرمی سے سہلانے لگا۔۔ جیسے اسے رلیکس کر رہا ہو۔۔

"میں تمہارے پاس ہوں۔۔ تمہارے ساتھ ہوں۔۔ تم کو ٹھیک ہونا ہے۔۔" محبت سے کہا گیا۔۔ آن کا دل سکڑا اور سمٹا۔۔ پھر اسے اپنے آنسو پر اختیار نہ رہا۔۔ آنسو بری طرح اس کی آنکھوں کے سارے بند توڑ گئے۔۔ وہ اس کے کندھے سے سر ٹکائے روئے گئی۔۔

اگر اس کی ماں زندہ ہوتی تو اسے تسلی دیتی۔۔ اور اگر اس کا باپ ایک عام شخصیت ہوتا تو اس سے پیار کرتا اور اس وقت وہ اسے ہر بات بتا دیتی بنا کسی ڈر کے۔۔ لیکن تکلیف دہ بات یہ کہ باپ ہوتے ہوئے بھی وہ اس سایہ سے محروم کر دی گئی تھی۔۔

لیکن اڑاؤ کے۔۔۔ آن نے اپنا منہ پھیر کر آنسو بے دردی سے صاف کئے۔۔

وہ نہیں چاہتی تھی کوئی اس کے آنسو دیکھ کر اسے کمزور سمجھے۔۔  
لیکن علیدان وہ شخص تھا جس کے سامنے وہ کنٹرول نہ کر سکی تھی۔۔

فون پھر سے بجا۔۔

لیکن آن نے نظر انداز کر دیا۔۔

علیدان نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"کیا حان حارث تم کو حراساں کر رہا ہے؟؟"

"کیا آپ جانتے ہیں۔۔؟ اسی کے کندھے سے سر ٹکائے وہ کسی معمول کی طرح آہستگی سے بولنا شروع ہوئی۔" میں نے انتھک محنت کی ہے۔۔ ہر ایک کا کہنا تھا میں ذہین ہوں اور پڑھائی کی قابلیت رکھتی ہوں،۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ فقط میں جانتی تھی۔۔۔۔۔ کہ یہ قابلیت کہاں سے آتی ہے۔۔۔۔۔ میں نے اس کے لئے پاگلوں کی طرح محنت کی ہے۔۔۔۔۔ وہ خاموش ہوئی۔۔

علیدان چپ چپ اسے سنتا گیا۔۔ جیسے اس کا درد محسوس کر رہا ہو۔۔۔

"جب لوگ کھیل کود کر رہے ہوتے۔۔ میں کام کرتی۔۔

آن نے گھری سانس بھری

جب لوگ آرام کر رہے ہوتے ہیں۔۔۔ میں سیکھ رہی ہوتی۔۔ کس وجہ سے میں اتنی سخت محنت کرتی تھی؟؟ صرف اسی لئے کہ مجھے امید تھی ایک دن میں اپنے خواب پالوں گی۔۔ لیکن آج۔۔۔ آج ان لوگوں نے میرے سارے خواب اپنے پیروں تلے روند دیئے۔۔ "آخری جملے کے ساتھ ہی چپکے سے آنسو بھی قطار بنا کر گال پر بہہ گئے۔۔ جو اس نے جلدی سے پونچھے۔۔

علیدان نے اسے زور سے بھینچا۔۔ جیسے اپنائیت اور محبت کا احساس اور شدت سے دینا چاہتا ہو۔۔ "کون تھے؟؟ کون تھے وہ؟؟ اس نے اپنے اندر کے غصہ پر بمشکل قابو پایا۔۔ کون تھے وہ لوگ جس نے اس کی آن کو حراسان کیا ہے؟؟

پرنسپل۔۔۔ پرنسپل نے اس عورت کو میری جگہ پر رکھا ہے۔۔ جس عورت نے مجھ سے میرا منگیتر تک چھین لیا۔۔

علیدان یہ سن کر حیران ہو گیا کہ جس شخص نے اس کی آن کو حراسان کرنے کی ہمت کی وہ کوئی اور نہیں بلکہ پرنسپل تھی۔۔

"اگر مجھے صرف اسی لئے ری پلیس کیا جاتا کہ میرے گریڈز کم ہوتے یا مجھ میں قابلیت ناکافی ہوتی تو۔۔۔ میں۔۔۔ میں مان لیتی۔۔۔ م م م مگر۔۔۔ موجودہ صورتحال میں۔۔ مجھے یہ قبول کرنا بھت۔۔۔

مشکل لگتا ہے۔۔ کیوں۔۔؟۔۔ کیوں امیر اور طاقت کے نشے میں چور لوگ دوسروں کے خواب اپنے پیروں تلے روند لیتے ہیں؟؟۔۔

بات پوری ہوتے ہی جیسے وہ ہوش میں آئی۔۔ اسے لگا وہ کتنی ہی دیر علیدان کے کندھے سے لگی اپنے دکھڑے سنائے جارہی ہے۔۔ وہ جلدی سے اس کی آغوش کے گرم حصار سے دور ہوئی۔۔ دو قدم کی دوری بنا کر کھڑی ہو گئی۔۔

علیدان نے اس کی یہ حرکت دیکھ کر حیرانی سے پوچھا:  
"کیا ہوا؟؟"

آن نے ایک گہری سانس لی۔۔ "میں یہ بھول گئی تھی علیدان شاہ۔۔ کہ آپ بھی ایک سرمایہ دار طبقہ سے تعلق رکھتے ہو۔۔ اگر آپ کبھی کبھار اس پرنسپل سے ملتے ہیں تو مطلب آپ کے ان سے تعلقات بہت اچھے ہونگے۔۔"

آن نے سر ہلایا۔۔ میں نے آپ کو اس کے بارے میں بتایا ہے۔۔ تو کیا آپ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ "میں مضحکہ خیز" ہوں؟؟

علیدان نے ابرو چڑھا کر اسے گھورا

"تم کہہ چکی۔۔۔؟؟ کیا تم دریا پار کرنے سے پہلے ہی پل کو برباد کر دینا چاہتی ہو؟؟" جو بھی سب سے پہلے تم کو تسلی دے گا تم اس سے ایسے پوچھو گی؟؟

سوری۔۔۔ یہ میرا مسئلہ ہے۔۔۔ میں آپ کے لئے ایسا نہیں سمجھتی۔۔۔ میں صرف۔۔۔ میں تو۔۔۔ صرف۔۔۔ آن نے لمحہ بھر سانس لی۔۔۔ "بھول جائیں۔۔۔ بھول جائیں۔۔۔ میں ابھی کسی موڈ میں نہیں۔۔۔ میں بات نہیں کر سکتی۔۔۔ علیدان شاہ۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ۔۔۔ جاسکتے ہیں۔۔۔ وہ مڑ کر اپنے گھر جانے لگی  
علیدان نے بڑھ کر پھر سے گلے لگالیا۔۔۔

"آن۔۔۔ میں ہمیشہ سمجھتا تھا۔۔۔ تم بہت ذہین ہو۔۔۔ لیکن آج مجھے لگا۔۔۔ کہ نہیں۔۔۔ تم نہیں ہو۔۔۔"

"یہاں تک کہ تم اپنے سامنے موجود موقع سے فائدہ اٹھانا بھی نہیں جانتی"

آن نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے نا سمجھی سے دیکھا

علیدان شاہ اسے بغور تنکے لگا۔۔۔ اگر اس کی جگہ کوئی عام عورت ہوتی تو اس وقت اس سے مدد مانگ رہی ہوتی۔۔۔"

لیکن وہ اس سے اب بھی ایسے برتاو کر رہی تھی جیسے وہ بھی اس کے دشمنوں کے ساتھ ہو۔  
وہ اس کے ذہن کو اندر سے جاننا چاہتا تھا کہ اس میں کیا ہے؟؟

"میرے خیال سے تم پڑھائی کو لے کر اعصابی ہو چکی ہو۔۔۔ یہ کیوں نہیں سوچا۔۔۔ کہ میں تمہاری مدد  
بھی تو کر سکتا ہوں؟؟ یہ مت بھولو۔۔۔ کہ میں اب بھی بطور قرض "احسان" کر سکتا ہوں"

آن کو ایسا لگا جیسے یہ الفاظ بھت دلکش ہوں۔۔۔

جب کہ وہ اپنے دل میں یہ سمجھ رہی تھی کہ ان دونوں کے مابین سارے رشتے ختم ہو چکے ہیں۔

آن اس وقت اپنے کمرے میں دونوں بازو میں سر دیئے بیٹھی تھی۔۔۔ کچھ دیر پہلے کی علیدان کی باتیں  
اس کے ذہن کے کواڑوں پر مسلسل کوڑے کی طرح برس رہی تھیں۔۔۔

"تم اسی لئے امیر لوگوں سے نفرت کرتی ہو نا کہ تمہارا تعلق اعوان خاندان سے ہے؟؟"

آن یہ سن کر شاکڈ رہ گئی آنکھیں جیسے حیرت کی زیادتی سے پھٹ گئی ہوں۔

اتنے عرصہ بعد علیدان نے آج ہی یہ بات کیوں کی؟؟

"کیوں کہ تم ڈرتی ہو کہیں تمہاری پہچان "اعوان کی ناجائز بیٹی" کے طور پر ظاہر نہ ہو جائے" علیدان نے واقعی تاک کر تیر مارا تھا۔ وہ بلبلا بھی نہ سکی۔۔

"کیا آپ نے میرے پیچھے انویسٹیگٹ کروائی ہے؟؟"

"میں نے انویسٹیگٹ کروائی لیکن تھوڑی سی" علیدان نے انگوٹھے اور انگلی کو ملا کر "تھوڑی" کی وضاحت دی۔۔

آپ۔۔ آپ۔۔ کیوں کیا؟؟ کیوں کیا آپ نے ایسا۔۔؟ کیا حق تھا آپ کو؟  
وہ جیسے صدمے سے چینخی

کیوں کہ تم بہت راز رکھتی تھی۔۔ مجھے تھوڑا سا۔۔ تجسس ہوا تھا۔۔ علیدان لب بھینچ کر مسکرایا۔۔

"بس۔۔ بس علیدان شاہ۔۔ بہت ہو گیا۔۔"

وہ غم و غصہ سے ہاتھ اٹھا کر چلائی۔۔

یہ کہتے ہی وہ بھاگتی ہوئی اپنی بلڈنگ میں داخل ہوئی۔ علیدان بھی اس کے پیچھے دوڑا۔ اور دروازہ پر ہی اسے جالیا۔ "تمہاری زندگی میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے پھر تم نے کیوں چھپایا آن؟؟"

آن نے اسے پیچھے دھکیل کر دروازہ بند کرنا چاہا۔ لیکن اس جیسے مضبوط شخص کو تھوڑا سا بھی پرے نہ کر سکی۔

"میرے پیچھے مت آئیں علیدان شاہ۔۔ میں بالکل بھی پسند نہیں کرتی کوئی میری "زاتیات میں دخل اندازی کرے، جس سے مجھے نفرت ہے"

آپ کو پتا ہے۔۔ میں آپ جیسے لوگوں سے نفرت کیوں کرتی ہوں؟ وہ سوالیہ ہوئی۔۔ کیونکہ آپ لوگ ہم جیسوں کے قریب آکر ان کا مذاق بنادیتے ہیں۔۔

اس نے ایک سرد نظر علیدان پر ڈالی اور دروازہ اس کے منہ پر بند کر دیا۔ پھر دروازے سے ہی ٹیک لگا کر وہیں آہستہ آہستہ۔۔ نیچے بیٹھ گئی اور اپنے بازوؤں کا اپنی ٹانگوں کے گرد حصار کر کے سر اس میں چھپالیا۔ وہ رونا چاہتی تھی۔۔ شدید رونا چاہتی تھی لیکن اپنی تنہائی میں۔۔

باہر علیدان تو مانو۔۔ فریز ہو گیا ہو۔۔ وہیں کھڑا رہ گیا۔ اس کے پاس واقعی اب کہنے کو کچھ نہیں بچا تھا۔۔

وہ اس پر ہنسا نہیں تھا۔۔ نہ وہ ایسا کر سکتا تھا۔۔

علیدان نے دروازہ کھٹکایا۔ لیکن جب کوئی جواب نہ ملا تو:

"آن میں جانتا ہوں۔۔ تم سن رہی ہو۔ میں نے کیا کہا؟ جو بھی کہا تھا اس کا مطلب صرف یہ تھا کہ میں یہ سچائی پہلے سے ہی جانتا ہوں، اعوان فیملی کی وجہ سے مجھے اگنور کرنا بند کرو آن۔۔ جن لوگوں کو تم پسند نہیں کرتی۔۔ میں بھی ان لوگوں سے نفرت کرتا ہوں"

دروازے کے دوسری جانب دیکھو تو آن نیچے دروازے سے ٹیک لگائے اپنا منہ بازوؤں میں چھپائے ہوئے تھی۔۔ جسم کی لرزش اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ رو رہی ہے۔۔ کافی دیر بعد آن نے سوچا وہ جاچکا ہے۔۔ لیکن کچھ دیر بعد۔۔ پھر سے دروازہ ناک کیا گیا۔۔

"آن۔۔ میں نے جو کہا، اسے یاد رکھنا۔۔ جب بھی تم کو میری ضرورت پڑے مجھے اپنے قریب پاؤ گی"

اس کے بعد باہر موت جیسا سناٹا چھا گیا۔۔  
آن نے سوچا "اس بار وہ واقعی بھی چلا گیا ہے"

افواہیں کہتی تھیں "علیدان شاہ" سنگ دل شخص ہے۔  
لیکن آن کی اپنی ذاتی رائے کے مطابق "وہ بالکل بھی برا شخص نہیں تھا"

کسی کسی وقت وہ بھت ہی نرم دل شخص لگتا تھا۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ "وہ ایک اچھا انسان ہے۔۔۔ آن کی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ" اس کے قریب جائے"

آفر آل۔۔۔ اس کی ماں کا سبق اس کے سامنے تھا۔

اسے وہ طوفانی رات میں وہ خونی منظر نہیں بھولتا تھا۔۔۔ جب آن باتھ روم کا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔

آن نے بے اختیار وہ لمحہ یاد آتے ہی اپنا منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر کے اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹا۔ اس وقت اس کی فون کی بیل بجنے لگی۔۔۔

آن نے زمین پر پڑے سیل پرنگاہ کی جہاں۔۔۔ "ہیڈ ماسٹر کا پاگل بیٹا" کے نام سے نمبر چمک رہا تھا۔۔۔

آن نے گہری سانس لی اور فون اٹھالیا۔

ٹھیک دوسری طرف حان کی پریشان آواز سنائی دی۔

"آن مجھے بالکل نہیں معلوم تھا کہ تم کو ری پلیس کیا گیا ہے" میں بالکل۔۔۔ بالکل بھی نہیں جانتا

تھا۔۔۔ کہ یہ سب کرنے والی میری "مام" ہیں۔

تم اس وقت کہاں ہو؟ کیا ہم مل سکتے ہیں؟"

آن نے ایک گہری سانس بھر کر خود کو پرسکون کیا۔۔ "ٹھیک ہے تم حنیم حیدر کو بھی لے آؤ۔ میں "کیفے ان" میں ملتی ہوں۔ یہ یاد رکھنا اگر تم حنیم حیدر کو باہر نہیں لائے تو میں ایک لفظ بھی تم کو نہیں کہوں گی۔"

جیسے ہی "کیفے ان" پہنچی۔ حان حارث اس کو دیکھ کر اپنی سیٹ سے کھڑا ہو گیا۔  
حنیم جو حان کے ساتھ کیفے میں آکر خوش فہم ہو رہی تھی۔ آن کو دیکھ کر شدید غصہ سے مٹھیاں  
بھینچ لیں۔۔

"ڈام اٹ۔۔ یہ عورت یہاں بھی آگئی؟"  
حان حارث بالکل بھی حیران نہیں ہوا، اس کا مطلب تھا دونوں میں یہ ملاقات پہلے سے طے پائی  
تھی۔

"میں آج سے پہلے بالکل بھی نہیں جانتی تھی کہ بنا کسی کنیکشن کے بھی کسی آدمی کو اشاروں پر نچایا  
جاسکتا ہے۔"

آن نے حنیم کو گھورتے چھتے لہجے میں کہا۔

حنیم نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔۔ پھر حان کو  
"کس بارے میں کہہ رہی ہو؟" وہ معصوم بنی۔

"آج پرنسپل نے مجھے بتایا کہ تم نے ان سے گزارش کی ہے میری جگہ ریپلیس کرنے کی۔"

"میں نے نہیں کی۔" حنیم نے سرنفی میں ہلایا۔۔

"اس کا مطلب پرنسپل جھوٹی ہے؟" آن نے حیرت سے آنکھیں بڑی کیں۔

"انہوں نے مجھ سے مستقبل کا پلان پوچھا تھا میں نے صرف خواہش ظاہر کی کہ یہیں یونی میں رہنا  
چاہتی یوں۔۔ مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ تم کو ری پلیس کر دے گی۔"

تو پھر تم نے یہ ہمت کیوں کی میرے اصولوں سے ٹکرانے کی؟"

آن نے پرسکون انداز میں اسے دیکھا۔۔

حنیم نے مٹھیاں بھیجنے لیں۔۔۔ حان حادثہ نے اسے حیرت و غصہ بھرے تاثرات سے گھورا۔

"تو یہ تم تھی جس نے مسئلہ بنایا ہے؟"

"مجھ پر یقین کرو حان۔۔ میں نے ایسا نہیں کیا۔"

پھر وہ غصہ سے آن کے طرف مڑی

"تم ایسا کیوں کر رہی آن؟ اب جب کہ حان اور میرے درمیاں سب ٹھیک ہو رہا تو۔۔ تم بچ میں

اختلافات کیوں پیدا کر رہی؟"

"یہاں تم غلطی پر ہو۔۔۔ تم ایک حد سے۔۔ زیادہ لالچی عورت ہو۔۔۔ نہ صرف۔۔ تم نے۔۔ حان کو

مجھ سے۔۔ چھینا۔۔۔ بلکہ۔۔ میری نوکری بھی ہتھیالی۔۔ میں بھی تم کو کوئی حق نہیں دوں گی کہ

یہ آدمی تمہارے پاس رہے۔۔۔"

یہ کہتے ہی آن نے حان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ کر اٹھایا۔۔

"کیا تم میرے ساتھ مووی دیکھنے چل سکتے ہو؟"

حان حارث بنا کچھ کہے۔۔ بخوشی اٹھا اور دونوں تقریباً کیفے سے باہر نکل آئے۔۔ پیچھے سے حنیم بھاگتی آئی۔

"آن تم ایسا نہیں کر سکتی" یہ میرے بچے کا باپ بننے والا ہے۔۔۔ تم اسے یوں نہیں لے جاسکتی۔۔۔  
میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔" وہ چینیختی پیچھے آئی تھی۔  
اس نے حان کا ہاتھ پکڑا۔۔

"تم واقعی بہت عجیب عورت ہو۔۔ ایک چور۔۔ سپاہی کو پکڑتے چینیخ رہا۔۔ واہ۔۔۔۔۔  
"واقعی تم سے بہتر اداکار کوئی نہیں ہو سکتا۔۔ مت بھولو کہ کس کے سامنے کھڑی ہو؟"  
یہ کہہ کر آن نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پرے کیا۔۔ جب کہ یہ اتنا زور سے نہیں تھا۔۔ لیکن پیچھے سے  
حنیم نے کیفے کی سیڑھیوں سے خود کو جان بوجھ کر گرالیا۔۔ ایک چینیخ تھی جس کو سن کر حان  
حارث آن سے ہاتھ چھڑا کر حنیم کے طرف بھاگا۔۔ کچھ بھی تھا وہ اس کے بچے کی ماں بننے والی  
تھی۔

حنیم نیچے گری چینیخ رہی تھی۔۔ اور فرش پر خون ہی خون پھیل گیا تھا۔۔  
آن تو دنگ رہ گئی۔۔ بے اختیار دل پر ہاتھ گیا۔۔ اس نے بالکل بھی اسے دھکا نہیں دیا تھا صرف  
ہاتھ پرے کیا تھا۔۔ پھر۔۔؟ یہ سب۔۔؟ وہ شاک میں تھی۔  
حان نے بھاگ کر اسے اٹھایا۔۔

"حان ہمارا بچہ۔۔ آہ۔۔ حان مجھے درد ہو رہا۔۔ آہ۔۔ اس نے۔۔ اس نے۔۔ جان کر دھکا۔۔ دیا۔۔  
آہ۔۔ حان ہمارا بچہ۔۔"  
حان حارث نے غصہ سے آن کو دیکھا۔

"تم نے اسے دھکا دیا آن عصمت"

وہ چیخا۔۔

"آن دنگ ہوئی۔۔ یہ وہ حان حارث تو نہیں تھا جس نے ہمیشہ اس سے محبت سے بات کی تھی۔۔ آج کسی اور کے لئے اس پر بے یقین تھا۔۔ اور چیخ رہا تھا۔۔

حان نے جلدی سے حنیم کو بازوؤں میں اٹھایا۔ اور باہر بھاگا۔۔

پیچھے آن کا ذہن جیسے دز میں دھندھلا گیا۔۔

"اس نے بالکل بھی حنیم کو دھکا نہیں دیا تھا۔۔ نہ وہ ایسا کر سکتی تھی۔۔

"ہاں۔۔۔! وہ یہاں اس سے بدلہ لینے ضرور آئی تھی لیکن۔۔ اس قدر ظالم نہیں ہو سکتی کہ اس کو مارنے کی ہی کوشش کرے۔ آن نے زمین پر پھیلا خون دیکھ کر بے اختیار اپنے دل پر ہاتھ رکھ دیا،

"کیا کوئی ماں اس قدر بھی ظالم ہو سکتی ہے؟ کہ اپنے ہی بچے کو۔۔۔۔؟ اس سے زیادہ وہ سوچ نہ سکی۔۔

ایک گھری سانس لے کر۔۔ ٹیکسی کی۔۔ اپنے گھر آئی۔۔ فریش ہو کر دو گھنٹے بعد اسپتال کے طرف ان کے پیچھے روانی ہوئی۔

حان اس کے بیڈ کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔

آن کو دیکھ کر حنیم کا ناک پھر شروع ہو گیا:

"کیوں آن کیوں کیا؟؟ تم کو میرے سے دشمنی تھی تم مجھے کہتی۔۔ میرے بچے نے کیا قصور کیا؟، تم نے اسے دنیا میں آنے سے پہلے ہی۔۔۔ وہ سسکی بات ادھوری چھوڑ کر منہ ڈھانپ کر رونے لگی۔۔ آن دنگ سی دروازے پر کھڑی بس اسے دیکھتی رہی۔

آن کو دیکھ کر حان غصہ سے اس کے پاس آیا: "تم یہاں سے جاسکتی ہو،"

آن نے اسے سرد نظروں سے دیکھا۔۔ پھر حنیم کے بستر کے قریب آکر پھولوں کا بکے اسکے پاس رکھا۔۔

"چینخنا بند کرو۔۔ میں یہاں تم سے بحث کرنے نہیں آئی"

حنیم مسلسل جھوٹے آنسو بہائے جارہی تھی۔۔

آن نے حان کو دیکھا۔۔ "میں حنیم سے اکیلے میں بات کرنا چاہتی ہوں، کیا تم تھوڑی دیر باہر جاسکتے ہو؟

"یہ جس حالت میں ہے ابھی۔۔۔" حان نے انکار کرنا چاہا۔۔ لیکن آن نے اسے روکا۔۔

"کس بات کا ڈر ہے تمہیں؟ کیا میں اسے کھا جاؤں گی؟  
آن نے مڑ کر اسے دیکھا اس کی آنکھوں میں نمی تھی  
"کیا تمہاری نظر میں، میں "ڈائن" ہوں؟"

حان دنگ ہوا۔ پھر بولا تو لہجے میں حنیم کے لئے کیتر صاف ظاہر تھی۔

"اسے مشتعل مت کرنا ڈاکٹر نے حالت نازک بتائی ہے"

حان کہہ کر باہر نکل گیا۔

جب دروازہ بند ہوا۔

آن اس کے طرف مڑی آنسو اس کی آنکھوں سے پھلکنے کو بیتاب تھے۔  
"تم ایسا کیوں کر رہی ہو؟"

"میں سمجھی نہیں تم کس بارے میں بات کر رہی ہو؟"

حنیم کا لہجہ جانتے بوجھتے بھی معصوم ہوا۔

"میں نے تم کو بالکل دھکا نہیں دیا تھا، یہ تم بھی اچھی طرح سے جانتی ہو حنیم۔۔ کیوں کیا پھر؟۔۔ کس مقصد سے؟؟۔۔ آن نے دانت پیسے۔  
جواباً حنیم نے بھی دانت پیسے اور اسے گھور کر کہا:  
"آن عصمت تم مجھ سے نہیں جیت سکتی، حان حارث میرا ہے" آخر بلی تھیلی سے باہر آگئی۔۔  
آن دنگ ہوئی۔

"صرف حان کو حاصل کرنے کے لئے تمہارا یہ طریقہ بہت ہی گھٹیا تھا۔۔ تم نے ایک بار بھی یہ نہ سوچا۔۔ کہ بچے کی جان بھی جاسکتی ہے؟"

آن حیران ہی تو تھی۔۔ بھلا کہاں دیکھی تھیں اس نے حنیم جیسی مائیں، جو اپنے مفاد کے لئے اپنی ہی کو کھ برباد کر دیں۔

"اصل میں یہ بچہ رحمت بالکل نہیں تھا۔ حان خود بھی اس بچے کے خلاف تھا۔۔ پرنسپل خود یہ چاہ رہی تھیں کہ میں اس بچے کو ختم کر دوں۔ تب ہی مجھے بہتر مستقبل مل سکتا ہے۔ اور تمہارا شکریہ کہ تم نے یہ موقع جلد ہی فراہم کر دیا۔۔ تم نہ مانو۔ لیکن۔۔" تم اس بچے کی قاتل ہی کہلائی جاو گی۔  
تم نے حان حارث کے پہلے بچے کو مار ڈالا "ہا ہا۔۔ وہ ہنسنے لگی۔۔  
آن کے دل کو کچھ ہوا۔۔

اسے اس بے گناہ بچے کا درد اپنے دل میں محسوس ہو رہا تھا۔  
"کیا تمہارا دل اتنا سخت ہے کہ اپنے بچے کے مرنے پر بھی دکھی نہیں؟"

آن کو دکھ اور تاسف ہوا

"کچھ بھی ہو میں نے اپنا مقصد تو حاصل کر لیا نا" ہا ہا۔

"آن عصمت میں نے تم سے چار سال تک شدید نفرت کی ہے اور اسی نفرت کے سبب سے ہی  
حان حارث کو حاصل کرنے کے لئے اپنے بچے تک کی جان لی۔"  
وہ ہنسی۔۔ عجیب سائیکو تھی یہ لڑکی۔

آن کو تکلیف ہوئی لیکن اس کی سنگدلی پر۔۔

"مجھے حیرت ہے۔۔ کہ ایک

ہی روم میں چار سال تک رہنے کے باوجود بھی۔۔ میں تمہاری نفرت نہ جان سکی۔۔ صرف ایک  
شخص کو حاصل کرنے کے لئے۔۔ تم نے اپنا بچہ مار دیا۔۔ افسوس!! مجھے تم پر افسوس ہے۔۔ حان یہ  
جان کر کیا کرے گا؟ یہ سوچو۔۔ جب تو میں پھر بھی حاصل کر لوں گی" یہ کہتے ہی وہ روم سے نکلتی  
چلی گئی۔

حنیم اپنے قہقہے نہ روک پائی۔۔

باہر حان اسے دیکھ کر قریب آیا۔

"آن میں جانتا ہوں تم نے یہ جان کر نہیں کیا تھا۔ تم اس وقت غصہ میں تھی۔ لیکن تم کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔۔"

آن نے اپنی قمیص کی جیب سے ریکارڈر پین نکالا اور اس کے سامنے چلا دیا۔۔ حان نا سمجھی سے اسے دیکھے گیا۔ لیکن پھر جوں جوں ریکارڈنگ سنتا گیا اس کے چہرے کے تاثرات سخت ہوتے گئے۔۔ آنکھیں غصہ سے لہو چھلکانے لگیں۔۔ حان نے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔ اور غصہ سے حنیم کے روم کا دروازہ کھول کر داخل ہو گیا۔۔

یہ ریکارڈنگ حنیم اور آن عصمت کی کچھ دیر پہلے کی گفتگو پر مبنی تھی۔۔ سچ بحال سامنے آ گیا تھا۔

حان میرا بچہ مجھے چھوڑ گیا۔۔ کیا اب تم مجھے چھوڑ دو گے؟؟" حان جیسے ہی حنیم کے بستر کے قریب آیا۔۔ حنیم اسے دیکھتے ہیں شروع ہو گئی۔۔ آنسوؤں کا کھیل پھر سے شروع ہو گیا۔

"بند کرو یہ نائک۔۔" حان دھاڑا تھا۔ اس کی دھاڑ سن کر اب کے حنیم نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا جہاں پہلی سی اپنائیت کے بجائے۔ نفرت اور حقارت صاف ظاہر تھی۔

"میں تمہارا سارا کھیل جان چکا ہوں" دانت پیسے۔

حنیم دنگ ہوئی۔۔

"یہ بات تو صرف اس کے اور آن عصمت کے بیچ کا راز تھی۔ دروازہ بھی بیڈ سے اتنا دوری پر ضرور تھا کہ باہر آواز نہ جاسکتی۔۔ نہ ہی وہ دونوں تیز بول رہی تھیں۔۔ پھر۔۔۔؟"

"آج سے۔۔ اور ابھی سے۔۔ میری زندگی سے دفع ہو جاؤ"

وہ دھاڑا تھا شدید غیض سے حان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ بس نہیں چل رہا تھا وہ اس کا قتل ہی کر دے۔۔ کیا وی صرف استعمال ہو رہا ہے؟؟ کیوں؟؟

"میں تمہارا مکروہ چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا۔۔ میرے لئے قابل نفرت ہو تم۔۔"

حان حارث مڑا اور ہاتھ سے ٹیبل پر پڑی میڈیسن گراتا دروازہ زور سے بند کرتا نکلتا گیا۔

ٹیکسی میں جاتی آن ایک لمحہ علیدان کا نمبر ملاتے ہچکچائی کہ "فون کرے یا نہ کرے؟"

"میں ہوں آن عصمت"

کال اٹھاتے ہی آن نے نام بتایا۔۔

دوسرے طرف علیدان مسکرایا۔۔

"جانتا ہوں۔" علیدان نے پرسکون لہجے میں کہا۔ "آج کا دن واقعی یادگار ہے۔ تم نے پہلی بار مجھے کال کی ہے۔ کیسی ہو؟۔ اب بھی ناراض ہو؟۔"

کافی دیر خاموش رہنے کے بعد۔۔ آخر آن نے ہچکچا کر پہل کی۔

"کیا آپ مجھ پر ایک اور احسان کر سکتے ہیں؟"

علیدان مسکرا دیا: "کیوں نہیں؟ کیا تم لینا چاہتی ہو؟"

تو بالآخر۔۔ مچھلی نے چارا نگل لیا۔

میں نے سوچا ہے "مجھے بحیثیت استاد" کے اپنی قابلیت دوبارہ حاصل کرنی چاہئے" کیا آپ مدد کر سکتے

ہیں؟"

"کیوں نہیں۔۔ میں چاہوں گا کہ تم کسی بھی تکلیف سے بچ سکو۔ رات کے کھانے پر مدعو کرو تاکہ ڈیل کر سکیں "کیسا؟؟"

بنا کسی ہچکچاہٹ کے اب کے بار آن نے سر ہلادیا۔  
"ٹھیک ہے۔۔ کیا کھانا پسند کریں گے؟"

"کیا کھانا پسند کریں گے؟ کیا تم کسی خاص ریسٹورنٹ میں نہیں لے جاسکتی؟" علیدان نے اچھنبے سے پوچھا۔

"میں کم ہی جاتی ہوں۔ اکثر خود ہی پکالیتی ہوں" آن نے نرمی سے کہا۔

علیدان نے ابرو چڑھائیں۔۔  
کیا تم کلنگ جانتی ہو؟

"ہممم۔۔ آن نے مختصر کہا

علیدان پیارا سا مسکرایا۔

"تو پھر جا کر سبزیاں خرید لاو۔ میں رات کا کھانا تمہارے گھر کھائوں گا۔

آن تھوڑا ہچکچائی

"لیکن۔۔ میری پکائی ڈشز شاید آپ کی خواہش کے مطابق نہ ہوں؟"

"یہ تم بنا جانے کیسے کہہ سکتی ہو؟ میں ابھی ایک میٹنگ میں ہوں۔۔ اسی لئے کال بند کرتا ہوں۔۔ وی

ول میٹ ایٹ ڈنر۔۔ بائے۔

آن نے سانس بھر کر سیل آف کیا۔۔ اور ڈرائیور سے کہا "گاڑی مارکیٹ کے سامنے روکنے گا۔"

.....

شام 7 بجے علیدان اس کے دروازے پر موجود تھا۔

آن نے دروازہ کھول کر ویلکم کیا۔۔ اندر قدم دھرتے ہی مختلف خوشبوؤں نے استقبال کیا تھا۔۔

"کیا پکار رہی ہو؟ خوشبو تو بڑی زبردست آرہی ہے۔" علیدان نے فضا میں پھیلی خوشبو سونگھتے کہا۔

آن دھیمسا مسکرائی:

"میں نے آپ کے لئے چکن قورمہ بنایا ہے"

اوہ۔۔ کیا تم مجھے موٹا کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہو؟ ابرو اچکا کر اس کے چہرے کو نظروں میں بھرا۔

آن شرمسار ہو گئی۔

"آپ جاکر ہاتھ دھویئے۔ میں کھانا لگاتی ہوں۔

اسے کہتی خود کچن میں چلی گئی۔

علیدان ہاتھ واش کر کے ٹیبل پر کرسی کھسکا کر بیٹھ گیا۔

اس نے کبھی اس طرح گھریلو ڈشز۔۔ گھریلو انداز میں سچی ٹیبل نہیں دیکھی تھی۔

چکن قورمہ۔ فرائیڈ رائس۔ مکس و جیٹبل ڈش۔ شامی کباب۔ رائتہ۔ روٹی،۔۔ سلاد۔ فروٹ

ٹرائفل۔۔ چکن سوپ کے ساتھ اور بیج جوس کا جگ۔

ٹیبل فل ہو گئی تھی۔۔

آن نے اس کی پلیٹ میں کھانا سرو کیا۔ خود بھی دوسری طرف بیٹھ گئی۔

"تم نے اتنا کچھ تو بنالیا۔۔ لیکن وائٹ نہیں رکھی۔؟"

"اوہ۔۔ کیا مجھے اب خریدنی چاہئے؟ آن شرمندگی سے بولی۔

"اٹز اوکے۔۔ ابھی بھول جاو۔۔ لیکن آئندہ یاد رکھنا جب میری دعوت کرو" وہ آرام سے بولا۔

آن چپکے سے بیٹھ گئی۔۔ "کیا وہ آئندہ بھی وقت چاہتا ہے؟"

علیدان جیسے جیسے کھانا کھا رہا تھا۔۔ سر بھی ہلاتا جا رہا تھا۔۔ ہممم۔۔ بیس۔۔ تمہاری کھانا پکانے کی مہارت مان گیا۔۔

آفٹر آل یہ سب آپ کی خواہش سے میل نہیں کھاتا۔۔ "آن کو یاد آیا۔۔ آخری بار اس نے اس کی انسٹینٹ کافی منہ بنا کر پی تھی۔

"میں پہلے حیران ضرور ہوا لیکن اب نہیں تمہارا بنا ہوا یہ چکن قورمہ تو بالکل کسی ریسٹورانٹ کے ٹیسٹ جیسا ہے۔۔ علیدان نے دل کھول کر تعریف کی۔۔ یہ پہلی بار تھا کہ کسی عورت نے اس کے لیے اپنے ہاتھوں سے کھانا بنایا تھا۔۔

"نہیں۔۔ بلکہ یہ کسی ریسٹورانٹ سے بھی زیادہ مزیدار ہے۔۔ کیا تم کو یقین ہے؟ یہ تم نے خود بنایا ہے؟، علیدان نے اسے چڑایا۔۔

"ایسا لگتا ہے تم یہ باہر سے خرید لائی ہو۔ درست؟؟؟  
آن بے اختیار کھکھلائی۔۔

کیا میں آپ کو ایسی لگتی ہوں؟؟؟

علیدان نے بھت پیار سے اسے کھل کھلاتا دیکھا۔۔

وہ دن بدن خود کو اس کے سحر میں جکڑا محسوس کر رہا تھا۔ دن بدن وہ اسے اپنے قریب اور بے حد قریب لگتی جا رہی تھی۔ کیا اب اس سے دوری بنا سکتا؟؟ کیا وہ اس سے دور جاسکتا؟؟ کبھی نہیں ناممکن تھا۔

وہ دل ہی دل میں حساب کتاب کرتا جا رہا تھا۔ دونوں کی نظریں ملیں تھیں اور وہیں جم گئی تھیں۔ دھڑکنوں نے بھت پیارا سا راگ الاپا تھا۔ ایک دوسرے سے مل کر جیسے ماحول میں فسون سا بکھیرا تھا۔

.....

صبح آن کی آنکھ مسلسل ہونے والی کال پر بمشکل کھلی تھی۔

شنا حمزہ اسے صبح ساڑھے آٹھ بجے فون کیا تھا آن رات کو علیدا ان کو رخصت کرنے کے بعد الارم آف کر کے سوئی تھی۔

آن حیران ہوئی 10 بجے سے پہلے نہ اٹھنے والی شنا حمزہ اسے ساڑھے آٹھ بجے فون کر رہی تھی۔ اوہ مائے گاڈ۔ کیا سورج کیا سورج آج شمال سے طلوع ہوا ہے؟

فون اٹھاتے ہی شنا حمزہ کی چہکتی پر جوش آواز سنائی دی۔

"حنیم حیدر کی اسکول میں رہنے کی کوالیفیکیشن کینسل ہوگئی۔ اب تم کو ہی پہلی جگہ رکھ لیا گیا ہے یہ ایکسپلینشن انتظامیہ کے طرف سے نوٹس بورڈ پر لگائی گئی ہے۔ جس کے مطابق کو غلط فہمی ہوگئی تھی۔" میں تو حیران ہوں یہ رات بیچ میں کون سا طوفان آگیا۔ یا حنیم حیدر کو موت آگئی کیا۔ کچھ

بھی ہو۔۔ ڈام اٹ۔ آئی ایم سو ھیپی فاریو " ثنا کی مسکراتی کھکھلاتی آواز سن کر آن کو لگا اس کے دل کی زمیں پر کسی نے ٹھنڈی پھوار برسائی ہو۔۔  
وہ جانتی تھی۔۔ کہ یہ سب علیدان کی وجہ سے ہوا ہے۔۔ کچھ بھی ہو اس شخص نے اسے اپنا احسان مند کر لیا تھا۔

آن مسکرا دی۔۔ اٹھ کر ایک ہاتھ سے اپنے کھلے لمبے بالوں کا راف سا جوڑا بنایا۔۔  
دوسری طرف ثنا حمزہ اسے کہہ رہی تھی  
"اب سوچو اس خوشی میں مجھے لہج کہاں کروا رہی ہو،  
آخر آج اتنی بڑی خوشی کی خبر سنائی ہے۔۔ اب تو تم مطمئن ہونا۔"  
آن مطمئن سا مسکرائی۔

"جہاں دل چاہے لہج کے لئے چلنا۔ جو دل چاہے منگوالینا۔ بھلی وہ مہنگا ہی کیوں نہ ہو۔" آن دریا دل ہوئی۔

او ہو۔۔ یہ تم ہونا۔۔ آن۔۔ وہ چیخنی۔۔ اتنی امیر کب سے ہو گئی یار۔۔ وہ بے یقین ہوئی۔  
"ہمم۔۔ جب سے یہ خوشی کی خبر سنی ہے۔ ہا ہا۔۔ وہ دل سے ہنسی۔

او کے پھر دس بجے اسکول گیٹ پر ملتے ہیں۔ ڈن۔؟

ثنا کی کال کاٹ کر۔۔ آن نے ہونٹ دانتوں میں دبائے۔۔ پل کو سوچا اور علیدان کو کال ملائی  
دوسری طرف علیدان کی سست سی آواز آئی۔

"ہیس۔"

"اڑمی "آن منمنائی۔۔"

"جانتا ہوں " وہ دھیرے سے گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔۔"

"کیا آپ مصروف ہیں؟" آن نے اس کے لہجے سے اندازہ لگایا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔ تم کیوں اتنے سویر جاگی ہو۔۔ کیا تم نے رات نہیں کہا تھا کہ دن تک سوو گی؟  
علیدان کی یہ بات سن کر میٹنگ روم میں سناٹا چھا گیا۔"

لاست نائیٹ؟؟

سب کے منہ کھل گئے۔

کیا ان کا سی ای او محبت میں پڑ گیا ہے؟

ہر ایک کے ذہن میں اسوقت یہی سوچ تھی علیدان شاہ جو ہر وقت اکڑو رہتا تھا۔ آج فون پر اتنا نرم  
بات کر رہا۔

"کس نے بنایا اس کو اتنا نرم خو؟

سب کو تجسس لگ گیا۔

ان کا دل کیا فون کے دوسرے طرف کی شخصیت کو سلامی پیش کریں جس وجہ سے علیدان شاہ جیسا  
کھڑوس شخص نرم خو بن گیا ہے۔

"متمم یہ میرا اپنا ذاتی فیصلہ تھا۔ لیکن ابھی میری دوست نے فون کر کے اٹھا دیا مجھے۔۔ آن نے منہ بنایا۔۔

اچھا۔۔ کیا کہہ رہی تھی؟

ایکچو نکلی مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا ہے۔۔ اسکول نے مجھے دوبارہ سے پہلی جگہ پر رکھا ہے۔ یہ سب آپ کی وجہ سے ممکن ہو سکا ہے۔۔ بہت بہت شکریہ علیدان شاہ " وہ شکر گزار ہوئی۔

علیدان مسکرا دیا۔

میں نے پہلے بھی کہا تھا اب بھی کہتا ہوں۔۔ مجھے تم سے "لفظی شکریہ" بالکل نہیں چاہیے۔ تم کو شکریہ کہنے کا دوسرا طریقہ ڈھونڈنا چاہئے "

"کون سا طریقہ؟" آن بھولپن سے بولی

علیدان کرسی سے اٹھا اور میٹنگ روم میں موجود افراد کو نظر انداز کرتا ہوا باہر نکل آیا۔  
"مثال کے طور پر۔۔" میری می۔۔

آن کے گال شرم سے دہکے تھے۔۔ "اگر آپ نے مذاق ہی کرنا ہے تو۔۔ میں فون رکھتی ہوں۔" لب بھینچ لیئے۔

"میں واقعی میں فون رکھنے لگی ہوں۔۔" آن نے پیاری سی دھمکی دی تھی۔

"پھر میرے ساتھ لنچ پر چلنا پڑے گا" علیدان پیارا سا دھیما سا مسکرایا۔۔

"او۔۔ ہوں۔۔ آج نہیں۔۔ آج میری فرینڈ کے ساتھ لنچ طے ہے۔" آن مدھم سا مسکرائی تھی۔

"تو پھر رات؟" علیدان نے بھنویں اچکائیں۔

..Nope"

رات کو کچھ"

اسٹوڈنٹس کو سیپلیمینٹری لیسن کی تیاری کروانی ہے آٹھ تو بج جائیں گے"

"جب تم خود ہی میرے سے مخلص نہیں ہو تو پھر کیسے شکریہ کہتی ہو؟ علیدان نے بھنویں کھینچ لی۔

"کل دن کو کیسا رہے گا" آن نے جلدی سے الجھن کا حل تلاش کر لیا۔

"ناٹ بیڈ۔۔ علیدان مسکرا دیا۔۔ وہ اسے انکار نہیں کر سکتا تھا۔۔ تبھی یہ بات مان لی۔

اوکے۔۔ دین بائے۔۔

فون رکھ کر آن نے کھڑکی سے باہر نظر کی۔ جہاں گھرے بادل چھائے ہوئے تھے۔۔ ایسا لگتا تھا بس کسی وقت بھی برس کر جل تھل کریں گے۔۔ آن نے منہ پر ہاتھ رکھا۔

باہر کا موسم اسے پیارا لگ رہا تھا۔ کیا اسی لئے کہ۔۔ آج وہ دل سے خوش تھی؟"۔۔ ہاں سچ ہے۔۔  
"سارے موسم اندر کی عکاس ہوتے ہیں۔ ہمارا اندر ناخوش ہو تو باہر کا موسم بھی اچھا نہیں لگتا۔

اور۔۔ جب دل اندر سے خوش ہو۔۔ تو۔۔؟ تو پھر باہر کی گرم ہوائیں بھی بھار کی ٹھنڈی نرم میٹھے جھونکوں جیسی لگتی ہیں۔"

یہی سچ تھا۔۔ وہ خوش تھی۔۔ بھت خوش۔۔

.....

ثنا حمزہ کے ساتھ ایک زبردست لہج کے بعد آن نے سوچا علیداں کو شکریہ کے طور پر کوئی گفٹ دے۔ لیکن کیا؟؟ یہ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔

اس کے بعد دونوں مال آگئیں۔

آن اسے لے کر ایک گفٹ شاپ پر آئی۔

"کیا خریدنا چاہتی ہو؟ ثنا حمزہ اسے کنفیوز دیکھ کر پوچھنے لگی۔

آن کو سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ علیداں کی پسند کے مطابق کیا چیز ہو سکتی ہے۔

"وہ۔۔ میں نے تم کو بتایا تھا نا میرا ایک بڑا بھائی ہے۔"

مجھے اس کے لئے گفٹ لینا ہے لیکن سمجھ میں نہیں آرہا کیا لوں؟

آن نے بہانا کیا۔۔

لیکن تمہاری فیملی کے افراد تو تم سے ملنا پسند نہیں کرتے " ثنا نے اسے بغور دیکھا۔ اتنا تو وہ بھی

جانتی تھی کہ اعوان فیملی اس سے تعلق نہیں رکھتی۔

"ہاں لیکن بھائی ان سے مختلف ہیں۔۔ میرا خیال رکھتے ہیں۔ آن نے بات بنائی۔۔

وہ ادے نہیں بتا سکتی تھی کہ علیدان شاہ کے لئے تحفہ لینا چاہتی ہے۔

ٹھیک ہے۔۔ ثنا مسکرائی۔۔ میں تمہاری ہلیپ کر دیتی ہوں۔

دونوں ایک ہینڈ میڈ گفٹ شاپ میں گئی۔ کافی دیر ڈھونڈھنے کے بعد جاکر دونوں نے گفٹ پسند کیا۔

آن نے گفٹ پیک کروایا۔

اور واپس آن کے گھر آگئی۔۔

آن میں نہیں جانتی میرے یہاں سے جانے کے بعد ہم پتا نہیں کب مل سکیں گے یا نہیں۔۔ ثنا نے

چائے کا گھونٹ بھر کر کپ دونوں ہاتھوں میں تھامے قدرے اداسی سے کہا۔

"جب بھی میری یاد آئے۔۔ مجھ سے آکر مل لینا۔ آن نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

ہاں۔۔ یاد آیا۔۔ آج صبح جب میں ادھر آرہی تھی۔۔ میں نے سنا کہ حنیم حیدر ہاسپٹلائز ہو گئی ہے

۔ اس کا مس کیرج ہوا ہے۔ ثنا نے اسے دیکھا

"آج کے بعد حنیم کا کوئی ذکر مت کرنا۔ آن نے اسے ٹوکا۔

"تم بھی وعدہ کرو۔ حان حارث پر پھر یقین مت کرنا۔ بلکہ اپنی زندگی میں آگے بڑھ جانا۔

"ہاں۔۔ ضرور۔۔ میں ایک آدمی سے محبت کروں گی پھر شادی کروں گی۔ پھر دو بچے ہونگے۔ ایک لڑکی

ایک لڑکا۔ ہا ہا۔ آن دل کھول کر ہنسی۔۔

ثنا نے بھی ہنس کر ساتھ دیا۔

ایسا ضرور کرنا۔ میں انتظار کروں گی۔۔ دونوں مسکرانے لگیں۔

●●○○○○●●●●○○○

علیدان شاہ کے ساتھ وہ لُنج پر آئی تھی۔ یہ آن کی طرف سے ٹریٹ تھی جو اس نے ایک مہنگے ریسٹورنٹ میں دی تھی۔۔ وہ اس کا باہر ہی انتظار کر رہی تھی۔ علیدان جیسے ہی پہنچا دونوں ساتھ اندر آئے تھے۔

"آن نے اسے اشارہ کیا کہ آرڈر کرے۔

"کیا تم چاہتی ہو میں آرڈر کروں؟

آن نے سر ہلایا۔

کیا تم کو ڈر نہیں اگر میں نے مہنگی چیزیں آرڈر کر لی؟"

"اگر آپ کا اندر مطمئن ہوتا ہے تو جتنی مہنگی چاہیں کر لیں۔۔ کوئی بات نہیں۔۔ آخر میں کیا ہوگا

اگر میں افورڈ نہ کر سکی۔۔ زیادہ سے زیادہ یہ۔۔ کہ یہاں رک کر برتن دھوؤں گی۔

وہ مسکرائی۔ اس کے الفاظ ہمت سے بھرے ہوئے تھے۔

علیدان مسکرا دیا۔ اسے اس کی یہی کانفیڈنس پسند آتی تھی۔

اور جھک کر آرڈر نوٹ کروایا۔

کھانا کھاتے ہوئے دونوں خاموش تھے۔۔ آخر آن نے پوچھا۔

"آپ نے پرنسپل کو کیا کہا تھا؟

"تجسس؟"

علیدان نے اسے گھورا۔

"تھوڑا سا۔" آن نے انگلی سے تھوڑا کی وضاحت دی۔

"میں نے صرف اتنا کہا"

میں آن عصمت کو پسند کرتا ہوں۔ جو جگہ اسے چھوڑی ہے وہ واپس کریں۔  
ورنہ۔۔ شاہ فیملی سے اچھے تعلقات بھول جائیں۔

آن کا چہرہ یہ سن کر سرخ ہوا۔ "میں آن عصمت کو پسند کرتا ہوں"

علیدان نے اس کے چہرے پر پھیلی سرخی کو بغور دیکھ کر وہیں اسٹک ہو گیا تھا۔ اس کا یہ شرمایا سا  
روپ اس کے دل کو بھت بھایا تھا۔

"تم شرمایا ہی ہو؟"

نہیں۔۔ کھانے میں مرچ زیادہ ہے شاید۔۔ آن نے۔۔ بہانہ گھڑا۔۔

پرنسپل نے میرے بارے میں کیا کہا؟ آن نے جاننا چاہا۔

"پھر سے تجسس؟" علیدان مسکرایا۔

وہ شرمندہ ہو گئی۔ "نہیں بلکل نہیں۔"

"پہلے مجھ سے ایک وعدہ کرو۔ پھر ہی میں بتاؤں گا۔"

وہ ایسے ہی توجانے نہیں دینا چاہتا تھا۔ نا ہی ایسے مواقع بار بار آنے تھے۔ شاید۔۔

وہ سخت کنفیوز ہونے لگی۔۔

کہیں تم یہ تو نہیں سوچ رہی کہ میں تم سے وعدے میں زندگی نہ لے لوں؟ مسکرا کر دیکھا۔

"نہیں ایسا نہیں۔۔ آن شش و پنج میں پڑی۔۔"

تو پھر۔۔ علیداں نے اس کی آنکھوں کی گہرائیوں پر نظر کری تھی۔

"پریشان مت ہو۔۔ میں کسی کو مجبور کر کے اس کے لئے مشکلات نہیں بناتا۔ شادی تو حلال میں تم سے ہی کرنی ہے۔ فیصلہ کن لہجہ

"ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ آن نے لب بھینچے۔۔"

"اوکے۔۔ اب اصل بات کے طرف آتا ہوں۔۔ میری کمپنی کو عارضی طور پر لیکچرار کی ضرورت ہے۔ کیا تم پارٹ ٹائم کرو گی۔؟ اگر ہاں تو میں تم کو بتا سکتا ہوں کہ اس نے کیا کہا؟" مسکرا کر دیکھا۔

بھمم۔۔ آن سر نیچے کیئے۔۔ اپنی ہنسی چھپانے لگی۔۔

علیدان نے گھورا تھا۔ "کس بات پر ہنسی؟"

"میں آپ کی کمپنی میں جاب کیسے کر سکتی ہوں جہاں سو کی تعداد میں افراد ہونگے۔"

"ہم یہ پہلی بار ہے کہ میں لوگوں کے ذاتی فائدے کا سوچ رہا ہوں۔ سیلری بھی دنوں کے حساب

سے ہوگی۔"

آن نے اسے کانفیڈنس سے دیکھا۔

"ایسا لگتا آپ کا کوئی اور مقصد چھپا ہے"

علیدان مسکرا دیا۔۔ وہ ذہین تھی۔۔ یہ وہ مان گیا۔۔

"صرف دن کا کھانا لانا ہوگا"

وہ حیران رہ گئی۔۔

"دن کا کھانا؟؟"

"بلکل ایک ماہ کے کام کے دوران صرف دن کا کھانا میرے لئے لاو گی۔ اگر دن کا نہیں لاو گی تو میں

رات کو ادھر آکر کھاؤں گا۔ دو میں سے ایک چوز کرو۔"

آن سر پرائیزڈ ہوئی۔

"کیا یہ زیادہ نہیں؟

اگر تم سمجھتی ہو کہ یہ تقسیم غیر منصفانہ ہے۔

تب بھی یہی ہوگا۔ اگر تم کو یہ پسند نہیں۔ تو ایک دوسرا آپشن بھی موجود ہے۔ واپس گھر چلو۔ میں تمہارا ہر طرح سے خیال رکھوں گا۔ بدلے میں میرے لئے تین وقت کا کھانا پکاؤ۔"

آن خاموش بیٹھی پلیٹ کو تکے جارہی تھی۔

علیدان اس کے پرسوچ اور پیارے پیارے چہرے کو دیکھ کر دلفریبی سے لب بھینچ کر مسکرایا۔

"اگر تم کو ڈر ہے کہ میں تم کو تنگ کروں گا۔ تو یہ فضول ہے۔

اگر تم کمپنی میں نہیں آنا چاہتی تب بھی میں تم کو چھوڑ نہیں سکتا۔ وجہ تم بھی اچھے سے جانتی ہو۔

"مجھے تم سے محبت ہوگئی ہے" علیدان مسکرایا۔

آن دنگ سی۔۔ بیٹھی رہ گئی۔ "محبت۔۔؟ اس کے دل میں گھنٹیاں بجنے لگیں۔

علیدان اس کی کنفیوژن کو سمجھ رہا تھا۔ تبھی دھیرے سے مسکرایا۔۔

"لیکن میرے لئے تمہارا پکانا۔ اس کے آگے کچھ بھی نہیں۔

ان 27 سالوں کے عرصے میں میں نے کبھی گھریلو کھانا نہیں کھایا۔ حالانکہ میرے ولا کی بڑی سی ٹیبل ہر قسم کے مزیدار کھانوں سے پر ہوتی تھی۔ کیا تم تصور کر سکتی ہو؟ میں اکیلا بیٹھا ہوتا تھا۔ میرے چاروں طرف نوکروں کی فوج رہتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود بھی اس اکیلے پن کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

تمہارا میرے لئے پکانا۔ مجھے یہ محسوس کروا گیا کہ میں ایک عام شخص ہوتا اور اس طرح گھریلو قسم کا کھانا کھاتا یہ واقعی مجھے بہت اچھا لگا۔

آن یہ سن کر اس کا درد اپنے دل میں محسوس کرنے لگی۔

اسے یاد تھا۔ جب وہ چھوٹی تھی اور اس کی ماں اسے گھر چھوڑ کر کام پر جاتی تھیں۔ وہ تنہا کھانا کھاتی۔ تنہا نہاتی۔ تنہا پڑھتی رہتی۔ اس نے تنہائی کو محسوس کیا تھا تنہائی کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا۔ اس سے زیادہ "تنہائی" کی "ہجے" کو کون جان سکتا تھا؟ وہ علیدان کا دکھ محسوس کر سکتی تھی۔

"ہممم۔۔ تو پھر میں کب سے کام شروع کروں؟ آن نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ فیصلہ لمحوں میں کر کے وہ بالکل بھی نہیں ہچکچائی۔

"کل سے آجاؤ" اب کے علیدان دل سے خوش ہوا۔

.....

وہ اس وقت آفیس میں بیٹھا پرسوج انداز میں آگے پیچھے ہلکا سا جھول رہا تھا۔

اس نے آن کو بالکل اصل بات نہیں بتائی کہ مسز تقی نے کیا کہا۔

"مسز تقی میں امید کرتا ہوں آئندہ تم آن عصمت سے سو قدم کی دوری پر رہو گی۔ ورنہ پھر بھول جاو کہ علیدان شاہ تمہارا کوئی راز رکھے گا۔

مسز تقی ڈری ضرور لیکن پھر بھی اپنے ازلی ڈھیٹ پن سے بولی ضرور کہ "وہ آن جیسی ناجائز لڑکی کی کس رشتے پر سائیڈ لے رہا۔؟"

جس پر علیدان دھاڑا تھا۔

"خبردار اگر آئندہ سے تم نے آن عصمت کو اس گھٹیا لفظ سے پکارا۔ اس کی پہچان مجھ سے ہے۔ میں ہی اس کا بیک گراؤنڈ ہوں۔ وہ میری عورت ہے۔ آئندہ اسے چھونے کی کوشش بھی مت کرنا۔ ورنہ علیدان شاہ کیا کر سکتا ہے؟ یہ تم سوچ ہی سکتی ہو۔

پھر اسے آن کا یہ کہنا یاد آیا۔

"میں متجسس ہوں آپ کے ارد گرد ہزاروں خوبصورت عورتیں موجود ہیں پھر۔۔ آپ نے مجھے ہی پسند کیوں کیا؟ کیا اسی لئے کہ میں سب سے مختلف ہوں۔ غریب ہوں یا میری زندگی قابلِ رحم ہے اور آپ کو مجھ پر ترس آیا۔۔"

علیدان نے لب بھیج کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

میرے پاس اس سوال کے دو جوابات ہیں۔ تم کیا سننا پسند کرو گی؟

"سچ؟ یا جھوٹ؟

اب بتاؤ کیا سننا پسند کرو گی؟

"سچ جو واقعی میں "سچ" ہے۔ آن نے لب کاٹے۔

علیدان نے اس کی حرکت پر اسے گھورا۔

دونوں ہی سچ ہیں۔ بس بتانے کا طریقہ مختلف۔

ایک سچ یہ کہ جب میں تمہارے ساتھ ہوتا ہوں تو بولنے کی خواہش جاگتی ہے۔

دوسرا سچ یہ کہ میں ایسی عورت ڈھونڈتا تھا جو میرے دل کو فتح کرے اور بڑے حق سے مجھ پر حکومت کرے۔

دو ٹوک بات کہ "میں تمہارے ساتھ تمہارے سینے پر سر رکھ کر سکون پانے کا خواہش مند ہوں"

آن کی یہ سن کر سانس ہی رک گئی۔ اسے بری طرح کھانسی لگ گئی۔

وہ بری طرح کھانسنے لگی۔۔ نوالہ پھنس گیا تھا شاید۔

علیدان نے گلاس اس کے منہ سے لگایا۔۔ بے اختیار پیٹھ سہلانے لگا۔۔ اس کے اس عمل سے محبت

کیئر شوہر ہی تھی۔۔ صاف واضح تھا کہ وہ اس کے لئے کیا محسوسات رکھتا ہے۔

دین یو لوومی؟ کافی دیر بعد جب ان کی سانس نارمل ہوئی تو اس کی آنکھوں میں دیکھ کر معصومانہ

سوال کیا۔

??Then you love me

آن کا یہ پوچھنا کہ کیا آپ مجھ سے محبت کرتے ہو؟"

علیدان کو مسرت سے ہمکنار کر گیا تھا۔

"میں تم کو پسند کرتا ہوں۔ لیکن۔۔ مجھے اپنے احساسات محبت کے لئے ابھی ادھورے سے لگتے ہیں۔؟"

ایک گھری سانس بھر کر سرگوشی کی۔  
"مجھے ابھی سخت محنت کی ضرورت ہے۔"

"آپ مجھ سے شادی کے خواہشمند ہیں بنا کسی محبت کے " آن نے جاننا چاہا۔

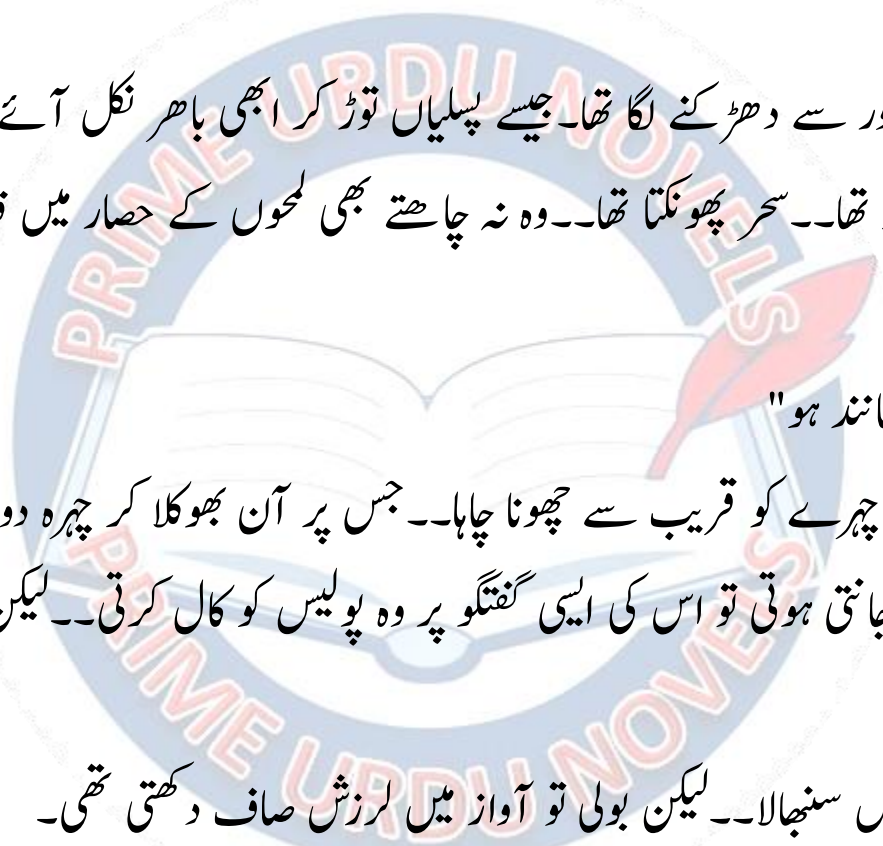
"اگر تمہاری جگہ کوئی دوسری عورت ہوتی تو نیچرلی یہ ناممکن ہوتا۔"

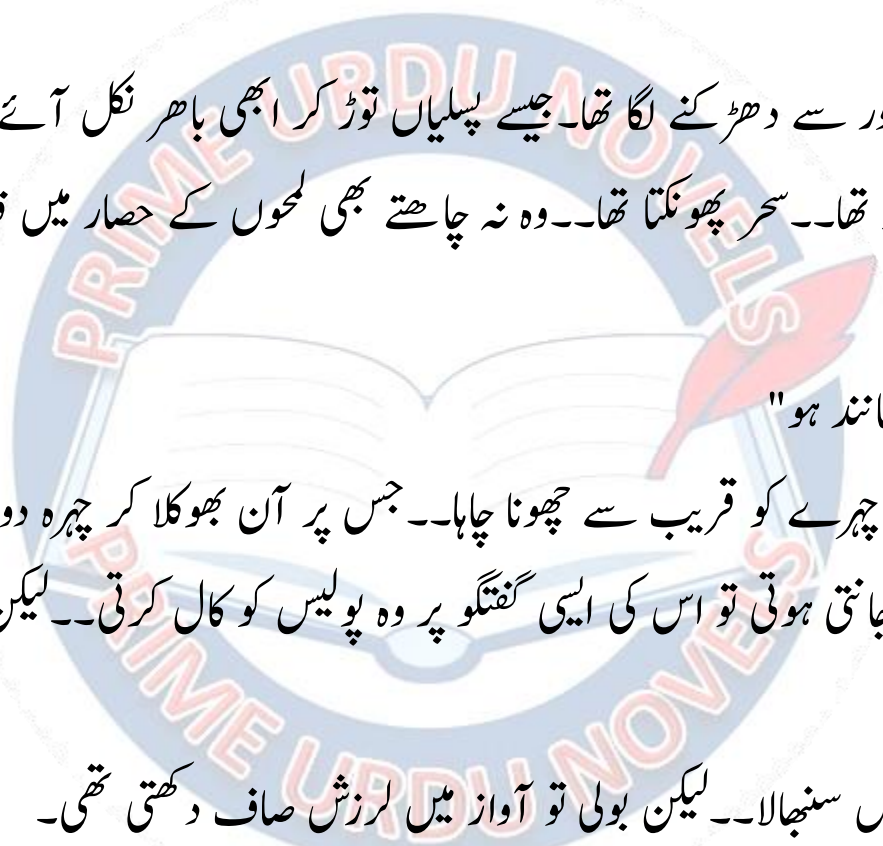
وہ اس کے قریب جھکا سرگوشی میں گھمبیر سا اس کے کانوں میں فسوں بکھیر رہا تھا۔  
"جب کہ۔۔ میں یہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ۔۔" میں تم کو پسند کرتا ہوں۔۔"

"تم کر سکتی ہو۔ میرے لئے تمہارا وجود "میڈیسنل خوشبو کی طرح ہے۔ فرحت بخش "

اس کا لہجہ مدھوش ہونے لگا۔  
 " لیکن میں تو میڈسنل خوشبو نہیں لگاتی؟ " آن معصومیت سے بولی۔۔ وہ اس کی " میڈسنل خوشبو " کی  
 معنی یہی اخذ کر پائی۔

جب کہ دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔ جیسے پسلیاں توڑ کر ابھی باہر نکل آئے گا۔  
 یہ شخص بلاشبہ ساحر تھا۔۔ سحر پھونکتا تھا۔۔ وہ نہ چاہتے بھی لمحوں کے حصار میں قید ہو رہی تھی۔

" بھار کی خوشبو کی مانند ہو "   
 علیدان نے اس کی چہرے کو قریب سے چھونا چاہا۔ جس پر آن بھوکلا کر چہرہ دوسری طرف کر دیا۔۔  
 " اگر وہ اس کو نہ جانتی ہوتی تو اس کی ایسی گفتگو پر وہ پولیس کو کال کرتی۔۔ لیکن۔۔ یہاں وہ بے بس  
 ہوئی تھی۔

آن نے خود کو بمشکل سنبھالا۔۔ لیکن بولی تو آواز میں لرزش صاف دکھتی تھی۔  
 " علیدان میں نے اپنی آنکھوں سے اپنی ماں کو اسٹرگل کرتے دیکھا ہے۔ ان کی زندگی کو سامنے رکھتے  
 میں اپنی فیلنگس اس شخص پر ضیاع نہیں کر سکتی جو مجھ سے محبت نہ کرتا ہو "   
 میں امید کرتی ہوں آپ خود کو واپس موڑ لیں گے۔ میں اپنے لفظوں سے آپ کا دل نہیں دکھانا  
 چاہتی۔ "

علیدان نے لب بھینچے۔۔ "یہ تم۔ کیسے کہہ سکتی ہو کہ "تم میری طرف بڑھو گی تو تم کو رنج ہی ملے گا۔ ہو سکتا ہے۔۔۔ میں ہی زندگی کی آخری سانس تک تمہارے قابل ہوں" گھمبیر سا لہجہ۔۔ اپنائیت اور محبت سے بھرا ہوا۔۔ وہ دنگ ہوئی۔ پھر سنبھل کر۔۔ زخمی سا مسکرائی۔

"لیکن میں آپ کے قابل نہیں ہوں"

"کچھ بھی غیر مشروط نہیں" علیدان اس کے انکار کو خاطر میں نہیں لایا۔  
لیکن آن اب کے کچھ نہ بولی۔۔ بس خاموشی سے اسے دیکھے گئی۔۔ پھر گھری سانس لے کر۔۔ تھوڑی دوری بنائی۔ اور بیگ سے ایک لپیٹا ہوا گفٹ نکال کر ٹیبل پر رکھا۔  
"یہ کیا ہے؟ وہ دنگ ہوا تھا۔۔

"اپنا تشکر ظاہر کرنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش کی ہے۔۔ یہ گفٹ میں نے کل آپ کے لئے خریدا تھا۔۔ جانتی ہوں۔۔ یہ آپ کے قابل نہیں ہے۔۔ لیکن میں نے پھر بھی خریدا۔۔ صرف اپنی دل کی تسلی کے لئے۔۔

اگر آپ کو پسند نہ آئے تو جاتے ہوئے اسے کہیں پھینک دیجئے گا۔۔ جہاں سے میں نہ دیکھ سکوں " وہ آہستہ آہستہ۔۔ نظر جھکائے بولتی گئی۔  
یہ سن کر علیدان نے ابرو اٹھائیں۔۔ "گفٹ؟"

یہ اس کی زندگی میں پہلا موقع تھا کہ ایک عورت کی طرف سے اسے گفٹ مل رہا تھا۔ حیرت کی بات ہی تھی علیدان جیسے سرمایہ دار کے لئے۔۔۔ ہے نا۔۔

علیدان پیارا سا مسکرایا۔۔ اور ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ گفٹ کھول کر دیکھے ' مگر آن نے اسے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر روکا۔ علیدان نے اس کے سفید مومی انگلیوں والا بنا کسی آرائش سے پاک ہاتھ دیکھا۔۔ پھر آن کو۔۔

آن کو شرم محسوس ہوئی اور اپنی بے اختیاری پر جی بھر کر خود کو لعن طعن کی۔ جلدی سے ہاتھ اٹھالیا۔۔

آپ یہ یہاں نہیں کھول سکتے، پلیز۔۔۔۔۔  
علیدان نے آنکھیں سیکڑ کر اسے گھورا۔  
"کیا مسٹری ہے؟؟"

"میں صرف اسی لئے روک رہی ہوں کہ اس کمر تحفے کو دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں اگر ناپسندیدگی آئی تو مجھے سخت شرمندگی ہوگی۔"

علیدان نے پھر بھی باکس اٹھا کر کھولا۔۔ جس میں ایک اسٹیل کا بلیو پین چمک رہا تھا۔ علیدان نے پین اٹھا کر دیکھا۔ جس پر اس کا نام "کندہ" کیا گیا تھا۔ وہ حیران ہوا۔  
"یہ نام تم نے کندہ کیا ہے؟"

آن شر مسار ہوئی۔۔

"نہیں یہ نام میں نے کاریگر سے کہہ کر کندہ کروایا ہے۔  
علیدان نے شوق سے پین اٹھا کر قریب سے دیکھا جہاں لکھا تھا۔  
"علیدان شاہ شکریہ"

علیدان مسکرایا۔ اور پین اٹھا کر سامنے کی جیب میں اٹکالیا۔  
کیسا لگ رہا ہے۔؟ علیدان نے توصیف چاہی  
"بھت پیارا لگ رہا۔۔ لیکن آپ کے ٹیسٹ کا نہیں۔ آن شر مندہ ہوئی تھی۔  
نہیں۔۔ یہ بھت بھت پیارا ہے۔۔ میں اس کو مکمل استعمال کروں گا۔  
آن کو اندر ہی اندر خوشی ہوئی اس کا مطلب "اس نے آن کا دیا حقیر سا تحفہ قبول کر لیا۔  
لیکن وہ نہیں جانتی تھی۔۔ جس تحفے کو وہ حقیر جان کر شر مسار تھی۔۔ اس شخص کے لئے وہ تحفا مہنگے  
سے مہنگے تحفوں کے مقابل کچھ بھی نہ تھا۔  
علیدان کرسی پر بیٹھا یہ سوچ کر پیارا سا مسکرایا۔۔ پین اٹھا کر سامنے رکھا۔۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○

دوسرے دن وعدے کے مطابق آن "شاہ انڈسٹری" میں موجود تھی۔ کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ  
علیدان شاہ کے سپورٹ پر آئی ہے۔ آن نے پہلے ہی علیدان سے کہدیا تھا کہ کمپنی میں وہ ایسا ظاہر  
کریں گے جیسے ایک دوسرے کو نہیں جانتے۔

وہ ایک نئی ایمپلائی کے طور پر آئی تھی۔ اپنے کام میں مصروف۔  
 اس کا کام بزنس ڈپارٹمنٹ میں نئی پروڈکٹس کے بارے میں اسٹاف کو سمجھانا تھا۔  
 کمپنی نے ٹوٹل چار لیکچرار بھرتی کیئے تھے۔  
 ہر ایک صرف ایک پروڈکٹ کو سمجھانے کا ذمہ دار تھا۔  
 آن کو "نئی نسل" کو "ہوا صاف رکھنے" کا عہدہ ملا تھا۔  
 دوسرے ہفتے تک اس نے اپنا ہوم ورک اچھے سے کر لیا تھا۔ خرید و فروخت کی خصوصیات اچھے سے  
 سیکھ لیں تھیں۔  
 دن کو اسے علیدان نے کال کی۔  
 "کیا تم کام سے فری ہوئی؟"  
 آن نے احتیاط سے "ٹی روم" کے طرف نظر کی اور سرگوشی میں جواب دیا۔  
 "ابھی تک نہیں"

کیوں؟ ابھی تک کام ختم نہیں ہوا؟"  
 "ابھی ہر ایک اپنا کام کر رہا" آن نے دھیمے سے کہا۔  
 "بس۔۔ اب تم کو ضرورت نہیں ہے۔۔ اوپر آؤ" علیدان نے حکم دیا۔  
 "ایسے کیسے؟؟ آن دنگ ہوئی۔ کوئی دیکھ لے گا۔"

"مجھے بھوک لگی ہے" وجہ بتائی گئی۔

آن مسکرائی۔

ایسا تو پھر میں نے لنچ باکس فرنٹ ڈیسک پر رکھا ہوا۔ آپ اپنے سیکرٹری کو بھیج کر منگوائیں۔ مشورہ دیا۔

"نہیں۔ وہ اس کام کے لئے مخصوص نہیں"

"تو۔۔ پھر؟ میں یہاں سے دور نہیں جاسکتی"

آن نے مسئلہ بتایا۔

"ہمم۔۔۔ تو پھر جب کام مکمل کرلو، تب آجانا۔ پینٹ ہاؤس میں، تنہا ہوں گا۔ کوئی نہیں آتا۔ بے فکر رہو"

"لیکن۔۔۔ آن ممننائی۔۔ ہمارے ٹیم لیڈر نے کہا ہے کہ ہم چاروں ساتھ لنچ کریں گے۔ اب میں انہیں کیا کہوں؟ کہ پہلے دن ہی میں ان کے ساتھ نہیں جاسکتی؟

دین کم اینڈ فائینڈ می آفٹرنش ایٹنگ "علیدان نے برا منایا۔  
"لیکن۔۔" آن نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن علیدان نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی

"جاو جا کر کام کرو۔ اٹ از سٹیلڈ دین" فون رکھ دیا۔ آن بس فون کو گھورتی رہی۔۔

علیدان نے سیکرٹری کو فون کیا

"عارضی طور پر باقی لیکچرار کو ٹریننگ ڈپارٹمنٹ میں کون لایا تھا؟ جو بھی لایا ہے اسے بزنس  
ڈپارٹمنٹ کے طرف ٹرانسفر کر دو۔"

سیکرٹری دنگ ہوا

"ابھی؟؟؟"

"ہاں فوراً"

صرف دس منٹ کے اندر۔۔ کال کے بعد۔ تم بھی آف چلے جانا۔ اور آدھے گھنٹے بعد واپس آنا۔

آدھے گھنٹے بعد آن ایلوٹر کے طرف آئی۔

36 فلور پر آکر اس نے ارد گرد کسی کی موجودگی کی تسلی کی پھر کوریڈر میں آگے جانے لگی۔ جب  
ایک دروازے پر سی۔ ای۔ او آفیس لکھا تھا۔

آن نے ناک کیا۔

اندر سے علیدان کی گھمبیر آواز آئی

"ہیں۔۔ کم ان "

آن نے گھری سانس بھر کر خود کو رلیکس کیا۔ اور دروازہ دھکیل کر اندر آئی۔ جہاں علیدان آفیس  
چیر پر بیٹھا ہوا تھا۔  
آن نے گھورا۔

"آپ نے آج مجھے مرنے جیسا کر دیا"

"کیا ہوا؟"

کیا؟ آن نے دھرایا۔ میں تو ڈر ہی گئی تھی۔ اگر کسی نے دیکھ لیا۔۔۔ تو کیا ہوگا۔؟ میں نے پہلے 35  
فلور کا بٹن دبایا تھا۔۔ ایلوٹر سے نکلنے کے بعد اچھے سے تسلی کی کہ "کوئی نہیں" تب اوپر آئی ہوں  
آن نے سانس بھری۔  
"کیا ہوتا۔۔ اگر کوئی دیکھ لیتا تو۔۔؟"

"تو۔۔ میں واپس چلی جاتی۔۔ یہ کہہ کر کہ غلطی سے ادھر آگئی ہوں۔ آن مسکرائی۔

"تم کو دیکھ کر لوگ یہی سمجھتے کہ تمہارا مجھ سے ڈھکا چھپا فیئر ہے۔ یہ کہتے وہ آن کے قریب آیا  
چہرے کے طرف جھکا۔ آن کی سانس تھم گئی۔۔ اور چہرہ سرخ ہوا۔

علیدان کان کے قریب ہونٹ کیئے مبہم سا سرگوشیانہ بولا: کیوں نہ اس بات کو سچ کر دوں "آن کے  
ہاتھ اس کی قربت سے کپکانے لگے دھڑکنوں نے جیسے مسحور کن راگ الاپا۔  
آن چونکی اور دوری بنائی۔ اور قدرے خفگی سے بولی:

"علیدان شاہ اگر آپ نے ایسے ہی کرنا ہے تو پھر میں نہیں آؤں گی"  
لنچ باکس ٹیبل پر رکھتی، پیاری سی دھمکی دے گئی۔

علیدان نے زیادہ پریشان کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ مسکرا کر سر ہلاتا جا کر واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔ لنچ باکس کھول کر جھانکا۔

چکن ونگس، اسٹیمڈ فش، اور چاول کے ساتھ روٹی اور سلاد۔

علیدان حیران ہوا: "تم نے زیادہ ہی کر لیا"

"آف کورس۔۔ کیوں کہ میں آپ کی قرض دار ہوں۔۔ تو کچھ تو ادائیگی لازم ہے نا" مسکرا کر جیسے  
لاجواب کیا۔

کل رات ریسٹورانٹ میں کھانے کے بعد جب آن نے بل پے کرنا چاہا تھا۔ تب ویٹر نے اسے بتایا کہ  
"علیدان شاہ" اس ریسٹورانٹ کا حصے دار ہے۔ اسی لئے کھانے کا بل نہیں بنے گا۔

جب علیدان سے ناراضگی سے پوچھا:

"آپ نے پہلے بتایا کیوں نہیں؟"

اگر پہلے سے بتا دیتا تو تمہارے خلوص کا پتا کیسے چلتا؟ "

.....

وہ گھر پہنچی تو زایان اعوان باہر کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"زایان بھائی۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"ملنے کو دل کر رہا تھا سوچا آن کے ساتھ ڈنر کیا جائے، وہ مسکرایا۔ اور اسے گاڑی میں بیٹھنے کا کہہ کر خود دوسری طرف آگیا۔

دونوں اس ریسٹورانٹ میں آئے جہاں اکثر آتے تھے۔

زایان نے آرڈر کیا۔

"آن کیسا رہے گا اگر تم اپنی ہی کمپنی میں آجاؤ"

میں نے تمہارے لئے ایک عہدہ چھوڑا ہے۔ ہم ساتھ ہی رہیں گے اور میں تمہارا خیال بھی رکھ سکوں گا۔

ڈیڈی۔۔ اور میری ماں کے لئے۔۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں یہ خود دیکھ

لوں گا۔۔ ڈیڈی خود بھی چاہتے ہیں۔"

"زایان بھائی۔۔۔ یہ اچھا ہو۔۔۔ اگر آپ مجھے ان سب سے دور ہی رہنے دیں۔۔۔ اعوان فیملی۔۔

میرے لئے موافق۔۔ نہیں ہے۔"

"لیکن۔۔۔!! ڈیڈ تو تمہارے "باپ" ہیں۔۔۔ اور "باپ"۔۔۔ ہی رہیں گے۔

"میرا کوئی باپ نہیں ہے۔۔۔ آن نے سرد تاثر سے لفظ "باپ" پر زور دے کر کہا: "اچھا ہوگا۔۔۔ اگر آپ اس ٹاپک پر بات نہ کریں۔۔۔ ورنہ میں چلی جاتی ہوں۔"

آن نے پرس ٹیبل سے اٹھایا۔ خفگی صاف اس کے چہرے سے دکھتی تھی۔ جیسے اسے یہ بالکل پسند نہ آیا ہو۔۔۔ اسے لگا "زایان اسی مقصد سے اسے لایا ہے۔

زایان نے ٹھنڈی سانس بھری۔۔۔

اس وقت سکندر اعوان کی وہیل چیئر ویٹر چلاتا آرہا تھا۔ ساتھ زایان کی ماں "مارہ اعوان" بھی تھیں۔

زایان اٹھ کھڑا ہوا۔

"ڈیڈ۔۔۔ آپ یہاں؟"

"میں نے تمہاری سیکرٹری کو فون کیا تھا۔ جس نے بتایا کہ تم ڈنر کے لئے اپنی بہن کے ساتھ گئے ہو۔ بینش تو اپنے روم میں سو رہی پھر یہ کون دی بہن ہے جس کے ساتھ تم کھانے کے لئے آئے ہو"

"مام۔۔۔۔۔"

"انف۔۔۔ کمپنی اس عورت کے ساتھ مصروف ہے اور تم اب بھی اس کے ساتھ کھانے کا موڈ بنائے ہو؟۔ زایان آخر تم سارا دن کس کے بارے میں سوچتے ہو؟"

"کمپنی میں کیا ہوا؟ اس کا آن سے کوئی واسطہ نہیں ہے مام"

آن پر الزام مت دیں۔"

"کیا میں غلط ہوں؟"

کیا اس عورت نے علیدان شاہ کو بھڑکایا۔ شاہ انڈسٹری اب اعوان انڈسٹری کو ٹارگیٹ کر رہی صرف اس عورت کے بھڑکانے کی وجہ سے۔ ورنہ اتنے سال ہو گئے دونوں خاندان ایک دوسرے کے لئے اجنبی تھے۔ یہ آگ اس عورت کی بھڑکائی ہوئی ہے" وہ شدید غصہ میں چلا رہی تھیں

"انف۔۔۔" زایان اسے باہر لے جاؤ۔ سکندر اعوان نے زایان کو کہا۔

زایان ماں کو کھینچ کر باہر لے گیا۔

تب سکندر آن کے طرف مڑا۔

"گریجویشن کیسی چل رہی ہے؟"

آن نے طنزیہ اسے دیکھا کیا ان کو اس سے کوئی فرق پڑتا؟

مسٹر اعوان ڈونٹ بیٹ اراؤنڈ دے بش"  
ہم میں ایسا کوئی تعلق نہیں "اصل بات کے طرف آئیں۔

سکندر اعوان نے خود کو غصہ سے روکا۔۔ یہ سچ تھا کہ اس کی یہ بیٹی حد سے زیادہ ضدی تھی۔  
"تمہارے اور علیدان شاہ کے بیچ میں درحقیقت کیا چل رہا ہے؟"

آن نے لب بھینچے "اٹز اونلی مائے بزنس"

"وہ اعوان انڈسٹریز کو ٹارگیٹ کر رہا ہے۔ اس کے لئے تم نے اسے آمادہ کیا ہے؟"

آن نے لب بھینچے۔

"کون جانتا ہے؟ ہو سکتا ہے ایسا ہو۔۔"

"اگر تم کو ہم سے شکایات ہیں تو ہمارے پاس آؤ۔ یوں چھپ کر علیدان کے ساتھ چال مت  
کھیلو، اگر تمہاری ماں زندہ ہوتی تو کتنی دکھی ہوتی"  
"میں نے پہلے بھی کہا ہے میری ماں کا ذکر مت کریں" آن نے ہونٹ کاٹے۔

"تمہاری ماں بری عورت نہیں تھی"

آف کورس۔ "آن کا چہرہ برداشت سے سرخ ہوا۔  
وہ ایک ایسی نابینا بصارت کی مالک تھی جس کی آپ نے پوری زندگی برباد کر دی"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ مجھے جانا چاہئے۔  
علیدان کو چھوڑو۔۔ میں تمہارے لئے اس سے اچھا آدمی منتخب کیا ہے۔۔ ٹائم نکال کر اس سے ملنا۔"  
سکندر اعوان نے سرد لہجے میں کہا۔

آن نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا۔ "اگر میں انکار کر دوں تو؟" آن نے جانا چاہا کہ پھر وہ کیا کرے گا؟

"علیدان شاہ کے ساتھ یہ ناممکن ہے"

آن مسکرائی۔ "یہ میرا مسئلہ ہے۔ آپ کے لئے تکلیف کا باعث بحر حال نہیں بنوں گی"  
یہ کہتے ہی نکلتی چلی گئی۔

"ایک پروگرام دیکھنے میں مصروف ہوں" خیریت؟

"ہممم۔۔ تمہارے پاس آرہی ہوں ساتھ ڈنر کرنے چلتے ہیں۔  
"اوہ۔۔ تم کو کیسے پتا چلا کہ میں نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا؟؟" وہ حیران ہوئی۔  
"تم نے صرف اسی لئے کال کی۔۔ کیا کھانا چاہتی ہو؟"

"وہاں چلتے ہیں جہاں وائٹ کے ساتھ گوشت ہو"  
"کیا۔۔۔!! تم واقعی میرے ساتھ ڈرنک کرنا چاہتی ہو؟ سچ میں۔۔۔؟ وہ حیران ہو کر چیخنی۔  
ہممم میں تم کو پک کرنے آرہی۔  
"شیور۔۔ پھر تو ہم تب تک نہیں چھوڑیں گے جب تک فل نہ پی لیں" ثنائے ایکسائٹڈ ہو کر مزے  
سے کہا۔۔

دونوں استنبول کے ریسٹورانٹ آئیں۔  
آن نے اسپیشل روم مانگا اور بیرے کو درجن بھر بیر لانے کا آرڈر دیا۔۔ جس پر ثنائے حمزہ کو لگا۔۔ کہیں  
نہ کہیں کچھ غلط ضرور ہوا ہے۔ ورنہ آن اس طرح درجن بیرز نہ منگواتی۔۔  
"آن سب ٹھیک ہے؟ وہ پریشان ہوئی۔  
آن دھیمسا مسکرائی۔۔

"ہاں سب ٹھیک ہے۔ بس ڈپلوما حاصل کرنے سے پہلے یہ اس کی آخری احمقانہ حرکت ہوگی"

-----

آدھے گھنٹے کے بعد علیدان میٹنگ روم سے فارغ ہو کر جیسے ہی آفیس پہنچا ٹیبل پر اس کے سیل فون کی اسکرین روشن تھی۔

علیدان نے جھٹ سے فون اٹھایا۔ جہاں آن عصمت کی مس کال تھی۔  
علیدان مسکرایا۔ اور جلدی سے کال بیک کی۔۔ لیکن کوئی جواب نہ آیا۔  
علیدان نے ابرو چڑھائیں۔۔ "پھر سے ناراض ہو گئی"

اور بے صبری سے دوبارہ کال کی۔۔ اس بار کال اٹھالی گئی لیکن آن کے بجائے کسی اجنبی عورت کی آواز تھی:

"ہیلو۔۔ ہیلو۔۔ پتا نہیں آپ کو کیا کام ہے؟ پلیز کل صبح کال کیجئے گا۔ فون کا مالک یہاں موجود نہیں ہے۔ سو میں آپ کے فون کا جواب نہیں دے سکتی"

پچاس منٹ بعد علیدان ریسٹورانٹ کے پرائیویٹ روم میں داخل ہوا۔  
جہاں ایک کرسی پر چڑھی آن نشے میں جھول رہی تھی۔

اس کے گرد چار ویٹریس کھڑی تھی۔۔ اور ایک اسٹانلش سی لڑکی بھی۔

آن عصمت چھت پر لگے اسٹائلش سے شیشے کے فانوس کے طرف اشارہ کر کے نشے میں مدھوش بچوں کی مانند ضد کیئے جارہی تھی: م م جھ ہے ہے یہ بچ چاہئے۔۔ م م میں ں ک کچھ۔۔۔ ن نہی ی ں۔۔۔ ج ج انت پی۔۔ "ب بسس یہی ی۔۔ بچ ج اا ہئے۔۔"

ثنا حمزہ کی نظر دروازے پر کھڑے۔۔ شاندار سی شخصیت پر پڑی تو وہ چونکی۔ "کیا یہ مسٹر علیدان شاہ نہیں۔۔ جو خبروں میں نظر آتا ہے اور کافی سرد مزاج لگتا ہے۔۔ لیکن خبروں کے الٹ حقیقت میں تو یہ بہت ہینڈسم لگ رہا ہے۔۔"

لیکن۔۔ یہ یہاں کیوں نظر آرہا؟ کیا یہ غلطی سے آیا ہے؟

"مس۔۔ پلیز نیچے آئیں۔ اگر یہ فانوس ٹوٹ گیا تو ہمارا نقصان ہوگا" ویٹریس پریشان سی کہہ رہی تھیں۔

ثنا حمزہ جلدی سے اپنے حواسوں میں واپس آئی اور آن کو سنبھال کر نیچے اتارنے لگی۔ "آن نیچے آؤ۔۔ میں تم کو اس سے بھی بڑا۔۔ اور بڑا لے کر دوں گی۔۔۔ اوکے۔۔"

"نو۔۔۔ آئی۔۔۔ وااا انٹ۔۔۔ دس۔۔۔" آن نے بھولپن سے منہ بنایا۔

"میں یہ خریدتا ہوں۔۔ آپ یہ لیمپ انہیں دیں۔۔ اور جو بھی کہتی ہیں۔۔ دیں" علیدان کی سرد آواز گونجی۔۔

سب نے مڑ کر علیدان کو دیکھا۔۔ اور وہیں حیرانگی سے اپنی جگہ پر تھم گئے۔۔

علیدان نے والٹ سے کارڈ نکالا اور ویٹر کو دیا: "تم کچھ بھی خرید سکتے ہو جو چاہو"

ادھر ثنا حمزہ یہ سن کر شاک میں چلی گئی۔ "واٹ۔۔۔ واٹ۔۔۔ یہ کیا چل رہا ہے؟؟"

آن نے آواز پر مڑ کر اسے دیکھا۔ اور معصومیت سے بازو اس کی طرف پھیلا کر مسکرائی  
 -- علی -- داااان -- شااہ -- اور اس کے طرف ہاتھ بڑھایا۔ تو اس کا وجود ڈھیلا ہوا۔ تقریباً  
 گرنے والی ہوئی۔ لیکن علیدان نے بڑھ کر اسے تھاما۔ اور اپنے حصار میں لے کر حفاظت سے نیچے  
 اتارا۔

آن نے اسے خفگی سے دیکھا۔ اور ناراضگی سے اس کے بازو جھٹکے۔ بچوں کی طرح منہ بنا کر فانوس  
 کے طرف انگلی کری "م م جھے یہ چاہئے۔۔۔ علی۔۔۔ داااان۔۔۔ شااہ۔۔۔ بسس یہی کر سٹل بال چاہئے  
 ۔۔"

علیدان بنا کچھ کہے کر سی کھسکا کر اس پر چڑھا۔ اور کر سٹل بال کو کھینچ کر اتارا جس سے اس کا کنارہ  
 ٹوٹ کر الگ ہو گیا۔ پھر نیچے اتر کر آن کے ہاتھوں میں دیا۔ جو اس نے اپنے دونوں بازوؤں میں  
 چھپالیا۔ اور اسے دیکھ کر بچوں کی طرح آنکھیں پھاڑے خوش ہو رہی تھی۔  
 "یہ میں کسی کو نہیں دوں گی۔۔۔ یہ میرا ہے۔۔۔ یہ میرا ہے۔۔۔" وہاں کھڑے لوگوں سے بے خبر وہ  
 دہرائے جا رہی تھی۔

ہر ایک دنگ تھا "کیا یہ بھی کوئی چیز تھی؟"  
 علیدان نے سب کو گھورا "آپ سب جاسکتے ہیں"  
 پھر ثنا حمزہ کے طرف گھوما "جو حیران سی یہ سب دیکھ رہی تھی خود بھی دنگ تھی۔  
 "کیا آپ آن کی روم میٹ ہیں؟" علیدان نے نرمی سے پوچھا۔  
 علیدان نے آن کو اپنے حصار میں لیا۔

"آپ جاسکتی ہیں۔۔ میں اس کو گھر لے جاتا ہوں۔۔ آپ بھی جاکر آرام کریں"

یہ کہتے ہی آن کو اپنے دونوں بازوؤں میں اٹھالیا۔۔ آن کی توجہ اپنے حصار میں کر سٹل بال پر تھی۔۔ وہ علیدان کے یوں اٹھانے پر کچھ نہ بولی تھی۔ نہ ہی احتجاج کیا۔

پیچھے ثنا حمزہ تو ساکت کھڑی رہ گئی۔۔ جب علیدان دروازے سے او جھل ہوا تب جاکر اسے ہوش آیا اور وہ پیچھے بھاگی۔

"سنئے سر میں آپ کو نہیں جانتی۔۔ میں اپنی دوست کو ایسے نہیں جانے دے سکتی"

علیدان نے سرد نظروں سے اسے دیکھا۔۔

"بقول آپ کے "ہم ایک دوسرے کو نہیں جانتے تو میں اسے آپ کو بھی نہیں دے سکتا۔"

"لیکن میں اس کی روم میٹ ہوں " ثنا حمزہ نے اسے روکا۔

"تب تو میرا "رشتہ اس سے زیادہ قریب" ہے۔

علیدان نے نرمی سے کہہ کر آن کو گاڑی میں بٹھایا۔

ثنا حمزہ دنگ رہ گئی جب علیدان کی فرنٹ جیب میں اٹکا "پین " دیکھا

"آپ آن کے بھائی ہیں ؟"

علیدان نے برو چڑھا کر اسے دیکھا  
"تم جانتی ہو کہ اس کا بھائی بھی ہے؟"

"آپ کی جیب میں موجود پین کی وجہ سے پہچانا۔۔۔ آن نے یہ اپنے بھائی کو تحفہ دینے کے لئے خریدا  
تھا"

علیدان نے لب بھیج کر جیب میں موجود پین کو دیکھا۔ اور سر ہلایا۔۔

"کیا اب ہم جاسکتے ہیں؟"

علیدان نے نرمی سے پوچھا

ثنا نے فقط سر ہلادیا۔۔

○○○○

آن گاڑی میں ہی علیدان کے شانے سے سر ٹکائے۔۔ بازوں کے حصار میں کر سٹل بال کو مضبوطی  
سے پکڑے ہے سدھ سوئی ہوئی تھی۔۔ گاڑی نے جیسے ہی موڑ کاٹا۔۔ آن کی جھٹکے آنکھ کھل گئی ،  
ساتھ ہی وہ بری طرح کھانسنے لگی تھی۔ کریم گاڑی روکو .. " آن چلائی جلدی سے گاڑی روک دی۔

آن کا گاڑی میں بری طرح جی گھٹنے لگا۔ فوری طور پر گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر بھاگی۔۔ علیدان بھی پریشان سا اس کے پیچھے نکلا۔۔ آن بری طرح کھانس رہی تھی۔۔ علیدان اس کی پیٹھ تم کو یہ بھی نہیں پتا کہ کیسے پی جاتی ہے۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا تم نے اتنی کیوں پی؟ سہلانے لگا۔

علیدان پریشانی سے اس کی پیٹھ سہلاتے مسلسل اسے ڈانٹ رہا تھا۔ علیدان شاہ.. آ آہہ.. متلی ہوتے ہی پھر نیچے جھکی۔۔ تم علیدان شاہ سر اٹھا کر علیدان کو دیکھا ان کی آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی۔۔ تم علیدان شاہ ہو..؟ وہ سوالیہ ہوئی۔۔ پس۔۔ میں ہی علیدان ہوں۔ نرمی سے اقرار کیا۔==

Hummm..yeah ... we can't be friend with Ali ... daan ... shah.it's right ... we .. can't

نیور.. نہیں بن سکتے علیدان کے دوست.. نووو.. نفی میں مسلسل سر ہلاتی رہی۔۔ وہ مصیبت ہے۔۔ "میں کیوں مصیبت ہوں؟ علیدان نے جاننا چاہا۔ کہ وہ کیوں کہہ رہی؟؟ کس نے اسے علیدان کی وجہ سے حراسان کیا ہے۔۔" علیدان شاہ... ہر بات اعوان خاندان سے جڑی ہے۔۔ ہر چیز اعوان... خاندان کے متعلق ہے۔۔ میں۔۔ ان سب سے۔۔ ان سب سے۔۔ دوووور... چلی جانا چاہتی۔۔۔ دوووور... سب مصیبت ہیں۔۔ سبب.. " = = =

اور علیدان کو اس کا جواب مل گیا۔ ایک غصہ کی شدید لہر اس کے دل میں ابھری۔۔ "چھوڑو گاہے نہیں میں سکندر اعوان۔۔ وہ نیچے گھٹنے موڑ کر درخت کے سامنے بیٹھ گئی۔ اور اسے گلے لگالیا۔۔ مسٹر ٹری .. آج میں تم سے برادرانہ حلف لیتی ہوں۔۔ آج سے۔۔ تم ہی میرے رشتے دار ہو .. ٹھیک ہے ؟"

بات پوری ہوتے ہی اس نے ایک ہاتھ سے علیدان کے کالر کو تھاما۔۔ "علیدان۔۔ اب میری بھی فیملی آن کو اس طرح بات ختم کرنے کے بعد ہنستے دیکھ کر علیدان کے دل میں ناقابل بیان تکلیف ہوئی۔ وہ کسی بھی طرح سے اس کو ایسے نہیں دیکھ پارہا تھا۔۔ یہ مشکل تھا۔۔ بہت مشکل۔ علیدان نے گھری سانس بھر کر خود کو سنبھالا .. اور دونوں ہاتھوں سے آن کے شانے تھام کر اٹھاتے بولا : - چلو۔۔ میں تمہیں واپس لے کر چلوں۔ نہیں۔۔ میں کہیں نہیں جاؤں گی۔ سنا۔۔! میں اپنی فیملی کے ساتھ ہوں۔۔ "آن ضد کرنے لگی کہ اپنی فیملی چھوڑ کر میں کہیں نہیں جاؤں گی، میں۔۔ میں ان کے ساتھ رہوں گی۔"

علیدان نے اس کے کان میں جھک کر سرگوشی کی : میں کسی کو بھیج کر تمہاری فیملی کو گھر لے آؤں گا ۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ "واقعی۔۔۔۔۔" وہ بے یقین تھی۔۔ "کبھی جھوٹ نہیں بولا "علیدان نے یقین دلایا ۔۔ آن نے ایک ہاتھ سے کرسٹل بال سنبھالا اور دوسرے سے زمین پر سہارا لے کر اٹھنے لگی۔۔ جیسے ہی اٹھی سر چکرایا۔۔ زبردست متلی ہوئی اور جھٹکے سے سب کچھ علیدان پر اگل دیا۔۔

علیدان تو جیسے شاک میں چلا گیا۔ وہ اس کی جیکٹ گندی کر چکی تھی۔ اور اسے دیکھ کر بچوں کی طرح قہقہے لگائے جارہی تھی۔ علیدان کی زندگی میں یہ پہلا موقع تھا جو وہ چاہتے بھی غصہ نہیں کر پارہا تھا۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ اسے دو حصوں میں کاٹ کر رکھ دیتا۔ مگر.. یہاں سامنے آن تھی۔۔۔ اور اس کی حالت بھی ایسی نہ تھی کہ اس پر غصہ کرتا۔۔۔== ضبط کی آخری حدوں کو چھوتا۔۔ ایک ہی جھٹکے سے اس نے گندی جیکٹ اتار کر دور پھینک دی۔۔۔ اور آن کو زبردستی ساتھ لیتا۔ جا کر گاڑی میں پھینکنے کے سے انداز میں بٹھایا۔۔۔ آن نے کر سٹل بال کو بری طرح دبوچا ہوا تھا جیسے کوئی چھین لے گا۔۔۔ علیدان نے کریم کو گاڑی چلانے کا اشارہ دیا۔ اور تھوڑی دیر خود کو پرسکون کر کے۔۔۔ اسے دیکھا جو کر سٹل بال کو ہی دیکھے جارہی تھی۔ وہ دنگ ہوا "تم کو کر سٹل بال زیادہ پسند ہے؟" شی ی ی ی چپ۔۔۔ پ۔۔۔ وہ منہ پر انگلی رکھ کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کر رہی تھی۔۔۔ پھر ادھر ادھر دیکھ کر کسی کے نہ ہونے کی تسلی کی۔۔۔ اور جھک کر اس کے قریب آئی۔۔۔ "یہ میبک بال ہے۔ اس جادوئی بال سے میں اپنی ماں کو واپس لاؤں گی۔۔۔ ہا ہا ہا ہا وہ پاگلوں کی طرح قہقہے لگانے لگی۔

یو نہی ہنستے ہنستے وہ غنودگی میں چلی گئی۔ گاڑی ولا پہنچی تو آن مکمل بے ہوش تھی۔۔ علیدان اسے اٹھا کر اندر لایا۔۔ خادمہ عزیزہ اسے دیکھ کر جلدی سے آگے بڑھی اپنے مالک کی شرٹ پر گندگی دیکھ کر وہ تو دنگ رہ گئی۔ جھجھکتے ہوئے کہا "مالک، آپ چینج کر لیں میں ان کا خیال کرتی ہوں۔ آپ واش کر لیں۔ علیدان نے بنا جواب دیئے آن کو ایسے ہی اٹھائے اپنے روم میں آکر بیڈ پر لٹایا۔۔ اور جیسے ہی اٹھنا چاہا۔ آن نے دونوں بازو اس کے گلے میں جمائل کر کے اس کے دور ہونے کی ہونے کی

کوشش ناکام بنادی تھی۔۔ ایسے جیسے آن کو کسی اپنے کے کھونے کا ڈر ہو۔ بڑ بڑا ہٹ جاری تھی۔۔  
علیدان نے غور سے سننے کو شش کی۔۔ "مت جاو.. مت جاو.. مجھے چھوڑ کر مجھے ڈر لگتا ہے ماں"  
علیدان نے پھر سے اسے بازو میں اٹھایا۔ اور خادمہ جو اس کی مدد کو آئی تھی۔ اسے جانے کو بولا.. تم  
جا کر آرام کرو میں خود دیکھ لیتا ہوں۔ خادمہ خاموشی سے سر ہلا کر واپس چلی گئی۔ البتہ اس کے  
چہرے پر حیرت ضرور نمودار ہوئی تھی۔

علیدان اسے اٹھا کر واش روم میں لایا۔۔ اور شاور کے نیچے کھڑا کر کے شاور چلا دیا۔۔ پانی کی دھار سے  
اپنی شرٹ سے بھی گندگی دور کی۔۔ اور آن کو بھی واش کرنے لگا۔۔ دونوں مکمل بھیگ رہے تھے۔۔  
علیدان اسے بمشکل تھامے ہوئے تھا۔ کیونکہ آن مکمل اس کے سہارے اس کے بازوؤں میں کھڑی  
تھی۔۔ ایسے جیسے جسم میں کوئی ہڈی ہی نہ میں ہو۔

علیدان نے بمشکل شیمپو سے اس کے بال دھوئے۔۔ پھر خود کو واش کیا۔۔ اور بنا اسے دیکھے۔۔ ان کے  
کپڑے اتار کر ہاتھ روب سے اسے ڈھانپا۔۔ اسے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا۔ پھر گھری سانس بھر کر خود بھی  
بھیگے کپڑے چنچ کئے۔ اس سارے عمل نے اسے بری طرح تھکا دیا تھا۔

باہر آکر.. اسے پھر سے اٹھا کر اپنے بازوؤں کے سہارے بٹھایا۔۔ اور ہیئر ڈرائر سے اس کے بھیگے  
بال سکھائے۔۔ آن وہیں اس کے سینے پر سر رکھے دونوں بازو اس کے گرد کیئے سوئی ہوئی تھی۔ بال

ڈرائی کر کے۔۔ آن کو لٹایا۔۔ اور خود بھی تھکا تھکا سالیٹ گیا۔۔ پاس لیٹا وجود واقعی۔۔ اس کے صبر کو آزما رہا تھا۔۔ بڑی مشکل سے دل میں اٹھتی خواہشات کو تھپک کر سلا یا۔۔ اور یہ بہت مشکل تھا۔۔ علیدان رخ موڑ کر اس پر جھکا۔ آن کے دلفریب نقوش اسے اپنے طرف مائل کر رہے تھے۔۔ اسے اپنے حصار میں لیا، اور ہاتھ بڑھا کر اس کی پیشانی سے بال ہٹا کر سنوارے۔۔ پھر ہاتھ سرکتا ہوا۔ اس کے چہرے کے دلفریب نقوش کو چھوتا۔ اس کے ہونٹوں پر ٹھہر گیا۔ اب کے وہ خود کو روک نہ پایا اور اس کے دلفریب ہونٹوں پر جھکا۔۔ آن کو مدھوشی میں اپنے ہونٹوں پر کچھا سا محسوس ہوا اسے لگا کسی نے اس کی سانسیں روک لی ہوں۔۔ کیا یہ حقیقت تھی یا کوئی خواب تھا؟ علیدان نے چاہا کہ کچھ اور آگے بڑھے لیکن۔۔۔ آن بے اختیار احتجاج کرتے خود کو چھڑانے لگی۔ آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور چیخ کر رونے لگی۔۔

یہ دیکھ کر، علیدان کے دل میں تکلیف کی لہریں اٹھیں۔ اور بڑھ کر اپنے حصار میں لیا اس کے بالوں میں انگلیاں ڈال کر سہلا کر اسے پرسکون کرنے لگا۔ آن اس کے سینے میں منہ چھپائے مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔۔ "ماں۔۔ آئی ہیٹ یو.. خنخ آئی ہیٹ یو۔۔ مجھے یہاں کیوں چھوڑ گئیں۔۔ اپنے ساتھ کیوں نہ لے گئیں؟۔۔ مجھے یہ دنیا پسند نہیں۔۔

مجھے یہ لوگ پسند نہیں۔ مجھے اپنے ساتھ کیوں نہ لے گئیں۔۔ کیوں۔۔؟ سب کے پاس باپ ہے۔۔ میرے پاس نہیں۔۔!! کیوں۔۔؟

پھر غنودگی میں علیدان کے گرد مضبوطی سے بازو کا گھیر بنالیا۔

"مجھے یہاں سے دووررر.. لے چلو۔ میں دوبارہ نہیں چاہتی۔۔ میں ان سب کو دیکھنا نہیں چاہتی

--"

علیدان اس کی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پزل کے ٹکڑے ٹکڑے تھے۔۔ جو بکھرے ہوئے تھے۔۔ آن کی ادھوری باتیں -- سن کر علیدان نے کنفرم کیا کہ

آن عصمت کو اعوان فیملی نے سخت حراساں کیا ہے۔ اسی وجہ سے آن نے ڈرنک کی۔ وہ جو بھی بول رہی تھی۔ اس کے لاشعور کا دبا وہ خوف تھا۔۔ بظاہر وہ دنیا کے آگے مضبوط دکھتی تھی۔ لیکن اندر سے وہی ڈری سہمی سی لڑکی تھی۔۔ جسے سہارے کی ضرورت تھی۔۔

اور علیدان نے فیصلہ کر لیا۔ وہ آن کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔۔ کبھی نہیں۔۔

اس کے بالوں کو سہلاتے سہلاتے۔۔ اس کو حصار میں کیئے وہ خود بھی تھکا تھکا سا سو گیا تھا۔

آن کی آنکھ دوبارہ کھلی تو ذہن ابھی تک دھندھ میں لپیٹا ہوا تھا۔ اسے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کہاں ہے ؟

ایک اجنبی کمرہ دیکھ کر وہ بری طرح ڈر گئی، اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اپنے لباس پر نظر کی، تو اس کے کپڑے کہیں بھی نہیں تھے اس کے بجائے وہ ایک مردانہ ڈھیلی ڈھالی شرٹ اور مردانہ ہی لمبا سا ٹرائوزر پہنے ہوئے تھی۔

یہ دیکھ کر وہ بری طرح سہم گئی حالانکہ اسے رات کی ڈرنک کی وجہ سے کچھ بھی یاد نہیں رہا تھا۔  
لاست ٹائیم جب حان کی وجہ سے ڈرنک کی تھی تو نشے میں علیدان ٹکرائی تھی۔

صبح اس کی آنکھ اس کے "ولا کے روم میں کھلی تھی۔ اور رات کی ڈرنک کی وجہ سے وہ یہ سوچ کر سہم گئی۔۔۔ کہ۔۔۔ کہیں۔۔۔

کہیں وہ کسی دوسرے مرد کے پاس نہ چلی گئی ہو۔۔۔ یہ اس کے لئے ڈوب مرنے کا مقام تھا۔۔۔ بے اختیار اپنی چیخ کو دونوں ہاتھوں سے روکا۔۔۔

وہ تو رات ثنا حمزہ کے ساتھ تھی۔ پھر۔۔۔؟؟ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور تکلیف سے اپنے دانت کاٹنے لگی۔ اسی وقت دروازہ دھکیل کر علیدان اندر داخل ہوا۔ علیدان کو دیکھ کر آن کے اندر جیسے سکون آگیا۔

وہ سمجھی نہیں کہ ایسا کیوں؟؟ لیکن علیدان کو دیکھ کر اس کے سارے ڈر و خوف اور وہم کہیں دور بھاگ گئے۔۔ وہ پرسکون ہو کر نظر جھکا گئی۔ علیدان نے اس کے معصوم چہرے کو پیار سے دیکھا۔۔ اور بے اختیار مسکرا دیا۔۔

"تم ابھی تک اٹھی نہیں۔؟"

"میں یہاں کیسے؟؟" آن نے اپنی پیشانی مسلی۔

"میں خود بھی متجسس ہوں" علیدان نے پرسوج انداز میں اسے دیکھ کر کہا۔  
"تم نے رات مجھے کال کی بنا کوئی وجہ بتائے۔ اور مجھے گھر لے چلنے کو کہا۔" تم روئی.. میرے آگے ہاتھ باندھے کہ میں تمہیں اپنے ساتھ لے کر چلوں۔"

وہ سنجیدہ تھا۔۔ لیکن اندازِ شریر.. کیا کچھ ہوا تھا؟

"کیا کچھ ہوا تھا؟"

"ہہہہ۔۔ آن نے دانتوں سے لب کاٹے۔ اور غیر ارادہ اپنے ہاتھ کمبل کے اندر کر کے خود کو چھپایا۔

"کیا میں ہوں؟؟ اس کا ذہن ابھی تک کچھ سمجھ نہیں پایا تھا۔  
 "ورنہ میرے سامنے کون بیٹھا ہے؟" علیدان مسکرا کر سوالیہ ہوا۔  
 "نہیں۔۔ ناممکن۔۔ آن کا چہرہ شرم سے سرخ ہوا۔  
 کل رات میں اپنی روم میٹ کے ساتھ تھی۔ آپ کو کیسے کال کی؟"

"یہ تو میں بھی نہیں جانتا" علیدان نے منہ بنا کر لاعلمی ظاہر کی۔ "میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ تم  
 میرے گلے لگ گئی۔۔ اور مجھے رات کو جانے ہی نہیں دیا۔۔ اور تم نے مجھ پر الٹی بھی کر دی"  
 آن کی تو یہ سن کر سانس ہی رک گئی۔ اس نے اچانک ہی اپنے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے۔ علیدان  
 کو آنکھیں چھپک چھپک کر دیکھا۔  
 "مجھے الٹی کا بلکل بھی یاد نہیں"

"مجھے یہی ڈر تھا کہ تم جب ہوش میں آؤ گی تو سب بھول جاؤ گی۔ اسی لئے میں نے وہ جیکٹ سنبھال  
 کر باہر رکھوائی ہے۔ ابھی تک صاف نہیں کی۔ کیا تم دیکھنا چاہو گی؟"  
 آن کا چہرہ سب کی طرح سرخ ہوا۔ شرمساری سے ہاتھ منہ پر رکھے وہ دہرائے گئی "آئی ایم  
 سوری۔۔ آئی ایم سوری۔۔"

"اب یہ کمبل ایک سائیڈ پر کرو۔ کیا تم ابھی بھی نہیں اٹھو گی؟ آج ہماری ریسپشن ہے"  
 "کیا؟؟؟ ریسپشن؟؟؟ وہ کیا کرنا چاہتا ہے؟؟؟"

آن علیدان کے منہ سے آگے کا پلان سن کر سٹل ہو گئی تھی۔ وہ بالکل بھی خود کو علیدان جیسے امیر شخص کے قابل نہیں سمجھ رہی تھی۔ اس کے نزدیک دونوں کے بیچ نکاح صرف کاغذی کارروائی تھی۔ جو رشتہ علیدان نے اس کو دھمکا کر قائم کیا تھا۔ جب کہ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ "گھٹ علیدان کو پسند کرتی ہے۔۔۔ یہ سوچ کہ وہ پہلے سے ہی کسی کو پسند کر چکا ہے۔ وہ اس کی پہلی چوائس نہیں۔ وہ اس کو صرف اپنے کسی مفاد کے لئے استعمال کر رہا ہے۔۔۔ وہ یہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ ان جیسے سرمایہ دار شخصیت کی زندگی میں آفیشلی داخل ہو کر آن کے لئے مسئلوں کے انبار شروع ہو جائیں گے۔ اعوانز اور شاہ کے بیچ کی یہ سرد جنگ صرف اس کی وجہ سے شدید جنگ میں بدل جائے گی۔ اور سارا الزام اعوانز آن کی جھولی میں ڈال دیں گے۔۔۔ یہ وہ کسی طرح بھی نہیں چاہتی تھی کہ اعوانز کے خدشے الزامات سچ ثابت ہوں۔۔۔ کسی طرح بھی شاہ کو روکنا تھا۔۔۔ بھلی کچھ بھی ہو جائے۔۔۔ اسے علیدان کی زندگی سے نکلنا تھا۔۔۔

"رات تم نے ہی نہیں کہا تھا۔" مجھ سے شادی کرو۔۔۔ مجھے اپنی زندگی میں شامل کرو۔" علیدان کی آنکھیں دھیمی دھیمی لو دیتی ہوئی تھیں۔

"میں نے؟؟؟؟۔۔۔ آن سخت حیران تھی۔۔۔ بے اختیار منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔۔۔ اس کا ذہن بالکل بھی کچھ یاد کرنے سے عاجز تھا۔۔۔

"یہ سچ ہے۔۔۔ شک کرنا بند کرو۔ تم ہی آدھی رات کو میرے پاس آئی اور کہا کہ مجھ سے شادی کرو۔۔۔ اور شیطان صفت لوگوں سے لڑنے میں میری مدد کرو۔ اعوان فیمیلی شیطانوں کا ٹولہ ہے۔ انہوں

نے کل تمہیں حراساں کیا تھا۔۔ چلو مل کر ان سے لڑتے ہیں۔ اٹھو۔۔ اب جلدی سے تیار ہو۔۔ میں تمہاری ان شیطان لوگوں سے لڑنے میں مدد کروں گا۔۔

علیدان مسکرا کر اسے اور زیادہ سہائے جارہا تھا۔۔ "کیا وہ سچ کہہ رہا۔۔ کیا واقعی بھی آن نے اسے یہی سب کہا تھا۔۔؟ نہیں نہیں۔۔ وہ یہ ماننے میں تامل تھی۔۔۔"

"علیدان۔۔۔ علیدان شاہ۔۔۔ یہ یہ۔۔۔ ایکجونی۔۔۔ اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔۔ وہ اپنی صفائی کس طرح دے۔۔ جب کہ یہ سب واقعی میں وہ کہہ چکی تھی۔۔ اب اس سے مکرنا کس طرح ممکن تھا؟؟ اسے کوئی بہانا ہی نہیں سوچ رہا تھا۔۔

"میں نے رات ڈرنک کی تھی۔ مجھے رنلی میں کچھ بھی یاد نہیں۔۔"

وہ بری طرح بے بس ہوئی۔۔ سرہاتھوں میں گرا لیا۔۔

اس وقت اس کے جی نے شدت سے تمنا کی کہ "کہیں واقعی "چوہے کا بل ہوتا اور وہ اس میں گھس کر چھپ جاتی۔۔"

علیدان نے اس کا شرمندہ شرمندہ اور لجاہٹ سے سرخ چہرہ دلچسپی سے دیکھا۔ وہ واقعی آن کے چہرے کی بھولپن۔۔ شرمساری۔۔ لجاہٹ۔ آنکھوں کا جھپک جھپک کر جھکانا۔۔ پھر دانتوں سے لب کاٹنا۔۔ دلچسپی اور محویت سے تنکے جارہا تھا۔ اس کے چہرے اور ہونٹوں سے مسکراہٹ ہٹ ہی نہیں رہی تھی۔۔ وہ واقعی اسے لبھا رہی تھی۔۔ مائل کر رہی تھی۔۔ اور وہ مائل ہونے کے ساتھ گھائل بھی ہو رہا تھا۔۔

"اب کیا سوچ رہی ہو"

علیدان نے اسے یوں گم سم نظریں جھکائے دیکھ کر کہا۔

"میں کب سے یہ سوچ رہی کہ آپ کی فیملی بھت زیادہ امیر و کبیر ہے۔۔ یہاں کوئی چوہے کا بل یقیناً نہیں ہوگا۔ درست۔۔؟"

علیدان یہ بے تنکی بات سن کر۔۔ ہنسی پر کنٹرول نہ کر پایا۔۔ اور پھر۔۔ ہنستا ہی چلا گیا۔۔ ہا۔۔ ہا۔۔

پھر سر ہلاتا۔۔ باہر نکل گیا۔

پچھے آن حیران اسے یوں ہنستا دیکھ کر شرم سے لال گلال ہو گئی۔۔ بے اختیار چہرہ چھپا کر۔۔ سر تکیہ پر گرا دیا۔۔ اور دوبار سر تکیہ پر مار کر۔۔ پھر اپنے سر پر بھی دو ہتھکڑیاں مارے۔۔ پھر دونوں ہاتھوں میں تکیہ دبا کر منہ اس میں چھپا لیا۔۔

ابھی وہ اچھی طرح سے اپنی شرمندگی مٹا بھی نہیں پائی تھی کہ علیدان پھر سے داخل ہوا۔۔ اب اس کے ہاتھ میں نیا برانڈڈ ڈریس تھا۔۔ لانگ فرائٹ۔۔

وہ اس کو میٹھی میٹھی نظروں سے دیکھ کر اور شریر ہوا۔۔ حالانکہ آن نے اسے ساری رات بے طرح سے تنگ کیا تھا۔۔ اب اس کا تھوڑا سا بدلہ لینا تو بنتا ہی تھا نا۔۔

"آن۔۔ تمہاری ڈریس اس قابل نہیں تھی کہ دوبارہ پہنی جاسکتی۔۔ یہ میں نے نیا ڈریس منگوادیا ہے۔۔ جلدی سے شاوور لے کر تیار ہو جاو۔۔ ہری اپ۔ کمپنی جانے کے لئے ہم لیٹ ہو جائیں گے۔۔"

علیدان نے اسے شرمساری سے نکالنے کے لئے جلدی جلدی آرڈر دیا۔۔ اور خود بھی تیار ہونے چلا گیا۔۔ تاکہ آن اٹھ کر آرام سے تیار ہو جائے۔۔ اس کے نکلتے ہی آن اٹھی۔۔ اور جلدی سے واش روم میں بھاگی تھی۔۔ پھر شاوور لے کر۔۔ تیار ہو کر۔۔ نیچے آئی۔۔

علیدان ناشتے کی بڑی سی ٹیبل پر اس کا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔ اسے دیکھ کر بولا:

"آو۔۔ ناشتہ کرو۔" ورنہ ہمیں دیر ہو جائے گی۔"

آن نے نفی میں سر ہلایا۔۔

"نہیں مجھے بھوک نہیں۔۔"

وہ شرمندگی سے نظریں جھکائے بولی۔۔ اس کی ہمت ہی نہیں تھی کہ علیدان کی نظروں اور مسکراتے شریر چہرے کا سامنا کر سکے۔

"ٹھیک ہے پھر میں بھی نہیں کرتا"

علیدان اٹھنے لگا۔

یہ دیکھ کر وہ چپکے سے طوہا و کرہا کر سی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

علیدان نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔ خادمہ نے آن کو ناشتہ سرو کیا۔۔

"مجھے آپ سے۔۔ تنہا کچھ کہنا ہے۔۔" آن ہچکچا کر آہستہ سے بولی۔۔

"ہممم بولو۔۔ میں سن رہا۔۔ وہ ہم تن گوش ہوا۔

علیدان نے باورچی اور خادمہ کو جانے کا اشارہ کیا۔

"مجھے یہ آفر قبول نہیں۔۔ میں ابھی اس رشتے کو قبول نہیں کر سکتی۔۔"

علیدان کی یہ سن کر مسکراہٹ تھم گئی۔

"مجھے نہیں یاد کہ رات مدھوشی میں میں نے کیا کہا؟"۔ لیکن اب میں مکمل اپنے حواسوں میں ہوں۔

۔ اور میرا آپ سے رشتہ بنانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔"

آن نے بری طرح اپنے ہونٹ کاٹے۔۔ یہ کہنا۔۔ اور فیصلہ کرنا مشکل تھا۔ لیکن۔۔ اس فیصلے سے ،

مستقبل میں پیش آنے والی کئی پریشانیوں سے بچا جاسکتا تھا۔۔ یہ صرف آن ہی جانتی تھی۔

"ہممم علیدان نے ہنکارا بھرا۔۔

"تم واقعی دوہرے چہرے رکھتی ہو آن۔۔ لیکن میں تم کو مجبور نہیں کر سکتا۔۔ رات کا فیصلہ بھی تمہارا تھا۔۔ اور ابھی کا بھی تمہارا اپنا۔۔ جائیز ہے۔۔ اڑاؤ کے۔۔ بھول جاؤ۔۔ کھانا کھاؤ۔۔ ہم نے نکلنا ہے۔"

علیدان نے واقعی اسے پریشانی سے نکال لیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا آن اپنے ذہن پر کوئی بوجھ ڈالے۔۔ آج نہیں تو پھر کبھی سہی۔۔ وہ یہ سوچ کر سر ہلا گیا۔۔ دونوں نے خاموشی سے ناشتہ کیا۔ پھر آفیس جانے کو نکلنے لگے۔۔ اٹھتے ہوئے علیدان نے اس کی توجہ ٹیبل پر پڑے "میجک بال" پر دلوائی۔۔

"کیا تم اپنا "میجک بال" نہیں اٹھاؤ گی؟؟"

آن بری طرح حیرت سے چونکی۔

"میجک بال؟؟؟" یہ کیا ہے؟

حیرانی ہی حیرانی تھی آن کے چہرے اور آنکھوں میں۔

علیدان اب زیادہ دیر خود کی ہنسی نہ روک پایا۔ بلکہ آن کو حیران چھوڑ کر سر ہلاتا۔ ہنستا ہوا آگے بڑھ گیا۔

پیچھے آن بھی حیران پریشان سی ٹیبل پر پڑے کر سٹل کے فانوس کو دیکھتی ذہن پر زور دیتی۔۔۔ پیشانی مسلتی، علیدان کے پیچھے بڑھ گئی۔

جب گاڑی کورٹ یارڈ سے گزری تو آن کی نظر "چیری بلاسم" کے پودے پر گئی۔ ایک ہلکی سی دھندلی یاد اس کے ذہن کے پردے پر روشنی کی طرح جھلملائی تھی۔ آنکھ کے پردے پر شناسائی کی ہلکی سی لہر آکر گزری۔

"یہ درخت؟۔۔ آپ کے کورٹ یارڈ میں؟؟ پہلے تو نہیں تھا۔ ایسا لگتا میں نے کہیں دیکھ رکھا" آن نے ذہن پر دھندھلی سی یاد کو منظر پر لہراتے دیکھ کر علیدان سے پوچھا۔

علیدان ہنس دیا۔

"میں نے تمہاری فیملی کو یہاں بویا ہے۔ جب بھی اپنی فیملی کی یاد آئے۔ یہاں آجانا۔"

وہ مسکراہٹ بمشکل دباتا بولا۔۔۔ آن کا چہرہ لمحوں میں سرخ ہوا۔ کیا یہ اس کا مذاق اڑا رہا۔۔۔ دل ہی دل میں علیدان کو خوب کوسا۔

"تم کو تو یہ بھی یاد نہیں آنیہ۔۔۔ لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے، تم نے درخت کو گلے سے لگالیا تھا۔ اسے چھوڑ ہی نہیں رہی تھی۔ اور اس سے حلف بھی لیا۔ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ "تمہاری فیملی کو تمہارے پاس ضرور لاؤں گا۔۔۔ اور دیکھ لو۔۔۔ صبح ہوتے ہی میں نے اپنا وعدہ نبھایا ہے۔"

آن تو بس گم سم جیسے اپنے حواسوں میں ہی نہیں تھی۔ علیدان کی باتیں سچی تھیں۔۔۔ یہ وہ دل میں مانتی تھی۔ لیکن۔۔۔ علیدان کے سامنے اس بات کو ماننا اس کے لئے مشکل تھا۔ اسے رات کی کوئی بھی بات ٹھیک سے یاد نہیں تھی۔ بس تصور کے پردے پر دھندھلا سا عکس تھا۔ جیسے کوئی پرانی فلم چل رہی ہو۔ ذہن کی اسکرین واضح تصویر کشید کرنے سے مکمل محروم تھی۔۔۔

"میں نہیں جانتا۔۔۔" علیدان نے اسے خاموش دیکھ کر بات جاری رکھی۔  
"یہ درخت بڑا ہو کر تمہاری چھوٹی بہن بنے گی یا چھوٹا بھائی؟" مسکرا کر لب بھینچے۔ "یہ تو درخت کی عمر ہی بتا سکتی ہے۔ وہ کیا بنتا؟؟؟"

یہ سن کر آن نے بے اختیار شرمساری سے ہاتھوں میں چہرہ ڈھانپا۔ وہ اس سے نظر نہیں ملا پارہی تھی۔

علیدان کو وہ پہلے سے زیادہ اپنی۔۔۔ بہت اپنی۔۔۔ دل کے قریب لگی۔۔۔ اس کا چھینبنا۔ منہ چھپانا۔ اسے بری طرح راغب کر رہا تھا۔ وہ چاہتا تو اس کے قریب بیٹھا تھا۔ اس کی قربت سے فائدہ اٹھا سکتا تھا۔

لیکن۔۔۔ وہ بہت ہی با اصول شخص تھا۔۔۔۔۔ آن کو دل کی پوری رضامندی سے اپنا چاہ رہا تھا۔ اور اسے یقین تھا۔ یہ وقت دور نہیں ہے۔

"لوگ ایک کتے کو بھی پال کر اپنا بیٹا بتاتے ہیں۔۔۔ تم بھی درخت پال کر اسے اپنی بیٹی یا بیٹا بنالینا۔۔۔ وہ مسکرایا۔

آن نے بری طرح دانت پیسے۔۔۔ "یہ شخص واقعی بہت ہی بے شرم تھا۔

"آپ چپ نہیں رہ سکتے"

آن نے خفا خفا سی نظر اس ہر ڈالی اور اسے گھورا۔  
علیدان ہنسی دبا کر چپ بھی ہو گیا۔

"آل رائیٹ"

وہ نہ صرف چپ ہوا۔ بلکہ۔۔ سر بھی گھما کر کھڑکی کے طرف کر لیا۔۔ اسے آن کا جھنجھٹانا۔۔ دانت پیسنا۔۔ ہونٹ کاٹنا۔۔ شرم سے پلکیں چھپکانا اور اس کے گالوں پر وقفے وقفے سے اترتی شفق کی لالی۔۔ یہ سب بری طرح اڑکیٹ کر رہا تھا۔۔ لیکن وہ خود کو سنبھال کر۔۔ بیٹھا تھا۔۔ کیونکہ ابھی اس کو انتظار کرنا تھا۔۔ جب آن اسے اپنا سمجھ کر خود اس کے پاس آتی۔۔

A sequence of 16 boxes, each containing a number from 1 to 16. The boxes are arranged in a row, with some boxes highlighted in blue, red, and pink.

"تم نے اس کی برنڈیڈ ڈریس دیکھی؟۔ جو آج پہنے ہے۔ یہ آج کل کی ٹاپ برنڈیڈ ڈریس ہے۔ جو صرف ایک ہفتہ پہلے ہی مارکیٹ میں متعارف ہوئی ہے۔۔ دس ہزار لیرا۔۔ میں تو اس برینڈ کی "فین" ہوں۔ ایک نامانوس سی آواز اندر tea house سے آرہی تھی۔ آنیہ عصمت اس وقت اپنے لئے پانی لینے جارہی تھی۔ کہ اندر ٹی ہاؤس سے آتی کسی کے بارے میں غیبت کرنے کی آوازیں آئیں۔

"پتا نہیں آج کل کی یونیورسٹی گریجویٹ اسٹوڈنٹس کے پاس اتنا پیسہ کہاں سے آتا ہے۔ کہ برینڈڈ ڈریس افورڈ کر سکتی!!"

یہ دوسری اچھنبے سے بھری آواز تھی۔

" دیٹز رائیٹ " یونیورسٹی میں ہی معاشقے چلا کر ایسی لڑکیاں۔۔ اصل میں تو اپنے خاندان کی ناک ڈبوتی ہیں۔"

پہلی آواز نے کہا۔

آن دروازہ کھول کر اندر آئی۔ اندر بیٹھے دو نفوس اس کی اچانک آمد پر بوکھلا کر آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو چپ کروانے لگیں۔۔۔ اور چپکی ہو گئیں۔

آن نے ایسا ظاہر کیا۔ جیسے کچھ نہ سنا ہو۔ بلکہ ایک اسمائل پاس کرتی اپنے لئے پانی لینے لگی۔ اور بنا ان کے شرمندہ چہروں پر نظر کیئے۔۔ واپس آکر اپنی سیٹ پر بیٹھی۔۔ اور اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔ یہ آفیس تھا۔۔ جہاں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں جو لازمی دوسروں پر انگلیاں بھی اٹھاتے ہیں۔ آپس میں غیبت بھی کرتے ہیں۔ جو کہ انسان کی ایک اضافی فطرت ہوتی ہے۔۔ دوسروں کے بارے میں متجسس ہونا۔۔ اور پھر مل بیٹھ کر اس کے کردار کی دھجیاں بکھیرنا۔۔

کچھ دیر ہی گزری تھی کہ آنیہ عصمت کا سیل فون رنگ کرنے لگا۔۔ آن نے نمبر دیکھا۔۔ زایان اعوان کی کال تھی۔۔ آن کا بالکل بھی موڈ زایان سے بات کرنے کا نہیں تھا۔ تبھی کال کاٹ دی۔۔

دوپہر کو جب کام تقریباً ختم ہونے کو ہوا۔

"آن کیا تم میرے ساتھ لنچ کے لئے کیفیٹیریا چل سکتی ہو؟"

اس کی کولیگ سیمی اس کی ڈیسک کے پاس آئی اور ساتھ لنچ کے لئے آفر کی۔  
آن نے سر اثبات میں ہلادیا۔

"آل رائیٹ" آن نے ڈاکیومنٹس سنبھال کر ڈیسک کے کبرڈ میں رکھے۔ اسے لاک کیا۔ اور اس کے ساتھ سیڑھیوں سے نیچے کمپنی کے کیفیٹیریا میں آئی۔

دونوں نے لنچ باکس کا آرڈر دیا۔

اس وقت علیدان نے آن کو فون کیا۔

آن سیمی سے معذرت کرتی۔ ایک سائیڈ پر جا کر کھڑی ہوئی اور فون پک کیا۔

"ہیلو" آن نے ہلکی آواز میں کہا۔

"تم کب فارغ ہوگی؟" دوسری طرف سے گھمبیر آواز آن کی سماعتوں میں گھل کر دل کی دھڑکنوں کے تال سے میل کرنے لگی۔ یہ دھڑکنوں کا سرگم۔ اور نغمگی آن کے وجود میں جیسے برق دوڑانے لگا تھا۔

آن نے ایک لمحہ کو آنکھیں بند کر کے۔ اسے محسوس کیا۔ صرف ایک لمحہ۔ پھر سے اس نے خود کو سرزش کری۔ "نہیں آن۔ یہ سب سراب ہے۔ اس نے خود کو کافی حد تک سنبھال لیا۔

"میں تو آرڈی فری ہوگئی ہوں۔ ابھی لنچ کے لئے آپ کی کمپنی کے # کیفی\_ٹیریا میں آئی ہوں۔"

آن نے ہلکی آواز میں اطلاع کری۔

"اور۔۔ میرے لنچ کا کیا ہوگا؟؟ دوسری طرف وہ حیرانگی سے سوالیہ ہوا۔

آن نے بے اختیار لب کاٹے۔

"مجھے آج صبح وقت ہی نہیں ملا تھا کہ کچھ بنا کر لے آتی۔ آپ کو پتا نہیں؟

"تو تم یہ کہنا چاہ رہی ہو کہ تمہیں میرا خیال نہیں آیا۔؟"

علیدان کی خفا خفا سی آواز ابھری۔۔

"ایکچو نلی۔۔ میں نے کچھ پکایا ہی نہیں۔ تو آپ کا خیال کیسے کرتی؟؟"

"اوپر آجاو۔۔ میرا سیکرٹری لنچ آرینج کر لے گا۔ آکر مجھے کمپنی دو۔

"It's boring to eat alone"

"لیکن۔۔۔" آن پریشان ہوئی کہ اب کیا کرے؟

"میں اپنی کولیگ کے ساتھ آئی ہوں۔ اور آرڈر بھی دے چکی ہوں۔۔۔ یہ سخت برا لگتا اگر میں اس کو انکار کر دوں۔"

آنیہ عصمت نے جیسے ہی بات ختم کی۔ اس کا لُنج باکس بھی آگیا۔  
حلانکہ علیدان کو اس کا بات نہ ماننا سخت برا لگا تھا۔۔۔ لیکن وہ اس پر کوئی غصہ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بہت سوبر سا شخص تھا۔ اس نے خاموشی سے کال بند کر دی تھی۔۔۔ آن نے حیرت سے فون کو دیکھا۔۔۔ پھر کندھے اچکا کر۔۔۔ اپنی ٹیبل پر آکر بیٹھی۔

سیمی اسے دیکھ کر ہنسی۔

"میں پہلی بار دیکھ رہی ہوں۔ کسی امیر زادی کو ایک کیفی ٹیریا میں لُنج باکس سے لُنج کرتے ہوئے۔"

"میں نے پہلے سوچا۔ آپ جیسے "امیر لوگ" کہاں کمپنی کے کیفیٹیریا میں لُنج کرتے ہونگے۔ میں پریشان تھی۔ کہیں تم میری پیشکش مسترد نہ کر دو۔" مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم اتنی آسانی سے مان لو گی۔"۔۔۔" ہاوا اسٹریٹج۔۔۔"

"امیر لوگ۔۔۔" آن حیران ہوئی۔  
"کیا تمہارا اشارہ میری طرف ہے؟ اب کے آن سنبھل کر بولی۔"

"..Yup"

سیسی مسکرائی لیکن آن کی حیرانگی پر کچھ عجیب کیفیت میں آگئی۔

"میں بالکل بھی "امیر زادی" نہیں ہوں۔ پیسے کے لحاظ سے بھت کم ہوں۔"  
"تم مذاق کر رہی ہوں؟؟؟" وہ تعجب سے بولی۔

"میں مذاق بالکل بھی نہیں کر رہی۔ میں بھت غریب لڑکی ہوں۔ تم کو یہ غلط فہمی کس وجہ سے  
ہوئی ہے۔۔؟ آن سکون سے بولی۔

"ایک غریب شخص کبھی بھی اس قدر برانڈڈ ڈریس افورڈ نہیں کر سکتا۔ اس نے آن کے پہنے ڈریس  
کے طرف اشارہ کیا۔"

"برینڈڈ۔۔۔؟" آن یہ لفظ دوسری بار سن رہی تھی۔ اس نے ایک نظر اپنے ڈریس پر کی۔ جو صبح  
علیدان نے اس کے لئے مہیا کی تھی۔ بی کا ز آن کا ڈریس اس قابل نہیں تھا کہ آفیس پہنا جاسکے۔ وہ

واقعی کسی برینڈ کے بارے میں نہیں جانتی تھی۔ صبح جو لوگ کسی کو معشوق بنا رہے تھے۔۔ وہ یقیناً اس کے بارے میں ہی بات کر رہے تھے۔۔  
آن نے افسوس سے ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کی۔  
"یہ ڈریس "نقل شدہ" ہے۔"

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟"

وہ سخت حیران ہوئی۔۔

"ہمارے ڈپارٹمنٹ کی ایک پرانی ساتھی ہیں جو اس برانڈ کی زبردست "فین" ہے۔ وہ کہہ رہی تھی۔۔ یہ 100% پرسنٹ اصل ہے۔"

"ڈیر۔۔ اگر میرے پاس پیسے ہوئے تو اس برینڈ کو ضرور خریدوں گی۔  
آن نے سکون سے اسے جواب دیا۔  
"کیا واقعی ی۔۔۔؟" سیمی کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کو تھیں۔

واپس آکر اس نے ثنا حمزہ کا نمبر ڈائل کیا۔

"اب تم ٹھیک ہو؟؟؟"

دوسری طرف سے ثنا حمزہ کی سست سست سی آواز سنائی دی۔

"ہممم تم بتاؤ۔۔۔ رات کیا ہوا تھا میرے ساتھ؟؟؟"

"میں کیسے جان سکتی ہوں؟ یار۔۔۔ تم نے تو ڈرنک کی وجہ سے اپنی جان ہی خطرے میں ڈال دی تھی۔۔۔"

ویٹ۔۔۔۔ ہم اس پر بعد میں بات کرتے۔۔۔ پہلے یہ تو بتاؤ۔۔۔ تمہارا بھائی تو بھت زیادہ ہی خوب رو تھا یار۔۔۔ کہیں وہ انگیج تو نہیں؟ اگر نہیں ہے تو پھر پکا سے میرا چانس بن سکتا۔۔۔ تم نے پہلے کبھی تعارف ہی نہیں کروایا۔ قسم سے یار اگر تو میری اس سے شادی ہوئی تو میں نے پکا سے تیری بھابھی بن جانا۔۔۔ "ثنا حمزہ اپنی ہی ہانکے جارہی تھی۔ وہ بری طرح علیدان پر فلیٹ ہو گئی تھی۔۔۔"

"میرا بھائی؟؟؟" آن کی حیرت کی زیادتی سے آواز حلق میں پھنس گئی۔

کیا اس کا بھائی اسے ڈھونڈتے وہاں پہنچا تھا؟

"ویٹ۔۔۔ رک جاو لڑکی۔۔۔ نان اسٹاپ شروع ہوتی ہو تو فل اسٹاپ بھول ہی جاتی ہو۔ آن جھنجھلا گئی۔"

"پہلے یہ بات تو کھڑ کرو۔ کہ کون سا بھائی؟؟"

"آآآآ کیا تم کو بالکل بھی اندازہ نہیں کہ رات تم۔ کس کے ساتھ گھر گئی تھی؟"

"کون؟؟؟"

بی کا ز اسے بالکل بھی کچھ یاد نہیں آرہا تھا۔

"ڈام اٹ۔۔ یار۔۔ کیا تمہیں بلکل یاد نہیں کیا۔ تمہارا بھائی تمہیں گھر چھوڑ کر چلا گیا تھا؟؟"

"کون سا بھائی؟؟؟"

“ “ “ “ “ “ “ “ “ “ “ “ “ “ “ “ “ “ “ “ “ ”

"کون سا بھائی؟؟ آن اور زیادہ کنفیوز ہوئی۔

علیدان اسے اپنے گھر لے گیا تھا۔ اس کا بھائی نہیں۔" اس شہر میں علیدان کے اور بھی بھت سے رشتیدار ہونگے۔۔

"ارے یار اس پین کا مالک۔۔پورے استنبول شہر کی مشہور شخصیت "علیدان شاہ"  
کیا۔۔؟؟ وہ۔۔۔۔۔تھا۔۔۔

آن کے منہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر الفاظ بمشکل پھسلے۔

"آل رائیٹ۔۔ اب اسے چھپانا چھوڑو۔۔۔"

میں نے اسے کل دیکھا۔۔ وہ اس ریسٹورانٹ میں پہلا شخص تھا۔ جو تمہیں لینے آیا تھا۔ مجھے تو بالکل بھی امید نہیں تھی کہ تم "چھپی ہوئی کوئی شہزادی" ہوگی۔ "تمہارے بھائی نے تمہیں لاڈ میں بگاڑ دیا ہے۔" ثنا حمزہ چہکی۔

"اس نے مجھے بگاڑا ہے؟؟؟"

جو کچھ ثنا کہہ رہی تھی۔۔ حیرت تھی کہ اسے ہی کچھ نہیں پتا تھا۔ بقول شاعر: جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے۔ باغ تو سارا جانے ہے۔

"ڈام اٹ۔۔ تم کو یاد نہیں جب تم مدھوش سی شیشے کے فانوس کے لئے ضد کر رہی تھی۔؟"

آن کے ذہن میں صبح ٹیبل پر پڑا کر سٹل بال پھر آیا۔ اور علیدان کا ہنسنا۔۔

آن بلس ہوئی۔ "کیا واقعی ایسا تھا؟؟؟"

بے یقینی ہی تھی۔۔

"ییس۔۔"

ثنا نے اقرار نامہ تھما کر گویا اس کے سارے شکوک پر یقین کی مہر لگادی تھی۔

"پھر کیا ہوا؟؟؟" آن نے جاننا چاہا۔

"تمہارے بھائی نے اپنا بینک کارڈ بیرے کو تھمایا۔ اور کود کر کرسی پر چڑھا۔ ہاتھ بڑھا کر کرسٹل بال اتار لیا۔ اور تمہارے ہاتھوں میں تھما کر کہا "اٹز گفٹ فار یو " آن کو سب منظر اب فلم کی طرح یاد آنے لگے۔

اس کی آنکھ ایک اجنبی کمرے میں کھلنے سے اس کا بے طرح پریشان ہونا۔

پھر منظر بدلا۔ علیدان کا اس کے کمرے میں داخل ہونا۔ آن کا اسے دیکھ کر سکون کہ سانس بھرنا۔

پھر منظر بدلا "علیدان کا اسے شادی کے لئے انسیسٹ کرنا۔

دوسرے منظر میں وہ اس پر بری طرح ہنس رہا تھا۔

اور تیسرے منظر میں وہ اس کے لئے نیا جوڑا لا کر بیڈ پر رکھتا نظر آیا۔

پھر منظر بدلا۔

علیدان ٹیبل پر بیٹھا اسے ناشتے کے لئے بلا رہا۔ پھر منظر بدلا۔

اس کا کرسٹل بال کو لے کر ہنسنا۔

منظر اب پلٹا۔ وہ گاڑی میں اس کے ساتھ بیٹھی۔۔ کورٹ یارڈ میں چیری بلوسم کو دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔۔ علیدان سے پوچھنے پر علیدان کا صہسی سے بھرا چہرا۔۔ اور اسے چیری بلوسم کو اس کا رشتیدار بنادینا۔۔

ایک ایک کر کے سارے منظر واضع ہوئے تھے۔۔ اور آن منہ پر ہاتھ رکھ کر کافی ہاوس میں نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔ کافی دیر بعد۔۔ خود پر قابو پایا۔ اور جیسے ہی اٹھ کر نکلنا چاہا۔۔ دوسری طرف آفیس کی ایمپلائے بھی اسی وقت مڑی۔۔ اس سے پہلے کہ دونوں آپس میں ملتیں۔۔ دوسری ایمپلائے نے گرم گرم کافی اس پر انڈیل دی۔۔

-----

اوہ۔۔ مائی گاڈ۔۔ یہ تو نیو انٹرن ہے۔ آئی ایم ساری۔۔ ویری ساری۔۔ میرا مقصد تم۔ کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا۔۔

دوسری سینئر ایمپلائے تھی۔

آن جلدی سے سنک کے پاس گئی۔ اور ٹھنڈا پانی ڈال کر خود کی جلن کو کم کیا۔ تکلیف کی شدت سے اس کے لب بھینچ گئے تھے۔ ڈریس پر کافی نے گہرا داغ چھوڑ دیا تھا۔ اور چیچا گئی تھی۔

"اگر یہ تم نے جان کر نہیں کیا تو پھر ٹھیک ہے۔" آن نے اسے سرد نظروں سے دیکھا۔ حالانکہ ہم دونوں نے ایک دوسرے کو چھوا تک نہیں پھر تم نے کافی کیوں پھینک دی؟ آن نے تکلیف برداشت کرتے اس سے پوچھا۔

"کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا؟ وہ تو جیسے لڑنے مرنے کو تیار بیٹھی تھی۔

"تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں نے دانستہ تم پر کافی گرائی ہے۔؟ اتنی تم کو بیوقوف لگتی ہوں؟" اس ایمپلائی نے آنکھیں ماتھے پر ہی رکھ لیں۔

پورا اسٹاف اس کی تیز آواز سن کر اکھٹا ہو گیا۔ کافی ہاؤس ڈپارٹمنٹ کی ہیڈ اس کو جلدی سے واش روم لے گئیں۔۔۔ آن نے کپڑے اٹھا کر پیٹ چیک کیا۔۔۔ جسم پر آبلے پڑ چکے تھے۔۔۔ ہیڈ اس کے پاس آئی۔ "یہ تو کافی جل گیا ہے۔ چلیں میں آپ کو ہاسپٹل لے چلتی ہوں۔

جب اس پہلی ایمپلائی نے یہ سنا کہ "آن عصمت ہاسپٹل جا رہی ہے۔ تو اس نے تمسخرانہ کہا:

"بھت خوب۔۔۔ تو اب ہاسپٹل جا رہی ہے۔ صرف پانی ہی تو تھا۔ بھنویں سیکڑ کر ساتھ ہی ناک چڑھائی۔ اس کے ساتھ کھڑی زینی نے کہا:

"عینی اسٹاپ اٹ۔۔۔ یہ بری طرح جل چکی ہیں پیٹ پر آبلے ہڑ چکے ہیں۔ اس کی زمرہ وار صرف تم ہو۔"

"تم اس معاملے میں نہ بولو زینی۔ میں جانتی ہوں تم مجھے پسند نہیں کرتی۔ لیکن اس قدر مبالغہ آمیزی مت کرو"

کیا۔۔؟ میں مبالغہ آمیزی کر رہی ہوں۔؟ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اس لڑکی کا پیٹ تمہاری وجہ سے جلا ہے۔ تم کو احساس ہے کچھ؟"

اس وقت مینجر باہر شور سن کر باہر نکلا۔

"کیا ہو رہا؟ آفیس ٹائیم میں اس قدر شور کیوں مچایا ہوا؟ خاموش رہو۔ ورنہ تم لوگوں کو نوکری سے نکال دیا جائے گا۔

زینی نے مینجر صاحب کو ساری بات بتائی اور آن عصمت کو اجازت دلوائی۔

"مس آپ جا کر ہاسپٹل چیک کروائیں کہیں سرس زخم نہ ہو؟

اس کے جاتے ہی آن عینی کے قریب آئی:

"اللہ ہی جانتا ہے کہ کس نے غلط کیا" سرد نظروں سے اسے دیکھ کر وہ مڑی۔  
اور۔ باہر نکلتی گئی۔

چیکنگ اور زخم کی ڈریننگ کے بعد ڈاکٹر نے چند احتیاطی تدابیر بتائیں۔ آن نے بل پے کیا۔ اور  
ایمرجنسی وارڈ سے باہر نکل آئی۔ علیدان وہیں دروازے پر کھڑا اسے ڈھونڈھ رہا تھا۔ آن کو دیکھ کر  
جلدی سے اس کے پاس آیا۔ فکر اور پریشانی اس کے چہرے پر صاف نظر آرہی تھی۔

"کیسی ہو؟ کیا کہا ڈاکٹر نے؟" علیدان نے اس کے قریب آیا۔

"آپ یہاں کیسے؟" ہمیشہ کی طرح آن نے وہی بیوقوفانہ سوال کیا تھا۔ جس پر علیدان نے اسے خفگی  
سے گھورا۔

"میں تم سے کیا پوچھ رہا آن کہ "تمہارا زخم کیسا ہے؟"

"کچھ خاص نہیں۔ ڈاکٹر نے ڈریسنگ کر دی ہے" اس نے پرچی علیدان کو دکھائی۔ جس پر میڈیسن لکھی تھیں۔۔ علیدان نے وہ اس کے ہاتھ سے لے کر دیکھیں۔

"کون سا ڈاکٹر؟؟ علیدان نے پوچھا

"ایمر جنسی سرجری"

آن کے مختصر بتانے پر علیدان وہاں بڑھتا گیا تاکہ ڈاکٹر سے کنفرم کر سکے۔ جب ڈاکٹر نے اسے بتایا کہ "زخم گھرے نہیں ہیں جلدی ٹھیک ہو جائیں گے۔ بس احتیاط ضروری ہے۔" علیدان نے یہ سن کر سکون کی سانس لی۔۔ اور باہر آکر۔۔ اسے ساتھ لیا۔۔ اور گاڑی میں بٹھایا۔

سیٹ بیٹ باندھتے آن کراہی۔

"کیا ہوا۔ علیدان نے پریشانی سے پوچھا۔

"یہ سیٹ بیلٹ تکلیف دے رہی۔۔ میرا پیٹ۔۔ آہ۔۔ وہ کراہی۔۔

علیدان نے اسے اٹھا کر پیچھے سیٹ پر بٹھایا۔

اور خود آگے بیٹھ کر گاڑی چلا دی۔۔ لیکن اس کی فکر مندانہ نظریں پیچھے بیٹھی آن کے چہرے کا مسلسل طواف کر رہی تھیں۔

"تم۔۔ نے مجھے کال کیوں نہیں کی آن؟"

علیدان نے اسے ٹوکا۔

"کیا آپ ڈاکٹر ہیں؟۔ آن نے ہلکے پھلکے انداز میں جیسے اس کی پریشانی کو ہوا میں اڑانا چاہا۔۔ لیکن علیدان نے اسے گھور کر دیکھا:

"میں تمہارا باس ہوں "

وہ صہسی: "تو پھر میں اپنے باس کو کہوں گی کہ میں جلنے کی وجہ سے زخمی ہوئی ہوں۔ میری انشورنس ہو سکتی ہے؟"

علیدان کو اس کا بے وقت کا مذاق بالکل نہیں بھایا تھا۔ بے اختیار گھری سانس بھر کر اسے دیکھا۔

"اصل بات بتاؤ"علیدان نے لب بھیج کر اب کچھ خفگی سے کہا۔  
"وہ سینئر ایمپلائے تھی۔"

"کیا وہ ایمپلائے اندھی تھی۔ جو اپنا کپ بھی نہ سنبھال سکی۔ تو نوکری کیسے سنبھال پائے گی؟"

"وہ مجھے کہہ چکی ہے کہ اس نے جان کر نہیں کیا۔"

"تمہارا مطلب ہے۔ یہی سچ ہو سکتا؟ ہو سکتا ہے اس نے کسی ارادے سے کیا ہو!"علیدان نے ریڑ ویو سے اسے دیکھا۔۔

اس کو نرم نظروں سے دیکھتی آن ایک لمحے کے لئے ہچکچائی: "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس نے یہ صرف ارادے سے کیا ہو علیدان"

علیدان نے اسے پیچھے گہری نظروں سے دیکھا: اور اس کی آواز غیر محسوس انداز میں بلند ہوئی۔ "اس نے یہ جان بوجھ کر کیا تھا؟"

"آپ باس ہیں۔" آن نے ایک پر جوش مسکراہٹ سے کہا "میں آپ کو یہ کہہ رہی ہوں۔ اس کی ایک چھوٹی سی رپورٹ بنتی ہے۔"

"بکو اس کم کیا کرو آن۔ علیدان خفا ہوا۔ "اصل بات بتاؤ۔ کیا ہوا تھا۔؟"

"مجھے واقعی سمجھ میں نہیں آرہا۔ کہ کیا ہوا۔ ہم ٹی ہاؤس میں کافی لینے آئے تھے۔ اور ایک ہی وقت میں مڑے اور باہر نکلنے لگے۔ فاصلہ اتنا کم بحر حال نہیں تھا کہ ہم میں ٹکراؤ ہوتا لیکن اس کی کافی میرے اوپر گری۔" آئی تھنک یہ صرف۔۔۔ اس کی بے احتیاطی کی وجہ سے ہوا ہے۔"

علیدان نے اسٹرننگ وھیل کو زور زور سے ہاتھ سے تھپکا۔۔ یہ اس کے غصہ اور آن سے ناراضگی کا کھلا اظہار تھا: "ضدی لڑکی، تم نے مجھے کال کیوں نہیں کی؟ وہ سخت خفا تھا۔

"آپ۔۔۔ کیا کرتے؟۔۔ میں فون پر۔۔ ایک پرائمری اسکول کے اسٹوڈنٹ کی طرح شکایت لگاتی؟ کہ میرے ماں باپ کو بھیجو میری مدد کریں؟ ہم نے ایک دوسرے کو مارا پیٹا ہے۔ پیچھے اگر آپ وہاں آتے۔ میں کسی کو منہ نہ دکھا پاتی۔ اگر آپ نیچے آتے کیا آپ نہیں جانتے کہ میری انٹری کس کی توسط سے ہوئی ہے۔ میں بالکل بھی نہیں چاہتی۔۔ کہ کوئی مجھ پر پورا ایک مہینہ کام کے دوران انگلی اٹھائے۔" آن نہیں چاہتی تھی جسٹ ایک مہینہ کے انٹرن شپ پر کام کے دوران وہ علیدان کے لئے مسئلے بنائے۔

"تو۔۔؟ یہ تکلیف کسی وجہ سے برداشت کرنے کا ارادہ ہے؟ وہ سخت خفا تھا۔

"اس کے بارے میں آرام سے سوچیں: "مجھے پتہ چل جائے گا کہ وہ کیوں مجھے نشانہ بنا رہی ہے اور لڑی ہے۔"

"ٹھیک ہے، یہ اچھی بات کہی ہے۔" علیدان کو اس کی بات دل سے لگی تھی۔

"اگر آپ مجھ پر یقین نہیں کرتے تو میں یہی کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں۔" وہ علیدان کی ریئر ویو میں سے نظر آتی گھری نظروں پر پلکیں جھکا کر بولی۔

علیدان ہلکا سا مسکرایا۔ لیکن کہا کچھ بھی نہیں "

آن نے کچھ سوچ کر کہا، "ویسے، سوچنے کی بات آپ اسپتال کیسے پہنچے؟

"میں نے تم کو کال کی تھی۔ تمہارے ہی ڈپارٹمنٹ کی خاتون زینی نے جواب دیا: کہ تم فون ٹی ہاؤس میں چھوڑ گئی ہو۔ اور تم جل جانے کی وجہ سے ہاسپٹل گئی ہو۔"

"لیکن میں نے اسے بالکل نہیں بتایا کہ کون سے ہاسپٹل؟ وہ معصومیت سے حیران ہوئی

"کیا ایک نارمل آدمی قریبی ہاسپٹل نہیں جائے گا؟۔ وہ اس کے معصومانہ سوال پر مسکرا دیا۔ اور اسے گھری نظروں سے گھورا۔

وہ بھی مسکرا دی۔۔ یہ سچ ہی تھا۔

علیدان نے اسے واپس کمپنی نہیں چھوڑا بلکہ شاہ ولا لے کر آیا۔

ولا پہنچ کر وہ کار سے بالکل نہیں اتری بلکہ سپاٹ چہرے کے ساتھ بیٹھی رہی۔

جب علیدان نے اسے تیسری بار اترنے کو کہا۔ تب ضدی انداز میں بولی۔ "یا تو مجھے واپس کمپنی چھوڑ آئیں۔ یا مجھے میرے گھر پر چھوڑ کر آئیں۔ میں یہاں بالکل نہیں رہوں گی۔ وہ بالکل بچوں کی طرح ضدی ہوئی۔

"

تمہاری فیملی بھی تو یہاں ہے۔ علیدان شریر ہوا۔ مسکراہٹ دبائی گئی۔

"تو کیا آپ نے اسی لئے اسے یہاں بویا ہے۔ کہ ہر وقت مجھ پر ہنستے رہیں؟" اب کے واقعی آن چڑ گئی۔

"ہاں۔۔ تم پر ساری زندگی ہنسنا چاہوں گا۔۔ آخری سانس تک۔۔ علیدان کا لہجہ گھمبیر ہوا۔۔ پوری زندگی۔۔

آن نے اسے دیکھا۔ کیا وہ جانتا ہے بھلا کہ اس کی زندگی کتنی ہوگی۔؟

آن کے مستقبل کے منصوبے میں کسی بھی مخالف وجود کا دور دور تک تصور نہیں تھا۔ وہ اپنی زندگی کو تنہا اپنے بل بوتے پر جینا چاہتی تھی۔ نا کے کسی اور کے سہارے پر۔۔

"یا تو میں کمپنی جاؤں گی۔ یا پھر اپنے گھر جاؤں گی۔" وہ ضدی بنی۔

علیدان نے اس کے ضدی انداز کو پیچھے مڑ کر بڑے سکون سے دیکھا۔

بالآخر دس منٹ تک بحث کے بعد علیدان اس کی ضد کے آگے ہار گیا۔ اور اس کے فلیٹ تک اسے چھوڑا۔

"اس وقت شام کے 4 بج چکے ہیں تم اب کمپنی تو واپس نہیں جاسکتی اسی لئے آرام کرو۔"  
".Good"

اس نے آن کو سیڑھیوں سے چڑھنے پر مدد کی۔

اپنے کمرے میں پہنچ کر علیدان نے اسے بیڈ پر لٹایا۔ تب آن نے اس سے پوچھا:

"میں نے سنا ہے کہ یہ ڈریس بہت مہنگا اور برینڈڈ ہے۔"

"کیا یہاں کوئی مقامی اسٹال بھی ہے۔۔؟ جہاں سے میں خرید سکوں؟"

علیدان نے کچھ نہ کہا۔ بلکہ چپ رہا۔ اس کی خاموشی دیکھ کر آن معصومیت سے بولی تھی:

"یہ ٹھیک ہے کہ ، میں آپ کو یہ لباس واپس نہیں کر سکتی۔ یہ کافی سے رنگا ہوا ہے۔ اور اب صاف بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کو اس کی قیمت چاہئے۔ تو میں آپ کو دوں گی۔ ابھی میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں"

علیدان نے اس کا سر تھپکا۔ "اچھی لڑکی۔ اس بات کو لے کر پریشان مت ہو کپڑے بدل کر آرام کرو۔ میں شام کو دیکھنے آؤں گا۔"

اس کے ساتھ ہی وہ جانے کو مڑا۔ تبھی آن کی آواز نے اس کے قدم روک دیئے۔

"آپ کو شام کو مجھے دیکھنے۔۔ آنے کی ضرورت نہیں۔ میں خود اکیلے سب کر سکتی ہوں" وہ سپاٹ لہجے میں بولی نہیں بلکہ علیدان کے دل پر سخت وار بھی کیا تھا۔ پھر بھی علیدان نے اس کی بات کو نظر انداز کر دیا۔ اور نکلتا چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی آن کو یاد آیا۔ کہ اس سے ایک اہم بات پوچھنا تو بھول ہی گئی۔

آن نے اپنے تصور میں علیدان کی خیالی تصویر کھینچی۔۔ یہ بہت پیاری سی تھی۔ اس کے سامنے علیدان تھا "کیا تم کو دماغ نہیں ہے؟ آن نے خود کو ڈانٹا۔

واقعی آن کو دماغ نہیں تھا۔ جب وہ سامنے ہوتا تو اپنے لفظوں سے اس کا دل دکھا دیتی تھی۔ اور جب وہ چلا جاتا تو۔۔ اس کو ایسا لگتا تھا جیسے کوئی اپنا ناراض ہو گیا ہو۔ یہ سچ تھا علیدان کی موجودگی میں خود کو تنہا نہیں محسوس کرتی تھی۔۔ یہ بہت بار آن نے انالائز کیا تھا۔ لیکن سچ ماننے میں اسے اب بھی تامل تھا۔۔ وجہ وہ جانتی تھی۔۔ کہ ایسا کیوں کرتی ہے۔

جب علیدان آفیس واپس آیا تو فون پر سیکرٹری دانیال سے کہہ کر محکمہ ٹریننگ کی ہیڈ کو بھیجنے کا کہا۔

"آن عصمت کو محکمہ ٹریننگ کی طرف سے "معافی نامہ" پیش کریں۔ اور ہیڈ کو کچھ بتائے بغیر میرے دفتر لائیں۔"

دانیال حیران تھا کہ باس کو محکمہ ٹریننگ میں کیا دلچسپی پیدا ہوگئی؟ وہ بھی کچھ دنوں سے۔"

زینی آفیس آئی۔

"مے آئی کم ان سر۔"

"ہیس۔۔ کم ان۔"

"ہیلو سر میں زینی ہوں محکمہ ٹریننگ ڈپارٹمنٹ کی ہیڈ۔"

"کیا تم جانتی ہو کہ میں نے تم کو کیوں بلایا؟"

زینی کافی نروس ہوگئی۔

اسے واقعی نہیں معلوم تھا کہ اسے کیوں بلایا گیا ہے۔

یقیناً اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا ہوگا کہ کبھی زندگی میں پریزنٹ کو سامنے دیکھ سکے گی۔؟

"آئی ایم سوری سر۔ مجھے صاف نہیں معلوم؟"

"کیا آج آپ اپنے ڈپارٹمنٹ میں انٹرن شپ پر آئی ہوئی ایمپلائی پر کافی چھڑکنے کا عمل جانتی ہیں؟"

زینی دنگ ہوئی۔ "تو کیا پریزنٹ اس بات کو جانتے ہیں؟" "جی" وہ انکار نہ کر سکی۔

"پوری بات بتاؤ مجھے۔"

زینی نے سانس بھر کر خود کو سنبھالا اور ساری بات بتادی۔  
علیدان نے بھنویں اچکائیں۔ "تو تم کو یقین ہے کہ۔۔۔ بات ادھوری چھوڑ کر اسے دیکھا۔"

"میں نے یہ خود اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا۔ اس وقت ٹی ہاؤس میں ان دونوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔"

"اوہ۔۔۔ تو پھر تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ اس نے آن پر کافی انڈیل دی؟"

زینی کچھ لمحہ ہچکچائی: "سر شاہ، میں پر یقین نہیں ہوں۔"

"

"اڑو کے۔۔ میں آپ کا تجزیہ جاننا چاہتا ہوں۔ کہ ان دونوں کے بیچ میں لڑائی کی کیا وجہ ہو سکتی۔"

علیدان کی یہ بات سن کر زینی کو یہ بات سمجھ میں آگئی کہ "سر شاہ یہ بات پہلے سے جانتے ہیں۔"

زینی ایک لمحہ ہچکچائی: "ان دنوں، آفیس میں یہ افواہ تھی کہ مینجر صاحب اپنی محبوبہ کو کمپنی میں عارضی ٹریننگ انسٹرکٹر کی حیثیت سے کام کرنے کے لئے لائے ہیں۔ ہر کوئی اندازہ لگا رہا تھا کہ وہ کون ہو سکتی ہے؟۔"

زینی نے کہنا شروع کیا: "سر شاہ۔ عینی مینجر سر کی لوور ہیں۔ میں ہی نہیں بلکہ آفیس میں ہر فرد یہ بات جانتا ہے۔ اس بات کا فائدہ اٹھا کر عینی سب پر دھونس بھی جماتی ہے۔"

زینی ہچکچائی۔

علیدان نے اس کی ہچکچاہٹ دیکھ کر کہا: آپ بات جاری رکھیں۔۔ ڈریں مت۔"

"آن عصمت میرے خیال سے ٹارگیٹ بنائی گئی ہیں"

علیدان کی آنکھیں یہ بات سن کر سپاٹ ہوئیں۔۔ بھنویں اچکا کر اسے دیکھا۔  
"آپ کا سیلف انالائیز کیا کہتا؟ کہ کس نے نشانہ بنایا ہوگا؟۔"

"کچھ دن پہلے کی بات ہے میں مارکیٹ گئی تھی۔ جہاں ایک مال میں مینجر کے ساتھ سیمی کو دیکھا تھا۔  
مینجر اسے شاپنگ کروا رہے تھے۔ یہ بات کسی کو بھی معلوم نہیں۔"  
مجھے شک ہے کہ سیمی نے آن عصمت کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلائی ہے۔ عینی کو شک میں ڈالا  
ہے کہ آن عصمت ہی مینجر کی خفیہ لوور ہیں۔" وہ ڈر ڈر کر بتانے لگی۔

علیدان کو آن کے لئے یہ سن کر غصہ تو بھت آیا لیکن کنٹرول کر لیا۔ ورنہ وہ چاہتا تو ابھی اور اسی  
وقت مینجر کے ساتھ ان دو عورتوں کو بھی کمپنی سے آوٹ کر سکتا تھا۔

"آپ کا کام ہے اب یہ انویسٹیگیٹ کریں۔ اور مکمل انفارمیشن کل مجھے آفیس میں سامنے پیش کریں۔  
آپ کا پروموشن "سپروائیزر" کے طور پر کیا جاتا ہے۔  
تقرری لیٹر۔۔ میرا سیکرٹری آپ تک پہنچادے گا۔"

وہ حیران ہوئی کہ سر نے اسے پروموٹ کیا ہے۔۔

"شکریہ سر شاہ۔"

"جا کر اس افیئر کا ثبوت ڈھونڈھو۔ اور سیدھا مجھے بتاؤ۔ آن عصمت کے قریب کسی کو مت جانے دینا۔  
بی کیئر فل۔ اب تم جاسکتی ہو۔"

زینی سرپرائزڈ ہو گئی۔ وہ سمجھ گئی کہ علیدان شاہ چاہتا ہے۔ کہ وہ آن کی حفاظت کرے۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ اب وہ عینی کو نکال سکتی ہے۔ عینی اسے شروع سے ہی ناپسند تھی۔ وجہ اس کا مینجر کے بل پر سب پر دھونس جمانا تھا۔ حالانکہ زینی اس کی استاد بھی رہی تھی۔ لیکن وہ اس سے ایسے پیش آتی تھی جیسے وہ باس ہو۔ اور باقی سب اس کے ماتحت۔ زینی بھت خوش ہوئی۔

"ہیس۔"

"کم آن۔ اب تم جاسکتی ہو جا کر آن کا موبائل فون مجھے دے جاؤ۔" علیدان نے سرد لہجے میں کہہ کر اسے جانے کی اجازت دی۔

زینی کچھ قدم آگے بڑھی۔ پھر کچھ سوچ کر رک گئی۔

"سر شاہ کیا دوپہر کو آن کی سیل پر آپ نے فون کیا تھا؟"  
"کیوں؟ جب تم فون پر جواب دے رہی تھی۔ تو کالر آئی ڈی نہیں دیکھی تھی؟"

زینی شرمسار ہو گئی۔

"کالر آئی ڈی پر آپ کا نام نہیں تھا۔"

"کیا شو ہو رہا تھا؟"

"شاہ فیملی کا تیسرا لینڈ لارڈ سپوت"

علیدان تو شکاڈ ہو گیا۔

"شاہ فیملی کا تیسرا لینڈ لارڈ سپوت؟؟"

آن نے لُنج باکس اٹھایا۔ اس کا ارادہ آج علیدان کے ساتھ لُنج کرنے کا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ اٹھ پاتی۔ سیمی اس کے پاس آئی۔

"آن آؤ مل کر لُنج کریں۔" آن نے جلدی سے لُنج باکس نیچے رکھ کر جیسے سیمی سے چھپا دیا۔

"اُمم۔۔ مجھے ابھی کچھ۔۔ کا اام ہے۔۔ کچھ ضروری۔۔ ڈاکیومنٹس ریڈ کرنے ہیں۔۔ سو۔۔، وہ رکی۔۔"

پھر کچھ سوچ کر بولی:

ہاں۔۔ تم کیوں نہیں چلی جاتی۔؟"

"کوئی بات نہیں۔۔ سیمی نے کندھے اچکائے۔ میں انتظار کر لیتی ہوں"

یہ دیکھ کر کہ سیمی اسے لئے بغیر نہیں جائے گی۔۔ آن جلدی سے کھڑی ہو گئی۔  
"تو پھر ہم پہلے کھانے چلتے ہیں۔" میں بعد میں آکر اپنا کام کنٹینر کروں گی۔"  
"شیور۔"

سیمی نے لاشعوری طور آن کا بازو تھاما۔  
جب یہ دونوں آفیس کے دروازے پر پہنچیں تو آن نے پیچھے مڑ کر ٹیبل کے نیچے پڑے لنچ باکس کو مایوسی سے دیکھا۔  
جب دونوں کیفی پہنچیں تو دونوں نے آرڈر دیا۔ آرڈر پلیس ہوتے ہی آن کی جلدی دیکھنے والی تھی۔ وہ جلدی جلدی کھانے لگی تھی۔ جیسے ٹرین چھوٹ جائے گی۔ درحقیقت اسے علیدان تک لنچ پہنچانے کی پریشانی تھی۔ کہ وہ انتظار کر رہا ہوگا کہ "کب آن اپنے ہاتھوں کا پکا لائے۔ اور کب دونوں ساتھ بیٹھ کر کھائیں"

اسے اتنی جلدی جلدی کھاتے دیکھ کر سیمی ہنسی:  
ارے یار۔۔ آہستہ کھاؤ۔ کوئی نہیں چھینتا۔۔ "وہ ہنسی۔  
لیکن آن نے ان سنی کر کے اپنا کھانا ختم کیا اور اٹھ کھڑی ہوئی :

"معاف کرنا سیمی مجھے اپنا کام جلدی پورا کرنا ہے۔" یہ کہتے ساتھ ہی جلدی جلدی قدم اٹھاتی۔۔ کیفی سے نکلتی او جھل ہو گئی۔

آن نے جلدی سے لنچ باکس اٹھایا۔ اور ایلویٹر کے طرف بھاگی۔ اور 36 فلور کا بٹن پریس کر دیا۔ 36 فلور پر پہنچ کر اس نے کوریڈر میں احتیاط سے کسی کی موجودگی کی یقین دہانی کی۔ اس کے چہرے پر پریشانی صاف نظر آرہی تھی۔۔ اور کسی کے دیکھ لیئے جانے کے ڈر سے پریشانی پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔

علیدان کی آفیس کے باہر پہنچ کر آن نے اپنی سانس درست کی اور ناک کیا۔ اندر سے علیدان کی بھاری آواز آئی:

"--yes ,come in "

آن ڈرتے ڈرتے اندر داخل ہوئی۔

علیدان نے سرد تاثرات کے ساتھ اسے گھورا اور پھر۔۔ گھڑی پر نگاہ کی۔۔

جس پر آن نے دانتوں تلے زبان دبائی۔ اسے دیکھ کر منہ میں "سوری" کی۔

"میں نے سوچا۔ آج پھر تم مجھے کھانا کھلانے نہیں آو گی۔

آن کو شرمساری نے گھیر لیا:

"آئی ایم ساری۔۔ میری کولیگ مجھے زبردستی لنچ پر لے گئی تھی۔ اور میرے پاس اسے رد کرنے کا کوئی آپشن نہیں بچا تھا۔"

"تو، تمہاری نظر میں۔۔ میری اتنی بھی اہمیت نہیں۔۔ کہ میرا کوئی خیال آسکے؟"

"آن نے ٹھنڈی سانس بھری اور ٹیبل پر لنچ باکس رکھ کر موضوع بدلنے کے غرض سے بولی:

"آج میں آپ کے لئے اسپانسی فوڈ بنالائی ہوں" لیکن۔۔ میں آپ سے پوچھنا تو بھول ہی گئی۔ کہ

آپ کو "اسپانسی فوڈ" پسند ہے یا نہیں؟"

علیدان نے اس کے ٹاپک بدلنے پر اسے گھورا:

"Don't worry"

"اوھ۔۔۔ آن نے پرجوش ہو کر تالی بجائی۔

".That's great. Come over and have a taste. This is my specialty"

علیدان کرسی سے اٹھ کر سرد تاثر کے ساتھ صوفہ کے پاس آیا۔

"آج تمہارا زخم کیسا ہے؟"

"یہ درد نہیں کرتا۔ اگر میں ٹچ نہ کروں" یہ کوئی سریس بات نہیں۔ "آن نے اسے تسلی دے کر مطمئن کیا۔

"جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا۔"

"ایسی بات مت کرو۔ تم بحر حال ڈاکٹر نہیں ہو۔ اپنی کیئر کرنے میں تم کو محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔" علیدان نے جیسے اسے جھاڑ پلائی۔

"یہ ایسی جگہ پر ہے جہاں پر نظر بھی نہیں جاسکتی۔ اگر کوئی آبلہ پھوٹ گیا تو نقصان تم کو اٹھانا ہوگا۔" سو بی کیئر فل ڈیر۔

یہ کہتے ہی آن کی بڑھائی پلیٹ تھامی۔

"Got it", آن نے مسکرا کر اسے نہارا۔

ایک عرصہ کے بعد کوئی ایسا تھا۔ جو اس کا خیال رکھ رہا تھا۔ جب سے اس کی ماں کی وفات ہوئی تھی۔ کوئی ایک بھی ایسا نہیں تھا جس نے آن کی کیئر کی ہو۔ علیدان پہلا شخص تھا جسے آن کی پرواہ تھی۔ اور یہ احساس کہ "کوئی ہے۔" جو اس کی کیئر کرتا ہے "بہت ہی سکون بخش تھا۔ بہت زیادہ۔ ابھی وہ دونوں کھانے ہی لگے تھے کہ۔ دروازے پر ہلکی سی "ناک" ہوئی۔

آن بری طرح چونکی۔ ایک ڈر کا واضح احساس اس کے دل کے دروازے کو چھو کر گذرا۔

وہ یکدم ڈر کر کھڑی ہو گئی۔ اور ڈر کر دروازے کے طرف دیکھنے لگی۔

علیدان نے اس کے خوف سے سفید پڑتے چہرے پر نگاہ کی۔ اور لب بھینچ لئے۔ اور سر نفی میں ہلایا۔۔ جیسے کہہ رہا ہو۔

"آن تیرا کچھ نہیں ہو سکتا"

"Who?".

علیدان نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"علیدان سر۔۔ میں ہوں سیکرٹری دانیال۔" دروازے کے دوسری طرف سے ہلکی سی منمناتی آواز آئی۔

آن نے سرگوشی کی:  
"اب ہم کیا کریں؟"

علیدان نے اس کے زروس نہیں کو دیکھ کر مسکرا کر اسی کے انداز میں کہا:  
"اب کیا کریں؟"

"گیومی اے کس، آئی ول تھنک آف اے وے فار یو۔"

"ہاااے۔۔" وہ تو شاک میں چلی گئی۔ اور اسے گھورا۔ بہت ہی کوئی بے شرم انسان ہے یہ علیدان۔  
"اور وائیس، میں اسے اندر بلا لیتا ہوں۔" علیدان نے اسے اور سہا دیا۔

"جب وہ باہر جا کر سب کو بتائے گا۔ کہ تم یہاں تھی" میرے لئے تو کوئی مسئلہ نہیں" علیدان نے کندھے اچکا لیے۔

"آپ۔۔ آپ۔۔" آن کا دل چاہا دیوار سے سر ٹکرا دے۔

"... You"

علیدان نے اس کے لہجے کی نقل اتار کر۔۔ اس کا چہرہ تھپکا۔  
"میں تمہارے لئے مشکلات نہیں پیدا کرنا چاہتا۔ تم اس مشکل سے نکل سکتی ہو۔ اگر مجھے یہاں  
۔۔" اپنے گال کے طرف انگلی سے اشارہ کر کے۔۔ کس کرو۔"

"آپ۔۔ پاگل تو نہیں؟؟؟" وہ خوفزدہ سی دروازے کو گھورنے لگی۔ جیسے ابھی دروازہ کھول کر سیکرٹری  
اندر داخل ہو جائے گا اور اسے علیدان کے ساتھ تنہا دیکھ کر لوگوں کو جا کر بتائے گا۔۔ اور وہ۔۔۔  
کسی کو منہ نہ دکھا سکے گی۔۔ یہ سوچ کر ہی وہ اندر تک کانپ گئی تھی۔

دانیال۔۔۔ "ابھی علیدان کے منہ میں یہ لفظ تھا کہ آن جھٹکے سے اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی اور دونوں  
ہاتھوں سے اس کا منہ بند کر دیا۔ اور خوف سے دروازے کو گھورتی جلدی سی علیدان کے گال کو چوما۔

علیدان تو جیسے خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔ اس کے پورے وجود پر جیسے مدہوشی چھا گئی تھی۔ ساکت و جامد آنکھیں بند کر کے اس نے آن کے دلفریب ہونٹوں کا چھونا ایسے محسوس کیا۔ جیسے کوئی نشہ۔۔ اور اس نشے سے آنکھیں مکمل بند ہو گئیں۔

آن تو اپنا شرم سے لال چہرہ لئے بے اختیار اپنے ہونٹوں کو چھپایا تھا۔

علیدان نے بمشکل خود پر کنٹرول کیا اور مدہوش سی۔۔ سرخ ڈورے لئے آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھا۔ پھر ہونٹ بھینچ کر۔ خود کو بمشکل کنٹرول کیا۔ اور ہاتھ کے اشارے سے سامنے بنے ریٹ روم کے طرف اشارہ کر دیا۔

۔۔ اپنا شرم سے سرخ چہرہ لئے آن بے اختیار ساتھ کے ریٹ روم میں بھاگی تھی۔ پیچھے علیدان دل کو سنبھالتا۔۔ ہولے سے مسکرایا۔!

"کم ان" علیدان کی سپاٹ اور بردبار آواز آفس میں گونجی۔  
دانیال اجازت ملتے ہی ہچکچاتے اندر داخل ہوا۔  
اور علیدان کے سامنے ٹیبل پر کھانا دیکھ کر حیران ہوا۔ حالانکہ یہ ایک عام بات تھی۔

"کیا کام تھا؟" علیدان نے سرد انداز میں پوچھا اور نورک واپس پلیٹ میں رکھ کر سیدھا ہو کر ٹانگ پر ٹانگ جمالی۔ وہ اب خود کو سنبھال چکا تھا۔

"سر۔۔ فناس منسٹر نے سائن کے لئے یہ ڈاکیومنٹس بھیجے ہیں۔" یہ کہتے ہی فائل آگے بڑھائی۔  
علیدان نے اس کے ہاتھ سے فائل لے کر پوری احتیاط سے پڑھی۔ پھر اٹھ کر اپنی ٹیبل پر گیا۔ اور  
جیب سے آن کی گفٹ کی ہوئی پین سے اپنی سائن ڈالی۔ پھر فائل دانیال کو تھمادی۔  
"اب تم جاسکتے ہو"

ساتھ ہی آرڈر بھی جاری کر دیا۔

"Yes sir." یہ کہتے ہی وہ جیسے ہی دروازے کے طرف مڑا۔ ریست روم سے فون کی بیل زور زور  
سے بجنے لگی۔ دانیال نے چونک کر اس طرف نگاہ کی۔ پھر حیرانگی سے اپنے باس کو دیکھا۔  
جب اچانک سے ہی بیل کاٹ دی گئی۔ اب وہ تذبذب کا شکار ہو گیا۔ علیدان نے اسے گھورا۔ اور آنکھ  
سے جانے کا اشارہ کیا۔ دانیال ہڑبڑا کر باہر بھاگا۔ جیسے بھوت دیکھ لیا ہو۔

علیدان کے ہونٹ ہلکے سے مسکان میں ڈھلے تھے۔ وہ اس وقت تصور میں آن عصمت کے چہرے کی  
بوکھلاہٹ سے محفوظ ہو رہا تھا۔

ٹھیک اسی وقت اندر آن کا دل چاہا زمین کھود کر اندر چھپ جائے۔ اس کمینی ثنا حمزہ کو بھی یہی وقت  
ملا تھا کال کرنے کو۔ وہ اسے کوسنے دینے میں لگی تھی۔

دانیال کے نکلتے ہی علیدان نے ریست روم کے طرف قدم بڑھائے۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔  
جہاں آن افسردہ سا چہرہ لئے اس کے بیڈ پر بیٹھی سیل فون کو مسلسل گھورے جا رہی تھی۔

علیدان اس کے کیوٹ ایکسپریشن دیکھ کر مسکرایا۔ وہ اچھی طرح اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا۔ کہ اس وقت آن کا جی چاہ رہا ہوگا کہ زمین کھود کر اس میں چھپ جائے۔ وہ دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اور آن کے دلفریب نقوش کو تکتے لگا۔

"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ تمہارا سیکرٹری جان گیا ہوگا کہ کوئی پہلے سے ہی ریسٹ روم میں موجود ہے۔" وہ تو جیسے یہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی تھی۔

"اففففف۔۔۔ اسی وقت ہی ثنائے کال کیوں کی؟ اگر کوئی جان جاتا تو علیدان تو اس کی وجہ سے کسی کو منہ نہ دکھاتا۔ یا شاید یہ اس کے لئے یہ عام سا واقعہ ہو۔۔ لیکن آن کا یہ سوچ سوچ کر ہی دماغ کی دہی کے ساتھ۔۔ لسی بھی بن رہی تھی۔

"اگر تم کال بند نہ کرتی تو بہتر رہتا۔ لیکن۔۔ تم نے اس کے الٹ کیا۔ وہ ہنسا۔ اور اس کی غلطی بتائی۔ جو وہ انجانے میں کر چکی تھی۔

"آئینہ سے میں یہاں نہیں آؤں گی۔ نا ہی کھانا لاؤں گی۔" وہ افسردگی سے اسے دیکھ کر بولی۔

**Whatsapp : 03335586927**

کیوں جھوٹ بولا۔۔؟ کتنی پریشان ہوئی ہوں۔۔"

آن کا منہ رونے والا بن گیا تھا۔

علیدان نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر نرمی سے اپنے دونوں مضبوط ہاتھوں میں قابو کر لئے۔ اور اسے محبت سے تکتے لگا۔

پھر اس کے قریب جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"پگلی۔۔ صرف تنگ کر رہا تھا۔"

وہ شرم سے کانوں تک لال ہوئی۔ بے اختیار نظریں جھک گئیں۔۔ اور علیدان سے اپنے ہاتھ چھڑوانے لگی۔ جو اس نے اپنے مضبوط گرفت میں قابو کیئے ہوئے تھے۔

آن نے چاہا کہ زور لگا کر ہاتھ اس کی گرفت سے نکالے مگر۔۔ علیدان نے کھینچ کر جھٹکے سے قریب کیا اور اسکے کچھ بھی سمجھنے سے پہلے۔۔ اس کے ہونٹوں پر اختیار حاصل کر لیا۔۔ آن تو اس اچانک جھٹکے سے خود کو سنبھال ہی نہ پائی۔۔ حیرت سے آنکھیں پھٹ گئیں۔

آن نے بے اختیار اس کو مکے مارے۔۔ حالانکہ اس کے یہ مکے علیدان کے مضبوط جسم پر کسی پھولوں کی چھڑی کی طرح برس رہے تھے۔ لیکن اس نے آن کو چھوڑنے کی غلطی پھر بھی نہیں کی۔۔ بلکہ اسے کمر سے پکڑ کر اپنے اور نزدیک کر لیا۔ جیسے ہی آن کے وجود نے علیدان کے وجود کو چھوا۔ وہ تکلیف سے کراہی تھی۔ بی کاز اس کے پیٹ کے زخم درد کرنے لگے تھے۔

علیدان نے اسے اچانک ہی چھوڑا۔  
"آن کیا تم کو تکلیف ہوئی؟"

آپ کو کیا؟ وہ شرم سے سرخ چہرہ لیئے ناراضگی سے ہونٹ کاٹتے بولی۔

علیدان نے آن کے بالوں میں انگلیاں پھنسا لیں اور مسکرا کر انہیں سہلاتے بولا:

"یہ دیکھ کر کہ تم میں مجھ پر چینیختے چلانے کی اب بھی "طاقت" ہے۔  
اس کا مطلب تم بالکل ٹھیک ہو۔"

اب تم مجھ پر اس کا الزام نہیں رکھ سکتی۔ اشارہ اب کے اپنی کی گئی حرکت کے طرف تھا۔  
"تم نے خوب مجھے مائل کیا ہے۔" علیدان کی آواز اب بھی مدھوش اور گھمبیر تھی۔

آن کی پلکیں حیا سے جھک گئیں۔ اور عارضوں پر جیسے خون چھلکنے لگا۔  
"میں نے آپ سے بات نہیں کرنی۔" وہ خفگی سے بولی۔ لیکن اس آواز بالکل ہلکی تھی۔

آن نے دانتوں سے ہونٹ کا کنارہ کاٹ لیا۔ یہ بھول کر کہ  
اس کی یہ حرکت علیدان کو پھر سے کچھ کرنے کو مائل کرنے لگی ہے۔ لیکن۔۔ اس سے پہلے کہ۔ وہ  
کچھ اور کرتا۔

آن اپنا سرخ چہرہ چھپاتی چھپاک سے باہر نکلتی چلی گئی۔ دل میں یہ اٹل ارادہ باندھ کر کہ "آئندہ وہ ادھر نہیں آئے گی۔۔ نیور۔۔"

.....

کام کے بعد سب زینی کے گرد اکٹھے ہو گئے تھے اور اس سے ٹریٹ کا مطالبہ کرنے لگے۔ زینی جس کی نئی نئی پروموشن ایز اے سپروائزر کے طور پر ہوئی تھی۔ زینی بھی بہت ہی اچھے موڈ میں تھی۔ اور خوشی خوشی سب کی ریکوئسٹ پر راضی ہو گئی۔

اور اس نے ان چار عارضی طور "انٹرن شپ" پر آئے ورکرز کو بھی انوائٹ کیا تھا۔ تیس سے اوپر اسٹاف کے لوگ تھے۔ ہر ایک اپنی اپنی سیٹ دیکھ کر بیٹھ چکا تھا۔ تقریباً آدھا ریسٹورانٹ تو ان سب سے بھر چکا تھا۔

آن بھی اپنی پلیٹ لے کر ایک خالی ٹیبل پر بیٹھ گئی۔ زینی بھی اسے تنہا دیکھ کر اس کے پاس آئی۔

"آن عصمت اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو ساتھ بیٹھ سکتی ہوں؟"

آن اسے دیکھ کر گرمجوشی سے مسکرا دی:

"آف کورس۔۔ وائے ناٹ۔"

خوشدلی سے کہہ کر اسے بیٹھنے کو کہا۔

"آپ کے ساتھ بیٹھ کر شاید میری اور بھی پروموشن ہو جائے۔" زینی ہلکے پھلکے مزاح میں بولی۔

"آپ مذاق کر رہی ہیں؟"

آن مسکرائی۔

"نہیں۔۔۔۔۔ میرا مطلب تھا۔" وہ ہنسی۔۔۔ "تم میرا" لکی اسٹار" ہو۔ تم کو اور کھانا چاہئے۔

"میں؟؟؟" آن کنفیوز ہو گئی۔

زینی نے سر اثبات میں ہلایا۔ اور اس کے طرف دیکھ کر مسکرائی۔

"میں دیکھ رہی ہوں کہ تم سیمی سے کافی قریب ہو۔ کیا تم دونوں میں دوستی ہے؟"

آن نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔۔ ہم نے صرف دو بار ہی کیفی ٹیریا میں ساتھ لپچ کیا ہے"

"ہمممم۔۔۔ تب تو تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ اس سے فاصلے پر رہو۔"

"کیوں؟؟؟"

"کیونکہ۔۔۔ وہ یہ اچھی طرح سمجھتی ہے کہ۔۔۔ تم پر الزام اس نے لگایا ہے" وہ تمہارے سامنے ابھی

تک خود کو "معصوم" ظاہر کر رہی ہے۔ اس جیسی عورت کی ظاہری مسکراہٹ پر مت جاو۔ یہ ان

لوگوں میں سے ہے۔ جو دوستی کی آڑ میں۔۔۔ پیٹھ پیچھے "چھرا" گھونپتے ہیں۔"

"کیا مجھ پر الزام اس کی وجہ سے لگا ہے؟" آن نے تذبذب سے پوچھا۔

"تم حقیقت سے بالکل بھی واقف نہیں ہو آن عصمت۔۔۔ کہ۔۔۔ عینی نے تم کو نشانہ کیوں بنایا؟ جب کہ تم اس کے لئے بالکل نئی اور انجان تھی۔"

"آن نے حیران ہو کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔ وہ واقعی کچھ نہیں جانتی تھی۔ کیونکہ بحر حال وہ کمپنی میں نئی تھی۔"

"کیا آپ جانتی ہیں؟" آن نے زینی سے جاننا چاہا۔

"کیونکہ۔۔۔ عینی مینیجر توصیف صاحب کی محبت ہے۔ اور یہ بات یہاں سب ہی جانتے ہیں۔ اور ایک نئی انٹرن شپ پر آئی لڑکی بھی مینیجر سے خفیہ طور پر ملی ہوئی ہے۔ عینی کو یہ پتا چل گیا تھا کہ مینیجر اسے ڈبل کر اس کر رہا۔ ایک طرف تو اس سے محبت کی پیٹنگیں بڑھائی ہوئی۔ دوسری طرف خفیہ طور پر کسی نئی لڑکی سے معاشرۂ چل رہا۔ اب وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ تم چار نئی آنے والیوں میں سے وہ لڑکی کون سی ہے؟؟"

آن تو اس کی باتیں سن کر دنگ ہوئی تھی۔۔۔ یہ وہ کیا سن رہی تھی۔۔۔ اوھ مائے گاڈ۔۔۔ زینی اس کے حیران تاثرات دیکھ کر مسکرائی۔۔۔ اور اپنی بات جاری رکھی۔

"جب اس نے تم کو نیا برنڈیڈ ڈریس پہنے دیکھا تو اسے یہ شک ہوا کہ وہ لڑکی تم ہو سکتی ہو۔ اور اس کے شک کو ہوا سیسی نے دی۔ اور نشانہ بن گئی تم۔۔۔"

"اس کا مطلب۔۔۔ سیسی ہی مینیجر کی لوور ہے؟"

آن نے کنفرم کیا۔ اور زینی نے فقط اثبات میں سر ہلا کر اس کے شک پر یقین کی مہر لگائی۔

"ییس۔۔۔ میں یہ ذاتی طور پر جانتی ہوں۔ کیونکہ میں نے دونوں کو شاپنگ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

"سپروائیزر، مجھے آپ سے ایک اور سوال بھی پوچھنا ہے۔ جس کے لئے مجھے کافی تجسس ہے، آپ مجھ سے اتنا اچھا برتاؤ کس وجہ سے کر رہی ہیں؟"

زینی نے ہونٹ بھینچے اور مسکرا کر اسے دیکھا۔

"کیا میں نے ابھی کچھ دیر پہلے تم سے نہیں کہا تھا کہ۔۔۔ تم میرے لئے "خوشبختی کا ستارہ" ہو۔؟"

"ہاں۔۔۔"

"مجھے یہ پروموشن آپ کی وجہ سے ہی ملا ہے۔"

آن اس کی بات پر ہنسی تھی۔ اسے یہ مذاق لگا تھا:

"کیا میں بھت زیادہ بیوقوف ہوں؟۔۔۔ اب آپ نے اس کا تذکرہ دوبارہ سے کیا ہے تو میں اور زیادہ کنفیوشن کا شکار ہوں۔"

"حلائکہ۔۔۔ میں نہیں جانتی۔۔۔ کہ تمہارا اور پریزڈنٹ علیدان شاہ کا آپس میں کیا ریشن ہے؟۔"

لیکن سر نے مجھے پروموٹ کیا۔ کیونکہ میں آپ کے طرف کھڑی تھی۔ عینی سے بحث کے دوران میں نے آپ کی سائیڈ لی۔۔۔ بس سر نے مجھے یہ چانس دے دیا۔"

آن یہ تفصیل سن کر اپنی حیرانگی پر کنٹرول نہ رکھ سکی۔ اس کا منہ حیرت کی زیادتی سے کھل گیا۔

"آپ۔۔۔ آپ۔۔۔ کا مطلب۔۔۔ علیدان۔۔۔ اوپس۔۔۔ علیدان شاہ نے۔۔۔ آپ سے۔۔۔ میرے متعلق بات۔۔۔ کی۔۔۔؟ اوہ۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔" آن کو بری طرح سے شاک نے جھنجھوڑ دیا تھا۔

"بلکل۔۔۔ درست۔۔۔ میں اور زیادہ تفصیل نہیں بتا سکتی۔۔۔ صرف اتنا کہوں گی۔۔۔ اگر آئندہ سے تم کو کوئی کچھ بھی کہے۔۔۔ تو فوراً میرے پاس آنا۔"

اس نے آن کے ہاتھ پر تھپکا۔۔۔

آن اپنے دل کی حیرت پر قابو نہ رکھ سکی۔ اس کا دل علیدان کے اس طرز عمل پر شدید حیران تھا۔ وہ شخص اتنی خاموشی کے ساتھ اس کا بھلا چاہتا آرہا تھا۔۔۔ کون کہتا ہے؟؟ کہ علیدان شاہ سرد مزاج ہے؟ کوئی اس وقت آن عصمت سے پوچھتا۔۔۔ کہ علیدان شاہ کیا ہے؟ وہ ایک زندہ دل شخص تھا۔ نرم دل۔۔۔ اور ایک پیارا سا شخص۔۔۔ آخر کار آن نے دل سے مان لیا۔۔۔ کہ علیدان شاہ ایک پیارا انسان ہے۔۔۔ برے انسان میں چھپا ایک اچھا انسان۔۔۔

-----

ٹریٹ سے واپسی پر کافی دیر ہو چکی تھی۔ آن پریشان سی کنوینس کے لئے کھڑی تھیں۔ زینی اس کے ساتھ ہی تھی۔ جب ہی ان کی آفیس کا سینئر جمشید گاڑی اس کے قریب لے آیا۔

"اگر آپ کو برا نہ لگے تو میں چھوڑ آؤں۔؟ زینی نے آن کو کہا کہ وہ اس کے ساتھ چلی جائے۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔۔۔ آن اس پر اعتبار کر کے جمشید سے لفٹ لینے کو راضی ہو گئی۔ جمشید نے اسے اس کے ایریا تک چھوڑا۔ آن نے اس کا مسکرا کر شکریہ ادا کیا۔ اور اپنے گھر کے طرف چلنے لگی۔ کافی دیر ہو گئی تھی۔ قریب پہنچی تو اسے پیچھے سے کار کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ اور ساتھ ہی علیدان کی جانی پہچانی آواز سنائی دی۔

"کہاں گئی تھی تم؟ اتنی رات کو کہاں سے آرہی ہو؟" علیدان کی گھمبیر آواز نے فضا کی خاموشی کو جیسے منتشر کر دیا ہو۔

"آن بے اختیار ڈر کر پیچھے مڑی تھی۔ اسے دیکھ کر واقعی سر پرائیز ہو گئی۔

"آپ۔۔ اس وقت یہاں؟؟ آن حیران ہوئی۔

"کیوں۔۔ کیا تم کو اچھا نہیں لگا؟"

"یہ جگہ بالکل بھی علیدان شاہ کے قابل نہیں ہے۔" آن نے بے اختیار کہہ دیا۔

علیدان نے سر ہلایا۔۔ جیسے اس کی بات کو مان لیا۔۔ پھر لنچ باکس نکال کر اس کے ہاتھ میں دیا۔

"تم سمجھ ہی نہیں سکتی آن کہ میں آج کتنا خوش ہوا ہوں تمہارا لچ باکس اپنی آفیس میں دیکھ کر۔ حالانکہ میرا یہاں آنے کا مقصد کچھ اور تھا۔" جب کہ تمہارا رویہ بہت تکلیف دہ ہے۔" وہ اب بھی دن کا تذکرہ کر رہا تھا۔

اگر وہ اس کے ساتھ "اتنا اچانک اسے دیکھ کر" لا پرواہی والا رویہ نا برتنی۔ تو اسے بھی آن کا سرد رویہ تکلیف نہ دیتا۔

تو کیا وہ اس کو دیکھ کر ڈر گئی تھی؟  
آن کو اچانک سے اپنا نازیبا رویہ کھٹکا تھا۔  
لیکن پھر بھی خاموشی سے اندر بڑھ گئی۔ علیدا ان نے بھی خاموشی سے پینٹ کی جیبوں میں دونوں ہاتھ ڈالے اس کی تقلید میں قدم بڑھائے تھے۔

"تم نے مجھے اب بھی نہیں بتایا کہ تم کہاں گئی تھی؟۔"

یہ سوچ کر کہ ابھی زینی نے اسے کیا بتایا تھا؟

آن نے اسے دیکھا: "آپ کا شکریہ۔ آج زینی پرموٹ ہوگئی، ایزاے سپروائزر۔ اس نے سب کو ٹریٹ دی تھی۔"

علیدان یہ سن کر حنسا۔

"لگ رہا تم کو پتا چل گیا؟"

"کیا ہم میں یہ طے نہیں ہوا تھا کہ ہم اپنا رلیشن لوگوں کو نہیں بتائیں گے؟" میں نے آپ کو ایسی اجازت نہیں دی "آن کو یہ برا لگا تھا شاید کہ زینی اس کے اور علیدان کے رلیشن کے بارے میں جان چکی ہے۔

اس کی بات سن کر علیدان کچھ نہ بولا۔۔۔ بلکہ مسکرا کر بات بدل دی۔

"میں نے ابھی تک کچھ نہیں کھایا۔ کچھ بناو"

آن نے اسے گھورا حالانکہ اس کی آنکھوں میں علیدان کے لئے ایک خاص رنگ ضرور دکھتا تھا۔

"آپ کو میری کوکنگ پسند ہے؟"

"تمہاری کوکنگ کافی خوفناک ہے" علیدان نے شرارت سے اسے چھیڑا۔ اور خود صوفہ پر بیٹھ گیا۔ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی اور کوٹ اتار کر ساتھ رکھا۔

اس کی بات پر وہ مڑی اور ایک ہلکی سی مسکراہٹ سے اسے نوازا۔ اس کی یہ پیاری سی ہلکی سی مسکراہٹ دیکھ کر علیداغ دنگ ہوا۔

ابرو چڑھا کر اسے گھورا تھا۔ "آج کے بعد تم کو میں یہ اجازت نہیں دوں گا کہ اپنی مسکراہٹ کسی دوسرے آدمی کو دکھاؤ۔۔۔ ورنہ۔۔۔"

آن نے اسے ترچھی نظر سے دیکھا۔

وہ اس کے قریب ہوا۔ اور ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کو تھاما۔  
"جس طرح سے تم مجھے تکتی ہو۔ اس طرح کبھی کسی اور کو مت دیکھنا۔ تمہاری یہ خوبصورتی سراہنے کا  
حقدار صرف علیدان شاہ ہے۔"

یہ کہتے ہی وہ جھکنے لگا۔ لیکن آن نے چہرہ اس کی ہلکی گرفت سے چھڑا لیا۔ اور دھڑکتے دل کے ساتھ کچن کے طرف بھاگی۔

آن نے سوچا اگر وہ اس کے لئے نہیں پکائے گی تو وہ یہاں سے نہیں جائے گا۔ اور پوری رات یہی ٹھہرے گا۔ سو اس نے کھانا بنایا۔

ابھی جب وہ اپنا ڈنر انجوائے کر رہا تھا۔ وہ سائیڈ میں بیٹھی اسے نہار رہی تھی:

"آئندہ آپ ایسا مت کیجئے گا"

علیدان نے بھنویں چڑھا کر آن کو دیکھا۔ یہ کہنا اسے برا لگا تھا۔:

"واٹ؟"

"یہ بالکل بھی مناسب نہیں کہ آپ روز ادھر صرف کھانے کے لئے آئیں"

"ہمممم، کیا تم یہ شکایت کرنا چاہ رہی ہو، کہ میں زیادہ کھانا کھاتا ہوں؟ اس کے ساتھ ہی اس نے

والٹ سے اپنا بینک کارڈ نکال کر ٹیبل پر رکھ دیا۔

"آئندہ سے میرے کھانے کا بل میں خود بھروں گا، یہ کارڈ میں تم کو دے رہا ہوں، جو چاہے خرید

لانا۔ سبزی، گوشت۔۔ اس کا پاس ورڈ ہے۔۔۔۔۔"

وہ سخت ناخوش ہوئی۔ اس کی بات کاٹتے: "اگر آگے سے ایک لفظ بھی اضافی بولے نا تو آپ یہاں سے جاسکتے ہیں، میں کسی امیر زادے کو یہاں ولکم کرنا پسند نہیں کر سکتی" اس کے الفاظ بھت سخت تھے۔

علیدان کو دلی تکلیف ہوئی تھی۔ اس نے ہاتھ روک کر اسے افسوس سے دیکھا۔ کیا یہ وہی آن تھی؟؟

"ھر کوئی کہتا ہے، "عورت کا دل سمندر میں گری سوئی کی طرح ہوتا ہے، جسے کبھی ڈھونڈھا نہیں جاسکتا۔" اور آج مجھے تجربہ بھی ہو گیا۔" اس نے غصہ اور دکھ کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ چچہ ٹیبل پر رکھ دیا۔

"تو اب مجھے اصل بات بتاؤ کہ میں یہاں ڈنر کرنے کیوں نہیں آسکتا؟ علیدان نے وجہ جاننا چاہی۔

"ہم ایک دوسرے سے مختلف ہیں، نا تو ایک لیول کے ہیں۔ نا ہی ایک دوسرے کو سوٹ کرتے ہیں۔" آن نے سنجیدگی سے اس کی توجہ پھر سے لیول کٹیگری کے طرف دلائی تھی۔

اور یہ تقسیم علیدان جیسا شخص نہیں مانتا۔

"کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ایک اونچی شان والا اور امیرزادہ علیدان شاہ ایک چھوٹی سی کٹیا میں بھی جاسکتا ہے؟"

"ایک عام انسان کی طرح کا کھانا جو میری جیسی عام سی لڑکی بناتی ہو۔ کھا سکتا ہے؟" ہم بالکل بھی ایک لیول کے نہیں ہو سکتے علیدان۔"

"کیا اعلیٰ شان کا امیر علیدان شاہ انسان نہیں ہے؟" "بولو۔۔؟"

علیدان نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر پوچھا۔

"آن مجھے دوسروں کی طرح مختلف انداز میں ٹریٹ مت کرو" میں دوسروں سے زیادہ "محبت" اور "خیال" کی خواہش رکھتا ہوں۔ میں نے ہمیشہ یہ سوچا کہ تم مجھے اچھی طرح سمجھتی ہو۔"

اس کی بھنوں کے بیچ کی چوڑائی کم ہو کر آپس میں مل گئی۔

آن کو اس کے جملے سن کر دل میں تکلیف ہوئی۔ یہ وہ کیا کہہ گئی تھی اس سے؟؟

بے ارادہ ہی اس پیارے شخص کا دل دکھا گئی۔

علیدان نے اسے خاموشی سے دیکھا۔ پھر اٹھ کر دروازے کے طرف بڑھا۔

آن پریشان ہو کر اس کے پیچھے بھاگی۔

"آپ کہاں جارہے رہے ہیں؟"

"تم نے ہی تو کہا تھا کہ "تم نے مجھے ویکم نہیں کہا، تو بھتر ہے چلا جاؤں"

یہ کہتے ہی بنا اسے دیکھے دروازہ کھول کر نکلتا گیا۔ کچھ دیر بعد گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔

پھر آہستہ۔۔ آہستہ۔۔ خاموشی چھا گئی۔۔ اور ویسی ہی خاموشی آن نے اپنے اندر محسوس کی تھی۔

آن وہیں کرسی پر تھکی تھکی سی گھری سانس لے کر بیٹھ گئی۔

"کیا وہ اتنا حساس تھا؟ وہ ناراض بھی ہو سکتا تھا؟ کیا آن کے الفاظ نے اس کا دل بری طرح سے

دکھایا تھا؟

آن اپنی جگہ سمجھتی رہی اس نے کچھ بھی غلط نہیں کہا، وہ اس کی دنیا سے مختلف تھا۔

آن نے ٹیبل سے کھانا سمیٹا۔ اس کے دل کو تکلیف ہوئی یہ دیکھ کر کہ وہ بنا کھائے ناراض ہو کر چلا

گیا۔۔

"بھول جاؤ۔۔ جانے دو۔۔ خود کو سمجھاتی رہی۔ لیکن پھر بھی اس کے ذہن سے علیدان کا یوں ناراض

ہو کر چلے جانا نہیں گیا۔

"آن تم نے بھت غلط کیا اس کے ساتھ۔۔ کبھی اس کے ساتھ اچھا پیش نہیں آئی۔۔ ہمیشہ اس نے تمہاری مدد کی ہے۔ سب سے بڑھ کر محبت۔" ضمیر کر لایا۔۔ وہ محبت۔۔ جس کو آن دل سے مان کر بھی انکاری تھی۔

کتنا تنہا ہے وہ۔۔ اور یہاں وہ صرف اس کی تنہائی کے خیال سے آتا ہے۔ کھانے کی وجہ بنا کر۔۔ صرف آن کے لئے۔" ضمیر تڑپا۔

وہ وہیں بیٹھتی چلی گئی۔ اسے یاد آرہے تھے مدھان کے وہ الفاظ۔۔ جب وہ مدھان کو سیپلیمینٹری کی تیاری کروا رہی تھی۔ وہ اس وقت خراب موڈ میں لگ رہا تھا۔ سوال کو حل کرتے ہوئے مسلسل اس کی توجہ بٹنے لگی تھی۔

جب آن نے پوچھا "کیا بات ہوئی ہے؟"

"مس آن۔۔ کیا دوسروں کی وجہ سے آپ کبھی الگ تھلگ رہی ہیں؟"

"کیا۔۔ آپ دوسروں کی وجہ سے الگ تھلگ رہ رہے ہیں؟"

آن نے یہ اضطراب سے پوچھا۔

"کیا پہلے میں نے نہیں پوچھا؟ مدھان نے بجائے اس کو جواب دینے کے آن کو لاجواب کیا۔  
آن نے ہلکا سا سر ہلایا: "ہاں میں اکثر الگ تھلگ ہی رہی ہوں"

"لیکن کیوں؟؟ آپ دیکھنے میں بھی اچھی ہیں۔ پرسنالٹی بھی اچھی ہے۔

آپ کی اسٹیڈی بھی سب سے بہتر ہے۔ آپ کا بیک گراؤنڈ بھی دوسرے عام لوگوں جیسا ہے۔ وائے  
یو آر اسٹل آکسولیٹ؟ وہ تھوڑا متجسس تھا۔

اس کی پیشانی پر حیرت کی لکیریں دیکھ کر آن تھوڑا سا مزاح میں بولی تھی:

"مجھ جیسی لڑکی اسی لئے الگ تھلگ رہتی ہے، کہ

"وہ خوبصورت بہت ہے۔ اور پڑھائی میں بھی شاندار ہے" وہ مسکرائی۔ انداز میں شرارت تھی جو  
صرف ایک بچے کو زیادہ ٹینشن سے بچانے کے لئے تھی۔

"دوسری بات لوگ مجھ سے کیوں الگ تھلگ رہتے ہیں؟ بی کا وہ جانتے ہیں کہ میں آسانی سے ان  
کے ساتھ نہیں چل سکتی۔

آفٹر آل۔۔۔، جب میرا لوگوں سے سامنا ہوتا ہے۔۔ تو میں ان کو اپنا رویہ برا کر کے دکھاتی ہوں"

"تو آپ ایسا کیوں کرتی ہیں؟" معصومیت سے اگلا سوال نازل ہوا۔

"کیوں کہ میں زندگی میں مشکلات نہیں چاہتی" آن نے پیار سے سمجھایا۔

"آپ نے بھی یہی کہا" کہ میں خوبصورت ہوں۔ درست؟ لوگ مجھے پسند کر سکتے۔ اگر میں کسی سے قریب ہوئی تو۔ دوسرے لوگ غیبت کریں گے۔ باتیں بنائیں گے۔

شاید۔۔ میری نرم دلی دیکھ کر کوئی یہ سمجھے کہ میں اسے لائیک کرتی ہوں۔"

ایک سادہ سے رلیشن میں بھی۔۔ صرف سوچوں کے اختلاف کی وجہ سے، بیچ میں غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔"

"میں آپ کو اس کی سادہ سی مثال بتاتی ہوں" میں نے اپنی ایک دوست کو کھودیا۔ اور دوسرے کو تکلیف دی صرف کسی اور کی وجہ سے۔ اور انہوں نے پیٹھ پیچھے مجھ پر بھتان باندھا۔

آن رکی اور اسے سوچ میں گم دیکھ کر بات آگے بڑھائی۔

"مجھے" سادہ لوگ" پسند ہیں۔ سو لوگ مجھے سنگ دل بلاتے ہیں۔ اور

"سنگ دل ہونا" نرم دل ہونے سے بھتر ہے، تاکہ کوئی آپ کی زندگی کو مشکل نہ بنا سکے۔"

"اور آپ۔۔۔ شریر۔۔۔ کس کی ہمت ہوئی، جو آپ کو سب سے الگ تھلگ کر دے؟" آپ تو شاہ خاندان کے چھوٹے سپوت ہیں۔" جو چاہے کر سکتے ہیں"

"مس آن۔۔ دیکھیں۔۔ اب آپ نے لاعلمی میں، میرے لئے بھی اپنے دل میں کٹیگری بنالی ہے، آپ یہ سوچتی ہیں، کہ میں "شاہ خاندان کا سپوت" ہوں۔ درست؟؟؟"

آن نے بھنویں سیڑ لیں۔ اور گھور کر اسے پیار سے بولی: "کیا آپ نہیں ہیں؟؟؟"

"لیکن۔۔ میں ایک۔۔ عام اسٹوڈنٹ بھی تو ہوں۔۔"

"یہ الگ تھلگ رہنا" جو بظاہر آپ کو "الگ تھلگ" نہیں لگتا "یہ تنہائی کی ایک قسم ہے۔۔ کہ آپ جہاں پیدا ہوئے ہیں۔ دوسروں کی وجہ سے آپ خود بخود ہی منقسم ہو گئے۔ دوسروں کی نظر میں، میں ایک اسپیشل طبقہ سے تعلق رکھتا ہوں۔"

میں دوسروں سے طبعیت میں بھی مختلف ہوں گا۔ جب کہ "میں خود یہ نہیں جانتا کہ۔۔" ڈفرنس "ہے کیا؟"

میں بھی دوست بنانا چاہتا ہوں، میں اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلنا بھی چاہتا ہوں۔ اور عام اسٹوڈنٹس کی طرح زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔ مجھے سمجھ میں ہی نہیں آتا۔ کہ میں اوروں سے کس طرح "مختلف" ہوں۔؟؟"

"کیا اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں "شاہ خاندان" میں پیدا ہوا؟۔"

آن کی سوچوں کو بریک لگا۔

مدھان کا مایوس چہرہ اور تکلیف دہ الفاظ اس کے ذہن میں پھرنے لگے۔

"کیا یہ فقط اسی لئے کہ میں شاہ خاندان میں پیدا ہوا ہوں؟" کوئی اس کے دل میں بولا تھا۔

تکلیف کی شدت سے آن نے اپنی آنکھیں بند کیں۔ دل کو جیسے ضمیر کوڑے مار رہا تھا۔

وہ کچن سے باہر نکلی۔ اور علیدان کی تکلیف کو دل میں شدت سے محسوس کر کے اور زیادہ خود کو مجرم سمجھا۔

"کیا اس کی وجہ سے کہ میں شاہ خاندان میں پیدا ہوا ہوں؟" کوئی کر لایا تھا۔

کیا قصور تھا؟؟ ان کا جو اگر وہ امیر تھے۔۔ عالی شان رہائش رکھتے تھے۔ کیا وہ انسان نہیں تھے؟ کیا ان کی فیلنگس عام انسانوں جیسی نہیں تھیں؟ کیا ان پر اچھا یا برا رویہ افیکٹ نہیں کر سکتا تھا؟ یا ان لوگوں کو عام انسانوں کی طرح محبت یا نفرت کرنے کا حق نہیں؟؟ کیوں آن۔۔؟ کیوں تم ان کو عام انسان سے مختلف سمجھتی رہی۔

"Is it just because I was born in shah family?" جملوں کی بازگشت تھی۔۔ آن نے بے اختیار کانوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔

اسے علیدان سے اپنی آخری بار کی بات یاد آئی۔ جب اس نے آن کو اپنی کمپنی میں "انٹرن شپ" کی آفر دی تھی۔

اس شرط پر کہ "آن اس کے لئے روز کھانا بنا کر آئے گی"

اس وقت آن نے صرف نیگیٹو سوچا تھا۔ کہ وہ اس سے کھیل رہا ہے۔

حلانکہ، اسے علیدان سے ان الفاظ کی توقع نہیں تھی۔ اس کے لفظوں نے آن کے دل میں بے چینی کی لہر دوڑادی تھی۔ اس نے صرف یہی کہا تھا۔ "وہ بھی ایک انسان ہی ہے، میرے ساتھ الگ تھلگ اور مختلف لوگوں کی طرح برتاؤ مت کرو۔"

"وہ محبت اور خیال کی، دوسروں کی نسبت زیادہ آرزو رکھتا ہے۔" جب وہ یہ الفاظ بول رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں کھر دراپن واضح تھا۔

آن نے گھری سانس لی۔

اور اپنے روم میں آکر سیل فون اٹھایا۔

اور جلدی سے دروازے سے باہر نکل آئی۔ سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی۔

تو اندھیرے میں چمکتی علیدان کی گاڑی ابھی تک سامنے پارک تھی۔

آن نے لب بھینچ کر جھک کر اسے گاڑی کے اندر بیٹھے دیکھا۔

اسے دیکھ کر آن کو اپنے اندر ناقابل بیان سکون محسوس ہوا۔

وہ دوسری سائیڈ پر گئی، اور دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ اور لب بھینچ کر اسے دیکھنے لگی۔ جو خاموش سا

سامنے ہی دیکھے جا رہا تھا۔

"کیا کر رہے ہیں؟" آن نے لب بھینچ کر۔ اپنی پیشانی سہلاتے۔۔ کچھ جھجھکتے پوچھا تھا۔

"یہ۔۔۔ اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کہے؟"

آن نے سوچا تھا۔ "اس کی دھتکار سے وہ چلا گیا ہوگا۔"

"ہمممم۔۔۔ تو بالآخر تمہارے پاس "ضمیر" ہے۔ تم کو احساس ہو گیا، اور مجھے ڈھونڈنے باہر نکل آئی۔ جس کا مطلب ہے۔ "تمہارے دل میں، میرے لئے "خیال" ہے۔"

آن دنگ ہوئی۔ "آپ نے وہ جان بوجھ کر کیا؟"

"کس نے کہا ہے یہ؟" میں تم سے واقعی میں ناراض ہوں۔"

یہ دیکھ کر کہ "وہ اب بھی خاموش ہے۔" علیدان نے محبت سے اس کا سر سہلایا۔

It's fine"

میں نے تم سے بنالی۔"

آن نے اپنا چہرہ اس کی طرف موڑا۔ "ہااااے۔۔۔ پھر آپ ابھی تک گئے کیوں نہیں؟"

"میں تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ تم نیچے آؤ، اور میرے سے معافی مانگو۔" علیدان نے ٹھنڈی سانس بھر کر پھونک اس کے چہرے پر ماری تھی۔ آن دنگ ہوئی۔

آن نے آنکھیں گھما کر اسے دیکھا تھا۔

"بچپنا۔" تم میں بہت بچپنا ہے۔ اسی لئے تم نے مجھے باہر نکال دیا۔ میں بالغ مرد ہوں۔ اسی لئے میرا اب تک "فخر" قائم ہے۔" اسے محبت سے دیکھا۔

آن نے بے ساختہ نظریں جھکالیں۔ اور نرمی سے مسکرائی۔  
"تم مجھ سے کچھ کہنا چاہ رہی تھی۔؟" علیدان نے اس کی آنکھوں میں نہار کر پوچھا۔  
"میرے پاس کچھ بھی پوچھنے کو نہیں۔" آن نے انکار کیا۔  
"ایسا ہے تو۔۔۔" علیدان نے اچانک ہی گاڑی اسٹارٹ کر دی۔  
آن دنگ رہ گئی۔  
"مجھے باہر نکلتا تھا علیدااا۔" آن چیخنی۔

"کیا تم سمجھتی ہو تم میری گاڑی میں داخل ہوگی۔ اور اتنی آسانی سے باہر نکل جاو گی۔؟" وہ شرارت سے مسکرایا تھا۔

"اب جب کہ۔۔ تمہارے پاس مجھے کہنے کو کچھ نہیں۔ تو چلو میرے ساتھ ایک رائڈ لو۔"

"نہیں۔۔" یہ ایک فضول کام ہے۔"

اس کی آواز سحر انگیز تھی۔ وہ اس کے ساتھ نہیں جانا چاہ رہی تھی، لیکن وہ گاڑی سے کود بھی نہیں سکتی تھی۔

وہ اسے سمندر کے کنارے لایا۔ جہاں آن نے اسے کافی کی آفر دی تھی۔  
آن شاکڈ سی کبھی اسے اور کبھی بیچ کو دیکھتی رہی۔ وہ اپنی فیلنگس کو سمجھ نہیں پارہی تھی۔۔ اسے  
علیدان مسلسل حیران کرتا آیا تھا۔ ہر وہ بات۔۔ جس کی توقع وہ نہیں رکھتی تھی۔ علیدان وہ کر دیتا  
تھا۔ بنا کہے۔۔ بنا پوچھے۔۔ کیا وہ جادوگر تھا؟۔

کھلی ونڈو سے، سمندر کی لہروں سے چھو کر آتی ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے جب اس کے نرم چہرے  
سے ٹکرائے۔ آن نے ایک گہری۔۔ لمبی سانس بھری۔ اور دلفریبی سے مسکرا دی۔ یو شپ کی پتھریلی  
قدرتی کرسیاں اور ٹیبل دور نہیں تھیں۔

یہ کنور ٹیبل کار تھی۔ علیدان نے اس کی چھت کھول دی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اوپر سے لگ کر  
دونوں کو لبھا رہے تھے۔

علیدان نے اسے آنکھیں موندے ٹیک لگائے بیٹھے دیکھا: "کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ تمہارا موڈ یہاں آکر بھتر ہو جاتا ہے۔"

"ییس۔۔" میں ہوں،۔۔ میرا موڈ اب بھتر ہو گیا ہے۔ "آن نے ہونٹ بھیجنے تھے۔ پھر مسکرا دی۔" جیسے کہ میں نے کہا تھا، "یہ جادوئی جگہ ہے"

لیکن اس کی دوسری وجہ جس سے میرا موڈ بھتر ہوا ہے وہ ہے میرے ساتھ آپ کا ہونا۔۔" آن نے مڑ کر علیدان کو نہارا۔ اس کی بات سن کر علیدان کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"صرف آج۔۔، میں تم کو بتانا چاہتا ہوں، کہ مجھے کسی کے "کیئر" کی ضرورت ہے۔

"جب میں ناراض ہو گیا۔ اور چلا گیا، ٹھیک ہے،

"تم نے مجھے بھلی نہ روکا۔۔۔ میں چلا گیا تھا۔ یہ کوئی مسئلہ بھی نہیں تھا، اگر۔۔ تم فورن ہی میرے پیچھے نہ آتی۔"

لیکن اس سے پہلے کہ میں چلا جاتا۔۔ تم مجھے ڈھونڈتی ہوئی باہر آگئی۔ کیونکہ۔۔ میں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔"

علیدان کے یہ الفاظ سن کر آن کی آنکھوں میں اپنا جرم اور زیادہ بڑھا۔

یہ وہ علیدان نہیں تھا۔ جسے لوگ سنگ دل ظاہر کرتے تھے۔ وہ اب سو فیصد پر یقین تھی کہ علیدان ایک اچھا۔ اور حد سے زیادہ رحم دل اور حساس شخص ہے۔  
آن کی نظر میں وہ ایک "ایسا آدمی" تھا، جسے پیار کی ضرورت تھی۔  
حلانکہ۔۔ وہ اسے پیار نہیں دے سکتی تھی۔ یہ اس کے لئے مشکل تھا۔

مینجر توصیف نے زینی کو گھور کر دیکھا اور ناخوشگوار لہجے میں کہا:

"آپ یہاں کی سپروائزر بن تو گئی ہیں، لیکن آپ میں ورکرز سے برتاو کرنے کی کوئی صلاحیت نہیں ہے۔"

میں نہیں سمجھتا کہ آپ اپنی یہ پوزیشن آگے بھی سنبھالنے کی اہل ہیں۔ عینی یہاں صرف کام کرتی ہے کسی کو حراساں نہیں کرتی۔ آپ کیوں ہمیشہ اس کے لئے پروبلمز بنا رہی ہیں؟"

"توصیف صاحب، یہاں ہر ورکر اچھی طرح سے جانتا ہے، کہ عینی اپنے کام سے کتنی "مخلص" ہے یا نہیں۔؟" زینی سکون سے بولی تھی۔

"اس کی ورکنگ بیلٹی کے ساتھ، آپ سمجھتے ہیں کہ یہ اب ٹیم لیڈر رہنے کی اہل ہے؟"

"ٹھیک ہے، آپ اب کیا کہنا چاہ رہی ہیں؟ یو ٹالک ٹو میچ نان سینس۔"

یہ کہتے ہی وہ ناگواری سے پیشانی پر سلوٹ ڈالے اپنی آفیس کے طرف جانے لگا۔۔۔ تبھی عینی روتی ہوئی جلدی سے اس کے پیچھے آئی۔

"توصیف میں آج کیفیٹیریا لंच کے لئے گئی تھی۔ جب میں نے آن اور سیمی کو اپنے پیچھے کی سیٹ پر بیٹھ کر اپنے بارے میں برائی کرتے سنا۔۔۔۔۔"

میں نے تو صرف ان سے سوال کیا تھا۔ کیونکہ جمشید آن کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے اس نے آن کی سائیڈ لی۔۔۔۔۔ اور یہ زینی۔۔۔۔۔ اس نے مجھے دھمکیاں دی کیونکہ یہ یہاں کی سپروائزر ہے۔"

مجھے دھمکیاں دی گئی ہیں پھر یہ سب کیوں ان کی مدد کر رہے ہیں۔؟" وہ رونے لگی تھی۔

توصیف نے آن کو ناگواری سے پیشانی پر بل ڈال کر گھورا:

"آپ نے پھر سے مسئلہ کیوں کیا ہے؟"

"مینجر، آپ نے مجھے پہلے ہی غلط سمجھا ہے۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔" آن نے کہنا چاہا۔ لیکن نگار خانے میں طوطی کی کون سنتا ہے؟

کیفی ٹیریا میں سیمی بھی ہمارے ساتھ تھی۔ عینی نے سیمی کو ثبوت کے طور پر آگے کیا۔

توصیف نے سیمی کو دیکھا: "کیا تم نے عینی کے پیچھے کچھ غلط بولا تھا؟"  
سیمی جلدی سے کھڑی ہوئی سر نفی میں ہلایا: "میں نے نہیں، آن نے کچھ شکایات کی تھیں۔ دیٹس  
آل۔ میں تو بس ایک طرف بیٹھی سن رہی تھی۔" سیمی نے فخریہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر کہا۔

سیمی نے جو کچھ کہا، کیا عینی کی بات اب سچی نہیں؟ "مینجر ناراضگی سے بولا  
آن نے اسے سپاٹ نظروں سے دیکھا۔  
"میں نہیں مانتی"

"مجھے کسی دوسرے کی پرواہ نہیں ہے۔ میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ تم نے میری برائی کی  
ہے۔" اس نے مٹھیاں بھینچیں۔

اس وقت وہاں کوئی بھی گواہ نہیں تھا۔ وہاں کوئی ثبوت نہیں تھا۔ اگر وہ کسی دریا میں بھی کود جاتی تب  
بھی اپنے آپ کو سچا ثابت نہیں کر سکتی تھی۔

وہ برطرف نہیں ہونا چاہتی تھی۔ وگرنہ علیدان شاہ سخت مایوس ہو جاتا۔

مینجر سخت ناخوش تھا۔

"آل رائٹ۔ اب اس مسئلے پر زیادہ بات نہ ہو۔ آن جب سے آپ کمپنی میں آئی ہیں مسئلے کا سبب بنی ہوئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں آپ کو بہت پہلے سے اپنا کام روک دینا چاہئے تھا۔ کچھ ہی دیر میں ، میں فنانس ڈپارٹمنٹ کو کال کر کے آپ کا حساب کلیئر کرتا ہوں آپ جا کر اپنی سیلری طے کیجئے۔"

آن نے سر اٹھا کر اسے حیرت سے دیکھا۔ اگر وہ اس طریقے سے نکال دی گئی تو وہ علیدان شاہ کے سامنے اپنا سر نہ اٹھا سکے گی۔ آفٹر آل۔ علیدان شاہ نے کسی کے لئے پہلی بار اپنے وسائل استعمال کئے تھے۔

"میں یہ مان ہی نہیں سکتی۔ میں کیوں چھوڑوں؟" زینی نے بھی اس کی سائیڈ لی: "آن نے کچھ بھی غلط نہیں کیا۔ توصیف صاحب آپ کو سب کے ساتھ برابری کا برتاو کرنا چاہئے۔"

"یہ ٹریننگ ڈپارٹمنٹ میری زمیواری پر ہے تو فیصلہ بھی میرا ہونا چاہئے۔ ناکہ آپ کی زمیواری پر، جو آپ فیصلہ کریں گیں۔"

جیسے ہی مینجر نے بات پوری کی۔ ایک سرد اور دلفریب آواز پیچھے دروازے سے آئی:

"مجھے معلوم ہی نہیں تھا کہ میری کمپنی کا کنٹرول ڈپارٹمنٹ کے مینیجر کے ہاتھوں میں ہے؟"

جیسے ہی اس نے یہ بات کہی، ہر ایک نے مڑ کر دروازے کے طرف دیکھا اور سب وہیں پر ساکت رہ گئے۔ جب علیدان شاہ ظاہر ہوا۔ پوری آفیس میں موت جیسی سرد خاموشی چھا گئی۔ سب ہی علیدان شاہ کمپنی کے اونر کو پہلی بار نیچے اپنے سامنے دیکھ رہے تھے۔

آن نے اپنی نظر علیدان سے جلدی ہی ہٹا کر زینی کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔ وہ سمجھی زینی نے علیدان شاہ کو فون کر کے، آنیہ عصمت کی مدد کے لئے بلایا ہو گا۔۔۔ اس نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا۔۔۔ کہ علیدان شاہ کبھی پرسنل نیچے آسکتا ہے۔ اگر اس نے آن سے کوئی ربط ظاہر کیا تو؟؟ وہ ڈر گئی۔۔۔ اگر سب کو یہ معلوم ہوا کہ وہ علیدان شاہ سے ملی ہوئی ہے تو۔۔۔ اس سے آگے ڈر ہی ڈر تھا۔۔۔

"کس بات پر انہیں پوائمنٹ آئوٹ کیا جا رہا ہے؟"

علیدان کی سرد آواز آفیس میں گونجی تھی۔ اس نے سب پر سرسری سی نظر پھیری تھی۔ لیکن اس کی سرسری نظر سے بھی آن کے چہرے کا پھیکا پن مخفی نہ رہا تھا۔

مینیجر اسے دیکھ کر ہڑبڑا کر جلدی سے آگے بڑھا:

"سر آپ پر سنی یہاں کیوں آگئے۔ مجھے حکم کیا ہوتا۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟"

ہر ایک اس وقت آن کی ٹیبل کے گرد کھڑا تھا۔ علیداں اس طرف بڑھا اور آن کی کرسی کھینچ کر اس پر آرام سے بیٹھ گیا اور ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر سب کو گھورا۔

آن جلدی سے کچھ قدم پیچھے کو ہوئی۔ اور علیداں کی کرسی سے ایک فاصلہ رکھ لیا۔ لیکن پہلے کی نسبت اب وہ پرسکون تھی۔ وجہ سامنے موجود علیداں کا وجود تھا کچھ دیر پہلے کے ڈر اور اوہام کہیں دور بھاگ گئے تھے۔ اب وہ ایک حفاظتی گھیرے میں تھی۔

مینجر نے عینی کو آنکھ ماری اور اشارہ کیا :

"جا کر سر شاہ کے لئے چائے لاؤ"

عینی جلدی سے مڑ کر جانے ہی لگی تھی جب علیداں شاہ نے سرد آواز میں روکا: "میں یہاں چائے پینے نہیں آیا۔"

اس نے زینی کو اشارہ کیا۔ "جس سچویشن کی بنیاد پر آپ نے مجھے رپورٹ کی ہے، اس کے بارے میں رائے دیجئے۔"

توصیف زینی کو حیرانی سے گھورنے لگا۔ کیا زینی نے سر شاہ کو رپورٹ دی ہے جب کہ وہ ایک عام سی ٹیم لیڈر ہے۔

یہ سر شاہ کو کیسے جانتی ہے؟ کیا یہ دونوں پہلے سے ہی واقف کار ہیں؟۔ پورے اسٹاف کی نظریں زینی پر ٹک گئی تھیں۔ کوئی بھی زینی اور سر شاہ کے تعلق کا بیک گراؤنڈ نہیں جانتا تھا۔ عینی خود بھی دنگ رہ گئی۔

زینی نے آنکھ ترچھی کر کے عینی کو دیکھا: "سر شاہ، میں نہیں جانتی اگر آنیہ نے عینی کی پیچھے کچھ برا کہا ہو۔" میں نے خود نہیں سنا آفٹر آل، میں اس وقت وہاں موجود نہیں تھی۔" اس نے صاف اور سیدھی بات کہی۔

"لیکن کسی کے پیچھے بری باتیں عینی نے بہت سی کردی ہیں۔" اس آفیس میں۔۔ کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کو پیٹھ پیچھے یا سامنے برا بھلا نہ کہا گیا ہو۔ یا دھمکیاں نہ دی گئی ہوں "اس نے سب لوگوں کو دیکھا۔" یہاں آئیں وہ لوگ جنہیں عینی نے ڈرایا یا دھمکایا نہ ہو۔"

لیکن کوئی بھی آگے نہیں بڑھا۔  
یعنی سخت پریشان ہوئی۔

"میں نے کب تم لوگوں کو ڈرایا یا دھمکایا ہے؟ یہ مت سمجھو کہ سرشاہ کے سامنے تم لوگ مجھ پر  
بھتان باندھو گے۔ میں وہ بات مان ہی نہیں سکتی جو میں نے نہیں کی۔" عینی زرد پڑ گئی

ایک طرف جمشید کھڑا یہ سارا تماشا دیکھ رہا تھا بول اٹھا:  
"عینی یہ مسئلہ تو کچھ بھی نہیں کہ تم ہم سب کو افیت دیتی آئی ہو۔ بھلی یہ مت مانو۔ لیکن ایک ماہ  
پہلے تم کمپنی کی گاڑی یہ کہہ کر لے گئی تھیں کہ تم کو دوسرے سٹی مینیجر کے ساتھ لنچ کے لئے جانا  
ہے۔ کمپنی کی گاڑی تم لے گئی تھیں۔"

"جمشید، کیا بکواس کر رہے ہو؟ مینیجر ناگواری سے ہلکی آواز میں غرایا تھا۔ "میں عینی کے ساتھ لنچ پر  
کبھی نہیں گیا۔"

"پتا نہیں عینی کس شخص کے ساتھ گئی تھی لیکن۔۔۔ یہ بالکل سچ ہے جمشید اور مجھے کمپنی کے کام سے  
جانا تھا۔ ہمیں کمپنی کی گاڑی لے جاتی۔ لیکن ہم نے ٹیکسی کی۔ لیکن ہم نے تب شکایت کا اندراج نہیں  
کروایا۔" یہ دوسرا ہیڈ تھا جس نے مانا کہ جمشید کی بات 100 پرسنٹ سچ ہے۔

دوسری طرف سے عینی جمشید پر چلا پڑی۔ بنا اپنے باس کا خیال کیئے۔

"جمشید بکو اس مت کرو۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ تم نے آن کی مدد اسی لئے کی۔۔۔ کیونکہ تم اسے پسند کرتے ہو۔"

یہ الزام تراشی سن کر علیدان کو سخت غصہ آیا اس کے ہاتھ کی گرفت کرسی کے ہتھکڑی پر سخت ہوئی جیسے برداشت کرنا مشکل ہو۔

جمشید نے ناگواری سے لب بھینچے۔ اور ہلکا سا غصہ ہوا

"یہ تمہارا مسئلہ نہیں عینی۔ تم مجھے اس طرح بھتان لگا کر مجھے نیچا نہیں دکھا سکتی بی کا ز آئی ایم آنیسٹ۔"

"علیدان شاہ نے ابرو اچکا کر جمشید کو بغور دیکھا جو بھیڑ میں کھڑا تھا۔

اسی وقت زینی بھی سر شاہ کو دیکھ رہی تھی۔ علیدان شاہ نے اپنی نظر ہٹالی، مگر آن عصمت کے طرف دیکھنے کی غلطی بالکل نہیں کی۔ جو اس کے پیچھے کھڑی تھی۔  
آن خود کو اس وقت قصور وار سمجھنے لگی۔

"تو تمہارے کہنے کے مطابق اس عورت نے کمپنی کے وسائل کا غلط جگہ پر استعمال کیا ہے۔ صرف اپنے ذاتی کام کے لئے؟"

"ییس" جمشید نے سر اثبات میں ہلا کر کہا۔

زینی نے کچھ پل کو سوچا اور اپنے ڈیسک کے طرف بڑھ گئی۔ اپنی ٹیبل کے ڈراور سے ڈاکیومنٹس نکالے اور علیدان شاہ کے قریب آکر وہ ڈاکیومنٹس باس کے طرف بڑھائے۔

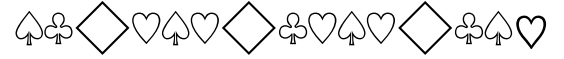
"سر شاہ، یہ وہ ثبوت ہیں جو میں نے اکٹھے کیے ہیں کہ عینی نے کمپنی کے وسائل کا غلط استعمال کیا ہے۔"

علیدان شاہ نے وہ ڈاکیومنٹس زینی سے لے کر اس کی ورق گردانی کی۔

عینی نے زروس ہو کر تھوک نگلا اور مینیجر توصیف کے طرف مدد طلب نظروں سے دیکھا کہ اگر وہ اس کی مدد کر سکے تو۔۔۔

مینیجر توصیف اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا کر اسے دیکھا۔۔۔ جیسے کہہ رہا ہو "فکر مند مت ہو"

علیدان شاہ سرد انداز میں ہلکا سا مسکرایا۔ اور ڈاکیومنٹس مینیجر کے طرف پھینک دیئے:  
"دیکھ لو، تمہاری ایمپلائی نے بھت اچھا کام کیا ہے، اب بتاؤ، تم کیا کرو گے؟"



مینیجر توصیف نے تعظیم سے ڈاکیومنٹس اٹھائے۔۔۔ اور جب اسے پڑھا تو سخت برہم ہوا۔

اس زینی نے اس کے پیچھے کافی ساری چھوٹی چھوٹی حرکات کردی تھیں، اور اب وہ کسی طرح سے بھی محفوظ نہیں رہا تھا۔

"سر شاہ، یہ مسئلہ سچ میں کافی گھٹیا ہے۔"

"سر عینی کی حرکت سر سیلی کمپنی کے اصولوں کی "خلاف ورزی" کے زمرے میں آتی ہے، سو، میں اس کی تین ماہ کی سیلری کاٹ لیتا ہوں۔"

از دیٹ اوکے؟" مینیجر نے چالوسی کرنا چاہی۔

علیدان شاہ کی آنکھیں سپاٹ ہو گئیں۔ بالکل بے تاثر۔۔

"توصیف، میں سمجھتا ہوں تم کو اب یہاں کام جاری رکھنے کی ضرورت نہیں۔"

توصیف نے جلدی سے کہا:

"مجھے سخت افسوس ہے، سر شاہ،

عینی کی ٹانگوں نے اس کے وجود کا بوجھ سہارنے سے مکمل انکار کر دیا وہ لڑکھڑا کر شدید حیرت سے دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔ ت تو صیغ ف۔۔۔

یعنی اس کی زبردست جھاڑ پلانے پر سخت گھبرا گئی اور کانپ اٹھی۔ اس نے نم آنکھوں سے زینی کے طرف دیکھا۔ اور کپکپاتے قدموں کے ساتھ اپنی ڈیسک پر جا کر اپنی چیزیں اٹھانے لگی۔

"عینی کو کمپنی سے برطرف کیا گیا ہے۔ اور تمہارے لئے۔۔ ہم نے تین ماہ کی سیلری کی کٹوتی کر دی ہے۔ اگر اس پر راضی ہو تو کمپنی میں رہ سکتے ہو، ورنہ ریزائن کر دو۔

زینی آپ میری آفیس آئیں۔"

"آل رائیٹ ، سر شاہ۔

شروع سے لے کر آخر تک علید ان شاہ نے ایک غلط نظر بھی آن پر نہ ڈالی۔۔  
آن نے سکون کی ایک گہری سانس بھر کر جیسے ساری پریشانی کو باہر نکال دیا ہو۔ اب وہ پرسکون تھی۔

زینی نے مڑ کر آن کو ضرور دیکھا۔ پھر علید ان شاہ کی تقلید میں قدم بڑھاتی چلی گئی۔

جیسے ہی یہ لوگ گئے ، پوری آفیس میں یہ افواہ پھیل گئی۔ ہر ایک یہی کہہ رہا تھا کہ عینی نے زینی کو تکلیف پہنچائی تھی تبھی عینی کے ساتھ برا ہوا۔

اور آن عصمت بھی اچانک سے یہ بات سمجھ گئی کہ زینی کو علید ان شاہ نے کس وجہ سے پروموٹ کیا تھا۔ اس کی یہ غلط فہمی پانی پر بنی لکیر ثابت ہوئی تھی کہ علید ان نے زینی کو اپنے رلیشن کا بتایا ہے۔ جب کہ حقیقت اب آئینے کی طرح شفاف تھی۔

آفٹر آل نہ فقط اس نے اسکی مدد کی بلکہ کسی کو ان کے رلیشن کا بھی معلوم نہ ہو سکا۔ علید ان شاہ واقعی بہت قابل فہم شخص تھا۔

توصیف سخت ناراضگی کے ساتھ پاؤں پٹختا آفیس میں گھس گیا۔ عینی اپنا سامان سمیٹ کر توصیف کی آفیس میں گئی۔ تھوڑی دیر میں ہی پوری آفیس نے ان دونوں کے بیچ جھگڑا۔ بڑی دلچسپی اور مزے

لے کر اپنے کانوں سے سنا۔ کچھ نے طنزیہ ہنسی بنالی کچھ نے بظاہر افسوس بھی کیا۔ کچھ نے کہا "عینی یہ ڈیزرو کرتی تھی۔"

توصیف اس پر دھاڑ رہا تھا کہ صرف اس کی وجہ سے اس کی ریپوٹیشن بھی تباہ ہو گئی ہے۔۔۔ کچھ دیر بعد عینی کو روتے ہوئے آفیس سے باہر نکلتے سب نے دیکھا

عینی روتی ہوئی باہر نکل کر ایلویٹر کے پاس آئی آن عصمت کو وہاں کھڑا دیکھ کر اس نے اپنے آنسو پونچھے آن نے فرسٹ فلور کا بٹن دبایا۔ دونوں اندر کھڑی ہو گئیں۔ عینی اسے عناد سے گھورنے لگی۔۔۔ "کیا سمجھتی ہو تم کہ تم اس طرح جیت گئی ہو۔ وہ حسد سے بے قابو تھی۔"

"فرسٹ آف آل، تم نے نشانہ ہی غلط انسان کو بنایا۔" وہ سپاٹ انداز میں بولی تھی۔۔۔۔ "توصیف صاحب کی جوان معشوقہ۔۔۔۔ میں نہیں بلکہ سیمی ہے۔"

عینی اس کی بات سن کر مارے حیرت سے سن ہو گئی۔۔۔ یہ وہ کیا سن رہی تھی۔

"دوسری بات،

آج۔۔۔۔ ڈائننگ ہال میں، میں نے تمہارے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ کیئر فلی۔۔۔ جو الفاظ تم نے دہرائے تھے، کہ یہ تم نے خود سنے ہیں۔۔۔ جو تمہارے کہے کے مطابق میں نے کہے تھے۔۔۔"

"تم نے خود سنے؟" آن نے سنجیدگی سے پوچھا اس کا انداز ایک استاد جیسا تھا جو اپنے اسٹوڈنٹ کی غلطیوں کے مختلف زاویے سے روشن کر کے دکھاتا ہے۔۔ جو اندھیرے میں ہوتی ہیں۔

آن نے نرمی سے اس کے ذہن کا زنگ صاف کرنے کی کوشش کی تھی۔

یعنی نے رخ موڑ کر حیرت سے آن کی بات سنی۔

"تم۔۔۔ تم نے کہا۔۔ کہ وہ کتیا سیسی ہے؟؟"

آن نے کوئی آواز پیدا نہیں کی۔ خاموشی سے اسے دیکھا

یعنی کافی مایوس ہوئی۔

"تو پھر تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟"

"پہلی بات کہ تم نے کبھی سب کے سامنے نہیں کہا کہ تم میرے خلاف ہو۔ کیونکہ تم کو جس نے میرے بارے میں مشکوک کیا تھا وہ تھی کسی اور کی معشوقہ۔"

آن نے کندھے اچکا کر بات ختم کی۔

"تم نے صرف مجھ کو تکلیف دینے کے لئے ہر طرح کی وجوہات استعمال کیں،

دوسری بات میں یہاں صرف ایک ماہ کے انٹرن شپ پر آئی تھی، میں بالکل بھی کوئی مسئلہ پیدا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

لیکن میرا کسی مسئلے پر خاموشی وجہ یہ نہیں تھی کہ میں تم سے ڈرتی تھی۔ "آن نے ٹھنڈی سانس بھری اور خاموش ہوئی۔

لیول 12 سے لیول 1 لفٹ تیزی سے نیچے آئی اور دروازہ کھلا  
عینی نے باہر نکلنا نہیں چاہا۔  
"تم نہیں جا رہی؟"

آن نے گرمجوشی سے پوچھا۔ عینی بالکل خاموش رہ گئی تھی پھر آہستہ سے باہر قدم بڑھا دیئے

"ویٹ اے مووینٹ۔" عینی نے مڑ کر اسے دیکھا۔ تب آن نے کہا:

"جب کہ سارا مسئلہ میری وجہ سے اٹھا تھا، مجھے تمہارے لئے بہت افسوس ہے، آفٹر آل میں تم کو جھکانا نہیں چاہتی تھی۔"  
عینی مڑ کر بنا کچھ کہے نکلتی چلی گئی۔

ادھر آفیس میں آؤ تو علیدان اپنی چیئر پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا زینی ان کے سامنے کھڑی تھی۔ علیدان نے سرد لہجے میں پوچھا:

"مجھے بتاؤ اس میل ایمپلائی اور آن عصمت کے بیچ میں کون سی بات ہوئی ہے۔؟"

"آپ کا مطلب ہے جمشید؟" زینی دنگ ہوئی۔

"یہ وہ ہی تھا۔۔"

علیدان نے سر ہلایا

زینی نے سوچا جمشید اب کام سے گیا۔

"سر شاہ آن عصمت بھت خوبصورت لڑکی ہے اس کی خاموش پرسنالٹی پسند کرنے کے قابل ہے ، سو جس لمحے سے وہ آفیس میں آئی ہے۔۔۔ اچانک سے ہی سب کی آنکھوں کا مرکز بن چکی ہے۔ آفیس میں کتنے ہی لوگ اسے پسند کرتے ہیں، اور صرف ایک جمشید واحد شخص ہے جو خود کو ظاہر کر چکا ہے۔"

"لاٹ آف پیپلز آف یور ڈپارٹمنٹ لائیک ہر؟" علیدان کو سخت برا لگا۔ سخت برا۔  
 "نہیں صرف ٹریننگ ڈپارٹمنٹ کے افراد" میں نے کچھ گوسپ اس کے بارے میں سنی ہے۔ اس کے کیفیٹیریا سے جانے کے کچھ لمحوں بعد کتنے ہی لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے رہے کہ "یہ کون سے ڈپارٹمنٹ سے آتی ہے؟ اور کتنے ہی لوگ تو صرف اسی لئے لنچ کرنے آتے ہیں کہ اس کو دیکھ سکیں" زینی شاہ کے تاثرات دیکھ کر دل میں حیران ہو رہی تھی۔  
 یہ سن کر علیدان شاہ سخت ناخوش ہوا۔ یہ عورت ہمیشہ کیوں اتنی اڑنکٹ کرتی ہے جہاں بھی جاتی ہے؟ اسکول میں، اس کے چہرے کی وجہ سے "اسکول بیوٹی" سلیکٹ کیا گیا۔ ایک ہی سچویشن پھر سے کیوں ہوتی ہے؟

"اب سے تم اس کے گرد مردوں پر دھیان رکھنا اور مجھے صورتحال سے آگاہ کرتی رہنا۔"

"آل رائیٹ۔" زینی کو تو سر درد ہو گیا تھا۔ یہ ایک بھت بڑا پروجیکٹ تھا۔ خوش قسمتی سے یہ "ٹینڈر لوو" فقط ایک مہینہ یہاں رہنی تھی۔

شنا حمزہ کی آج فلائیٹ تھی۔ دونوں نے پورا دن ساتھ گزارا۔ کھانا ساتھ کھایا۔ چار سال کے دوران کی باتیں یاد کر کے کبھی ہنسی تھیں کبھی افسردہ ہوئی تھی۔ 8 بجے کی فلائیٹ سے شنا چلی گئی، آن نے اسے افسردگی سے "سی آف" کیا تھا۔ اسے یہ ڈر نہیں تھا کہ شنا اس سے بچھڑتے رو پڑے گی۔ بلکہ وہ خود سے خوفزدہ ہوئی تھی کہ وہ اسے الوداع کرتے اپنے آپ کو رونے سے روک نہ پائے گی۔

حسب معمول جب علیدان اس کے پاس ڈنر کے لئے آیا۔ وہ دروازے کی سیڑھیوں پر بیٹھی آسمان کو تکیے جا رہی تھی۔

وہ گاڑی سے اتر کر حیران ہوتا اس کے پاس آیا۔  
"یہ تم اس طرح اوپر کیا دیکھ رہی ہو؟" وہ حیران تھا۔

آن نے آسمان پر اشارہ کرتے کہا: "اٹو این ایرو پلین۔"

"تو اس ایرو پلین میں اچھا کیا ہے؟" علیدان نے جیسے جاننا چاہا کہ آن کے ذہن میں کیا ہے؟

"کیا آپ کو تجسس نہیں ہوتا کہ کس قسم کے لوگ اس میں بیٹھے ہیں، کہاں جا رہے ہیں، ان کے دل میں کیا راز ہیں، اور کس خاندان کے ہیں؟" وہ حیران سی اس سے پوچھ رہی تھی۔

"نشا حمزہ اس وقت پلین میں ہے؟"

علیدان نے پوچھنے کے ساتھ ہی وہ سیڑھیوں پر بنا اپنے لباس کا خیال کیئے بیٹھ گیا۔  
آن نے اثبات میں سر ہلایا۔

"وہ کافی تیز رفتاری سے گزر گیا ہے۔"

"تو پھر تم ابھی تک اوپر کیوں نہار رہی ہو۔؟"

"مجھے اس سے حسد ہو رہا ہے۔" آن نے سکون سے کہا۔

"ہر سال چھٹیوں کے دوران

جب سب اسٹوڈنٹس ایک ایک کرے اپنے گھر چلے جاتے تھے، مجھے خاص طور پر ان سب سے جلن ہوتی تھی، کہ ان کے پاس واپس جانے کے لئے ایک ٹھکانہ ہے،

"اور جب اسکول شروع ہوتا یہ سب بہت ساری خاص خاص چیزیں لاتے، یہ کہہ کر کہ یہ ہمارے فادر نے ہمارے لئے تیار کروائی ہے۔ اور یہ چیز ہماری ماں نے بنائی ہے۔"

اب جب کہ میں گریجویٹ ہو گئی ہوں، ہر ایک اپنے اپنے راستے پر چلا گیا ہے۔ آن نے اپنی خالی ہتھیلیوں کو گھورا۔ البتہ اس کی آواز جذبات سے بوجھل ضرور تھی۔ "صرف ایک میں ہوں جو اسی جگہ پر کھڑی ہوں، بنا کسی گھر کے، بنا کسی فیملی کے، بنا کسی خواہش یا خواب کے، یہ محسوس ہوتا ہے۔۔۔ جیسے "یہی زندگی ہے۔۔۔ بس۔"

آن نے اسے اپنے طرف محویت سے دیکھتا پا کر نظر چرائی۔ علیدان کی آنکھوں میں اسے اپنے لئے ترجم نظر آیا تو آن سپاٹ ہوئی۔

"آپ کو مجھ پر ترس کھانے کی ضرورت نہیں، میں نے یہ سب اسی لئے نہیں بتایا کہ لوگ مجھ سے ہمدردی کریں، مجھے صرف ان سے حسد اور جلن محسوس ہوتی ہے۔"

علیدان اس کے قریب کھسکا اور لاشعوری طور پر اپنے بازو اس کے شانوں پر پھیلا دیئے۔

"کوئی بھی تم پر ترس نہیں کھا سکتا، بھلا تم کس طرح قابلِ رحم ہو؟ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ جن لوگوں کے پاس بھت سارے رشتے موجود ہوتے ہیں وہ بھت خوش ہوتے ہیں؟" آن نے نا سمجھی سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

یہ ضروری نہیں ہے آن،۔۔۔ ان کے ساتھ بھی کافی سارے مسئلے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ دوسری بات،۔۔۔۔۔ کس نے کہا۔۔۔؟ تمہارے پاس اب کوئی رشتہ نہیں؟ کیا تمہارے پاس میں نہیں ہوں؟ میں تمہارے لئے یہاں موجود ہوں۔" اس نے اپنے حصار میں مقید گم سم سی آن کے خوبصورت چہرے کو پیار سے دیکھا۔

احساسات نے دل کو چھوا تو آن کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اس شخص کے لئے جو کافی عرصہ تنہا رہا ہو، ایک ہی جملہ سننا پسند کرتا ہے وہ ہوتا ہے "میں یہاں تمہارے پاس ہوں۔"

علیدان شاہ نے اسے مسکرا کر دیکھا۔

"مجھے امید ہے آن، اور یقین بھی۔۔ کہ ایک دن تم اپنی یہ خود ساختہ "انا" میرے سامنے چھوڑ دو گی۔ اپنا یہ مصنوعی رنگ اتار پھینکو گی، اور میرے رنگ میں ڈھل جاو گی، اس وقت ہم زیادہ دیر، تنہا نہیں رہیں گے۔"

وہ بھی تو تنہا تھا۔۔ اکیلا تھا آن یہ بات کیوں بھول گئی تھی؟

سینچر کی صبح اس کی نیند مسلسل ہوتی بیل کی وجہ سخت ڈسٹرب ہوئی۔ یہ چھٹی کا دن تھا وہ اپنا آدھا دن سو کر ہی گزارتی تھی۔

اس نے سوچا یہ الارم ہو گا۔ سو اس نے الارم کلاک سوچ آف کر دیا۔ لیکن کچھ دیر بعد ہی رنگ ہونے سے وہ ڈر کر اچھل پڑی: "کیا اس نے الارم بند نہیں کیا؟؟ پھر۔۔۔؟" اس نے سیل اٹھا کر دیکھا تو وہاں مدھان کا نمبر بلنک ہو رہا تھا۔

"یہ شریر لڑکا، آج چھٹی کا دن ہے، یہ کیوں کال کر رہا ہے اسے؟" آن نے سستی سے کال اٹھائی اور بند ہوتی پلکوں سے بمشکل "ہیلو۔" کہا۔

"بھابھی، آپ میری کال کیوں نہیں اٹھا رہی؟" مدھان کی بے چین آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"بھابھی؟۔۔۔ یہ خطاب سن کر آن کی تو ساری سستی اڑن چھو ہو گئی۔

"مدھااان، آن نے ٹوکا۔۔ تمہارے بھائی سے ابھی شادی نہیں کی۔"

"تو کیا ہوا، آپ دونوں ہی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، شادی بھی ہونے والی ہے۔ تو میں آپ کو بالکل "بھابھی" بلا سکتا ہوں، آپ کب آرہی ہیں؟ وہ مان کے ہی نہیں دیا۔۔۔ بلکہ پوچھا کب آو گی؟

آن دنگ ہوئی

"کہاں آؤں؟ کہاں جانا ہے؟

"کیا آپ ابھی تک سو رہی ہیں؟ بھائی نے آپ کو نہیں بتایا تھا کہ ہم آج ہولی ڈے منانے چلیں گے۔۔۔ اپنے فارم ہاؤس پر۔۔۔، آپ بھول گئیں؟ مدھاان نے برا منایا تھا۔ تبھی ناراض سا بولا۔

وہ واقعی اس بات کو بھول گئی تھی اور دستور کے مطابق ہی اپنی نیند پوری کرنے کا منصوبہ بنالیا تھا۔

"میرے لئے بہتر ہے میں نہ چلوں۔ مجھے آج دوسرے کام ہیں۔" آن سستی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"آپ وہ سب منسوخ کر دیں۔ میں اور بھائی آپ کو پک کرنے آرہے۔ آپ تیار ہو کر ہمارا گھر پر انتظار کریں۔"

مدھان نے یہ کہتے ہی فون بھی رکھ دیا۔ اور آن دنگ سی اس کا حکم نامہ سن کر سیل کو گھور کر رہ گئی۔

ہمیشہ ہی اس کی مرضی پوچھے بنا علیدان ہر فیصلہ کر دیتا تھا۔ وہ چپکی رہ گئی۔  
آن نے اپنے لمبے براؤن بال سمیٹ کر جوڑا بنایا اور اٹھ گئی۔ نہا کر تازہ دم ہوئی۔ جیسے ہی ناشتہ کر کے فارغ ہوئی، اس کی فون پھر سے بجنے لگی۔

اب کے فون پر علیدان شاہ تھا۔ آن نے منہ بنا کر فون کان سے لگایا۔

"سیڑھیوں تک جاؤ، میں وہاں انتظار کر رہا" گھمبیر آواز سن کر بے ساختہ دل دھڑکا تھا۔ آن نے لب کاٹے۔

"کیا میں انکار کر سکتی ہوں؟"

"تمہارا کیا خیال ہے؟" علیدان کی آواز پر سکون تھی۔

"کیا تم خود نیچے آرہی ہو، یا میں اوپر آکر تم کو اٹھالاؤں؟"

یہ سن کر آن کے دل کی دھڑک دھڑک نے اسپید پکڑ لی۔ اس نے ڈر کر سیل کان سے ہٹا لیا۔ اور اپنا چھوٹا سا بیک بیک اٹھا کر سیڑھیاں اتر کر نیچے آگئی۔ اور کار میں جا کر بیٹھ گئی بنا دیکھے کہ ڈرائیونگ سیٹ پر علیدان ہی بیٹھا ہے۔ اسے دیکھ کر وہ سر پرائیزڈ ہوئی۔

"آپ تنہا ہیں؟"

"میں تم کو لینے آیا ہوں۔ کیا تم چاہ رہی تھی کہ بارات کے ساتھ تمہیں لینے آتا؟"

"یہ مطلب نہیں تھا۔"

آن نے بے ساختہ تھوک نگلا۔

"میں تو۔۔۔ یہ کہہ رہی تھی۔۔۔ کہ۔۔۔ مدھان نے کہا تھا۔۔۔ وہ لینے آرہا ہے۔"

علیدان نے اس کی بات سن کر سر ہلایا اور گاڑی چلا دی۔

سفر کے دوران راستے میں آن نے اسے خاموش ڈرائیو کرتے دیکھا۔ تو بول پڑی:

"کیا ہم شام تک واپس آجائیں گے؟"

"ہم شام کو واپس نہیں آسکتے۔" علیدان نے ڈرائیو پر توجہ کرتے مصروف جواب دیا۔

"کیا ایا؟ آن تو وہیں کچھ پل سن رہ گئی۔"

"کیا مطلب ہے آپ کا؟؟ وہ چیخنی۔۔۔" ہم آج رات واپس نہیں آئیں گے؟" وہ اس کے طرف مڑی اور اس کے چہرے کو حیرت سے دیکھنے لگی۔ جو سپاٹ تھا۔۔۔  
 "ہمارا یہ ٹرپ دو دن اور ایک رات پر مشتمل ہے۔" علیدان نے اسے نرمی سے آگاہ کرنا مناسب سمجھا۔

"تو پھر آپ نے یہ بات سویر کیوں نہیں بتائی؟" آن اب صحیح سے زچ ہوئی تھی۔  
 "میں نے تم کو کہا تھا کہ ویک اینڈ کے دو دن بچا کر رکھنا۔" نہیں کہا تھا؟" علیدان نے اس کے حیرت زدہ نقوش کو گھورا۔

"مگر۔۔۔۔۔ آپ نے یہ بھی تو نہیں کہا تھا کہ دو دن کے لئے چلیں گے۔" آن پریشان ہو گئی۔

"میرے خیال میں تم کو تاریخ کا ٹھیک سے اندازہ نہیں ہو سکا۔" علیدان نے لب بھینچے۔

آن کافی ڈپریس نظر آرہی تھی۔ "جلدی سے گاڑی موڑیں، میں گھر جاؤں گی" آن نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔۔۔

"اب کافی دیر ہو چکی ہے آن۔ ہم کافی آگے آچکے ہیں۔" علیدان نے اس کے بچپنے پر اسے سمجھایا۔۔۔

"لیکن۔۔۔ آن منمنائی۔۔" میں اپنا لگجج ساتھ نہیں لائی ، صرف ایک چھوٹا سا بیگ لیا ہے " وہ تو پریشانی سے رو دینے کو ہوئی۔

"تو تم اپنے ساتھ اور کیا لے جانا چاہ رہی تھی۔؟" علیہ ان تو اس کی بات سن کر ششدر رہ گیا۔ "یہ صرف دو دن اور ایک رات رہنے کی بات ہے، مہنا کے پوری زندگی کے لئے جارہے جو تم اپنی ساری چیزیں ساتھ لے چلتی۔"

"اب کے آن نے معصوم سافیس بنالیا۔۔۔ اور نظر جھکا کر منمنائی: "میرے پاس رات کو پہننے کے لئے "نائیٹ گاؤن" نہیں ہے۔"

"تو کیا ہوا۔؟ میرا پہن لینا۔۔" وہ شہریر مسکراہٹ کے ساتھ معنی خیز ہوا،

"آپ۔۔۔۔۔ کا؟؟؟ آن کی آنکھیں تو شک سے پھیڑ رہ گئیں۔

آن نے محسوس کیا جیسے وہ زبردستی لی جا رہی ہو۔۔۔ پھر پورے راستے اس کا منہ بنا رہا۔۔۔ علیدان دل ہی دل میں اس کی بری بری شکلیں بناتا معصوم مکھڑا دیکھتے۔۔۔ مسکراتا رہا۔۔۔ لیکن پھر پورا راستہ کچھ نہیں کہا۔۔۔

ایک گھنٹے کے خاموش سفر کے بعد دونوں شاہ فیملی کے کافی بڑے ایریا پر مشتمل "فارم ہاؤس" پہنچ چکے تھے۔

جیسے ہی گاڑی بڑے سے احاطے میں رکی۔ دونوں طرف سے قطار میں مودب کھڑے ملازموں نے انہیں جھک کر ادب سے سلام کیا۔

"سر شاہ، بڑے شاہ صاحب اور بڑی بیگم صاحبہ کے ساتھ چھوٹے شاہ بھی پہنچ چکے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" علیدان شاہ نے سپاٹ انداز میں جواب دیا اور آن کے طرف آیا۔

اس کی طرف کا دروازہ کھول کر اس کا ہاتھ پکڑا اور باہر نکالا۔

سب کی حیرت زدہ نظروں کے درمیان وہ دونوں سب سے الگ تھلگ جھیل کے کنارے پر قائم "ولا" کے اندر بڑھے۔

آن نے اپنا سر گھما کر علیدان کو دیکھا اور اس کے قریب ہو کر سرگوشی کی، "کیا ہم یہاں ووکیشن انجوائے کرنے نہیں آئے؟"

علیدان کے محض سر ہلانے پر۔۔ آن نان اسٹاپ شروع ہو گئی۔۔ اب علیدان کو اس کی معصوم باتیں سننی تھیں۔

آپ نے بھت "زیادتی" نہیں کردی؟"

"زیادتی" سے تمہاری کیا مراد ہے؟" علیدان کو سمجھ میں نہیں آیا کہ آن کے کہے کا کیا مطلب ہے؟"

"کیا یہ "زیادتی" نہیں۔۔۔ اتنے سارے۔۔۔ لوگوں کا ہم کو "ویکم" کرنے کے لئے کھڑا ہونا" وہ حیران تھی۔۔ بی کا ز اس کے لئے یہ لگژری طرز کا ویکم عجیب تھا۔۔ جس کا اس نے کبھی تصور تک نہیں کیا، نا کبھی دیکھا تھا۔۔

"یا پھر آپ اپنے آس پاس یہ "احساس" پسند کرتے ہیں؟"

علیدان کے ہونٹ اس کی معصوم بات سن کر، ہلکے سے مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

تم کیا سمجھی ہو، ایک کسٹمر کا صرف ایک رات کے اسٹے کرنے کے لئے حد سے زیادہ پیسہ خرچ کرنے کا کیا مقصد ہے؟

میں یہاں کا ماحول انجوائے کرتا ہوں، اور ان کی خدمت گزاری بھی انجوائے کرتا ہوں۔ جو کہ ان کی ملازمت کا حصہ ہے۔"

علیدان نے نرمی سے وضاحت دی تھی۔

"اسی لئے تو ہم جیسے، امیر لوگوں کی دنیا کو سمجھ نہیں سکتے، میرے جیسے لوگوں کے لئے ووکیشن پر جانا ایسا ہے، جیسے سفر کرنے کے لئے کسی شہر کو ڈھونڈھنے جانا، راستوں میں اسٹالوں پر سے عام کھانا، کھانا۔ جیسے عام لوگ کرتے ہیں ویسے ہی کرنا۔ مجھے تو سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ آپ کو ضرورت کیا ہے کسی خدمت گزار کی؟" وہ معصومیت سے اپنے ذہن میں آئے سب خیالوں کو علیدان کے آگے پیش کرتی جارہی تھی۔۔ بنا ڈرے۔۔

علیدان شاہ، نے اس کے معصوم اور دلفریب چہرے کو دیکھا، پھر مسکرا کر کہا:  
"تو پھر آج سے تم بھی میرے جیسا "لائیف اسٹائل" گزارو گی۔"

جیسے یہ دونوں باتیں کرتے جارہے تھے، بات مکمل ہونے سے پہلے ہی دونوں ولا کے ساتھ بہتی جھیل تک پہنچ چکے تھے۔ یہ جھیل ولا کے ساتھ ساتھ بہتی تھی۔  
وہاں پر مدھان اور علیحان شاہ دونوں بھائی فشنگ انجوائے کر رہے تھے۔ نگہت ان دونوں کے بیچ میں بیٹھی ہوئی تھی۔

اپنے پیچھے قدموں کی آواز سن کر تینوں ہی نے گردن موڑ کر ان کو دیکھا تھا۔  
مدھان نے دونوں کو مسکرا کر ہاتھ ہلایا۔ اور چینخا۔۔

"علیدان بھیا، بھابھی، جلدی سے ادھر آجاؤ،۔۔ بڑے بھائی اور مجھ میں فشنگ کا مقابلہ ہو رہا ہے۔"

ان کے پیچھے ایک بیرا چھوٹا سا لگیج بھی لے آیا، جو علیدان شاہ ولا لایا تھا۔

علیدان نے اس کا ہاتھ کھینچا اور آگے چلنے لگا۔

یہ دیکھ کر کہ "دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلے آ رہے ہیں، نگہت زیادہ دیر نہ دیکھ پائی، اور اپنی نظریں دوسری طرف کر دیں۔

آن ان کے قریب آئی تو سر ہلا کر ان سب کو "ہائے" بولی۔

نگہت مارے باندھے مصنوعی مسکراہٹ سجا کر اٹھ کھڑی ہوئی :  
"مس آنیہ، ہائے، آپ کو یہاں دیکھ کر بھت اچھا لگا ہے۔"

"سوری آپ کو زحمت ہوئی۔" آن نے کچھ جھجھک کر کہا۔

"ایسا مت کہیں، کیا اب ہم ایک فیملی نہیں ہیں؟" نگہت نے ہلکی مسکراہٹ سے کہا پھر علیدان کے طرف متوجہ ہوئی:

"علیدان، کیا تم کو فش چاہئے؟"

نگہت نے ادا سے پوچھا تھا۔

"نو نیڈ۔۔ انہوں نے نہیں کہا؟ "مقابلہ " ہو رہا ہے؟

"کیا انعام ملے گا اگر ہم جیت گئے؟"

مدھان نے شرارت سے پوچھا۔

"جو جیت جائے گا اس کو یہ اختیار ملے گا کہ "پہلے" کمرہ پسند کرے۔"

علیدان کے کہنے پر، مدھان دل کھول کر ہنسا۔

"علیدان بھائی، میں آپ سے ٹورنامنٹ جیت چکا ہوں، ہر طرح کے حالات میں اکیلا رہ چکا ہوں، اسی

لئے یہ مسئلہ نہیں کہ "میں کس کمرے میں رہوں گا؟"

علیدان نے ناگواری سے اسے دیکھ کر کہا: "کوئی ضرورت نہیں، میں یہ خود ہی کر لوں گا۔"

نگہت نے آن کو چپ چاپ سب کی باتیں خاموشی سے سنتے دیکھ کر اپنے پاس بلایا: مس آنیہ،

آئیے۔۔۔ کچھ وقت میرے پاس بیٹھ جائیے۔"

علیدان نے آن کے بازو میں اپنا بازو اٹکا کر اسے قریب کر کے نگہت کو بنا دیکھے روکھا سا جواب دیا:

"یہ کہیں نہیں جاسکتی، یہ میرے پاس بیٹھے گی، یہ میرا "خوش قسمتی" کا ستارہ ہے۔"

علیدان کے جملے سن کر مدھان شرارت سے وہیں آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا، "واو۔"

آن یہ سن کر شرم سے سرخ چہرہ لے کر اس کے سر پر تھپکی ماری،  
 "شریر، بات کو گھمانا بند کرو"  
 یہ سن کر مدھان کھکھلا کر ہنسا۔

"بھابھی، میں واقعی بات نہیں گھما رہا۔ مجھے محسوس ہوا کہ یہ دلچسپ ہے۔" وہ اب تھوڑا سرلیں ہوا۔  
 "میں نے پہلے کبھی بھی علیدان بھائی کو کسی عورت کو اتنا اچھا مقام دیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کیا آپ  
 نے کبھی دیکھا ہے؟ بڑے بھائی؟" بڑے بھائی؟؟ مدھان پکارا، علیحان جو سائیڈ پر وہیل چیئر پر بیٹھا  
 تھا۔ اور اس وقت تک کوئی آواز نہیں کی تھی، اسے دیکھ کر ہلکے سے مسکرایا اور کہا، "نہیں۔"

نگہت نے یہ سن کر دکھ سے اپنے ہونٹ کا کنارہ کاٹ ڈالا، بے اختیار دو قدم پیچھے ہوئی۔ اور بے دم  
 سی کرسی پر گر گئی۔ اس کے لیے یہ سب برداشت کرنا مشکل تھا بہت مشکل۔

علیدان شاہ بھی کرسی کھینچ کر سیدھا ہو بیٹھا۔ آن کو بھی کھینچ کر اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ آن تو شرم  
 سے سب کے سامنے۔ سر جھکا کر آنکھیں میچ گئی تھی۔

اس گندے شرارتی مدھان کے مسلسل زچ کرنے کی وجہ سے آن کو سخت بے عزتی فیل ہو رہی  
 تھی۔ شرم الگ سے کہ علیدان شاہ نے اپنے پورے خاندان کے سامنے اسے "لکی اسٹار" کہہ دیا تھا۔

اور خود اس سے لاپرواہ ہو کر ایسے بے حس بنا بیٹھا فشنگ مقابلہ کی تیاری کر رہا تھا جیسے وہ ہی جیتے گا بی کا ز آف ہز "لکی اسٹار" آن جو اس کے بغل میں بیٹھی تھی۔۔ آن نے دانت پیس کر یہ سوچا۔۔ وہ سمجھی

علیدان یہ مقابلہ نہیں جیت پائے گا کیونکہ وہ گیم میں سب سے آخر میں شامل ہوا ہے۔۔، اگر وہ جیت نہ پایا تو۔۔؟ وہ کسی کو کیا منہ دکھاسکے گی!۔۔ ہاااے۔۔ مختلف سوچوں میں گھری تھی جب اچانک علیدان نے مچھلی پکڑ لی، اور مقابلہ جیت لیا۔۔  
مدھان کا تو منہ ہی لٹک گیا تھا۔۔

"علیدان بھائی، آپ فشنگ میں اتنے اچھے کیوں ہیں؟"

~~~~~

علیدان شاہ نے اپنی شکست تسلیم کر لی تھی، وہ ہار گیا تھا۔ اور علیدان جیت گیا تھا۔۔ وہ مدھان کی بات پر ہنس پڑا:

"کیونکہ علیدان کے پاس اس کا "لکی اسٹار" موجود ہے۔" اس نے آن کے طرف اشارہ کیا تھا۔
"بھابھی، آئیے میرے ساتھ بیٹھ کر میرا "لکی اسٹار" بن جائیں"
مدھان نے اسے بلایا۔

علیدان کا چہرہ ناگواری سے بھر گیا۔۔ آنکھیں چھوٹی کر کے مدھان کو گھورا:

"خواب دیکھنا چھوڑ دو ننھے چوزے، یہ صرف میرا "لکی اسٹار" ہے۔"

وہ جوش سے اٹھ کھڑا ہوا

"کم آن، لیٹس پک داروم۔"

مدھان نے آن کا ہاتھ ہلایا: "بھابھی، جلدی سے بھائی کے ساتھ جائیں۔" وہ سچ میں یہ لفظ "بھابھی" نہیں سننا چاہ رہی تھی۔

آن نے لب بھینچ کر علیحان شاہ اور نگہت کو دیکھ کر سر ہلایا اور علیحان شاہ کی تقلید میں "ولا" کے طرف بڑھی،

دونوں اپنے لیے کمرہ پسند کرنے لگے تھے، دونوں نے پہلے فرسٹ فلور پر کمرے دیکھے۔ وہاں کوئی پسند نہ آیا، تو تھرڈ فلور پر جاکر چیک کرنے لگے۔

"کیا تم نے کچھ ڈسائیڈ کیا ہے کہ کون سے کمرے میں رہنا پسند کرو گی؟" آن سے رائے لینا چاہی۔

آن نے پریشان تاثرات کے ساتھ علیحان کے طرف دیکھا: "کیا آپ مدھان کو روک نہیں سکتے کہ مجھے "بھابھی" نہ کہے، عجیب سا لگتا ہے۔"

"تو پھر کیا کہے؟" اس کی نظر سوالیہ ہوئی، ٹیچر؟۔ لیکن یہ تم خود بھی مانتی ہو، کہ تم اب اس کی ٹیچر نہیں رہی۔ سب کی نظر میں تم میرے رلیشن میں ہو، اس رشتے سے تمہیں "بھابھی" ہی پکار

سکتا ہے۔۔ چاہے تم مانو یا نہ مانو، آئی تھنک، صی از رائیٹ، "ساتھ ہی ایک روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔ آن بھی پیر پختی پیچھے آئی۔

کمرے میں بڑی سی شیشے کی ونڈو کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے آن کو دیکھ کر پوچھا: "یہ کیسا رہے گا؟ ونڈو سے نظر آتی جھیل میں بہتا پانی، جو دور پہاڑیوں کے آبشار سے بہتا آتا تھا، اونچی اونچی پہاڑیاں۔۔ اس کے ساتھ قطار در قطار اونچے اونچے شجر تھے، ولا کے ساتھ ایک بڑے سے ایریا پر مشتمل پھلوں اور پھولوں کا باغ تھا۔۔ فضا میں پھلوں اور پھولوں کی مہک کے ساتھ آبشار سے ٹکرا کر آتی ٹھنڈی ہوائیں، ٹیرس کا بڑا سا شیشے کا دروازہ کھول دو۔۔ تو پورے کمرے میں گردش کرتی تھیں۔۔ جس سے کمرے میں ٹھنڈک کا احساس بڑھ جاتا تھا، نیلے آسمان پر ہلکے ہلکے بادل دکھائی دے رہے تھے۔۔

"منظر کافی حسین اور مکمل ہے۔۔ اور تمہاری پسند کے عین مطابق بھی، بیڈ بھی کافی بڑا ہے" وہ اسے بتاتا جا رہا تھا، آخری جملے پر آن نے دانت پیسے، پھر اسے نظر انداز کر کے، آگے بڑھی،۔۔ اور ونڈو کے شیشے پر ہاتھ رکھ کر باہر نظر آتے کول منظر کو دیکھ کر وہیں مسمرائیز ہو گئی۔۔ ونڈو سے نظر آتے منظر کی خوبصورتی نے اس کے ذہن و دل سے پل بھر میں ہی سب کچھلی باتیں بھلا دیں۔ وہ بے اختیار منظر کے فسوں میں سن سی کھڑی رہ گئی تھی۔ منہ سے بے اختیار "واو۔۔۔ نکلا تھا۔

"ایٹ لیسٹ، آئی انڈراسٹنڈ، ہر ایک آدمی امیر و کبیر کیوں بننا چاہتا ہے؟۔۔۔" آن نے بے اختیار یہ سوچا تھا۔

"بہت ہی پیارا منظر ہے، دیکھیں۔۔"

آن نے بچوں کی طرح خوش ہو کر اسے بتایا۔۔ نظریں باہر کے حسین قدرتی مناظر سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔۔ وہ واقعی مسمرائیز ہو چکی تھی۔۔ اور علیدان وہ تو بس آن کے معصوم ایکسپریشن انجوائے کر رہا تھا۔

"یوں لگتا ہے تم کو یہ سب خووب پسند آیا ہے؟" بہت خووب۔۔ بہت خووب بس ہم یہی ٹھہریں گے۔ "علیدان نے جیسے فیصلہ سنا دیا۔

"ہم؟؟؟" آن نے گھوم کر علیدان کو حیرت سے دیکھا۔ "کیا مطلب ہے؟"

"یہ سچ ہے کہ ہم۔۔۔" اس نے بے تکلفی سے ابرو اٹھا کر کہا۔

"لیکن یہاں اتنے سارے رومز ہیں، اس کے باوجود بھی، آپ نے کہا کہ ہم دونوں یہاں رہیں گے ایک ہی روم میں؟؟؟ وہ سٹیٹائی۔۔"

"درست۔" علیدان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"درست؟" وہ تو حیران ہو گئی۔

"آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی یہ کہنے کی؟" آن کو سخت غصہ آیا۔

"سب کی نظروں میں ہم رلیشن میں ہیں۔"

"سو واٹ؟"

کیوں ہم ساتھ رہیں؟ آن نے سینے پر بازو باندھ کر اسے دیکھا۔

تو کیا تم حقیقت سے آنکھ چرا رہی ہو آن؟ کہ ہم حقیقت میں "میاں بیوی" ہیں۔

آن اس کی بات سن کر نظر چرا گئی۔

"لیکن میں یہ رشتہ نہیں مانتی۔ دوسروں کی نظر میں ہم میں کوئی رشتہ نہیں۔"

"بڑے بھائی اور نگہت کو پتا ہے کہ تم میرے نکاح میں ہو، اب صرف آفیشلی اناونسمنٹ رہتی

ہے۔ میں چاہتا تو اسی دن آفیشلی اناونسمنٹ کر دیتا۔ لیکن میں نے تمہاری مرضی کو ترجیح دی۔ اب میں

علیدان شاہ، اپنے بھائی کے سامنے کیا منہ لے جاؤں گا۔؟ الگ تھلگ کمروں میں رہ کر میں ان کو

کیا ریزن دوں گا؟ کہ میں اپنی عورت کو سنبھال نہیں سکتا۔ اور میں اپنی ہی عورت سے ٹرپ کے

دوران الگ رہوں گا؟؟۔۔ یہ بھول ہے تمہاری آنیہ علیدان شاہ۔" علیدان کی آواز نرم ضرور تھی لیکن

لجہ برہم تھا۔

"میں آپ کی عورت نہیں ہوں" آن نے اپنے بازو باندھ کر سخت ناگواری سے کہا۔۔ جب میں نے کہا کہ میں یہ رشتہ نہیں مانتی۔۔ تو آپ کیوں بار بار تذکرہ لے آتے ہیں؟"

"واقعی۔۔۔؟ تم میری عورت نہیں ہو؟ تم یہ نہیں بھول سکتی آن کہ "تمہاری زندگی میں آنے والا پہلا مرد کون ہے؟"

آن غصہ سے پیر پٹخ کر رہ گئی۔

"آپ پھر سے اسی بات کا تذکرہ کر رہے؟"

اس کی شرمندگی اور ناراض تاثرات دیکھ کر علیدان نرمی سے مسکرایا۔

دس از سیٹلڈ۔"

"آئی ڈونٹ ایگری" علیدان مسکرا دیا۔

"ہم ایک ہی کمرے میں رہیں گے۔۔ میں تم کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا" اب خوش۔۔،

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن۔۔ خاموش رہ گئی۔

علیدان نے بات پلٹی۔۔

"چلو سیڑھیوں سے نیچے چلتے ہیں، میں تم کو گولف پلے گراؤنڈ دکھاتا ہوں۔"

جب یہ دونوں نیچے آئے تو نگہت انہیں دیکھ کر مسکراتی قریب آئی: کیا تم دونوں نے کمرہ دیکھ لیا؟"

میں نے ابھی کمرہ پسند نہیں کیا "

"ہم نے کر لیا۔" جاو۔۔ اور جا کر پسند کرو۔" یہ کہتے ہی اس نے آن کو کھینچ کر اپنے قریب کر لیا، اور باہر کے طرف مڑ گئے۔

نگہت نے عجیب نظروں سے یہ منظر دیکھا۔۔

"کیا میں تم سے کچھ گھڑی بات کر سکتی ہوں؟" دونوں ہی کے قدم اس کی آواز پر رک گئے۔ اور دونوں ہی نے مڑ کر ایک ساتھ قدرے حیرت سے نگہت کو دیکھا۔۔ دونوں کے ایک جیسے ری ایکشن دیکھ کر نگہت امپریس ہو کر ہنس پڑی۔۔ مطلب دونوں کی کیمسٹری کافی میچ کرتی ہے " اس نے دل میں بے اختیار سراہا۔

"کیا میں علیدان سے اکیلے میں کچھ دیر بات کر سکتی ہوں؟ دوبارہ سے سوال دہرایا گیا۔

"ابھی؟؟؟، آن نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

نگہت نے سر ہلا دیا۔۔

آن نے بہت صفائی سے علیدان کی گرفت سے اپنا ہاتھ باہر نکال دیا،

"تو پھر میں باہر چلی جاتی ہوں، اور آپ دونوں کا انتظار کر لیتی ہوں۔"

اس کے جانے کے بعد وہ علیدان کے قریب ہوئی: "کیا واقعی تم آن کے ساتھ سنجیدہ ہو علیدان؟

"تمہارے خیال میں، کیا میں اس کے ساتھ غیر سنجیدہ ہوں؟

یہ سن کر نگہت نے تکلیف سے ہونٹ کاٹا۔ اسے افسردگی سے دیکھنے لگی۔

اس میں شک نہیں کہ وہ اس رشتے میں اسے زیادہ سنجیدہ نہیں لگا تھا، وہ اب بھی خوش فہم تھی کہ علیدان کی زندگی میں اس کے سوا کوئی دوسری عورت اہم نہیں ہو سکتی اور وہ یہاں پر یقیناً غلط ثابت ہونے والی تھی۔

"میں جانتی ہوں، میں نے تمہیں بھت مایوس کیا تھا، کچھ چیزیں جو گذر چکی ہیں، مجھے واقعی ان کو دوبارہ سے نہیں دہرانا چاہئے، بٹ ڈپلی علیدان کیا تم۔۔۔؟؟"

اس نے پیچ میں مداخلت کی،

"اب تم بھی بھول جاؤ، ہم نے بھی سب بھلا دیا ہے۔ جب سب کچھ پیچھے "سائلیٹ" رہ گیا ہے، تو اس کا تذکرہ کرنے کا بھی فائدہ نہیں ہے، اور اب یہی ہم سب کے لئے مناسب ہے۔"

"علیدان تم کو اس طرح دیکھ کر، میں خود کو بے چین سا محسوس کرتی ہوں، میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش تمہارا خوش رہنا ہے۔۔۔ کیا تم یہ بات سمجھ رہے ہو علیدان؟ اس کی آنکھوں کی سطح نم ہو رہی تھی۔

"میں اب بہت خوش ہوں،" یہ کہتے ہی اسے دیکھ کر اپنا جملہ پھر دہرایا۔۔ جیسے اسے جتا رہا ہو کہ اسے غلط فہمی ہے، وہ خوش ہے۔ "نگہت شاہ میں اب بہت خوش ہوں، سو میرے لئے زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اس نے نگہت کے شانے پر ہلکی سی تسلی دینے کو تھپکی دی۔

"جا کر اپنے لئے کمرہ دیکھو، اگر ہم کو اس طرح باتیں کرتے علیجان شاہ نے دیکھ لیا تو دکھی ہو جائے گا۔" سو بی کیئر فل۔ "علیدان مسکرا کر پلٹ گیا۔

اس کے پیچھے نگہت کی آنکھوں سے آنسو نالے کی طرح بہتے گئے۔

~~~~~

"میں تمہاری مدد کرتی ہوں آن۔" نگہت آن کو باربی کیو بناتے دیکھ کر قریب آئی۔

"نو تھینکس، میں خود کر لوں گی، یہ کچھ مشکل نہیں ہے۔"

علیدان کہتا ہے: میری پکانے کی مہارت بہت اچھی ہے، بقول اس کے "وہ خوش قسمت ہے" آن شرم سے بتا رہی تھی۔

اور نگہت یہ سن کر جل بھن گئی تھی۔۔ لیکن اوپری مسکراہٹ قائم رہی۔

سارا دن بھت اچھا گذرا تھا سب مردوں نے گولف کھیلی تھی۔۔۔ ہر بار علیدان ہی جیتا تھا کیونکہ وہ ہارنا نہیں جانتا تھا کچھ وہ اپنی اسٹیڈی کے دوران ہر کھیل کا بہترین کھلاڑی رہا تھا۔ بعد میں شرط لگا کر تاش کی بازی لگائی گئی تھی،

مدھان اور آنیہ ساتھی بنے تھے۔ جب کہ نگہت علیدان کی ساتھی بن کر ہواؤں میں تھی، گو کہ یہ وقتی تھا، لیکن اس کی خوشی دیکھنے کے لائق تھی۔ وہ چمک رہی تھی۔۔۔ یہ دیکھ کر آن کو دل میں سخت برا محسوس ہوا۔ پھر کھیل میں اس کی دلچسپی ختم ہو گئی۔۔۔ بے دلی سے کھیل کر وہ ہار گئی تھی۔۔۔ شرط کے مطابق ہارنے والے کو لنچ بنانا تھا۔

بیرے لان میں ہی بار بی کیو کا اہتمام کر رہے تھے۔ آن بھی اٹھ کر کباب بنانے کھڑی ہو گئی تھی۔ نگہت بھی "دکھانے کو" کمپنی دینے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

اس سے کچھ ہی دور ٹیبل کے گرد دونوں بھائی بیٹھے تھے۔ علیجان نے نگہت کو دور سے دیکھ کر، وہ بات کی جو اس کے ذہن کو پریشان کر رہی تھی۔

"علیدان میں نے سنا ہے تم اعوانز کو نشانہ بنا رہے ہو۔؟  
"یہ سچ ہے۔" وہ سنجیدہ تھا۔

اچانک سے ہی یہ تم ان پر کیوں اٹیک کرنے لگے؟

علیجان نے نا سمجھی سے اس کے سپاٹ چہرے کو دیکھا۔ "تم یہ سمجھ رہے ہو کہ یہ مناسب وقت ہے؟" "کیا آپ ایسا نہیں سمجھتے؟" علیجان نے ہونٹ بھیجے۔

"وہ زندگی جس کے لئے اعوان خاندان ہمارا مقروض ہے، سچ میں ایسی چیز ہے جس کا اب ہمیں حساب لینا ہے۔۔۔" عمیلدان کا لہجہ سرد تھا۔۔۔ بھت سرد۔۔۔ اگر ان کو اپنی جانوں کی قیمت چکانی ہے، تو ابھی انھیں جو برداشت کرنا پڑے گا وہ زیادہ دور نہیں ہے۔" وہ سپاٹ سا بولا تھا۔

"ایسا لگ رہا ہے تمہارے ذہن میں کوئی منصوبہ چل رہا ہے" علیجان نے ابرو اٹھا کر اسے جانچتی نظر سے دیکھا۔

"علیجان بھائی، آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، میں یہ مسئلہ خود سے ہی حل کر لوں گا۔ علیجان خاموش رہا۔

ادھر لان میں باربی کیو بناتی آن کو دیکھو تو آگ کی تپش سے اس کا چہرہ تپ کر سرخ ہو رہا تھا۔ نگہت نے اس کی مدد کرنی چاہی لیکن آن نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ "وہ خود کر سکتی ہے" "آج تاش کے کھیل نے بھت مزا دیا،" ہے نا؟

نگہت نے جیسے بات بڑھائی۔

"ییس۔" جو لوگ اصل زندگی میں "ساتھی" نہیں بنا سکتے وہ کھیل کے دوران آسانی سے "ساتھی" بن جاتے ہیں "آن نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا، لیکن نگہت اپنے ہی خیالوں میں گم اس کے طنز کو نہیں سمجھ پائی، وہ خوش تھی کہ وہ "علیدان کی ساتھی ہے"۔۔ چاہے کھیل میں وقتی ہی سہی۔۔ اور یہ بات آن کو کھلی تھی،

علیدان اٹھ کر ان کے پاس آیا۔

"علیدان، تم کو آن کے لئے کسی پروفیشنل شیف کا بندوبست کرنا چاہئے تھا، دیکھو آگ کی تپش سے آن کی کیا حالت ہوئی ہے؟

علیدان نے سینے پر بازو باندھ کر آن کی پر تپش اور ناراض ناراض تاثرات کو نظروں کے حصار میں قید کیا۔

لب ہلکے مسکرائے :

"کیا میں مدد کروں؟" گھمبیر سا لہجہ آن کو بھایا تھا، لیکن غصہ کی وجہ سے انکسور کیا۔

"میں انکار کروں گی، آن نے بھیجی آواز میں ہولے سے کہا۔

"میں ہار جیت کے اصولوں کو سمجھتی ہوں، جب ایک اپنی شکست تسلیم کرے، اور دوسرا "جوا" جیت جائے۔"

اس کی گہری بات سن کر نگہت بنا سمجھے ہنس پڑی:  
"آن یہ دیکھو، کس کے آگے ایسا کہہ رہی ہو؟"

اس کا مطلب تھا "علیدان کے آگے جو کھیل کا کھلاڑی رہا ہے۔۔ جیت تو جیسے اس کے آگے باندی بن کر کھڑی رہتی ہے، کہ آو۔۔ مجھے جیت لو میں تمہاری غلام۔"

لیکن اس کی گہری بات علیدان جیسا زیرک نظر شخص اچھے سے سمجھ گیا تھا، اور اس کے تپے تپے لہجے کے پیچھے کی وجہ بھی جان گیا۔۔ تبھی ہولے سے ہنس پڑا اسے آن کا حسد میں مبتلا ہونا مزا دے گیا تھا۔

"تم جاسکتی ہو۔۔ میں اس کے ساتھ ہوں" علیدان نے نگہت کو بنا دیکھے آن پر نظر ٹکائے کہا۔  
"یہ تو بھول جاو۔۔ علیدان، ہاں تم بھلی چلے جاو میں تو آن کے ساتھ ہوں" وہ چہک کر بولی۔۔ آن نے ان دونوں کی بے تکلفی پر اندر ہی اندر سے اٹھتی اشتعال کی لہر کو بمشکل قابو کیا۔ اسے ان دونوں کے درمیان اپنا وجود غیر ضروری سا نظر آیا، وہ بیزار ہو کر یکدم سے اٹھ کھڑی ہوئی:  
اب جب کہ آپ دونوں یہاں ہیں تو مجھے جا کر آرام کرنا چاہیے۔"

علیدان نے ایک جھٹکے سے اپنی کرسی اس کے قریب کھسکائی اور اس کے اٹھنے سے پہلے اس کا راستہ بلاک کر دیا:

"میرے کنبے کی چھوٹی سی بلی غصہ ہوگئی ہے" چلو آؤ، میں تم سے میٹھی میٹھی پیار بھری باتیں کروں۔ "آن کے تو" اس کے اتنے کھلے الفاظ سن کر رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ ایک لمحہ تو حیا سے کانپ گئی۔

اسی وقت نگہت کو بھی عجیب احساس ہوا۔ وہ اٹھ کر جانے لگی: "تو پھر تم دونوں یہاں ٹہرو، میں پہلے جاتی ہوں۔"

اس کے جاتے ہی آن نے علیدان کو تیکھی نظروں سے گھورا:

"آپ کو ڈر نہیں کہ جس سے آپ نے محبت کی وہ آپ کی وجہ سے دکھی ہو کر چلی گئی۔"

"نو میٹر، کہ میں نے کس کو دکھی کیا ہے۔۔۔۔۔ بس میں تمہارے دل کو تکلیف نہیں دے سکتا۔"

آن نے نظریں گھمائیں، اس کے الفاظ کافی مبہم تھے، لوگوں کو دھوکہ دینے میں وہ دنیا کا نمبر ون شخص کہلائے جانے کا مستحق تھا۔ آن نے دل ہی دل میں اسے داد دی تھی۔

علیدان نے ٹانگیں ملا لیں

"آئینہ اگر تم کسی کھیل میں اچھی نہیں تو کھیلنے کا ارادہ بھی نہ کرنا، اگر تم آخر میں ہار گئی، تو تم کچھ نہیں کر پاؤ گی سوائے خود کے لئے مسائل پیدا کرنے کے"

اس کے الفاظ بھی گہرے تھے دو معنی رکھتے تھے۔۔۔ وہ کیا سمجھنا چاہ رہا تھا؟؟ وہ سمجھ کر بھی انجان بن جانا چاہتی تھی، کیا وہ اس کے دل کے بدلاؤ کو جان گیا تھا؟؟ یہ سوچ کر اس کی پیشانی عرق آلود ہوئی تھی۔

اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر علیدان ہلکا مسکرایا: "کیا میں نے کچھ غلط کہا؟"

وہ کچھ نہ بولی، ہنکارا بھر کر اسے نظر انداز کرنا ہی بہتر جانا، علیدان نے محبت سے اس کی کنپٹی کو ہلکا سا کھینچا۔

"یہ تجویز بھی تمہاری تھی" اشارہ "تاش" کی بازی کے طرف تھا، اور جس نے ہارا وہ بھی تم تھی، کیا مجھے تبصرہ کرنے کی بھی اجازت نہیں؟" وہ اس کے خفا ہونے پر مسکرایا تھا۔

"تم نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا؟" آن نے خفگی سے گھورا  
"میں کیوں جھوٹ بولوں گا؟ وہ ہنسا۔

"اگر تم کھیل میں نئے تھے، تو اتنا اچھا کیسے کھیلے؟"  
اس کی معصوم شکایت سن کر وہ دل کھول کر ہنس پڑا۔

"کیونکہ میری نظر اور پلان اچھے تھے، کیا اب "ذہین" ہونا بھی میرا گناہ ہے؟

"تو آپ کے کہنے کا مطلب ہے میں "کند ذہن" ہوں؟" وہ تو جیسے پنچے جھاڑ کر پیچھے پڑی تھی۔ اسے ہارنے کا شدید دکھ تھا جو کہ جا ہی نہیں رہا تھا۔

"میں تم کو پھر سے یاد دلاتا ہوں، مشکل کھیل "ذہین" لوگوں کے ساتھ مت کھیلنا چاہئے۔"

"تاش کے کھلاڑیوں کو ذہانت کی ضرورت نہیں ہوتی" وہ غصہ میں ناک چڑھا کر بولی۔

"تم کوئی بھی کھیل اچھی طرح نہیں کھیل سکتی آنیہ جس کے لئے کسی "ذہانت" کی ضرورت بھی نہ پڑے، کیا تم اتنی سیدھی سادی بات پر مجھ سے اپنی تعریف چاہتی ہو؟" علیدان نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر جاننا چاہا۔

"یہ سرمایہ دار کالے دل کا شیطان ہے" وہ دل ہی دل میں اسے کوسنے دینے لگی۔  
علیدان نے ہاتھ بڑھا کر اس کا سر تھما، آن نے خفگی سے اس کے ہاتھ سر جھٹک کر ہٹا دیئے۔

تھوڑی ہی دور علیحان، مدھان اور نگہت ٹیبل کے گرد بیٹھے، ان دونوں کو پیار سے لڑتے جھگڑتے، دیکھ رہے تھے، علیحان نے ابرو چڑھا کر کچھ سمجھنے کی کوشش کی، مدھان نے مسکرا کر دونوں کو دیکھا پھر اپنے بھائی سے بولا:  
"بڑے بھائی، بڑی بھابھی کیا آپ نے محسوس کیا، ٹیچر آن اور بھائی پرفیکٹ میچ لگ رہے ہیں؟"

علیحان نے نگہت کو دیکھا، جس کی آنکھوں میں سب کچھ ہار جانے کا تاثر تھا، اس نے سر د آہ بھر کر چائے کا کپ اٹھا کر گھونٹ بھرا۔ اور ہونٹ بھیچ لیتے:

"ہممم، آن عصمت اور علیدان واقعی پیارے ہیں، یہ پرفیکٹ میچ ہیں،

علیدان نے کپ اٹھا کر گھونٹ بھرا،

"میں بھی یہی سمجھتا ہوں"

لنچ کے بعد علیجان نے آرام کرنا چاہا۔ نگہت اس کی وہیل چیئر دھکیلتی فرسٹ فلور پر روم میں چلی گئی، مدھان سیکنڈ فلور پر ٹھہر گیا۔

علیدان آن کو بازوؤں کے حصار میں تھرد فلور پر اپنے کمرے میں لایا۔۔۔  
آن سست روی سے چلتی ہوئی تھکی تھکی سی صوفہ پر بیٹھ گئی۔

علیدان نے اسے اس طرح تھکا تھکا سا آنکھیں موندے صوفہ کی بیک پر سر ٹکائے دیکھا تو پوچھا: "کیا تم تھوڑی دیر آرام نہیں کرو گی؟"

"ہممم، میں صوفہ پر سو جاؤں گی، آپ بیڈ پر لیٹ جائیے،

"یہ صوفہ کافی نرم اور آرام دہ ہے، یہ کہتے ہی وہ لیٹ گئی۔

علیدان آہستہ سے چلتا ہوا اس کے پاس آیا،

"دیکھیں میں اس صوفہ پر سوؤں گی، اس لئے مجھ سے لڑنا مت، یہ بیڈ کافی بڑا ہے میں وہاں آرام دہ محسوس نہیں کروں گی" وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"چلو، چل کر ساتھ بیڈ پر سوئیں۔" وہ اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا، "میں تم کو ٹچ بھی نہیں کروں گا۔۔۔۔۔ یا پھر ہو سکتا ہے ہم دونوں کو ہی صوفہ پر سونا پڑ جائے، اور میں تم کو نیند میں گلے لگا لوں؟"

اب تمہارے پاس دو راستے ہیں، یا تو بیڈ پر آؤ، یا پھر مجھے اپنے ساتھ صوفہ پر سونے دو۔"

"ان دونوں میں مختلف کیا ہے؟ وہ زچ ہوئی۔ علیدان شریہ سا مسکرایا، "میرے لئے صوفہ پر سونا کم آرام دہ رہے گا جب تک تم کو گلے نہ لگا لوں،" وہ اس کے سوچتے حسین مکھڑے کو گہری نگاہ سے دیکھے جا رہا تھا۔ اور آن مسلسل اس کی نظروں سے پزل ہو رہی تھی۔

"بہتر ہو گا میں بیڈ پر ہی سو جاؤں،" وہ جھٹکے سے اٹھی اور بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی۔ لیٹ کر کمبل تان لیا۔

علیدان ہلکی مسکان کے ساتھ اٹھا اور گہری سانس بھر کر سر ہلایا۔ "ناٹ بیڈ"۔۔ اور بیڈ کے قریب سکون سے بیٹھ گیا۔

وہ سمجھی وہ بیڈ پر نہیں سو پائے گی لیکن علیدان کی انگلیوں نے جب اس کے سر میں ہلکے ہلکے مساج کرنا شروع کیا تو اس کی نرمی سے آن کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں۔۔۔ جب وہ سو کر اٹھی تو شام کے 4 بج رہے تھے، علیدان کمرے میں کہیں نہیں تھا۔

وہ منہ ہاتھ دھو کر فریش ہوئی اور سیڑھیاں اتر کر نیچے آگئی۔۔ جہاں علیحان اور علیدان شاہ آمنے سامنے شطرنج کی بساط بچھائے پر سوچ نظریں مہروں پر ٹکائے بیٹھے تھے،

نگہت پاس بیٹھی ان کا کھیل دیکھ رہی تھی۔ مدھان کرسی پر بیٹھا وڈیو گیم کھیل رہا تھا، ان سب کو دیکھ کر وہ خود کو پھر سے الگ سمجھنے لگی۔ اسے سب ایک مکمل "فیملی" لگے تھے۔

نگہت نے اسے خاموش کھڑے دیکھ کر ہاتھ ہلا کر پاس بلایا۔  
"تم بہت لیٹ اٹھی ہو آئیہ"

آن سستی سے مسکرائی "یہ درست ہے"  
پھر علیدان کو خفگی سے دیکھ کر کہا:  
"آپ نے مجھے اٹھایا کیوں نہیں؟"

علیدان نے محبت سے مسکرا کر اس کے کیوٹ کیوٹ معصوم فیس کو دیکھا: "میں نے دیکھا تم کافی تھکی ہوئی تھی، اسی لئے نہیں اٹھایا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی مدھان کے منہ سے بے اختیار قہقہہ نکلا:

"علیدان بھائی، آپ کو ایسا کچھ نہیں کہنا چاہئے جو بچوں کے لئے نامناسب ہو۔" وہ شرارت سے بولا، اس کی بات پر آن شرم سے سر جھکا گئی۔ وہ بھی یہی سمجھی کہ "یہ نامناسب بات ہے" تبھی علیدان کو خفگی سے ٹوک دیا:

"علیدان یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

ڈنر کے بعد نگہت اور علیحان واک کرنے چلے گئے تھے۔ ان کے پیچھے یہ دونوں تنہا جھیل کنارے پہ بیٹھے رہ گئے۔

"ہاوا اسٹریچ۔" آن کا لہجہ تذبذب کا شکار تھا۔

"اس میں کیا عجیب ہے؟" علیدان نے اس کے تعجب پر اسے خاموش نظروں سے دیکھا۔  
"میں نے محسوس کیا، جس کو اس نے پسند کیا وہ آپ تھے، لیکن علیحان بھائی کے ساتھ ان کو دیکھ کر مجھے محسوس ہوا کہ یہ قدرتی ہے۔ ان دونوں کے مابین تعلق کو اس طرح ہی اچھا ہونا چاہیئے۔" لب بھینچ کر اسے دیکھا۔

لیکن علیدان نے اپنی نظر اس سے ہٹا کر رات کے سناٹے میں جھیل کے اس پار اندھیرے پر ٹکا دی، یہ جون کے درمیانی موسم کی رات تھی، فضا کے سناٹے کو جھینگروں اور مینڈکوں کے ٹڑانے کی آواز چیر رہی تھی،

آسمان پر چاند مکمل اور روشن تھا، جس کی روشنی سے جھیل کی لہریدار سطح چمک رہی تھی۔۔۔ دونوں ایک فاصلہ رکھ کر مکمل خاموش بیٹھے جھیل کے پار اندھیرے پر نظر جمائے ساکت سے مجسمے کی طرح لگ رہے تھے۔۔

علیدان کی خاموشی سے آن کی سانس جیسے رکی جا رہی تھی۔۔ فضا میں اچانک ہی جس بڑھ گیا تھا۔

-----○○○-----

علیدان اور نگہت واک سے واپس آگئے تھے۔ نگہت ان دونوں کو علیدان کا خیال رکھنے کا کہہ کر خود اپنے روم میں باتھ لینے چلی گئی۔

علیدان اور علیدان شاہ نے کچھ دیر گفت و شنید کی۔۔ پھر علیدان نے اپنے روم میں جانے کا بولا۔ سب ہی نے ولا کے اندر قدم بڑھا دیئے۔۔

مدھان علیدان کی وھیل چیئر گھسیٹتا ولا کے اندر آگیا:

"بھابھی آپ پہلے سے جا کر بڑی بھابھی کو آگاہ کر دیں کہ میں بڑے بھائی کو لے کر آ رہا ہوں، آن نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ اور نگہت کے روم میں جانے لگی۔

دروازہ کھول کر اس نے پہلے آواز دی تھی۔۔ لیکن اندر سارا کمرہ خالی تھا۔۔ باتھ روم کا در بند تھا۔۔ مطلب نگہت اندر تھی۔۔ لیکن ناپانی کرنے کی آواز آرہی تھی ناکسی مووینٹ کی۔۔

آن نے ہلکے سے آواز دی۔۔

باتھ روم کے دروازے پر ہلکے سے ناک کی،

"نگہت۔۔۔؟"



اس کی چینخیں سن کر نگہت کی آنکھ کھل گئی، یہ دیکھ کر کہ "آن نیچے بیٹھی چینخ رہی ہے، وہ پریشانی سے جلدی سے باہر نکلی اور ہاتھ روب کھینچ کر جسم ڈھکا، جلدی سے اس کے پاس آئی۔

"آنیہ عصمت۔۔ تم ٹھیک تو ہو؟؟؟"

اس وقت علیدان بھی علیجان کی کرسی دھکیلتا اندر لیونگ روم میں آگیا تھا۔ چینخنے کی آواز سن کر چونکا

"یہ تو آن کی آواز ہے"

جلدی سے علیجان کو وہیں چھوڑ کر روم میں داخل ہوا۔ ہاتھ روم کے کھلے دروازے سے اسے آن نیچے اکڑوں بیٹھی کانوں پر ہاتھ رکھے آنکھیں میچے چینختی اور روتی نظر آئی۔

ادھر نگہت بری طرح سے پریشان سی بمشکل اکڑوں بیٹھی اسے پکار رہی تھی "آن۔۔ آنیہ۔۔"

وہ پریشان سا آگے بڑھ کر اسے نرمی سے اپنے حصار میں لے گیا۔

اور نگہت کو دیکھ کر برہمی سے پوچھا: "کیا ہوا تھا؟"

"نگہت نے اس کے برہم انداز پر اچرج سے اسے دیکھ کر سرنفی میں ہلایا:

"میں نہیں جانتی، ہاتھ کے دوران میری آنکھ لگ گئی تھی،

آن کی چینخیں سن کر کھلی ہے۔"

علیدان نے کوئی جواب نہ دیا۔۔ بلکہ آن کو اپنے حصار میں لے کر اٹھایا۔۔ اور سینے سے لگا کر سر سہلانے لگا:

"اڑ اوکے، اڑ اوکے میں تمہارے پاس ہوں۔"

علیدان کی آن کے لیے نرمی، کیر اور آن کے گرد محبت سے کھینچا گیا حصار نگہت کو بری طرح چھبا تھا وہ بے اختیار کھڑی ہو گئی۔ ان دونوں کو اس قدر قریب دیکھ کر نگہت کو لگا "اس کے دل میں کسی نے چھرا گھونپ دیا ہو" اسے آنیہ عصمت سے سخت حسد محسوس ہوا، اور جلن و حسد سے جیسے وہ پاگل ہو رہی تھی۔

"آن کو بالکل پتا نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے؟، نا اسے اس بات کا ہوش تھا کہ وہ چیخ رہی ہے یا کہاں کھڑی ہے۔"

اس کا ذہن بس ایک ہی منظر کو ریورس کر رہا تھا، خون۔۔۔۔۔ اس کی ماں کا بے جان مردہ خون آلود وجود۔۔۔ "ریڈ وائن" کا گلاس۔۔۔ جو فرش پر لڑکھا ہوا تھا۔

اس وقت، یوں لگ رہا تھا، جیسے اچانک ہی اس کے ذہن میں وہی خوف واپس آگیا ہے اور اس کے دل میں شدت سے داخل ہو کر قبضہ کر لیا ہے۔ وہ خوفزدہ تھی، بہت زیادہ خوفزدہ تھی، وہ ساری جان سے کانپ رہی تھی۔

اس کی چیخوں سے باہر سیڑھیاں چڑھتا مدھان بھی چونک کر پریشان سا پلٹا اور بھاگتا کمرے میں داخل ہوا تھا۔

جہاں علیحان بھی پریشان سا دھیل چیر ہاتھ سے چلا کر روم میں جا رہا تھا،  
مدھان نے یہ حالت دیکھ کر بے اختیار پریشانی سے پوچھا:  
"کیا ہو؟؟ بھائی کیا بات ہوئی؟؟"

نگہت باتھ روب میں ہی بھاگتی باہر آکر علیحان کی چیر کے نزدیک بیٹھ گئی اور اس کا ہاتھ تھاما:  
"مجھے کچھ نہیں معلوم، میری ٹب میں ہی آنکھ لگ گئی تھی۔ اور آن کے چیننے پر کھل گئی۔ میں کچھ  
نہیں جانتی۔ کہ کیا ہوا تھا؟ میں واقعی کچھ بھی نہیں جانتی علیحان یقین کرو" وہ پریشان ہو کر رونے  
لگی۔

علیحان نے اس کا ہاتھ تھپکا اور نرمی سے سر سہلاتے بولا: "پریشان مت ہو، علیدان اس کا خیال رکھ  
لے گا۔"

نگہت نے بے اختیار آنکھیں بند کر دیں۔ آنسو بہے جا رہے تھے۔ وہ خود شاکڈ تھی اسے آن کے  
ڈرنے اور چیننے کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی تھی،

"آن۔ آنکھیں کھولو، مجھے دیکھو،

یہ سنتے ہی آن کے ذہن کی اسکرین پر علیدان کا وجود لہرایا، منظر دو حصوں میں منقسم ہوا تو اسے علیدان صاف نظر آنے لگا، اس نے خود کو علیدان کے حوالے کر دیا وہ اس وقت اسے سب سے بڑا محافظ لگا۔ آن نے اپنے بازو اسکے گرد زور سے باندھے ،

"علیدان۔۔۔علیدان۔۔۔وہ روتی رہی۔۔۔آنکھیں مسلسل خوف سے بند تھیں۔علیدان نے شدت سے اس کا خوف محسوس کیا۔۔۔جیسے کسی وجہ سے آنیہ ڈر گئی ہے۔ اس نے اس کی کمر کے گرد حصار کھینچ لیا اور اسے اپنی پناہوں میں لیتا۔۔۔کمرے سے باہر نکل آیا:

"میں اسے لے جاتا ہوں ، آپ سب آرام کریں "

کمرے میں بالکل خاموشی تھی، ہر ایک اپنی جگہ پر خاموش کھڑا آن کو ترحم سے دیکھ رہا تھا۔

وہ اسے تھرڈ فلور پر اپنے کمرے میں لے آیا اور لا کر بیڈ کے کنارے پر بٹھایا اور اسکی پیشانی کو نرمی سے ہاتھ سے چھوا: "کیا مجھے بتانا پسند کرو گی آنی؟"

آن نے جھکی اور بھیگی نظروں کے ساتھ ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"تو پھر تم یہ چاہو گی کہ میں باہر چلا جاؤ اور تم کو کچھ دیر کے لئے تنہا چھوڑ دوں؟"

علیدان نے اس کے سر میں نرمی و محبت سے انگلیاں ڈال کر اس کے بال سہلاتے پوچھا۔

لیکن آن خاموش رہی بلکل ساکت مجسمے کی طرح بیٹھی یک ٹک ایک طرف دیکھے جارہی تھی، حالانکہ آنسو اب رک گئے تھے۔ لیکن آنکھیں شدت کے ساتھ رونے، چینختے کی وجہ سے سوج گئی تھیں، وقفے وقفے سے ایک سسکی سے اس کا وجود جھٹک اٹھتا تھا، علیدان نے اس کی خاموشی کو رضامندی سمجھ کر۔۔ اس کا ہاتھ چھوڑ کر اس کے پاس سے جانے کے ارادے سے اٹھ کر مڑا۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔

آن نے پیچھے سے اس کا بازو تھام کر جانے سے روک دیا۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں ڈر کا واضح احساس دیکھ رہا تھا، حالانکہ وہ نہیں جان پایا کہ اسے کس بات نے اتنا خوفزدہ کر دیا تھا؟ لیکن وہ یہ سمجھ چکا تھا کہ وہ چاہتی ہے کہ "علیدان اس کے ساتھ رہے"۔ وہ اسے لٹا کر، خود بھی پاس لیٹ گیا اور اس کا سر اپنے سینے پر رکھ کر سر سہلاتے اسے پرسکون کرنے لگا، پھر نرمی سے کہا:

"تو پھر میں تمہارے ساتھ ہی لیٹ جاتا ہوں، میں کہیں نہیں جا رہا، ڈرو مت۔ صرف کچھ دیر کے لئے آرام کرو"۔

اس کے نرم الفاظ سن کر آن نے اسے مضبوطی سے پکڑ کر، آہستگی سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

حلانکہ اس سانچے کو گزرے کافی وقت ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ لیکن وہ اب بھی سب یاد کر کے، ڈر کی وجہ سے کانپ رہی تھی۔

پیشانی پر پسینہ کے قطرے نمودار ہو گئے تھے۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر آن کی پیشانی سے پسینہ نرمی سے صاف کیا،  
اور اپنی بانہیں اس کے وجود کے گرد پھیلا دیں۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی۔ اس کی ناہموار سانسیں ہموار ہو گئیں، وہ علیدان کے گرم آغوش پا کر سوچکی تھی۔ اس وقت دروازے پر ہلکی سی ناک کی آواز آئی۔

علیدان نے احتیاط سے آن کا سر اپنے سینے سے اٹھا کر۔۔۔، تکیے پر رکھا اور آہستہ سے اس کے پاس سے اٹھ کر بیڈ سے نیچے اتر آیا۔

دروازے کے طرف قدم بڑھائے اور آہستہ سے دروازہ کھولا۔

دروازے کے پاس نگہت شاہ کھڑی تھی۔

اس نے سر اٹھا کر علیہ ان کو دیکھا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

"علیدان، کیا آن اب ٹھیک ہے؟" اس کی آواز رونے کی وجہ سے بھاری ہو رہی تھی۔

علیدان کو اس کی بھاری آواز سن کر ایسا لگا جیسے وہ سیڑھیوں کے نیچے کھڑی کچھ دیر رو کر آئی ہو۔

علیدان نے مڑ کر کمرے کے اندر جھانکا بیڈ پر آن آنکھیں بند کیئے سوئی ہوئی تھی۔ اس نے دروازہ بند کیا اور باہر نکل آیا:  
"وہ سو گئی ہے۔۔۔ ڈونٹ وری۔"

"مجھ پر یقین کرو، میں نے اس بار کچھ نہیں کیا۔" نگہت نے بڑھ کر علیدان کا بازو گرفت میں لیا۔

"مجھے وہ تمہاری طرح ہی پسند ہے، وہ مجھے اچھی لگتی ہے۔"

اس نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور اپنی آنکھیں پونچھیں

"مت روو"

علیدان نے نرمی سے اسے رونے سے روکا۔

"کیا تمہیں مجھ پر یقین ہے؟ اس نے علیدان کا بازو چھوڑا۔ اور اپنی آنسو بھری آنکھوں سے اسے دیکھا،

"علیدان کیا تم کو مجھ پر یقین ہے؟"

علیدان نے سر ہلایا۔

"مجھے یقین ہے۔" اس نے نگہت کے شانوں پر نرمی سے تھپک کر دلاسا دیا۔  
اٹز فائن۔ گو ریسٹ ایرلی۔ "آن اب ٹھیک ہے۔ اس نے تسلی دی۔

"رائیٹ؟" نگہت نے پوچھا۔

علیدان نے سنجیدگی سے جواب دیا: "ہیس، میں اس کے پاس ہوں، میں اس کے ساتھ کچھ بھی برا ہونے نہیں دے سکتا۔"

اس کے الفاظ سن کر نگہت کو اور زیادہ تکلیف ہوئی۔  
علیدان شاہ کے اس روپ کو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔  
جو اس کے سامنے دوسری عورت کی حفاظت کا وعدہ کر رہا تھا۔

نگہت کو لگا جیسے اس کا دل کسی نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہو، اسے ناقابل بیان تکلیف ہوئی تھی، ناقابل برداشت۔۔۔

اس کے جانے کے بعد علیدان واپس اپنے روم میں آکر بیڈ پر لیٹ گیا، اور نرمی سے اسے اپنے حصار میں لے کر خود بھی نیند کی وادی میں کھو گیا،

صبح سورج کی ہلکی روشنی نے جہاں روم کو اندھیرے سے نکالا، وہیں آن کو بھی نیند سے بیدار کر دیا، اس نے اپنے وجود کو حرکت دینی چاہی تب اسے لگا وہ کسی کے حصار میں قید ہے، آن نے پٹ سے آنکھیں کھول کر دیکھا وہ علیدان کے سینے پر سر رکھے خود بھی اس کے گرد بازو پھیلائے مزے سے سو رہی تھی،

اس نے چہرہ اٹھا کر علیدان کے خوبصورت سوئے چہرے کو دیکھا اور لب بھینچ لیئے۔

زندگی میں پہلی بار اس نے کسی مرد کو اتنے قریب سے سوتے ہوئے بغور دیکھا تھا، اس وقت علیدان نے بھی آنکھیں کھول دیں، اور اسے اپنے طرف محویت سے دیکھتے پا کر ہلکے سے مسکرایا:

"کیا بھت خوبصورت لگتا ہوں؟"

"ہمممممم؟ واٹ؟" وہ خفت و شرم سے لال ہوئی۔

"کیا میں دیکھنے میں خوبصورت ہوں؟" علیدان نے اب شریر نظروں سے اس کو دیکھ کر مسحور کن گھمبیر آواز میں پوچھا۔

اس کی دلفریب آواز نے آن کے سماعتوں سے گذر کر جیسے دل کے من مندر میں گھنٹیاں بجا دی تھیں، وہ یہ سن کر بری طرح سٹپٹائی۔۔ اور نظر چرانے لگی۔  
پھر جلدی سے اس کے حصار سے نکل کر اٹھنے لگی تھی،  
تاہم اس نے واپس اپنے حصار میں کھینچ لیا۔

"تم دریا پار کرنے کے بعد، پل تباہ کرنا چاہتی ہو" معنی خیز الفاظ تھے، جس کا مطلب تھا "کام نکل جانے کے بعد اس چیز کو ضیاع کر دینا"۔ یا مطلب پرست،  
آن یہ سن کر سٹپٹا گئی۔۔ "مجھے اٹھنا ہے پلیز" آن نے زور لگایا  
لیکن علیدان کی گرفت مضبوط تھی،

"اب کیسا محسوس کر رہی ہو؟" اس کی گھمبیر اور نرم سرگوشی آن کے قریب ابھری دل کی دھڑکن نے جیسے ریس لگائی ہوئی تھی، چہرہ نے شرم و حیا سے رنگ بدلے تھے۔۔  
صرف ہلکے سے سر ہلا دیا، کہ "ٹھیک ہوں"۔

"رات کو کیا ہوا تھا؟ کیا تمہارے اور نگہت کے بیچ کوئی ناخوشگوار واقعہ ہوا تھا؟"  
ایک بار پھر اس کے ذہن میں رات والا خوفناک منظر لہرایا، وہ پھر سے ڈر کر کانپ اٹھی، اس نے بھولنے کی کوشش کی: "نہیں کچھ نہیں ہوا تھا۔"  
"تو پھر تم اتنی خوفزدہ ہو کر کیوں چینخ رہی تھی؟" علیدان نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کے ڈر کو کھوجنا چاہا۔

"یہ میرا مسئلہ ہے" چھوڑیں مجھے اٹھنا ہے۔ "وہ بتانا نہیں چاہ رہی تھی، اس نے اٹھنے کی مزاحمت کی۔  
حلانکہ، علیدان جیسے شخص کو ٹالنا آسان کام نہیں تھا،

اس نے گھوم کر آن کے وجود کے اوپر آکر اس کی مزاحمت کی کوشش ناکام کی۔ اور تحکم بھرے  
انداز میں کہا: "کیا اب بھی ہمارے درمیان کوئی "راز" رہنا چاہیے؟"

"ہر کسے کے "راز" ہوتے ہیں۔" آن نے مزاحمت کی کوشش ترک کر دی اور سکون سے بولی۔۔ تاہم  
، اس کے الفاظ دو معنی رکھتے تھے، جو سمجھنے والے سمجھ جائیں گے، اگر واقعی بھی وہ شخص کوئی "راز"  
رکھتا ہو،

"اگر لوگ ایک دوسرے کے سامنے "سفید کاغذ کے ٹکڑے" جیسے ہوں تو "ایک دوجے کو" آئینے  
کی طرح دیکھیں گے۔" گہری بات کا گہرا جواب دیا گیا۔ مطلب تھا "وہ اس کے چہرے سے اس کے  
دل کی کیفیت جاننے کا ہنر رکھتا ہے"

کہتے ساتھ ہی اس کے چہرے پر جھک آیا اور نرمی و محبت سے بوسہ لیا،  
آن حیرانگی سے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہی تھی،  
"آپ نے پھر سے۔۔۔۔؟"

"یہ میرا صلہ تھا، رات کو تمہاری حفاظت کرنے کا۔" شرارت سے مسکرا کر اٹھ گیا۔  
"تم کو پہلے وقت سے کمپیئر کروں تو تم میں بہت سا فرق آگیا ہے۔" وہ شرارت سے بولا

"کیا مطلب ہے آپ کی اس بات کا؟" آن کو تعجب ہوا۔

"آخری بار جب تمہاری آنکھ کھلی تھی، مجھے بستر پر دیکھ کر تم کو شاک نہیں لگا تھا؟"  
"آج میں کافی مطمئن ہوں، اس بار تمہارا رویہ بہت پر سکون رہا ہے۔"  
وہ شرم سے دوہری ہوئی۔

جب یہ دونوں تیار ہو کر سیڑھیوں سے نیچے آئے، سب ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے، نگہت اسے دیکھ کر اٹھ کر اس کے پاس سیڑھیوں تک چلی آئی، دونوں اس وقت آخری اسٹیپ پر تھے۔

"آن، اب تم ٹھیک ہو؟" وہ فکر مندی سے پوچھنے لگی،

آن نے سر اثبات میں ہلایا،

"مجھے افسوس ہے، نگہت شاہ، میں نے آپ کو بھی ڈرا دیا۔" آن تذبذب سے بولی،

وہ یہ سن کر مسکرائی،

"میں بالکل ٹھیک ہوں، مجھے صرف آپ کی پریشانی تھی،"

"میں بھی ٹھیک ہوں۔۔ میں نے جب آپ کو ہاتھ ٹپ میں آنکھیں بند کیئے لیئے دیکھا تو۔۔۔ تو۔۔۔ میں سمجھی۔۔ آئی ایم سوری۔۔۔ میں واقعی میں۔۔۔ ڈر گئی تھی۔"

آن نے اسے دیکھ کر بات ادھی روک دی۔۔۔ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں، جنہیں آپ بیان نہیں کر سکتے، چاہے وہ الفاظ ہوں، یا احساسات

نگہت شاہ بے اختیار سمجھ آنے پر ہنستی چلی گئی،  
"اوہ مائی گاڈ۔۔، تم یہ تو نہیں سمجھی تھی کہ۔۔ میں مرچکی ہوں۔"

آن کا چہرہ خفت سے سرخ ہوا،  
"آئی ایم سوری، میں نے یہ جان بوجھ کر نہیں کیا تھا"

نگہت نے اس کا ہاتھ تھام کر تشفی دی: "اوہ مائی گاڈ، میں ٹھیک ہوں، مجھ سے معافی مت مانگو، ایکچوئلی میں بہت تھک گئی تھی، تبھی وہیں نیند آگئی تھی، مجھے توقع نہیں تھی کہ تم ڈر جاو گی،"

معافی تو مجھے تم سے مانگنی چاہیے، اگر تم ٹھیک ہو، تو میری خوش قسمتی ہوگی۔ "آخر میں پھر سے دو معنی رکھتے الفاظ تھے۔

علیحان شاہ نے تینوں کو بلایا:

"وہاں مت کھڑے ہو، آکر سب مل کر ناشتہ کرو"

سب ہی آگے بڑھے،

دوسرے لوگ آن کے الفاظ پر یقین کر سکتے تھے، لیکن وہ نہیں، اس کے زاویہ نگاہ سے دیکھو تو آنیہ عصمت کا خوف ایک ایسا "خوف" تھا، جو اس کی روح کی گہراہی میں اتر چکا تھا، لاشعوری طور پر وہ اس خوف میں قید تھی۔

علیدان کی سوچ کا محور اب آنیہ عصمت تھی، جو اب آنیہ حیدر شاہ تھی، وہ یہ سوچ کر ذہنی اذیت میں مبتلا تھا کہ "وہ آنیہ عصمت" کے بارے میں "کچھ بھی" نہیں جانتا۔

~~~<O>~~~

آن بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی جب اسے معدے میں سخت درد محسوس ہوا۔ وہ درد سے دہری ہو گئی۔ یہ تکلیف لمحہ بہ لمحہ ناقابل برداشت ہو رہی تھی،

اچانک دروازے پر بیل ہوئی آن نے سر گھما کر دروازے کو دیکھا

"اس وقت کون ہو سکتا ہے؟"

اس نے انگور کر دیا تب ہی فون کی بیل ہونے لگی۔

اس نے فون اٹھا کر دیکھا علیدان کی کال تھی، آن کے "ہیلو۔" کہنے پر علیدان کی پریشان آواز آئی:
"دروازہ کھولو۔"

"دروازے پر آپ ہیں؟" اس کی آواز تکلیف سے کانپ رہی تھی، دوسری طرف موجود فرد حیران ہونے کے ساتھ پریشان بھی ہوا تھا،

"اور نہیں تو، کتنے لوگ اس جگہ کے بارے میں جانتے ہیں؟ جلدی کرو دروازہ کھولو" آواز میں پریشانی واضح تھی۔
"جلدی کرو، دروازہ کھولو۔"

وہ آہستہ سے بمشکل درد کو برداشت کرتی اٹھی،
دروازے کے پاس گئی، اور دروازے کو کھول دیا۔

دروازے کھلتے ہی علیدان کی نظر جب درد کو برداشت کرتی بے حال سی زرد چہرے کے ساتھ آن پر پڑی تو وہ پریشان ہو گیا،

"تمہیں کیا ہوا ہے آن؟ بے اختیار آگے بڑھ کر دونوں بازوؤں سے تھام لیا،
"کیا کہیں تکلیف ہے؟ تمہارا چہرہ اتنا زرد کیوں ہے؟؟ کیا ہوا بولو؟؟"

"مجھے معدے میں سخت درد ہے، الٹیوں کے ساتھ پیٹ بھی خراب ہو گیا ہے۔۔"
وہ درد کی شدت برداشت کرتے بلکل بے حال ہو رہی تھی، علیدان نے اسے یکدم ہی اپنے بازوؤں میں اٹھالیا،

"چلو ہاسپٹل چلتے ہیں، وہ اسے لے کر باہر نکلا۔
"میں نے دوائی لی ہے، ٹھیک ہو جاؤں گی، آن نے احتجاج کیا۔

"تم ڈاکٹر نہیں ہو آن جو خود سے دوائی لی تھی" علیدان نے گھورا۔ لیکن وہ کافی ضدی تھی احتجاج کرتی رہی کہ اسے اتار دے، وہ خود ہی ٹھیک ہو جائے گی، لیکن علیدان نے اسے نہیں چھوڑا بلکہ زبردستی اسے چیک اپ کے لئے ہاسپٹل لے آیا۔

ڈاکٹر نے معائنہ کیا اور بتایا کہ "باہر کا گندہ کھانا، کھانے کی وجہ سے ڈائریا ہو گیا ہے، اس نے آن کو ڈرپ لگادی۔

ساڑھے گیارہ بج چکے تھے، آن ڈرپ کی وجہ سے غنودگی میں جا چکی تھی، علیدان پاس ہی بیٹھا اس کے سیل فون کو چیک کر رہا تھا کہ آن نے آخری بار کھانا کہاں سے منگوایا تھا؟

اس اڈریس کو سرچ کرتے ہی اس نے سیکرٹری کو کال ملائی، اور اڈریس دے کر کہا کہ انویسٹیگٹ کرو،

پھر بڑھ کر آن کے سوئے ہوئے زرد پڑتے چہرے پر جھک کر نرمی سے بوسہ دیا، اور گال سہلا کر خود کلامی کرتے بولا: "جلدی سے ٹھیک ہو جاو، پیاری لڑکی، تمہیں اس طرح دیکھنا میرے لئے تکلیف دہ ہے۔"

پھر پیشانی پر بوسہ دیا، :ہیو اے گد نائیٹ سلیپ، جب اٹھو گی تو تم ٹھیک ہو گی۔"

آن کی آنکھ پیٹ میں مروڑ اٹھنے سے کھل گئی، علیدان دوسرے بیڈ پر سو رہا تھا، وہ احتیاط سے اٹھ کر واش روم کے طرف جانے لگی، جب کھٹکے کی آواز سے علیدان کی آنکھ کچی نیند سے کھل گئی۔

"تم کیوں اٹھی ہو؟ پریشان سا ہو کر جلدی سے پاس آیا، وہ بلش ہو گئی اب اسے کیا بتاتی کہ پیٹ میں مروڑ ہے؟

"مجھے واش روم تک جانا ہے۔"

ہچکچا کر بتایا۔

"میں لے چلتا ہوں۔"

وہ اسے تھامتا بولا۔

"نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں خود چلی جاؤں گی۔" وہ شرم سے دانت کچکچا کر بولی۔

"اس میں شرم کی کیا بات ہے آن؟" وہ سمجھ نہ پایا۔ اس کے لئے یہ فقط ایک کیئر تھی۔

آن نے نظر گھما کر اسے گھورا:

"کیا آپ چپ نہیں رہ سکتے؟"

یہ کہتے ہی وہ واش روم کے طرف بڑھی، علیدان بھی اسے تھامتا آہستہ آہستہ چلاتا ساتھ آیا۔ دروازے پر پہنچ کر رک گیا:

"پریشان مت ہو، میں اندر نہیں چل رہا"

آن نے اسے گھورا۔ اور اندر بڑھ کر دروازہ بند کر دیا،

باہر علیدان ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا۔

واپس آکر وہ آرام سے دن چڑھے تک سوئی رہی۔۔۔

جب اٹھی تو علیدان کا باورچی اس کے لئے کچھڑی بنا کر لایا تھا،

"تھینک یو"

آن اس کی اس قدر فکر اور خیال رکھنے پر شکر گزاری سے بولی،

"تھینک می فار واٹ؟"

علیدان سخت برا لگا۔

آن دل سے مسکرائی،

"شکریہ مجھے ہاسپٹل لانے کے لئے، اور شکریہ ساری رات جاگ کر میرا خیال رکھنے کے لئے،

اینڈ تھینکس فار۔۔۔ اپنے باورچی سے میرے لئے "کچھڑی" بنوانے کے لئے۔"

"ہمممم۔۔۔ علیدان تو اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا نوٹس لینے پر حیران تھا،

"اس کا مطلب ہے میری حصداری معمولی نہیں تھی، اس کا صلہ نہیں دو گی؟"۔ وہ مسکرا کر صوفہ

سے اٹھ کر آن کے بیڈ کے طرف بڑھا، اور جھک کر اس کے گال کا محبت سے بوسہ لیا۔

"مجھے لفظی "شکریہ" پسند نہیں، سو آؤ کچھ عملی طور پر کر لیں"

وہ دنگ ہوئی تھی، لیکن اس بار غصہ نہیں کیا بلکہ اسے اس کی کیئر، محبت کا انداز اچھا لگا بھت

اچھا۔۔۔ کوئی تو تھا اس کا خیال رکھنے والا، اس کے لئے پریشان ہونے والا۔۔۔ اس سے بنا کسی مفاد کے

محبت کرنے والا۔۔

افواہوں کے بلکل الٹ۔۔۔

"علیدان کیا آپ واقعی بھی اپنی کمپنی کے سنجیدہ سے، چیف ایگزیکٹو آفیسر ہیں؟" وہ دنگ تھی،

"چیف ایگزیکٹو، سنجیدہ ہو سکتا ہے، مگر "علیدان شاہ" نہیں۔" وہ مسکرایا۔

"جلدی کرو۔ مجھے اس شکریہ کا عملی طور پر بدلہ دو" وہ شریر ہوا، اور اس کے گال کا پھر سے بوسہ لیا:

"جلدی کرو، یا پھر میں خود ہی کر لوں گا۔ اگر میں نے شروعات کر لی تو وہ صرف ایک ہلکی سی "kiss" ہوگی۔" وہ مسکرایا۔

جب آن کے تصور میں اس کی یہ "ہلکی کس" لہرائی، تو اس نے جیسے ہتھیار ڈال دیئے اور سر اٹھا کر اس کے دائیں گال پر جھکی اسی وقت علیدان کو آن کی گرم سانسیں اپنے چہرے کو جلاتی محسوس ہوئیں۔ اور جذبات نے شدت سے کروٹ لی۔ وہ قابو نہ پاسکا اور اسے تکیہ پر جھکاتا، اس کے ہونٹوں پر جھک گیا۔۔۔

"علیدان۔۔۔ وہ چیخنی۔۔۔ جیسے ہی اس نے اسے چھوڑا۔ وہ جلدی سے اٹھ گئی۔

"تم نے مجھ سے جھوٹ بولا؟؟؟" اسے غصہ سے گھورتی وہ چلائی۔ یہ شخص چیڑ ہے۔۔۔ وہ دل ہی دل میں اس کی دھوکہ دہی پر اسے کوسنے دینے لگی۔۔۔

وہ شریر ہوا۔۔۔ مسکراتے بولا:

میں تم کو یاد دلا دوں، جب ایک مرد عورت سے بدلہ لینا چاہے تو۔۔۔ وہ "کچھ بھی" کر سکتا ہے۔ "پیار سے اس کی ناک کی نوک کھینچی۔

"باورچی باہر تمہارا خیال رکھنے کو موجود ہے۔۔ تم کھانا کھاؤ، آرام کرو، میں آفیس چلتا ہوں،"

"لیکن میں نے کمپنی میں "لیو" نہیں بھیجی۔" وہ فکر مندی سے بولی۔

"میں نے منظوری دے دی، کافی ہے۔" علیدان نے کہا۔

"آپ کی منظوری بیکار ہے، آپ میرے براہ راست باس نہیں ہو۔" ناک چڑھائی۔

"لیکن تمہارا "باس" تو میرے تسلط میں ہے۔" علیدان ابرو چڑھا کر اسے رد کیا۔ وہ چڑ گئی۔

"پھر بھی، میرے لئے، آپ بیکار ہیں،" اس نے اپنے فون کو اٹھا کر، زینی کا نمبر ملایا۔

"ڈائریکٹر، میں ہوں۔ میں معذرت خواہ ہوں، میں نے کل رات خراب کھانا کھایا تھا، اور شدید بیمار ہو گئی ہوں، میں ابھی اسپتال میں ہوں، میں کام سے ایک دن کی چھٹی لینا چاہتی ہوں۔ پلیز۔۔" اس کا انداز ملتجانہ ہوا

"ٹھیک ہے۔۔ بائے۔۔"

اس نے علیدان کو دیکھا جو ابھی تک کھڑا اسے بے یقینی سے دیکھ رہا تھا۔
"آپ گئے نہیں؟"
"تم نے مجھ پر توجہ کیوں نہیں دی آنیہ؟"

"تو پھر جا کر اسے ڈھونڈھیں جو آپ پر توجہ دے۔" آن کو سخت جلن ہوئی۔
اس کی جلن محسوس کر کے وہ دل کھول کر ہنس پڑا۔ اسے اچھا لگا۔۔ بھت اچھا لگا۔۔
"سب مردوں کی فطرت "شکاری" جیسی ہوتی ہے، جتنا کسی کو فتح کرنا ان کو مشکل لگتا ہے، اتنا ہی وہ انجوائے کرتے ہیں۔" معنی خیز جملے کہے گئے۔
آن نے اس بات پر اسے بری طرح گھورا تھا:
"آپ کا مطلب ہے، میں آپ کا "شکار" ہوں؟؟"
اس کی بات سن کر وہ محبت و نرمی سے گھمبیر لہجے میں بولا:
"نہیں۔۔۔ تم تو میرا "خزانہ" ہو۔"

"آپ مجھے نہیں روک سکتے، میں یونی کی طرف سے ٹریننگ پر جا رہی ہوں۔" آن نے اسے خفا نظر سے دیکھا۔۔۔

"مجھے صرف حیرت ہے" علیدان نے اسے دیکھ کر سر ہلایا۔۔۔ "ٹپچر ہونے کا فائدہ ہی کیا ہے؟"

"سیلری بھی زیادہ نہیں ہوتی، اور تم کو پریشانیاں بھی ہوتی ہیں، سب سے اہم بات تم میں اب سکھانے کی قابلیت نہیں ہے۔"

"علیدان۔۔۔ پلیز میرے خوابوں کی عزت کریں" وہ واقعی زچ ہوئی تھی۔

"تمہارا خواب واقعی ہے۔۔۔۔۔"

آن نے اسے گھور کر خفگی سے منہ موڑا۔۔۔ علیدان اس کی ادا پر شریر سا مسکرایا:

"آل رائٹ، میں تمہارے خوابوں کی عزت کرتا ہوں، تم کو ایک خواب اور بھی چننا چاہیے۔"

"ایک بات اور۔۔۔۔۔، وہ رکی۔"

"کہو۔۔۔" وہ ہم تن گوش ہوا۔

"ہم میں طے ہوا تھا، میں ایک ماہ آپ کی کمپنی میں کام کروں گی، اور کھانا بھی ایک ماہ بناؤں گی، اب۔۔۔ وہ ہچکچائی۔۔۔"

علیدان نے فورک پلیٹ میں واپس رکھا: "سو تم نے آج اسی لئے زیادہ پکایا ہے، یہ ایک طرح سے فیئر ویل ڈنر تھا؟"

آن نے سر ہلایا اور مبہم سا مسکرا دی، علیدان تو اس کی مسکراہٹ پر فدا ہو گیا۔

"تم بہت ہی بے سمجھ لڑکی ہو۔" اس نے چیچ باول میں واپس رکھ دیا۔

"کیا تم نے مجھ سے پوچھا کہ میں راضی بھی ہوں یا نہیں؟ اگر میں پھر بھی یہاں آنے اور کھانے پر اصرار کروں تو کیا ہوگا؟"

"تو پھر مجھے یہاں سے کہیں اور جانے کا سوچنا پڑے گا۔"

"کیا تم سمجھتی ہو، میں تم کو ڈھونڈھ نہیں سکتا۔۔۔ کیا تم نے مجھے اب بھی کم سمجھا ہے؟"

آن کے چہرے پر خطرناک مسکراہٹ آئی: "میں نہیں چاہتی آپ میرے لئے مسئلہ بنائیں، اس کے علاوہ میں ٹریننگ لینے جارہی ہوں، تو مصروف رہوں گی۔" اور کھانا نہیں بنا سکون گی۔"

وہ اس کے الفاظ بمشکل ہضم کر پایا۔۔۔ دل میں سخت برہم ہوا تھا۔۔۔ لیکن بولا تو لہجہ پر سکون تھا۔۔۔

"تو پھر ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہفتے کا آخری دن تم میرے ساتھ کھانا کھاؤ گی۔"

"وائے۔۔۔؟" وہ حیران ہی تو رہ گئی۔

"کیوں کہ مجھے ڈر ہے۔۔۔ اگر تم مجھے زیادہ دن نہ دیکھ سکی تو میری شکل بھی بھول جاؤ گی، میں تم کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میں موجود ہوں، لہذا اب اس معاملے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔" وہ مطمئن انداز میں سر ہلا کر، سکون سے کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا۔۔۔

آن نے کچھ کہنا چاہا تھا۔۔۔ لیکن چپ رہ گئی۔۔۔

تیسرے دن ٹریننگ کے بعد وہ ابھی ابھی اپنی بلڈنگ کے قریب پہنچی تھی، جب اچانک ہی اس نے جانی پہچانی گاڑی دیکھی۔

گاڑی سے اتر کر وہ اسے دیکھ کر حیرانگی سے بولا تھا: "تم اتنا لیٹ کیوں آئی ہو؟"

آن آگے بڑھ کر اس کے پاس آئی:

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"کیوں؟ کیا میں نہیں آسکتا؟"

"نو۔۔، آپ نے ہی کہا تھا ہم ویک اینڈ پر ملیں گے۔"

علیدان کے تاثرات یہ سن کر سپاٹ ہوئے۔۔ "رولز آر ڈیڈ، پیپلز آر الائیو۔ آئی مس یو"

۔ وہ رک گیا، اور آن کو محبت سے تکلنے لگا۔۔

آن سرپرائیزڈ ہوئی، کیا اس نے یہ کہا کہ اسنے۔۔ یعنی آن کو مس کیا؟۔

علیدان شاہ آگے بڑھا اور شدت سے اسے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔

یہ ظالم عورت اسے بہت پیاری تھی، اسے وہ کیسے بددعا دیتا؟ صرف دو دن اسے نہیں دیکھ پایا تو دل کی حالت ایسی تھی، جیسے اسے دیکھنے کے لئے، کوئی زبردستی کھینچ رہا ہو۔

جب کہ وہ حد سے بڑھ کر ظالم تھی، نہ اسے کال کی، نہ بات کی تھی، جس کا مطلب وہ اس کے لئے "کچھ بھی" نہیں تھا۔ یہ سب سوچتے اس کو اور زیادہ اپنے حصار میں بھینچ لیا۔

علیدان چھوڑیں، وہ چھڑوانے کے لئے زور لگانے لگی۔۔ لیکن وہ اسے اور زیادہ اپنے آپ میں جیسے جذب کرنا چاہ رہا تھا، آن تو جیسے اس کے وجود میں ہی دفن ہو گئی تھی، اس کا چہرہ اس کے سینے میں

پیوست تھا۔ وہ سانس بھی بمشکل لے پا رہی تھی: ع۔۔ علیدان۔۔ ش شاہ۔۔ میں م مر رہی ہوں۔۔ س۔۔ سانس۔۔ نہیں آرہی۔۔ "رک رک کر بمشکل جملا پورا کر پائی تھی۔۔ علیدان شاہ نے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنا حصار کچھ نرم کیا۔۔۔" یہ ایک طرح سے اچھا ہوگا، اگر تمہاری یہ سانس ہی نہ رہے۔۔ کیونکہ تم میں "احساس" نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔"

"میں نے آپ کو کیا تکلیف دی ہے؟" وہ اس کی بددعا پر دنگ ہوئی۔

"تم کیا سمجھتی ہو؟"

"میں نہیں جانتی۔ ان تین دونوں کے دوران میں نے آپ کو تنگ نہیں کیا، میں کیسے جان سکتی ہوں، کیسے میں آپ کے لئے تکلیف کا باعث بنی؟ وہ دنگ تھی۔۔ سمجھ نہ سکی۔"

"تو پھر کیوں نہیں مجھے تنگ کرتی؟" علیدان کے چہرے پر خفگی چھا گئی، "کیوں تم مجھ سے کسی "سانپ" یا "بچھو" جیسا برتاؤ کرتی ہو؟"

"کیا کہے جارہے ہیں؟ میں آپ کو تنگ نہیں کرتی تو میں غلط ہوں؟" وہ دنگ تھی اس کے الفاظ کی معنی خیزی پر

"یہ سچ ہے۔ میں نے تم کو اجازت دی تھی کہ مجھے تنگ کرو، لیکن تم مجھے دیکھنا ہی نہیں چاہتی تھی، درست؟"

"کیا تم جانتی ہو، میں نے ان گزرے دو دن کے دوران تمہاری کال کا کس قدر انتظار کیا ہے؟"
"گزرے دو دن کے دوران کیا تاریخ تھی؟" آن نے اس بار میں سوچتے ہوئے پوچھا۔ اور علیدان کو معصومیت سے دیکھا۔

اس کی معصومیت بھرے سوال پر۔۔ علیدان کچھ نہ کہہ پایا سوائے ٹھنڈی سانس بھرنے کے،
"کیا واقعی آن معصوم تھی، یا اس سے "گوئی گیم"، کھیل رہی تھی؟ اب علیدان کو متجسس تھا،
"اب آپ کچھ کہتے کیوں نہیں؟"

آن نے اس کی خاموشی پر تذبذب سے پوچھا؟ "ان دو دنوں کی کیا تاریخ تھی؟"

"بھول جاؤ۔۔۔" علیدان کو کہنے کے لئے الفاظ نہ ملے تو، "کہا بھول جاؤ" تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ
کچھ مت بولو، جتنا تم بولو گی، اتنا مجھے غصہ آئے گا، "وہ مڑ کر اس کے گھر کے طرف بڑھا، تبھی آن
نے جلدی سے آگے آکر اس کی راہ روک دی،

"علیدان شاہ، میں اسٹوڈنٹس کے ساتھ کھا کر آئی ہوں، میں آج تھک چکی ہوں، اور آرام کروں
گی، میں کھانا نہیں پکا سکتی۔"

"تو۔۔۔؟ اس نے ابرو چڑھا کر آن کو بے یقینی سے دیکھا۔۔۔" تم مجھے اندر جانے نہیں دو گی؟"

آن نے نظر پھیر دی، جس کا واضح مطلب تھا "نہیں"۔

"ٹھیک ہے تم آرام کرو" وہ کچھ نہیں بولا۔ ایک ہنکارا بھرا اور پیچھے مڑ کر چلتا ہوا گاڑی میں بیٹھ گیا۔ لیکن آن نے پرواہ نہ کی۔

لیکن جب گاڑی واقعی بھی اسٹارٹ ہوئی۔۔۔ آن نے اچرج سے مڑ کر دیکھا، "کیا وہ واقعی ناراض ہو گیا؟"

آن نے بدحواسی سے انگوٹھے کا ناخن چبانا شروع کر دیا۔۔۔ وہ سمجھی۔۔۔ علیدان حسب توقع بحث کرے گا۔۔۔ اور اس سے زبردستی حق کے ساتھ کھانا بنوائے گا۔۔۔ مگر۔۔۔ اب کہ وہ غلط تھی، مسلسل کسی کی تذلیل کرو تو انسان بے وقعت ہو جاتا ہے۔۔۔ وہ سمجھی تھی اس نے کچھ بھی غلط نہیں کہا۔۔۔ لیکن وہ ہر بار کی طرح غلط تھی، بہت غلط۔۔۔

آن کو پھر ساری رات نیند نہ آسکی،

صبح 5 بجے آن کی آنکھ لگی تھی، 7 بجے اس کی آواز الارم پر کھلی، وہ سمجھی علیدان آج آئے گا۔۔۔ دستور کے مطابق پھولوں کا بکے لئے۔۔۔ پچھلی ساری باتیں بھلائے۔۔۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ لیکن اس کا خیال غلط ثابت ہوا۔

دوسرے دن دوپہر کے وقت ٹریننگ کے دوران مدھان اسے ٹریننگ روم میں ڈھونڈھتا ہوا آگیا۔ "بھابھی میری مدد کریں پلیز۔ بھائی کو میرے لئے کنونینس کریں پلیز۔۔۔ مدھان ایک گھنٹے سے اس کے پاس پریشان بیٹھا تھا،

علیدان اسے باہر پڑھنے کے لئے بھیجنا چاہ رہا تھا، اور اس کے حکم کے آگے کسی کی نہیں چلتی تھی، علیجان نے بھی ہاتھ اوپر کر لئے تھے کہ کسی ایسے انسان کو ڈھونڈو جس کی علیدان سنتا ہو، اور مدھان کی نظر میں اس وقت آن کے سوا کوئی نہیں تھا جو علیدان جیسے پتھر کو رام کر سکے۔۔ وہ ہی اس پتھر کو مناسکتی تھی،

"میں یہاں ٹریننگ لے رہی ہوں، اس وقت بات کرنا مناسب نہیں لگتا مدھان"۔ آن نے اس سر پھرے کو سمجھایا۔۔
"تو پھر آپ دونوں کے لئے ریسٹورانٹ میں ٹیبل بک کروادیتا ہوں۔" میں علیدان بھائی کو انوائیٹ کرتا ہوں، آپ تیار رہیں۔۔"

اس نے فون ملائی تھی۔
"تم کیا کر رہے ہو؟"

دوسری طرف سے برف جیسی سرد آواز نے اسے واقعی کپکپانے پر مجبور کیا تھا۔ اس نے حلق تر کر کے ترحم بھری نظر سے آن کو دیکھا۔

علیدان بھائی، چلیں مل کر لُنج کرتے ہیں "ہچکچاتے ہوئے بمشکل بول پایا۔۔ آخر رعب جو تھا۔۔

"میں فارغ نہیں"

سپاٹ انداز میں کہہ کر فون بند کر دینا چاہا۔۔۔ جب وہ جلدی سے بولا:

"بھائی پلینز فون مت رکھنا، یہ م میں آپ کو انوائٹ نہیں کر رہا، بلکہ آن بھابھی آپ کا پوچھ رہی ہیں۔۔۔ وہ کہہ رہی کہ ان کو آپ کی یاد ستا رہی ہے"

آن اس کے پاس ہی کھڑی تھی اس کے سفید جھوٹ پر ایک ہلکا سا تھپڑ کندھے پر مارا۔ اور گھورا۔۔۔ "شریر۔۔۔ میں نے کب۔۔۔؟" آن نے اس سے فون چھین کر دور کرنا چاہا۔۔۔ مگر مدھان نے اس کی کوشش ناکام کر دی اور اس سے دور بھاگ کر کونے میں کھڑا ہو گیا، آن نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا تھا، دوسری طرف علیدان شاہ پورے دس منٹ کی خاموشی کے بعد بولا:

"اسے کہو مجھ سے خود بات کرے۔"

یہ کہتے ساتھ ہی فون رکھ دیا،

مدھان یہ سن کر آن کو دیکھ کر خوشی میں ہلکے سے چینخا:

"بھابھی، جلدی۔۔۔ جلدی، علیدان بھائی چاہتے ہیں آپ اسے کال کریں۔"

"وائے۔۔۔؟"

"بھائی ایسے ہی شو آف کرتے ہیں، جلدی کریں۔۔"

آن نے کال ملائی،

دوسری طرف دیکھو۔۔ تو علیدان فون پر چمکتے نمبر کو تک رہا تھا، اس کے تاثرات بے حد پر سکون ہوئے تھے۔

اس وقت میٹنگ روم میں کچھ ملازم بیٹھے ہوئے تھے، جن کے کان رنگ ٹون سن کر کھڑے ہو گئے،

اس نے فخر سے فون اٹھایا، جب رنگ ٹون ختم ہو گئی۔
کسی نے بات نہیں کی تو وہ پریشان ہو گئی۔

"کیا آپ نے کھانا کھالیا؟"
"نوپ۔"

"کیا آپ ساتھ کھانا چاہتے ہیں؟ آن کے پوچھنے پر۔۔ بھی علیدان خاموش رہا۔"

ادھر آن کو اس کے ایٹیٹیوڈ پر غصہ آنے لگا۔ خود ہی فون کرنے کے لئے کہا اور اب خود ہی جناب کی بولتی بند ہے۔۔ عجیب۔۔ وہ دانت پیس کر رہ گئی۔
"آپ کے پاس وقت ہوگا کیا؟" آن اب جھنجھلا کر بولی۔۔

"اب جب کے تم مجھے دعوت دے چکی ہو، تو مارے باندھے قبول کرتا ہوں۔"

آن نے اس کے غرور بھرے لہجے پر دانت پیسے: یہ شخص واقعی مکمل شرم سے عاری ہے۔
"تو پھر میں مدھان کو کہتی ہوں آپ کو اڈریس بتادے"

اس کے فون بند کرنے کے بعد علیدان نے سب ملازموں کے حیرت سے کھلے منہ دیکھ کر سپاٹ انداز میں گھورا

"کیا تم سب کو یاد ہے، میں نے کیا بولا؟"

"یاد ہے۔۔۔ یاد ہے۔۔۔ سب نے عجلت میں سر ہلادیا۔"

"اگر یاد ہے تو پھر جلدی اٹھو، اور جاو۔"

سب کے باہر نکلتے ہی وہ مسکرا کر اٹھا اور سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا، گاڑی تیز رفتاری سے نکالتا گیا۔۔۔ اسے اب پہنچنے کی جلدی تھی،

ڈانگنگ ہال پہنچا تو، مدھان پہلے ہی سے اس کے ساتھ بیٹھتا نہیں کون سے موضوع پر باتیں کر رہا تھا۔

اس نے سخت جلن سے مدھان کو گھورا تھا۔

مدھان تو اسے سامنے دیکھ کر ہڑبڑا کر کھڑا ہو گیا۔

اور اپنے بھائی کے لئے کرسی کھسکائی۔

"بھائی آپ نے بہت دیر کر دی، بھابھی کب سے آپ کے انتظار میں بھوکی ہے۔"

آن نے علیدان کو نظر اٹھا کر دیکھا، لیکن علیدان نے اسے انکسور کیا۔

"تم لوگ کیا کھانا پسند کرو گے؟" علیدان کرسی کھینچ کر آن کے سامنے بیٹھ گیا، ابھی آگے کچھ اور

بھی کہتا۔۔۔ تبھی مدھان نے دونوں ہاتھ تالی بجانے سے انداز میں ملائے:

"اوہ، میں بھول گیا، مجھے ابھی ایک ضروری کام سے جانا ہے،

علیدان بھائی اور بھابھی، سوری میں آپ کو کمپنی نہیں دے سکتا۔"

یہ کہتے ساتھ ہی وہ اٹھ کر جلدی سے باہر نکلتا گیا۔ اور آن تو حیرت سے اس کی پیچھے دیکھتی رہ

گئی۔ "یہ شریر اس طرح مجھے چھوڑ جائے گا اس نے سوچا تک نہ تھا،"

ویٹر مینو لے آیا تھا، علیدان شاہ نے کھول کر اس پر نظر کری، پھر سر اٹھا کر آن کو دیکھا:

"کیا کھانا پسند کرو گی؟"

"آپ ہی آرڈر کریں" آن اس کی نظروں سے پزل ہونے لگی۔

علیدان نے آرڈر دیا۔ مینو ٹیبل پر رکھ کر ٹھیک ہو کر بیٹھ گیا۔ اور آن پر نگاہ ڈالی۔۔
"آن اس کی نظروں کے ارتکاز سے سخت خائف ہوئی۔

"اس سے پہلے کہ مجھے مدھان کے مسئلے کے لئے کنونینس کرو، کیا تم مجھ سے کچھ کہنا چاہو گی؟

وہ تو یہ سن کر شاکڈ رہ گئی:

"آپ کو کیسے پتا لگا کہ میں آپ کو مدھان کے لئے قائل کرنے لگی ہوں؟"

"ایک بار جب مدھان نے کال کی، اور کہا کہ تم مجھے دیکھنا چاہتی ہو، میں سمجھ گیا تھا۔"

"ان دو دنوں میں، وہ میرے پیچھے بغیر سر کے مکھی کی طرح، (مطلب اندھا دھندہ) بھاگ رہا ہے،

کوشش کر رہا کہ کوئی مجھے قائل کر سکے،
لیکن کسی میں اتنے گٹس نہیں جو اس کا خیال کر سکے۔۔۔۔
میں سمجھا، تم میری مخالفت کرو گی،۔۔۔ کیا نہیں؟؟؟ "

وہ بلش ہو گئی۔ یہ جان کر کہ اس نے مدھان کے لئے حامی بھر کر اچھا نہیں کیا، اس سے پہلے کہ وہ
کچھ کہتی وہ اسے شرمندہ کرتا جا رہا تھا۔۔۔ کہ وہ پہلے سے ہی سب جانتا ہے۔

"میں۔۔۔۔" آن نے بے اختیار پیشانی کھجائی تھی۔

اس کے بارے میں۔۔۔۔ اوھ مائی گاڈ۔۔۔ اس سے بات کرنا بہت مشکل ہے۔ "وہ ہچکچا کر سوچے جا رہی
تھی کہ کس طرح بات کرے؟

"اب بولتی کیوں بند ہے؟"

کل رات تو بہت تیز بول رہی تھی، اور مجھے گھر سے بھی نکال دیا تھا۔
علیدان نے پانی کا گلاس اٹھا کر گھونٹ بھر کر اسے تیکھی نظر سے دیکھا تھا۔

آن نے غصہ سے گھورا: "تو آپ یہاں اسی لئے آئے ہیں کہ مجھ پر طنز کریں۔"
"منہ منہ۔۔۔، علیدان نے ابرو چڑھا کر اسے دیکھا۔

"تم واقعی اسٹوپڈ نہیں ہو" گھمبیر لہجے میں وہ اس کے طرف جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا اس
کے چھکے چھڑا گیا۔

"علیدان شاہ۔" آن نے اسے گھورا وہ جان گئی کہ اس کے ارادے ٹھیک نہیں۔
"کیا تمہیں اپنے رویے کے باعث ڈر نہیں لگا کہ مدھان کے مسئلے پر مجھے منانا "بے کار" بھی
ہو سکتا؟"

"آپ نے نہیں کہا تھا؟، اگر میرا رویہ اچھا رہا تو آپ اسے ابروڈ نہیں بھیجیں گے۔" اس نے ہنکارا
بھر کر اپنا کپ اٹھایا اور چائے کا گھونٹ بھرا۔

"اور نہیں تو، کیا تم سمجھ رہی کہ میں یہاں آکر "خوبصورت عورت کے جال" میں پھنسنوں گا، جب
کہ میں جانتا بھی ہوں کہ تمہارا مقصد کیا ہے؟"
جملہ "خوبصورت عورت کے جال" سن کر آن کے حلق میں چائے کا گھونٹ اٹک گیا اسے بری طرح
کھانسی لگی۔۔

کھانستے ہوئے اسے دیکھا۔۔ اس کی آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی سی تھی،
علیدان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکی پیٹھ سہلائی: "آرام سے پیو۔"

دونوں اس وقت بہت قریب تھے، آن نے بے اختیار اپنی پیٹھ سمیٹی،

"علیدان شاہ، میں یہاں آپ سے کوئی چال چلنے نہیں آئی صرف آپ کو کنوینس کرنے آئی ہوں۔"

"ہمم، دوسرے لوگوں کی لوجک پھر بھی تم سے بہتر ہے، میں تمہاری کیوں سنوں؟"

"اگر آپ کے کہے کے مطابق ایسا ہے تو پھر بھی آپ کیوں آئے؟"

علیدان نے اس کے پیٹھ سے ہاتھ ہٹایا۔ اور پیچھے ہو کر ٹانگیں موڑ کر بیٹھ گیا، اور صاف آواز میں کہا:

"اسی لئے کہ میں تمہارے ذریعے سے "پھانسا" گیا ہوں۔"

وہ بلش ہو گئی۔ یہ شخص ہمیشہ ہی ایسے کرتا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ واقعی بھی یہ سچ ہے یا جھوٹ؟ "کیا اسے زچ کرنے میں اسے مزا آتا ہے؟"

"اب بولو، میں تم کو سننے لگا ہوں، تمہیں اس شریر کے بارے میں کیا کہنا ہے؟"

"کیا آپ واقعی اسے اپنے ملک کی یونی میں پڑھنے نہیں دیتے؟"

"درست۔"

"وائے؟"

"میں چاہتا ہوں وہ بزنس مینیجمنٹ پڑھے، اور اسے سیکھنے کے لئے بھتر جگہ ابراڑ ہے۔"

حلانکہ، میں جانتا ہوں، حقیقی صلاحیتوں کا تعلق باہر پڑھ کر آنے سے نہیں ہے، کچھ لوگوں میں برتری کا احساس ان کی ہڈیوں میں سرایت کر جاتا ہے، اس کے مستقبل کو عام انسان سے کمپیئر کیا نہیں جاسکتا۔۔۔

ایک دن جب وہ اہم پوزیشن پر کھڑا ہو، اور ایک ایسا لیڈر ہو جس نے ایک عام یونیورسٹی سے گریجویٹ کیا ہو، اس کے ماتحت ہر ایلٹ کلاس ہوگی، کیا تم نے اس سے پہلے اس کی پوزیشن کا سوچا ہے؟؟

اسکول کی حد تک وہ اپنی مرضی کر سکتا ہے۔ لیکن کام کی جگہ پر یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنی خوشی سے کچھ بھی کر سکے، میں نہیں چاہتا، میرے چھوٹے بھائی پر پیٹھ پیچھے کوئی انگلی اٹھائے۔"

بات ختم کرتے ہی ٹیک لگا کر سکون سے بیٹھ گیا، جیسے اپنا موقوف اچھی طرح بیان کر دیا ہو، اور مقابل کے پاس اب کچھ کہنے کو رہا ہی نہ تھا، وہ خاموش بیٹھی سن رہی تھی۔

"اس وقت ویٹر کھانا لے آیا، اور ٹیبل پر سجاوٹ کری، اس کے جانے کے بعد آن نے فورک اٹھایا، اور پریشان کن تاثرات کے ساتھ کھانا شروع ہوئی، علیدان نے یہ نوٹس کیا، اور اسے دیکھ کر پوچھا: "کیا تمہیں کچھ اور بھی کہنا ہے؟" آن نے سر اٹھا کر اسے دیکھا، جو اس کی طرف ہی گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا،

"میں اس کے مستقبل کی ذمہ دار نہیں بن سکتی، سو مجھے اس کی مخالفت کا بھی حق نہیں، جو اس کی کیئر کرتا ہو۔"

اس کے الفاظ سن کر علیدان مسکرا دیا۔۔۔ "یہ لڑکی بھت صاف گو تھی، اسی لئے تو وہ اس کی تعریف کرتا تھا۔"

"لیکن۔۔۔" اس نے کہنا چاہا،

آن نے اسے دیکھا: "لیکن۔۔۔ کیا۔۔۔؟"

"اگر تم اسے دو سال کے لئے باہر جانے پر راضی کر لو، تو گریجویشن کی اجازت میں اسے اپنے ملک کی یونی میں دے سکتا ہوں"

"کیا سچ میں؟؟؟"

"اور نہیں تو کیا میں تم سے کھیلنے میں وقت ضائع کروں گا؟"

"یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔۔۔میرا مطلب ہے۔۔۔۔۔آئی مین۔۔۔۔۔مجھے آپ کے ہاں کرنے کی امید نہ تھی۔" وہ حیران ہوئی۔

علیدان نے اس کی طرف پیار سے دیکھا، اور مسکرا کر کہا:
"چونکہ میں پہلے ہی جانتا ہوں کہ تم نے اپنی خوبصورتی کا جال بچھایا ہے، اور میں بھی۔۔۔۔۔خود سے خوشی خوشی پھنسنے آگیا ہوں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میرے فیصلے کو بدلا جاسکتا ہے، لیکن تم بالکل ذمہ دار نہیں ہو۔"

زیادہ دور نہیں۔۔۔۔۔بینش اعوان پیچھے کی ٹیبل پر بیٹھی ان دونوں کو ہنستے بولتے دیکھ رہی تھی،

وہ تب سے وہاں موجود تھی جب سے آن مدھان کے ساتھ حال میں داخل ہوئی تھی،
خوش قسمتی سے، اس وقت، اس نے آس پاس نہیں دیکھا، لہذا اسے آن کے وجود کا پتہ نہیں چل سکا۔ اس نے اصل میں یہ سوچا تھا کہ آنیہ عصمت شاہ خاندان کے چھوٹے سپوت کو صرف جھانسا دی رہی ہے۔

غیر متوقع طور پر، کافی دیر بعد علیدان شاہ وہاں آگیا تھا۔ اس کے بھائی زایان اعوان نے اسے بتایا تھا کہ آن نے شاہ خاندان سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ وہ واپس جا کر اپنے بھائی کو سچ بتا دینا چاہتی تھی، اگر ڈیڈ کو یہ پتا چلے گا تو وہ اس بدکار عورت کی بیٹی کو آسانی سے نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے ہونٹ شیطانی مسکراہٹ میں ڈھلے، اور آن کے وجود کو نفرت سے گھورنے لگی۔

"آنیہ عصمت، تمہیں علیدان شاہ کے ساتھ کھڑے ہونے کا حق نہیں۔۔ تم بالکل بھی قابل نہیں ہو۔"

"شام کو کلاسز کے بعد وہ اپنے گھر کے راستے پر تھی، بس کے ذریعے اپنی رہائش کے پاس پہنچ کر آگے پیدل چلنا شروع ہوئی۔ جب داخلی دروازے تک پہنچی تو دو آدمی اس کے قریب آگئے۔ وہ جانی پہچانی سی گاڑی دیکھ کر آگے بڑھ گئی۔ جب ایک نے اس کے پاس آکر ادب سے کہا:

"مس اعوان، سر اعوان نے آپ کو بلایا ہے۔"

آن نے ایک ٹھنڈی سانس بھری۔۔ اگر وہ انکار کرتی ہے تو بھی وہ اس کو پچھلی بار کی طرح زبردستی لے جاتے، اسی لئے وہ ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئی۔

وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا، زایان اور اس کی ماں موجود نہیں ہیں، پورے لیونگ روم میں صرف سکندر اعوان اور ایک اجنبی آدمی بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

آن کو دیکھ کر دونوں خاموش ہو گئے اور اسے مڑ کر دیکھا، سکندر اعوان کے چہرے پر مارے باندھے کی مسکراہٹ آگئی۔

"آن آگئی ہے۔" ایک جوش سے اس نے کہا۔

"آپ کے پاس کیونکہ مہمان موجود ہے، اسی لئے میں واپس چلتی ہوں" آن نے تذبذب سے کہا۔
"دیڑے اوکے، آؤ۔۔۔ اور یہاں بیٹھ جاؤ۔ یہ میرے بچپن کے دوست کا بیٹا ہے، فاران سمیع۔ یہ اس وقت اپنے چچا کی کمپنی میں بطور "فنانشیل آفیسر" کام کر رہا ہے"
"اور فاران سمیع، یہ ہے میری بیٹی آنیہ، جس کا میں ذکر کر رہا تھا۔"

جب فاران نے آنیہ کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں ایک خاص چمک آئی تھی،
فاران کے چہرے پر چمک دیکھ کر سکندر مطمئن ہو گیا۔ وہ جانتا تھا، اس کی بیٹی میں راغب کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

فاران اٹھ کھڑا ہوا، اور آن کے سمت بڑھا، اور قریب آکر اپنا ہاتھ مصافحے کے ارادے سے آگے کیا،

"مس آنیہ، میرے چچا نے آپ کا ذکر کئی بار کیا تھا، مجھے آپ کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔"
آن نے اسے تیکھی نظر سے گھورا، اور ایک قدم پیچھے ہوئی،

آن نے یہ سن کر بمشکل اپنا غصہ قابو کیا۔۔۔

"مسٹر فاران، یہ بالکل بھی مناسب نہیں ایک عورت کو اس کے نام سے پکارنا، کال میں "مس عصمت" پلیز۔"

فاران پھر سے شرمسار ہو گیا۔

"آئی ایم سوری، آئی فالووڈ انکل۔۔۔"

"پلیز کال میں مس عصمت" آن نے ٹوکا۔ اور اطمینان سے چلتی صوفہ پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گئی۔ اور ٹیبل سے سیب اٹھا کر کھانے لگی،
اعوان سکندر نے آن کو گھورا، اور فاران کو کہا:
"فاران آؤ۔۔۔ آکر بیٹھو۔۔۔"

فاران کے چہرے کا رنگ ہی اڑ گیا تھا۔ اس نے اعوان کی بات پر سر ہلایا اور بے دلی سے مسکراتا جا کر صوفہ پر بیٹھ گیا، خوبصورت لوگ واقعی ڈیل کرنا مشکل ہوتے ہیں۔
کچھ دیر پہلے انکل اعوان نے اسے بتایا تھا کہ اس کے رشتے دار کی بیٹی خوبصورت ہے، لیکن وہ اس قدر خوبصورت ہوگی اسے اندازہ نہیں تھا۔۔۔ وہ کافی مطمئن تھا۔

"مس عصمت، میں نے انکل سے سنا ہے کہ آپ یونی میں استاد ہیں "کیا پڑھاتی ہیں آپ؟"۔

"میں اسکول میں ہوں، لیکن میں ٹیچر نہیں ہوں۔ میں صرف انڈر گریجویٹ ہوں، میں کیا کر سکتی ہوں؟ اسکول کی عجیب جاب ہوتی ہے۔" آن نے جھوٹ بولا

اس کی عجیب غریب بات سن کر اعوان سکندر نے دانت پیسے اور مٹھیاں بھینچ لیں۔ اور اسے دیکھا وہ سمجھ گیا یہ لعنتی لڑکی تا عبادری سے اس کے ساتھ تعاون نہیں کرے گی۔

"آنیہ، اب تم ہمیشہ کی طرح چھوٹی بچی نہیں ہو، اپنے الفاظ کی سختی کم کرو۔"

"تو پھر کیا میں پوچھ سکتی ہوں، مجھے ادھر بلانے کا کیا مقصد ہے؟"

"میں صرف سوچ رہا تھا، اب تم بچی نہیں رہی، فاران بھی ایک اچھا جوان ہے۔ اسی لئے میں نے اس سے تمہارا تعارف کروایا ہے۔"

"اوہ۔۔۔۔۔ بلائینڈ ڈیٹ۔" آن کی غصہ بھری نظریں فاران کے وجود کے جیسے پار ہو رہی تھیں۔ فاران اس کی نظروں سے عجیب محسوس کر رہا تھا۔

"ہمممم، آن بولی: "اس زاویے سے دیکھیں تو مسٹر فاران سمیع بالکل برے نہیں۔" دیکھنے میں اچھے ہیں، میں سوچ رہی ہوں۔۔۔ آن نے سوچنے کی ایکٹنگ کی، "آپ نے اپنی بیٹی سے ان کو متعارف کروانا چاہیے۔"

"آفٹر آل، گاڑھا پانی، پرانی زمینوں پر نہیں بہتا۔"

آن نے جیسے ہی جملہ پورا کیا، سکندر اعوان کے چہرے کا رنگ بدل کر نیلا ہو گیا۔۔۔ بمشکل غصہ کو روکتا ہلکے سے غرایا:

"آن تم بالکل بھی نہیں جانتی، تمہارے لئے کیا اچھا ہے؟"

"زندگی میری اپنی ہے، اور میں ہی نہیں سمجھ سکتی، کہ میرے لئے کیا اچھا ہے، اور کیا برا؟۔۔۔ میں نے صرف محسوس کیا کہ فاران سمیع جیسے اچھے شخص سے تعارف میرے لئے تو فائدہ مند ہے، وہیں تمہاری بیٹی کے لئے نقصانکار کیسے ہوا؟" وہ طنزیہ سے بھنویں چڑھا کر چبا چبا کر بولی۔

"اسی لئے کہ بینیش اعوان تو تمہاری محبوب ہستی ہے، اور میں ایک بدکردار لڑکی ہوں۔"

تم نے کہا: "تم کو مسٹر سمیع پسند آیا تھا، اسی لئے تم نے اس کا تعارف مجھ جیسی بدکردار لڑکی سے کروایا۔۔۔۔"

کیا آپ سمجھتے ہیں۔۔۔ مسٹر سمیع جیسا اچھا انسان۔۔۔ میری جیسی "کمتر" لڑکی کے لئے صحیح ہے۔۔۔ تو آپ کی بیٹی کے لئے کیوں نہیں؟"

آن کے الفاظ اعوان سکندر کو سخت ناگوار لگے،

دوسری طرف فاران سمیع خود ہکا بکا سا آن عصمت کے تابڑ توڑ سچ سن کر اعوان سکندر کو دیکھ رہا تھا؟؟ حقیقت سے وہ واقف نہیں تھا، اسی لئے حیران ہونا تو بنتا تھا۔

"فاران، اس کی بکواس پر دھیان مت دو، یہ بچی ہے۔۔۔۔ ابھی ذہنی طور پر تیار نہیں "فاران سمیع یہ سن کر بمشکل اپنے چہرے پر مسکراہٹ لا پایا۔

اسی وقت اچانک سے ہی اسٹیڈی روم کا دروازہ زور سے دھکیل کر مینیش اعوان غصہ میں بھری باہر آئی تھی، اور تیزی کے ساتھ۔۔۔ آن کے طرف ہی بڑھی،

"آن، بے شرم۔۔۔ بی حیا۔۔۔، تم کو میرے معاملے میں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں؟ میرے ڈیڈ نے فاران کو تم سے متعارف کروایا ہے، اس نے تو تمہارے لئے بھلا سوچا ہے، تم سمجھ ہی نہیں سکتی، تمہارے لئے اچھا کیا ہے؟

کوئی تم پر تھوکتا بھی پسند نہیں کرے۔۔۔ خود کو دیکھو، کیا تم اس کی مستحق تھی؟" وہ غرور و نخوت سے اس کی مسلسل بے عزتی کر رہی تھی۔

"چلو میں تو مستحق نہیں، تم تو ہو نا۔۔ تم ہی پہلے کر لو اگر کر سکو۔۔۔" آن نے سکون سے اسے جیسے تیلی دکھائی۔

لیکن جیسے ہی اس نے یہ کہہ کر ایک قدم پیچھے کیا۔۔ بینیش نے غصہ سے بے قابو ہوتے اسے دھکا دیا۔۔ جس پر وہ سنبھل نہ سکی اور نیچے گر گئی، یہ دیکھ کر فاران بے اختیار اسے اٹھانے کو بڑھا۔۔ ٹھیک اسی وقت زایان اعوان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔۔ یہ دیکھ کر کہ "فاران" آن کو اٹھانے کے لئے جھکا ہے۔ اس نے ایک سرد نظر اس پر ڈالی اور خود آگے بڑھ کر اسے اٹھنے میں مدد دی۔۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے؟" وہ نا سنجھی سے برہم انداز میں بولا۔

"بھائی اس کے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔، یہ بیہودہ لڑکی نہیں جانتی کہ اس کے لئے کیا بہتر ہے۔۔ ڈیڈ نے مہربانی کر کے اس کو اپنے دوست کے بھتیجے سے متعارف کروایا، لیکن یہ نہیں جانتی کہ اس کے لئے بہتر کیا ہے؟"

زایان نے ایک تیکھی نظر وھیل چیئر پر بیٹھے اپنے باپ پر ڈالی، پھر فاران سمیع کے طرف دیکھ کر اس سے معذرت خواہانہ انداز میں بولا:

"مسٹر فاران سمیع، آج کے معاملے کے لئے معذرت خواہ ہوں، میں اپنے باپ کی طرف سے معافی چاہتا ہوں، آنیہ عصمت آپ کے بالکل بھی قابل نہیں ہے، آپ جاسکتے ہیں۔"

"زایان۔۔۔۔۔" سکندر اعوان غصہ سے وھیل چیئر پر ہاتھ مار کر دھاڑا۔

یہ دیکھ کر فاران سمیع ان کے طرف مڑا:

"اعوان صاحب، آئی تھک، آج واقعی کافی انتشار پھیل گیا ہے، مس عصمت کے لئے اچانک سے بنا جانے ملاقات واقعی ان کی بے عزتی کے مترادف ہے، میں چلتا ہوں۔۔ آپ لوگ افہام تفہیم سے بات سنبھالیں۔"

یہ کہتے ہی وہ اپنا بریف کیس اٹھا کر نکلتا چلا گیا۔

سکندر اعوان نے سخت غصہ سے آنیہ عصمت کو دیکھا۔۔ بس نہیں چل رہا تھا کیا کر جائے۔۔

"آنیہ اعوان تم کافی بد تمیزی کر چکی ہو، تم نے واقعی آج مجھ پر تھوکا ہے، کیا نہیں؟؟"

"یہ سچ ہے کہ میں تمہیں مرجانے کی حد تک غصہ دلانا چاہتی تھی، لیکن اس کی شروعات میں نے نہیں کی۔۔۔۔۔، وہ تم ہو، جس نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر مجھے اغوا کروایا۔ کیا یہ سچ نہیں؟؟" آن نے سپاٹ انداز میں اسے گھورا۔

بینیش اعوان تیزی سے اپنے باپ کے پاس آئی:

"ڈیڈ، یہ عورت کافی بے حیا ہے، یہ فاران سمیع کے لائق نہیں ہے، کیونکہ یہ سمجھتی ہے، یہ بہت چالاکی کے ساتھ شاہ خاندان کے تیسرے سپوت کو پھانس لے گی۔"

"بینیش، بکو اس بند کرو،" زایان نے اسے سختی سے ڈانٹا "اس آدمی کو اس کے ساتھ مت ملاو،"

"بھائی، آپ نے ہی اسے شہہ دی ہے کہ آج یہ ہمارے سامنے بول سک رہی، لیکن یہ ہم سب کو بیوقوف بنا رہی ہے۔ آپ بالکل نہیں جانتے کہ اس کا رابطہ علیدان شاہ کے ساتھ ہے۔"

"بکو اس۔" زایان دھاڑا

"بکو اس نہیں، میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے آج دن کو علیدان کے ساتھ لُچ کرتے ہوئے، میرے پاس ثبوت ہے۔"

اس نے یہ کہتے ساتھ ہی اپنا فون نکلا کر زایان کو وڈیو دکھائی۔

زایان نے ایک نظر میں ہی پہچان لیا تھا کہ مقابل کے سامنے بیٹھی لڑکی جس کی پیٹھ نظر آرہی تھی ، آن کے سوا کوئی نہیں۔۔ وہ اس کی ڈریس سے پہچان گیا تھا۔۔ جو اب بھی پہنا ہوا تھا۔ اس نے غضب سے بینش کے ہاتھوں سے فون چھین کر زور سے زمین پر دے مارا۔

بینش نے دکھ سے زایان کو دیکھا۔۔ "بھائی آپ نے فون کیوں توڑا؟"

زایان نے اپنی نظریں آن پر ٹکا دیں، سخت لہجے میں پوچھا:

"آن بولو۔۔ اپنے بھائی کو بتاؤ۔۔ کیا یہ سچ ہے تم اب بھی علیدان شاہ سے رابطے میں ہو؟۔"

آن نے اپنی نظریں جھکائیں۔۔

"ہاں۔"

"کیوں تم نے مجھ سے جھوٹ بولا؟" وہ تکلیف سے بولا۔

"زایان بھائی، میں نہیں سمجھتی کہ ، میرا دوسروں سے نارمل رابطہ رکھنا بھی غلط ہے۔"

اس بات پر بینیش اعوان غصہ سے ہنکارا بھر کر رہ گئی:
"ایسے کون نارملی کسی کا سر سہلاتا ہے؟ جس سے کوئی مطلب ہی نہ ہو، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم اسے بہکا رہی ہو، میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں اس کے ساتھ ہنستا مسکراتا دیکھا ہے۔ ڈیڈ۔۔۔ وہ باپ کے طرف مڑی "میری مام نے جو کہا تھا وہ سچ ہے،
"چوہیا کے بچے صرف کاٹنا ہی جانتے ہیں"
سو فطری طور پر یہ بدکار عورت کی بیٹی بھی۔۔۔"

بینیش، بکو اس بند کرو!" وہ تکلیف و دکھ سے حلق کے بل چیخنی۔

آن نے بینیش سے اپنی شدت سے کر لاتی، سرخ آنکھیں ہٹا کر زایان کو دیکھا پھر کانپتے وجود کے ساتھ بینیش پر سخت نگاہ ڈالی:

"مجھ میں علیدان شاہ کو بہکانے کا ہنر ہے۔۔۔ تو اگر تم اسے بہکانے کے گر سے واقف ہو تو جاو۔۔۔ جا کر اسے راغب کرو۔۔۔ مجھے یقین ہے تم اس کے بال برابر بھی قریب نہیں جاسکو گی۔"

پھر اسنے شدت برداشت سے بھاری ہوتی آواز میں سکندر اعوان کو کہا:

"اگر آئندہ آپ نے کسی کو مجھے لینے کے لئے بھیجا۔۔ تو میں تم پر اغوا کا مقدمہ کر لوں گی" ہمارے درمیان کوئی رلیشن نہیں ہے۔۔۔ تو تم کو کوئی حق نہیں کہ مجھے اپنے دوست کے بھتیجے کے ہاتھوں بچ دو۔ "زندگی میری ہے۔۔ مستقبل بھی میرا ہے، میں خود اپنا فیصلہ کر سکتی ہوں، تم کو میرے لئے کسی کو چننے کی ضرورت نہیں۔" وہ سخت لہجے میں نفرت سے سب کو دیکھتی۔۔ مڑ گئی۔

اس کی بات پر بینیش نے پیر پٹے۔۔

"ڈیڈ، آپ نے اس کو اس لہجے میں بولنے کی اجازت کیسے دی؟

سکندر اعوان نے سر موڑ کر اسے بے بسی سے دیکھا: "بچے، میں نے تم کو نہیں کہا تھا، جب تک فاران ادھر سے نہ جائے تم اندر نہ آنا، کیوں اتنی بے صبری ہو؟"

"اٹ از ناٹ لائیک، کہ آپ نے کچھ نہیں سنا کہ اس کتیا نے کیا کہا؟

اس نے آپ سے کہا کہ اس فاران کے ساتھ میری شادی کروادو اسے کیا حق ہے کہ میرے لئے فیصلہ کرتی پھرے، اس کی ہمت بھی کیسے ہوئی، مجھے فاران سمیع کے ساتھ جوڑنے کی؟"

بینیش نے دانت پیسے:

"ڈیڈ جتنا میں اس بارے میں سوچتی ہوں، اتنا ہی غیر متفق ہوتی ہوں۔۔۔ یہ آن جو پیدا ہی کم حیثیت ہوئی، اسے کیا حق ہے جو علیدان شاہ کو اپنے طرف مائل کرے، کیا وہ کوئی "چیز" ہے جو آن کو آسانی سے حاصل ہو؟۔۔۔۔۔ لیکن سچ یہ ہے کہ اس پر آن کا اچھا تاثر ہے۔"

مینیش باپ کے پاس آئی اور سکندر کا بازو کھینچ کر لاڈ سے کہا:

"ڈیڈ، میں علیدان شاہ سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔"

جیسے کہہ رہی ہو "میں نئے کپڑے لینا چاہتی ہوں۔"

"کیا اتم بھی پاگل ہو گئی ہو؟"

"میں پاگل نہیں ہوئی،

وہ ایسا کر سکتی ہے۔۔۔۔۔ تو میں اس سے زیادہ قابل ہوں،

میں اعوان خاندان کی جائیز وارث ہوں، لیکن وہ نہیں ہے۔" علیدان شاہ کو نہیں معلوم کہ یہ آپ کی

بیٹی ہے، لیکن کیا آپ جانتے اگر علیدان کو اصل بات پتا چلی تو وہ پھر بھی اس کے قریب ہوگا؟"

"دونوں خاندان کے بچے ایک دوسرے سے شادی نہیں کر سکتے، یہ ناممکن ہے، دونوں قبیلوں کی نسلوں

میں پہلے سے ہی بدگمانیاں موجود ہیں۔" اعوان اس کی بے سروپا سن تپ کر بولا۔

یہ کیوں ممکن نہیں؟ اگر ہماری نسل شادی کرے تو ہو سکتا ہے نسلی بدگمانیاں ختم ہو جائیں، اس کے علاوہ یہ بھی تو سوچیں، اگر میں۔۔۔ اعوان خاندان کی بیٹی۔۔۔ شاہ خاندان کی بہو بن جاؤں۔۔۔۔ تب دونوں خاندانوں میں امن ہو جائے گا۔ کیا ہم بڑے فاتح نہیں بن جائیں گے؟ علیدان شاہ اعوان خاندان کا داماد بن جائے گا۔ ڈیڈ۔۔۔ تھنک اباوٹ اٹ۔۔۔ کیئر فلی۔۔۔۔" جب بینش اعوان نے یہ کہا تب اعوان سکندر کے کچھ پل غور فکر میں ڈوب گیا۔

یہ معاملہ واقعی ایسے ہوا جیسے بینش کہہ رہی ہے، تو یہ زیادہ بہتر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ، اسے یہ ڈر بھی تھا۔۔۔ اس نے اپنا سر ہلایا،

"علیدان شاہ کو ڈیل کرنا آسان نہیں ہے۔

اگر اس نے تم سے شادی کرنا چاہی تو یہ سب سے مشکل مرحلہ ہو گا۔"

ڈیڈ، مجھے پرواہ نہیں ہے۔ اگر آپ میری مدد نہیں کرتے ہیں تو میں خود ہی کر لوں گی۔ جب وقت آئے گا تو۔۔۔ میں اعوان خاندان کو نیچا دکھانے کی پرواہ نہیں کروں گی۔ وہ ضدی لہجے میں نخوت بھرے لہجے میں بولی۔

"آل رائیٹ، ابھی کچھ گڑ بڑ کرنے کی کوشش مت کرنا، نہ ہی جلدی مچانے کی ضرورت ہے، مجھے کچھ سوچنے کا وقت دو۔" اعوان نے اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔

زایان نے اس کا مین انٹرنس تک پیچھا کیا۔

اور پھر گھوم کر اس کے سامنے آکر اس کی راہ روک دی، آن نے اسے برہم انداز میں دیکھ کر لب بھینچ کر خود کو بمشکل کچھ غلط کہنے سے روکا:

"اب آپ نے بھی کچھ کہنا ہے؟" انداز سرد تھا،

"اب میری باری ہے کہ تم سے کچھ پوچھوں۔ کیا تم مجھے کوئی وضاحت نہیں دو گی؟" زایان کا انداز کچھ کچھ برہم تھا۔

"مجھے آپ کو کوئی بھی وضاحت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔" آن نے اسے بنا دیکھے سپاٹ انداز میں جواب دیا۔

"آن کیا تم نے اپنی زندگی کو مذاق سمجھ رکھا ہے؟ پہلے بھی کتنی بار۔۔ میں تمہیں منع کر چکا ہوں؟ علیدا ان شاہ کو اتنی اجازت مت دو، پھر کیوں تم نافرمانی کرتی ہو؟" وہ جیسے بے بس ہوا

"کیوں؟۔۔۔ میں کیوں اس کے ساتھ نہیں ہو سکتی؟" آن نے اسے سوالیہ انداز سے دیکھا۔
"کم از کم اس نے اور اس کی فیملی نے مجھے تکلیف تو نہیں پہنچائی.... وہ جیسا باہر سے دکھتا ہے اندر
سے اتنا ہی سچا ہے۔" آپ اس جیسے نہیں بن سکتے۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔"

"اس کا مطلب ہے تم اس سے پیار کرتی ہو؟" زایان کی آنکھوں میں اب جیسے شعلوں کی لپک
تھی۔۔۔ یہ جاننا اس کے لئے سوہان روح تھا جیسے۔۔۔

"کیوں۔۔۔ کیا میں اس کے قابل نہیں ہو سکتی؟" آن نے سر اٹھا کر سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا۔
"ہم سنگل ہیں۔۔۔ پھر کس وجہ سے میں اس کے قابل نہیں ہوں" صرف اسی لئے کہ۔۔۔ میں
اعوان خاندان کی "ناجائز" بیٹی ہوں؟؟؟" یہی وجہ ہے؟؟ یا اس وجہ سے کہ آپ کے خاندان کی
"شاہ" خاندان سے نسلی عداوت ہے؟"

"مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ کی عداوت کس بات پر ہے۔ اور اس کا میرے ساتھ کیا لینا دینا؟
نیز، میں آپ کے خاندان کی میمبر نہیں ہوں، لہذا ان دونوں خاندانوں کے مابین شدید نفرت کا مجھ
سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔" آن نے صاف صاف بتایا۔۔۔

"وہ تمہاری شناخت جانتا ہے، اس کا مقصد تمہارے قریب آنا ہے۔۔۔ سمپل،
کیا میں آج تک کبھی تمہارے لئے نقصان کی وجہ بنا ہوں؟
آن، چاہے ساری دنیا کے لوگ تم کو تکلیف پہنچائیں، میں کبھی نہیں۔۔۔ سمجھی تم؟"

زایان کے الفاظ نے کچھ پل آن کو خاموش کر دیا۔ وہ اچھی طرح جانتی تھی، اس کا بھائی اس کے لئے نقصان دہ کبھی نہیں بن سکتا۔

تاہم۔۔۔ وہ کیا کر سکتی تھی؟

اس نے اسے بار بار مسترد کیا۔۔۔ جتنا وہ کر سکتی تھی اس سے دوری بنانے کی کوشش کرتی تھی، علیدا ان شاہ ایک اچھا انسان تھا۔ کیا وہ اسے صرف آپس کی رنجش کی وجہ سے تکلیف پہنچا سکتی تھی؟ جس بات کا آن سے کوئی لینا دینا ہی نہ تھا۔۔۔ وہ اس شخص کو کیوں تکلیف پہنچاتی جو اس کے ساتھ اچھا تھا۔۔۔

"بھائی، میں اب علیدا ان شاہ کے ساتھ نہیں ہوں گی، لہذا، مزید نفرت کی باتیں نہ کہیں۔ اس کا میرے قریب آنے کا اگر کوئی مقصد ہے بھی۔۔۔، تب بھی اس نے مجھے کوئی۔۔۔ تکلیف نہیں پہنچائی، میں تھوڑی سی تھکی ہوئی ہوں، مجھے واپس جانا چاہئے۔"

یہ کہہ کر وہ مڑی ہی تھی کہ زایان نے کلائی سے تھام لیا،

"میں تم کو چھوڑ آتا ہوں۔"

آن نے نفی میں سر ہلایا، "نہیں، میں خود سے چلی جاؤں گی۔" یہ کہتے ساتھ ہی کلائی چھڑوا لی۔۔ اور گیٹ سے باہر نکلتی گئی۔

زایان نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر خود کو رلیکس کیا اور گھر کے اندر داخل ہوا، بینش کب کی جاچکی تھی، وہ اعوان سکندر کے پاس آیا اور انداز میں برہمی کا تاثر لئے بولا:

"آئینہ ان ردی لوگوں کو آن سے متعارف مت کروائیے گا، ورنہ میں ایک ایک کر کے سب کو دیکھ لوں گا، ڈیڈ۔۔۔۔۔ یہ میری آپ کو آخری وارننگ ہے،۔۔۔۔۔ کسی کو بھی اجازت نہیں کہ آنیہ کو چھو بھی سکے۔" یہ کہتے ہی برہم انداز میں تیزی سے مڑ کر سیڑھیاں چڑھتا اوپر چلا گیا۔

"ہاں۔۔۔!!! آنیہ صرف اس کی ہے، کوئی اسے چھو نہیں سکتا، نو ون۔۔۔"

جب وہ اپنی بلڈنگ کے پاس پہنچی، تو اس جگہ کو دیکھ کر رک گئی جہاں علیدان شاہ ہمیشہ اس کے انتظار میں کھڑا ہوتا تھا۔

اوپر سیڑھیوں تک جانے سے پہلے وہ وہاں تین منٹ تک گم سم کھڑی رہی۔ وہ اب نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس کے سامنے آئے،

کیونکہ اب اس نے اس سے فاصلہ رکھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔
لیکن ابھی اس وقت، وہ دکھ میں تھی۔ لاشعوری طور پر وہ چاہ رہی تھی کہ اسے دیکھے۔
کیونکہ اس کی بانہوں کا حصار سچ میں اس کے مردہ ہوتے احساسات کے لئے زندگی تھا۔

وہ آہستہ آہستہ تھکی تھکی سی پسمردہ نیچے بیٹھتی چلی گئی اور اپنے بازوؤں کو اپنے گرد اوڑھ لیا، تصور کیا جیسے کوئی اسے گلے لگائے ہوئے ہے، اور اسے پرسکون کر رہا ہو۔

تبھی بیگ میں سے فون گنگنایا۔۔۔ آں نے کندھے سے بیگ اتارا، اور فون نکال کر چمکتے نمبر کو دیکھا جہاں یہ الفاظ چمک رہے تھے،
"شاہ خاندان کا تیسرا ولی عہد۔"

یہ دیکھ کر آن کے ہونٹ لاشعوری طور پر بے ارادہ ہی تھوڑے سے مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔
اس نے بے چینی سے کال پک کری۔۔۔ دوسرے طرف دیکھو تو جیسے فون اتنی جلدی سے اٹھالیے جانے پر علیدان کو شدید حیرت ہوئی، اس نے بے یقینی سے فون کو دیکھا۔۔۔ "کیا یہ واقعی کنیکٹڈ ہوا ہے؟؟"

علیدان شاہ نے کچھ نہ بولا، نہ ہی دوسری طرف زمین پر ایک بازو کو ٹانگوں کے گرد اوڑھے، دیوار سے سر ٹکائے، دوسرے ہاتھ سے فون کان سے لگائے۔۔۔ بیٹھے وجود نے ہی آواز کی،

دونوں کافی دیر تک خاموش رہے۔۔۔ تبھی علیدان نے ہی خاموشی کو توڑا اور پوچھا:
"کہاں ہو تم؟"

"دروازے پہ۔"
"کیا ابھی گھر پہنچی ہو؟"
"ہاں۔۔۔۔"

"کیا کوئی بات ہوئی ہے؟"
اس پر آن نے تکلیف برداشت کرتے مٹھیاں بھینچتے لب بھینچ کر خود کو کچھ کہنے سے روکا۔۔ صرف
نفی میں سر ہلا کر: "نہیں۔۔۔۔"

"لیکن۔۔۔۔" علیدان نے بیچ سے کاٹا "یہ مت کہنا کہ کچھ نہیں ہوا۔۔۔ تم اس وقت خراب موڈ
میں لگ رہی ہو مجھے۔"

اس کی درست شناسی پر آن دنگ رہ گئی۔۔ بے اختیار اس نے فون کو دیکھا "کیا اس کی آنکھیں اسے
دیکھ رہی ہیں؟" آن کا دل جیسے سکڑا۔ اور اس کی آنکھیں جلنے لگیں،
"ع۔۔۔ علیدان۔۔۔ شاہ۔۔۔ اس نے سسکی دہالی۔۔"

"میں ادھر ہی ہوں۔۔ تمہارے پاس۔۔ دل کو تھپکی دینے والی آواز اور روح کو سکون پہنچانے والے الفاظ فون کی تاروں سے نکل کر آن کی سماعتوں میں پہنچے تو آن کو لگا جیسے وہ اکیلی نہیں ہے۔۔ ایک سکون کی ٹھنڈی لہر اس کے وجود کو گھیرے میں لیے ہوئے ہوئے تھکنے لگی۔۔

آن نے ایک گہری سانس لی اور خود کو سنبھالا:
"آئی ایم فائن، آئی ایم جسٹ لٹل ھنگری۔"

علیدان شاہ کچھ پل خاموش رہا پھر گھمبیرتا سے بولا: "اچھے بچوں کی طرح سیڑھیوں سے اوپر جاؤ، اور ایک طرف کھڑی ہو کر میرا انتظار کرو۔"

تبھی آن نے جلدی سے کہدیا: "مت آئیے گا۔۔ میں کھانا باہر کھانے جا رہی ہوں، ڈنر کے بعد میں گھر جا کر آرام کروں گی، اسی لئے آپ کو شب بخیر پہلے سے ہی۔" آن نے یکدم کال کاٹ دی۔۔ یہ سوچ کر کہ اس نے زایان سے کیا وعدہ کیا تھا۔۔ آن نے اپنا سر ہلایا۔۔ اور تکلیف سے آنکھیں بند کر لیں۔

وہ علیدان شاہ کی آنیہ بن کر اس سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتی تھی، کیونکہ وہ ہر طرح سے کمزور تھی، جب اسے ضرورت پڑے تو اس کے طرف ہاتھ بڑھادے، اور جب ضرورت نہ ہو تو اسے لات مار کر دور اچھال دے، یہ غلط تھا۔۔ وہ اس کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی تھی،

وہ تیار ہو کر باہر آگئی، اسے بھوک لگی تھی، یہ سچ تھا۔ اس کی رہائش کے ساتھ ہی گلی میں کھانے پینے کے چھوٹے چھوٹے اسٹال تھے، وہ وہاں دو بار آئی تھی، اور کھانا کھایا تھا، اس کا ذائقہ بہت لذیذ ہوتا تھا۔ وہاں پہنچ کر ایک ٹیبل پر کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ آج رات وہ اپنے دکھ کو بھوک کی آڑ میں مٹانے والی تھی،

کھانے کے کچھ پل ہی اسے اپنے قریب ایک آواز سنائی دی:
"کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تعبداری سے گھر جا کر میرا انتظار کرنا۔"
یہ سنتے ہی اسے کھانسی لگ گئی نوالہ جیسے حلق میں پھنس گیا۔ آن نے مڑ کر اسے دیکھا۔ اس کے ہونٹوں کے کناروں سے سرخ کچھ اپ بہہ رہا تھا۔ وہ حیرت سے اسے دیکھ کر بولی:

"آپ کو اس جگہ کا کیسے پتا چلا؟"

"میں تم کو بتا چکا ہوں، اگر تم چوہے کے بل میں بھی چھپ جاؤ... وہاں سے بھی کھینچ نکالوں گا۔"
ساتھ ہی ٹیبل پر پڑے ٹشو باکس سے ٹشوز نکال کر نرمی سے اس کے ہونٹوں کے قریب جھک کر کچھ اپ صاف کر دیا۔ اور ٹشو سامنے کر دیا۔

ٹشو پر سرخ نشان دیکھ کر وہ سخت شرمندہ ہو گئی، جلدی سے دوسرا ٹشو کھینچ کر خود کے ہونٹ صاف کرنے لگی، پھر شرمساری سے مسکرا کر کہنے لگی:

"کیا آپ نے کھانا کھالیا؟" کیا آپ ساتھ کھائیں گے؟

"تمہارا کیا خیال ہے؟ میں یہ کھاؤں گا؟"

"کیوں نہیں۔۔؟ میں یہاں دو بار آئی ہوں، یہاں کا ذائقہ بہترین ہے یہ کہتے ہی مچھلی کے فرائی

کوفتے الگ سے پلیٹ میں ڈال کر اس کے طرف بڑھائے،

"لیکن یوں عام اسٹالوں کا کھانا کھانے کا بالکل بھی ارادہ نہیں رکھتا۔"

"ٹرائی کر لیں، اگر میری بات پر یقین نہیں تو۔۔۔" اس وقت علیدان کے سامنے وہ سب کچھ بھول گئی

تھی۔۔ اور یہ اس شخص کا کمال ہی تھا۔

علیدان شاہ نے فش کوفتوں کو ابرو چڑھا کر گھورا۔ لیکن کوئی حرکت نہیں کی۔۔ یہ دیکھ کر آن نے

لب بھینچ لیے۔

"میرا معدہ یہ گند کچرا برداشت نہیں کر پائے گا۔" علیدان نے کوفت سے کہا۔

وہ جب یہ بات کر رہا تھا کچھ لوگوں نے مڑ کر اس جیسی شاندار شخص کو ایسی عام جگہ پر حیرت سے

دیکھا ضرور، لیکن چونکہ نہیں تھے۔۔ کیوں کہ وہ عام لوگ تھے جن کا اخبار کی خبروں یا ٹی وی نیوز

سے واسطہ نہیں ہوتا، ورنہ علیدان جیسی مشہور شخصیت کو دیکھ کر وہ اکٹھے ہو جاتے،

آن نے یہ دیکھ کر کہ لوگ متوجہ ہیں اسے بازو سے پکڑ کر کھینچا اور کان میں بھینچی بھینچی سی سرگوشی کی:

"کیا آپ خاموش نہیں رہ سکتے؟ اگر آپ یہ کھانا نہیں کھا سکتے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم بھی نہیں کھا سکتے؟ یہ کھانا ہے۔۔۔ کچرا نہیں۔۔۔ میرے لئے یہ سب ویسا ہی ہے۔" اس نے ایک فش کوفتہ کیچ اپ میں ڈپ کیا اور منہ کے قریب لائی، "یہ کچرا نہیں ہے" ٹرائی کریں، اس کا ذائقہ بھی بہت اچھا ہے۔" یہ قابلِ رحم بات نہیں کہ آپ نے اپنی پوری زندگی میں ایسا کھانا نہیں کھایا۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

علیدان شاہ تو حیرت سے اسے پٹ پٹ بولتے ساتھ میں کھاتے دیکھ کر متعجب سا تھا۔

"اگر میں تمہارے ساتھ کھاؤں تو پھر ہم گھر واپس جاسکتے؟"

آن نے سر ہلایا۔۔۔ ظاہر ہے وہ کھانے کے بعد گھر جانے کا ہی سوچ رہی تھی، ساری رات تو ادھر بیٹھنے سے رہی، علیدان نے اس سے ایک کوفتہ لے کر برے برے منہ بنا کر بمشکل منہ میں ڈالا، اسے کھانا بہت مشکل تھا، آن نے اسے دوسرا دیا، علیدان شاہ نے ابرو اچکا کر ٹیسٹ فیل کیا۔۔۔ "ناٹ بیڈ"۔۔۔

تاہم اس نے صرف دو کھائے، یہ غیر صحتمندانہ کھانا تھا، بنا ہاتھ دھوئے۔۔۔

ادھر آن کو دیکھو تو جیسے بھوک سے پاگل ہو رہی تھی، تھوڑی دیر میں ہی اس نے دو پلیٹ صاف کر دیں، یہ دیکھ کر وہ اب بھی کھانا چاہتی ہے،۔۔۔ علیدان نے اس سے پلیٹ چھین کر ٹیبل پر پٹختی، اور اسے بازوں سے پکڑ کر اٹھالیا۔۔۔

"آل رائیٹ۔۔، تم بھت کھاچکی ہو۔۔۔ تمہارا معدہ کیسے اتنا برداشت کرے گا؟" اس نے اپنا والٹ نکال کر بل پے کیا، اور اسے ساتھ لے کر اس کی رہائش کے طرف چلنے لگا۔

"آپ نے بقایا پیسے تو لیئے نہیں؟" ٹھہریئے۔۔۔

"کس چیز کا بقایا؟؟ میرے والٹ میں ایسی گندی جگہ سے لیئے گئے پیسوں کے لئے جگہ نہیں۔۔۔"

وہ بے ساختہ اس کی طرف دیکھتی رہی۔ واقعی... وہ سچ میں ایک سرمایہ دار تھا، اس کے لئے یہ فضول خرچی عام بات تھی۔

علیدان شاہ اسے لئے کار تک آیا، اور دروازہ کھول کر ایک ڈیسرٹ باکس نکالا۔

"آپ کھانا خرید لائے ہیں؟"

"تم نے نہیں کہا تھا کہ تم کو بھوک لگی ہے؟"

آن نے اسے دیکھا۔۔۔ اس کا دل بے اختیار علیدان کے طرف جھکا تھا۔۔۔ تو کیا وہ یہاں اسے کھانا پہنچانے آیا تھا؟

"یہ لو، تھامو اسے۔"

آنہ نے خوبصورت پیکڈ باکس کو دیکھا جو کھانا بحر حال نہیں تھا،

"یہ۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔ ایسا لگتا۔۔۔ سنیکس ہیں۔"

آن نے اندازہ لگایا۔۔۔

"کیا۔۔ تم کو سنیک پسند نہیں؟"

"اوہ، نو۔۔ میرا مطلب تھا، مجھے بھوک ہے۔۔۔ آپ نے سنیک کے بجائے کھانا کیوں نہیں خریدا؟۔"

"میری رائے کے مطابق، تم کو بھوک نہیں لگی، بلکہ تم خراب موڈ میں ہو،۔۔۔ میں نے آن لائن چیک کیا تھا۔۔۔ جب لڑکیاں خراب موڈ میں ہوتی ہیں تو وہ ہلکا پھلکا کھانا پسند کرتی ہیں، سنیکس کے بیچ میں جو چیز ان کو مرغوب ہوتی ہیں وہ ہیں میٹھی چیزیں۔۔۔ درست؟؟۔۔۔"

آن اس کی تفصیلی بات سن کر نظر جھکا کر ہلکا سا مسکرائی۔ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر علیدان کچھ شرمندہ ہوا۔۔۔

کیا وہ غلط کہہ چکا ہے؟۔۔۔

"تم ہنس کیوں رہی ہو؟ وہ خفا ہوا

آن نے مسکراہٹ دبا کر اس سے ڈبہ لیا۔

"ہاں۔۔۔ مجھے پیسٹریز پسند ہیں اسپیشلی میٹھی۔۔۔"

یہ کہتے ہی وہ اپنے ایریا کے طرف چل پڑی۔۔۔ اب اس کا موڈ کافی بہتر تھا۔۔۔

علیدان شاہ اسے دیکھتا رہ گیا۔۔۔ "آن۔۔۔ وہ پکارا۔۔۔"

وہ مڑی۔۔۔ اور اسے دیکھا۔۔۔

"ہمممم۔۔۔" انداز سپاٹ تھا۔۔۔

وہ اس کے پاس پہنچ گیا۔۔۔

"آج کیا بات ہوئی تھی؟" نرمی سے پوچھا۔۔۔

آن نظریں جھکا کر لب بھینچ کر کھڑی رہی۔

"اس کے بارے میں کچھ مت پوچھو۔۔۔ میرے دل کو تکلیف ہوگی۔"

"اڑبی کا زاعوان فیملی نے پھر سے۔۔۔؟

آن نے چونک کر اس کے چہرے کو دیکھا۔۔۔ جہاں فکر تھی، خیال تھا۔۔۔ محبت تھی۔۔۔
آن نے خاموشی سے فقط سر ہلایا۔۔۔

"میں تمہاری بدلہ لینے میں مدد کروں گا۔"

"نہیں۔۔۔ حالانکہ میں ان کو پسند نہیں کرتی، لیکن میں خود کو زیادہ ان میں انوالو نہیں کرنا چاہتی۔"

"اگر آپ نے ان کو اسی طرح نشانہ بنانا جاری رکھا تو وہ لوگ ہمیشہ کی طرح یہ الزام بھی مجھ پر
تھوپ دیں گے۔"

اس کے بارے میں سوچتے ہوئے، اس نے ان دو ماہ میں اعوان سکندر سے جتنی بار بھی سامنا کیا
تھا، اسے گزرے تین سالوں میں بھی اتنا برا نہیں دیکھا تھا، وہ اب اس کی نفرت انگیز شکل نہیں
دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔

علیدان نے سر ہلادیا۔۔۔

"تو پھر تم کب بدلہ لینا چاہو گی، مجھے بتاؤ، میں تمہاری خاطر کس بھی وقت۔۔۔۔۔ جنگ کرنے کا کوئی
راستہ شروع کروں۔"

آن بس خاموش سی۔۔۔ ہونٹ بھینچے کھڑی رہی۔

"اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم آگ کا منہ کھول دیں۔"

"شاہ خاندان اور اعوان خاندان کے لئے یہ ایک جنگ ہے۔"

"اوہ رائیٹ۔۔۔ آپ کی ان سے کیا عداوت ہے؟۔۔۔ کس لئے۔۔۔ کس لئے آپ ان کے ہر فرد پر غصہ ہیں؟"

"ہمارا "شاہ" خاندان ان سے کبھی خوفزدہ نہیں رہا۔ جو خوفزدہ ہیں وہ اعوان فیملی والے ہیں۔" جہاں تک حقیقت کی بات کہ کیا ہوا تھا؟۔۔۔"

علیدان نے ہاتھ بڑھا کر اس کا خوبصورت معصوم چہرہ تھاما،

"تم کو کچھ بھی جاننے کی ضرورت نہیں ہے، میری نظر میں، تم اس فیملی کی فرد نہیں ہو۔"

اور یہ سچ ہی تھا، علیدان نے کبھی محسوس نہیں کیا، کہ آنیہ عصمت اعوان خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔۔۔

وہ اس کے قریب کیسے پہنچا۔۔۔ اس کی وجہ کوئی اور تھی۔

اس کے لئے آنیہ ایک عام انسان تھی،

جس کی کوئی قیمت نہیں تھی،

وہ اپنی مہربانی سے اس کے ساتھ مخلص رہا تھا۔

حلانکہ۔۔۔ وہ اسے محبت نہیں دیتی تھی، لیکن۔۔۔ وہ اس کی دوست ضرور بن رہی تھی، وہ یہ بات

بھلی نہیں مانتا تھا لیکن وہ اسے دوست کی حیثیت سے ہی ملتی تھی۔

آنہیہ کو مسلسل خود کو تکتے اور کچھ سوچتے دیکھ کر علیدان نے اسے گھورا۔

"کیوں ایسے دیکھ رہی ہو آن۔۔۔؟"

آن نے لب بھینچے اور ذرا سا مسکرائی۔ پیسٹریز کا ڈبہ اپنی بانہوں میں تھامے ہوئی:

"علیدان شاہ، اگر ایسا کوئی دن آئے جس میں آپ کو میری ضرورت پڑے، میں حتی الامکان آپ

کے کام آؤں گی، چاہے کچھ بھی ہو۔"

علیدان شاہ ناگواری سے ہنسا:

"میں ایک عورت کو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ میری مدد کرے۔"

"کسی عورت کو مت دیکھیں، اسپیشلی میری جیسی عورت۔۔۔۔ میں کروں گی وہی جو میں نے کہا ہے۔۔ اگر آپ یقین نہیں کرتے تو۔۔۔" صرف انتظار کریں۔۔ اور دیکھیں۔"

"میں خود کو اجازت نہیں دیتا کہ ایک عورت سے مدد لوں۔" علیدان آنکھوں میں کچھ ناگواری کا تاثر لئے، لیکن ہلکے سے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"دوسری عورت کو مت دیکھیں۔۔ اسپیشلی میری جیسی عورت اپنے الفاظ کا پاس رکھتی ہے، میں جو کہتی ہوں کرتی ہوں، آزما کر دیکھئے گا" آن شاید اس وقت جوش میں تھی۔

"سو تم نے اپنے لفظ "شکریہ" کا متبادل تلاش کر لیا ہے، درست؟" دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگے۔۔ آن نے اس بات پر اسے آنکھیں چھوٹی کر کے گھورا۔

"میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں نا میں اپنے لفظوں کا پاس رکھوں گی۔" آن نے لفظ "پاس" پر زور دیا۔

"تو پھر ابھی مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے، کیا کرنا چاہو گی؟" علیدان رک گیا اور اسے بھی ہاتھ سے تھام کر روکا۔

"کہئے۔" آن ایکسائیٹمنٹ سے بولی

"بی مائی وائف، میرا ساتھ قبول کرلو، میں تم کو شاہ خاندان کی تیسری خاندانی بہو بنانا چاہتا ہوں" وہ ہلکے سے مسکراتا اپنی خواہش بیان کر گیا۔

"علیدان پلیز۔۔ میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں، میں یہ نہیں چاہتی۔ نہ ہی آپ کی ایسی بات سن کر شرما سکتی ہوں۔" وہ جیسے زچ ہوئی۔

یہ سن کر علیدان کو ناگوار تو بہت لگا، وہ اس کے نکاح میں تھی، وہ چاہتا تو اسے ساتھ لے جاتا، کون روک سکتا تھا؟ لیکن وہ اسے مسلسل ڈھیل دیئے جا رہا تھا کہ آن اس کی محبت کو کبھی تو قبول کر لے گی، اور دل سے اس کے ساتھ رہنے پر تیار ہو جائے گی۔

"میں اگر چاہوں، تو تم کو ابھی اپنے ساتھ لے جاؤں، مجھے روکنے کا حق تم بھی نہیں رکھتی آن۔۔ لیکن یہ میری طبیعت کے خلاف ہے زور و زبردستی سے رشتہ نہیں چاہتا، لیکن۔۔ اگر میری برداشت ختم ہوئی تو مجھے تم بھی نہ روک پاؤ گی، بی کا میں "حق" رکھتا ہوں۔" وہ اسے جتا گیا تھا آن تو دنگ رہ گئی۔۔

اس وقت واقعی اس کے پاس الفاظ نہیں تھے، وہ اعوان فیملی کے ڈر کی وجہ سے اس سے دور بھاگ رہی تھی، وہ ڈرتی تھی اگر اعوان فیملی کو پتا چلے گا تو الزامات کی بھرمار ہو جائے گی جس میں اس کی ذات دفن ہو جائے گی، لیکن وہ علیدان کو کتنا روک سکتی تھی؟ اور جو بات چھپی تھی تو علیدان کا کرم تھا، وہ چاہتا تو اسے ساتھ لے جا کر اپنے محل میں بیوی کی حیثیت سے رکھ لیتا۔ کیا کرتی وہ؟؟ کیا کرتے اعوان فیملی والے؟؟ لیکن اپنے ڈر کا کیا کرتی؟ کیا وہ کمزور تھی؟؟ کہ اعوان کی دھمکیوں سے ڈر کر خود اپنے ہاتھوں سے خوشیوں کی دستک دیتے ہاتھ بار بار ٹھکراتی رہتی؟؟ وہ ہنکارا بھر کر رہ گئی۔

"اس پر ہم پھر بھی بات کریں گے علیدان ابھی میں خود کو تیار نہیں پاتی۔"
بالا آخر اس نے تھکے تھکے سے انداز میں نظر جھکا کر ہلکی آواز میں کہا۔
"میں سنجیدہ ہوں آنیہ علیدان شاہ"

علیدان نے اپنے حوالے سے اسے مخاطب کر کے بتلایا تھا۔ جس پر آن نے اسے چونک کر دیکھا تھا۔

"اپنے اور میرے مابین رشتے کو سمجھو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے، میرے خیال سے میں نے تمہیں کافی وقت سمجھنے کو دیا ہوا تھا۔" علیدان نے گھمبیر لہجے میں کہہ کر، اس کا چہرہ تھما اور اس کی نیلی آنکھوں کی گہرائیوں میں جھانکتا جیسے اسے بے بس کرا۔

آن کچھ نہ بولی دونوں بس کچھ پل یونہی مسمرائیز ہوئے، ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہے تھے۔

"ہمممم،" کچھ کہتے وہ رک گیا، لب بھیج کر علیدان نے خود کو بمشکل آگے بڑھنے سے روکا تھا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا اسے خود میں چھپالے، جہاں کوئی زایان، کوئی سکندر اور کوئی بینش اعوان کا خوف، اس کی آنیہ علیدان کو چھو کر بھی نہ گذرے۔ اور وہ جلد ہی آن پر اعوان فیملی کی حقیقت آشکارا کرنا چاہتا تھا۔ جلد ہی۔۔ بے اختیار ہی اسے ساتھ لگا گیا اور سکون کی ایک گہری سانس لی۔ ادھر آنیہ اس کے سینے میں منہ چھپائے جیسے خود کو ایک محفوظ پناہ گاہ میں محسوس کر رہی تھی، یہی تو پناہ گاہ تھی جسے وہ کچھ دیر پہلے شدت سے مس کر رہی تھی،

"اب تم اوپر جا کر پیسٹریز انجوائے کرو، اور پھر فریش ہو کر آرام کرنا۔"

علیدان نے اسے خود سے بمشکل الگ کیا، اور اسکا ملیح، خوبصورت چہرا ہولے سے دونوں ہاتھوں میں بھرا اور سلگتے ہونٹوں سے اس کی نرم ملائم پاکیزہ سی پیشانی پر نرمی سے بوسہ دیا، پھر اس کے گال تھپتھپائے۔

"آپ۔۔ آپ اوپر نہیں آرہے؟" آن نے نظریں اٹھا کر اسے تجسس سے دیکھا، وہ سمجھی وہ بھی اس کے ساتھ آئے گا دونوں مل کر پیسٹریز انجوائے کریں گے۔

"اگر تم بلاو گی تو میں ضرور آؤں گا آفٹر آل، میں تمہارے چھوٹے سے گھونسلے کے قریب ہی ہوں۔" وہ اسے مسکرا کر چھیڑے گیا۔ جس پر آن نے گھوری سے نوازا، وہ واقعی چڑ گئی تھی۔

"اب تو میں آپ کو بالکل بھی دعوت نہیں دوں گی، میں یہ ساری پیسٹریز خود ہی کھاؤں گی، بالکل بھی آپ سے شیر نہیں کرنی۔"

آن نے ادائے دلبرانہ سے کہا۔۔ اب وہ کافی ہلکی پھلکی ہو چکی تھی اسی لئے اپنے پہلے والے موڈ میں آگئی تھی،

"ٹھیک، تو پھر جب یہ سب ختم کر لو تو ایک پکچر مجھے بھیج دینا، جس سے ثابت ہو کہ تم نے واقعی ساری کھالی ہیں، تاکہ مجھے پتا چلے کہ جو میں نے خریدا ہے، تم کو وہ پسند آیا ہے۔" علیدان نے نرم لہجے میں تاکید کی تھی،

"تو کیا واقعی علیدان اس کے ساتھ نہیں آرہا؟" آن دل میں مایوس ہوئی، وہ سمجھی مذاق کر رہا۔۔

لیکن وہ جھک کر اسے کی پیشانی پر پھر سے محبت بھرا بوسہ دے کر "ٹیک کیئر" کہتا گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"آل رائیٹ، میں سمجھ گئی۔" آن نے بے دلی سے کہا، "ڈرائیو کیئر فلی۔"

"تم پہلے اوپر جاؤ، میں دیکھ رہا ہوں" علیدان نے نرمی سے کہا۔
"میں تب جاؤں گا جب لائیٹ جلے گی۔"

آن اس کی کیئر اور محبت سوچ کر مسکرائی اور سر ہلا کر دروازہ کھول کر جلدی سے اوپر بھاگی اور روم میں جا کر جلدی سے بتی جلادی اور کھڑکی کے پاس جا کر پردہ ہٹا دیا۔ اس کی سانس اس قدر جلدی کرنے پر بے ترتیب ہو گئی تھی وہ گہرے گہرے سانس لیتی کھڑکی سے دیکھنے لگی۔ جہاں وہ بھی اپنی تمام تر وجاہت اور اپنی شخصیت کا سحر لیئے اسے دیکھ کر مسکرا کر ہاتھ ہلاتا گاڑی نکال لے گیا۔
آن نے بے اختیار مسکرا کر دل پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس کی دھڑکنوں کے راگ پر دل محو رقص تھا۔ دل میں گھنٹیاں سی بجنے لگیں تھیں۔ علیدان کا اس کے سر پر بوسہ دینا یاد کر کے آن نے بے اختیار چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپالیا۔

کچھ دیر بعد آن مڑی اور ٹیبل پر رکھے ڈیسرٹ باکس کو دیکھا، قریب جا کر کرسی کھینچ کر گھری سانس لے کر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر بہت پیاری سی مسکراہٹ تھی، کیا وہ اسے تین سال کی بچی سمجھ

رہا تھا؟ ایکچو نلی علیدان نے اس کے لئے ہر قسم کے کیک خریدے تھے، اسے لگا جیسے وہ کسی شہزادی کی طرح ٹریٹ کی گئی ہو، اسے اپنا آپ زندگی میں پہلی بار۔۔۔ ہاں!، پہلی بار اہم لگا تھا۔ کیا وہ واقعی کسی کے لئے اہم تھی؟؟ وہ کیک دیکھ کر سوچے گئی مسکرائی گئی۔۔۔ اسے یہ سب بہت پیارا لگا تھا۔ اس نے اپنی سیل فون اٹھائی اور پیسٹریز کھاتے اپنی سیلفی کھینچی، پھر کھاتی گئی، سیلفیز لیتی گئی۔۔۔ اس نے دو کیک کھائے دو پیسٹریز پر بھی ہاتھ صاف کر لیا، ابھی تیسرا کیک اٹھانے لگی ہی تھی کہ اس کی سیل فون واٹس ایپٹ کرنے لگی، آن نے چونک کر ان نون نمبر دیکھا اور حیران ہوتی کال پک کری، وہ سمجھی علیدان شاہ ہوگا، لیکن کسی اجنبی آواز نے اس اچھنبے میں ڈال دیا۔

"میس؟" آن نے سوالیہ انداز میں میس کہا۔

"ہیلو، آپ مس آنیہ عصمت ہیں؟ دوسری طرف سے مردانہ آواز میں کسی نے پوچھ کر جیسے یقین کرنا چاہا کہ مطلوبہ فرد ہی سے گفتگو کر رہا؟

آنہی نے سر ہلایا "جی ہاں، میں ہی آن ہوں۔ کیا میں جان سکتی ہوں کہ آپ کون ہیں؟"

"میم، میں سر علیدان شاہ کا سیکرٹری دانیال بول رہا ہوں، کیا سر ادھر ہیں؟" دوسری طرف سے کافی پریشانی میں پوچھا گیا۔

آن کو کافی شرمساری محسوس ہوئی، نفی میں سر ہلا کر بولی :
"وہ۔۔۔ ابھی ابھی گئے ہیں۔"

"اوہ مائے گاڈ، یہ تو بھت مسئلہ ہو گیا۔" وہ سخت پریشان ہوا۔
آن اس کے الفاظ سن کر سخت پریشان ہو گئی:
"کیا کچھ ہوا ہے؟"

"ہم یہاں غیر ملکی شراکت داروں کے ساتھ بات چیت کر رہے تھے۔ سر کو ایک فون کال موصول ہوئی اور وہ اچانک ہی میٹنگ آدھے میں چھوڑ کر وہاں سے چلے گئے۔ قریب ایک گھنٹہ گزر چکا ہے اور سر ابھی تک واپس نہیں آئے، اگر وہ واپس نہیں آئے تو، تعاون کے سیکڑوں لاکھوں ڈالر نالے میں چلے جائیں گے۔" وہ پریشانی سے پریشانی دباتا بتاتا چلا گیا۔
یہ سن کر کہ علیدان صرف اس کی وجہ سے اپنی اہم میٹنگ چھوڑ کر آیا تھا صرف اسے ڈیسرٹ دینے کے لئے، آن کے دل کو جیسے کچھ ہوا تھا۔
دانیال کے الفاظ سن کر آن کو دل کی گہرائی سے اپنا آپ قصور وار لگا۔
اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا، کہ اسے اسٹال پر کھانے کے لئے زور بھرنے کی دوسرے فرد کو اتنی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی۔

اس نے پیسٹریز پر افسردگی سے نظر ڈالی، اپنا جرم شدت سے محسوس کرتے اس کی آنکھیں سرخ پڑ گئیں، ان میں نمی سی چھلکنے لگی، اسے احساس ہوا کہ علیدان نے اس کو اہمیت دینے کے لئے اپنے نفع و نقصان کی بھی پرواہ نہیں کی تھی، اہمیت۔۔۔۔۔ یہ اہمیت اسے اس سے پہلے احساس کیوں نہیں ہوا؟ کہ وہ کسی کے لئے اتنی اہمیت کی حامل ہے؟؟ اوہ۔۔

آن کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آگئے۔۔ بے آواز آنسو اس کے گال بھگونے لگے تھے۔۔ یہ احساس بھت خوش گوار تھا۔۔۔ بارش میں بھیگی کچی مٹی کی خوشبو کی طرح، کڑی دھوپ میں اچانک سے۔۔۔ بادل چھا جانے جیسا،۔۔۔ اچانک سے سخت جس میں لگنے والی ٹھنڈی ہواوں جیسا۔ اس کا دل جیسے ہواوں کے دوش پر مست محو سفر اڑان بھرے جا رہا تھا۔

وہ چونکی: جب ادھر سے پکارا گیا: ہیلو میم؟
"دانیال، ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

"میم، آپ پریشان مت ہوں، میں کچھ سوچتا ہوں،۔۔۔ ادھ گاڈ، آپ واپس آگئے۔" وہ جیسے ہی بات کر رہا تھا اچانک سے علیدان کا نام لے کر اس سے مخاطب ہونے لگا۔ ادھر آن متجسس ہو گئی۔۔

علیدان شاہ کی سرد آواز اسے فون ریسپور سے سنائی دی گئی۔

"کیا میں نے کیا تھا کہ میں واپس نہیں آوں گا؟"

ادھر آن تو اس کا سرد لہجہ اور رعبدار آواز سن کر بے اختیار اپنے دل پر ہاتھ رکھ گئی۔
اپنے سامنے کے علیدان اور اس فون والے باس علیدان کو آپس میں کمپڑ کرنے سے اسے وہ قطعی
ایک مختلف شخص لگا۔ یہ وہ شخص تو نہیں تھا جو ابھی اس کے پاس سے گیا تھا یہ تو کوئی اور ہی
علیدان تھا۔

دانیال کی آواز اسے سنائی دی:
"نہیں، میں نے دیکھا آپ اپنا فون بھی ساتھ نہیں لے گئے تھی آپ سے رابطہ کرنا مشکل لگا۔
میں ڈر گیا الائیڈ ٹریڈ ایسوسائیشن والے چھوڑ نہ جائیں۔"

"اگر وہ چلے بھی جاتے تو کیا ہوتا؟ کیا ہماری کمپنی پیسہ نہیں کما سکتی؟" سپاٹ آواز میں کہا گیا۔

"جی ہاں، جی ہاں، کیوں نہیں سر شاہ، آپ نے درست کہا۔" دانیال یہ کہتے ہی، فون کے طرف متوجہ
ہوا:

"میم آن، سر واپس آچکے ہیں۔" یہ سن کر علیدان حیران ہوا۔ اور اسے گھورنے لگا:

"کیا تم آن سے بات کر رہے تھے؟" علیدان کی نظروں کی سخت تپش خود پر محسوس کر کے دانیال کی تو مانو ہتھیلیاں ہی بھیگ گئیں:

"آئی ایم سوری تیسرے مالک، میرا آپ سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا تو میں نے میم آن کو کال کری، پر آخر میں۔۔۔۔"

"انففف،" وہ ہلکے سے اس پر دھاڑا اور دانیال کے ہاتھ سے فون چھین لیا:

"کیا تم نے پیسٹریز کھائی؟"

علیدان کی پھر سے وہی نرم شفیق اور محبوب آواز سن کر آن نے ایک بار پھر فون کو حیرت سے دیکھا۔ کیا یہ وہی علیدان ہی ہے؟

بے اختیار پیر پٹخ کر روہانسی ہوئی:

"علیدان، آپ بہت ہی خوفناک ہیں، ڈرا دیا مجھے، کیوں کیا آپ نے میرے لئے اتنا؟ اگر آپ کی کو۔ آپریشن ناکام ہو جاتی تو میں خود کو زیادہ قصور وار سمجھتی۔"

دوسری طرف علیدان اس کی فکر مندانہ آواز میں شکایت سن کر ہولے سے مسکرایا:

"یہ تو میرا بزنس ہے اگر ناکام ہوا تو میں اس کا الزام تم پر کبھی نہیں دے سکتا۔" آف کورس۔۔ اگر تم یہ محسوس کرتی ہو کہ تم میرے خسارے کی وجہ بنی ہو تو۔۔ اور اس کا بدل دینا چاہو تو میں اس خسارے کا بدل تمہارے وجود سے لینا چاہوں گا۔ یہ مجھے اچھا لگے گا۔"

پاس کھڑے دانیال کی تو یہ جملے سن کر سیٹی ہی گم ہو گئی وہ بے اختیار حلق تر کر گیا، اور اسے ٹوکنا ہی مناسب خیال کیا:

"سر پلیز، آپ کو میٹنگ کے لئے دیر ہو رہی ہے۔"

علیدان حنسا: "مجھے تصویر بھیجنا مت بھولنا۔ اگر نہیں بھیجی، تو میں تم کو دیکھ لوں گا۔" ساتھ ہی مسکراتے فون بند کیا۔ اور پھر وہی سرد اور سپاٹ انداز میں دانیال پر چینخا جو اس وقت دروازے پر پہنچ چکا تھا: "اسٹاپ۔"

دانیال تعظیم سے مڑا اور ادب سے بولا:

"جی سر شاہ۔"

علیدان نے فون اس کے طرف اچھالا جسے دانیال نے جلدی سے کچھ کیا۔

"اگر تم نے آئندہ آن کو کال کرنے کی ہمت کی تو میں تم کو دیکھ لوں گا۔"

"جی، جی، جی۔ میں وعدہ کرتا ہوں، میں آئندہ کبھی نہیں کروں گا۔ اس نے دروازہ دھکیل کر کھولا اور دونوں ساتھ میٹنگ روم میں داخل ہو گئے۔"

ادھر آن کے طرف آ تو وہ ٹیبل پر پڑی پیسٹریز کو دیکھے جارہی تھی، اس کی خواہش ہی مٹ گئی تھی، اس کا دل نہیں چاہا کہ اور کھائے۔

لیکن یہ سوچ کر کہ علیدان اس کی پکچر کے انتظار میں ہو گا۔

اس نے ایک پیس اٹھا کر کھانا شروع کیا۔ اور پکچر کھینچ کر علیداں کو سینڈ کر دی۔

ادھر علیداں نے میٹنگ کے دوران فون بجتے سنا، تو جلدی سے اٹھا کر پکچر اوپن کری، اور اسے دیکھا، جہاں وہ مسکراتی ہوئی اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ پیسٹریز کے طرف اشارہ کرتی نظر آئی۔ اس کے رس بھرے ہونٹوں کے پاس کریم لگی ہوئی تھی، علیداں بے اختیار صحن پڑا۔ مذاکرات کے دوران ہی اس نے آن کو میسج ٹائپ کیا تھا:

"تم کیک سے زیادہ دلکش ہو۔"

پہلو میں، دانیال قدرے گھبرا گیا تھا، اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے تھے۔ واقعتاً اس نے اسے پہلے کبھی ایسے نہیں دیکھا تھا۔ یہ کسی سے محبت کرنے کی نشانی تھی۔

دانیال نے اس کے آس پاس محبت گنگنائی دیکھی اور سوچا "مس آن خوش قسمت ہے۔"

دوسرے دن صبح سے ہی آن سویر اٹھ کر علیداں کو سوچے جارہی تھی،

وہ مارکیٹ گئی، اور بھت ساری سبزیاں خرید لائی،

لیکن دن گذر گیا، علیدان نہ آتا تھا، نہیں آیا، نا ہی اس کی کال آئی۔ پورا دن اس نے انتظار کیا، رات ہو گئی۔

رات کو پکن میں اداس کھڑی وہ سوپ بناتے ہوئے اسے بے اختیار سوچے جا رہی تھی،
"بھول جاؤ، وہ آج نہیں آئے گا، اس نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر رات کا کھانا خود اکیلے ہی کھانے کا سوچا،

ٹیبل پر سوپ رکھ کر خود بھی بیٹھ گئی،
لب بھینچ کر پھر برا سا منہ بنایا اور خود سے ہی باتیں کرنے لگی:
"آپ نے کہا تھا ہم دونوں ویک اینڈ پر ساتھ رات کا کھانا کھائیں گے، ابھی تک آپ نہیں آئے، نہ ہی مجھے بتایا ہے۔ ہااا۔۔۔ واٹ اے جوک۔"

اس نے گہری سانس لی، اور چیخ اٹھا کر سوپ پینے لگی،
کچھ دیر بعد سوچنے لگی:

"ہو سکتا ہے، وہ مصروف ہو؟ وقت نہ ملا ہو، کیا وہ کل رات زیادہ مصروف نہیں تھا؟ ہمممم، یہ بھی ہو سکتا ہے۔ اچھا۔۔۔ بھتر ہے، اس کے بارے میں نہ ہی سوچوں، لیکن۔۔۔۔۔ یہ ٹھیک نہیں، وہ اکثر ہی مصروف رہتے بھی رات کو آتا ہے، کیا وہ ناراض ہے؟" گذری شب کو اس کی ناراضگی کی وجہ تلاشتی رہ گئی،

آن نے سوچا اسے کال کر کے پوچھنا چاہیے،

حلانکہ وہ فون کرتے ہچکچائی تھی، لیکن بالا آخر ہمت کر کے کانپتی انگلیوں سے کال ملائی تھی،

کیا ہوگا اگر وہ مصروف ہوا؟ یا اگر وہ آکر کھانا نہ کھائے؟ کیا اسے معلوم نہیں تھا، کہ وہ کتنی جذباتی ہے؟ لیکن اگر وہ خود سے فون نہیں کرتی تو؟ اگر وہ اس کی کال کا انتظار کر رہی ہے تو؟۔۔۔ وہ کچھ دیر بیٹھ گئی، پھر جھنجھلا کر کھڑی ہو گئی، بے یقینی ہی بے یقینی تھی، لیکن آخر میں اس نے اپنا فون مایوسی سے نیچے رکھ دیا۔۔۔ اٹھی، اور کھانے کے لئے واپس ٹیبل پر آگئی۔

چونکہ وہ اچھے موڈ میں نہیں تھی، اس لئے وہ میز پر موجود تمام ڈشز کو ختم نہیں کر سکتی تھی، نا ہی آن کا دل چاہا کہ برتن دھوئے۔ اس نے سب کھانا فرج میں رکھ دیا، اور خود سست روی سے اپنے بستر پر لوٹ آئی اور لیٹ گئی۔ اگرچہ ابھی آٹھ بجے ہی تھے، اس نے سونے کا فیصلہ کیا۔ لیکن یہ سچ ہے کہ جب آپ پریشان ہوں، تو نیند سے محروم ہونا آسان ہوتا ہے۔ وہ تھوڑی دیر لیٹ گئی، اور پھر فوراً ہی اٹھ گئی، اور ایک بار پھر اپنا فون اٹھایا تاکہ براہ راست مدھان کو فون کرے۔ جب کال کنیکٹ ہوئی تو مدھان کی ایکسائٹمنٹ سے پر آواز سنائی دی:

"بھابی، ہم دونوں کے دل کتنے ملتے ہیں، ابھی میں آپ کو ہی کال ملانے لگا تھا۔"

"اوہ،۔۔۔ تم مجھے کیوں کال کرنے لگے تھے؟ خیریت؟"

"میں آپ کو بتانا چاہ رہا تھا، علیدان بھائی کی طبیعت خراب ہے، آپ ابھی تک کیوں نہیں آئیں انہیں دیکھنے؟"

آن کا دل یہ سن کر سکڑ کا سمٹا۔

"علیدان بیمار ہیں؟ کیا ہوا ہے ان کو؟ کیا سریس بات ہے؟" وہ سخت پریشان ہو گئی۔

"کیا آپ کو نہیں پتا؟" مدھان کے پوچھنے پر وہ اپنی بے خبری پر سخت شرمسار ہوئی۔

"وہ شرمندگی سے بولی: "میں نے اسے ابھی تک کال نہیں کی۔"

"واہ۔۔۔ بھابھی، پھر تو میں آپ کو الزام دوں گا، بھائی نے گذری شب خراب کھانا کھالیا تھا، وہ سارا دن تکلیف میں تھے، آپ کتنی بے خبر رہی ہیں۔"

آن نے اچانک سے کل رات اسٹال کا کھانا یاد کیا، کیسے زبردستی اس نے علیدان کو کھلادیا تھا، وہ یہ سوچ کر خود کو علیدان کا مجرم سمجھنے لگی، اس کی وجہ سے ہی وہ بیمار ہوا تھا۔

"اب کیسا ہے؟" آن نے ہچکچا کر ایک گلٹ سے پوچھا۔

"مجھے نہیں پتا۔۔ اپنے وے، میں آپ کو دیکھنے ہی آیا تھا، جب میں ان کے پاس گیا تو وہ ملازموں پر ناراض ہو رہے تھے، میں یہ آپ کو بتانے لگا تھا کہ آپ کا فون آگیا۔ انہوں مجھے بھی کہا کہ اس کے معاملے میں مداخلت نہ کروں، میں نے سوچا، ہو سکتا ہے آپ دونوں میں لڑائی ہو گئی ہو۔"

"آل رائیٹ، مدھان، میں سمجھ گئی، یہ کہتے ہی جلدی سے فون رکھ دیا، ادھر مدھان فون کو تکتا رہ گیا،

آن نے جلدی سے سوپ کو گرم کیا، اور پیک کر کے سیڑھیوں سے اتر کر نیچے آگئی

پہلے فارمیسی کی شاپ پر جا کر میڈیسن لی، پھر ٹیکسی کر کے "شاہ ولا" آگئی، کچھ وقت ہچکچکاہٹ کے ساتھ آخر اس نے نیل بجائی۔ اسے دیکھ کر ملازم نے جلدی سے دروازہ کھول دیا۔ تین منٹ کی واک کے بعد وہ علیدان کی رہائش تک پہنچ گئی،

انٹرنس پر بٹلر اور خادمہ اس کا انتظار کر رہے تھے۔ "مس آن، کیسی ہیں؟"

آن نے سر ہلا کر اسے جواب دیا: میں ٹھیک۔
"مجھے افسوس ہے، میں لیٹ ہو گئی، آپ کو انتظار کرنا پڑا۔"

"سوری مت کہتے، ہم سب بہت خوش ہوئے ہیں آپ کو دوبارہ یہاں دیکھ کر۔" خادمہ بھی خوش ہو کر بولی۔

"علیدان شاہ کہاں ہیں؟"

"صاحب اپنی اسٹیڈی روم میں ہیں۔"
آن نے گرم سوپ کا باکس بٹلر کے حوالے کیا۔
"کیا آپ اسے علیدان شاہ کو دے سکتے؟ میں نے ان کے لئے بنایا ہے۔"

"اوکے، میں اسے لاتا ہوں، آپ اوپر چلی جائیں۔" بٹلر تعظیم سے جھک کر بولا۔
آن نے سر ہلایا اور سیڑھیاں چڑھ کر ان کے اسٹیڈی روم کے باہر کھڑی ہو گئی، کیسے جائے؟
آخر جھجھک کر ناک کیا۔

"کم ان۔"

اندر سے بھاری دلفریب آواز گونجی تو جیسے آن کا دل سمجھو ہتھیلی میں دھڑکنے لگا ہو۔

وہ دروازہ دھکیل کر آہستگی سے دھڑکتے دل اور کانپتے قدموں سے اندر آگئی، سر اٹھا کر اس کے تاثرات جاننے چاہے، جو کہیں سے بھی خراب نہیں تھے، وہ مسکرا دی۔

علیدان نے اس کی کو ابرو اچکا کر دیکھا، اور اسے مسکراتا دیکھ کر بولا:
"نایاب مہمان کو کیا میں کچھ کہہ سکتا ہوں؟"

آن یہ سن کر ایک گلٹ کے ساتھ پرس سے میڈیسن نکال کر آگے بڑھی اور ٹیبل پر رکھ دیں۔

"یہ میڈیسن میں آپ کے لئے لائی ہوں۔" ہولے سے اسے بنا دیکھے بولی۔

علیدان نے میڈیسنز کو دیکھا اور مسکرا دیا:

"تم نے تو مجھے ابھی تک کال نہیں کی، تم کو کیسے معلوم ہوا کہ میں بیمار ہوں؟"

"میں نے مدھان سے سنا، میں نے اسے کال کی تھی یہ جاننے کے لئے کہ وہ یونی جانے کے لئے ریڈی ہے؟" وہ اب بھی دل کی بات مدھان کی آڑ میں چھپا گئی۔

"سو تم نے مدھان کو کال کی، لیکن مجھے نہیں کی؟" اس کی شکایت پر آن نے لب بھیجے، اور زیادہ خود کو قصور وار گردانا۔

"اس کے بارے میں ... " وہ اپنی بھنوں کے بیچ انگلی سے کھرچنے لگی۔

"کیا، تمہارے پاس کچھ کہنے کو نہیں؟ مجرم محسوس ہو رہا ہے؟" علیدان نے چھیڑنے کے غرض سے پوچھا، اس کے لہجے کی شرارت واضح تھی، بی کاز ایک پیاری سی شریر مسکراہٹ آن کو دیکھ کر اس کے چہرے کو کھلا رہی تھی، وہ کافی فریش محسوس کر رہا تھا خود کو۔

"یہ بات نہیں، میں نے اسی لئے کال نہیں کی، کہ سوچا آپ کھانا کھانے آئیں گے۔" وہ لب بھیج کر صفائی دینے لگ گئی۔

"اور۔۔۔ آخر میں، جب میں نظر نہیں آیا، تو تم نے بھی دیکھنے کی زحمت نہیں کی۔" علیدان کی سچی بات سن کر آن نے نظر جھکالی کہ یہ سچ تھا، لیکن سوائے ہچکچاہٹ کے اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

"علیدان شاہ، میں خود آگئی ہوں کیا یہ فون کرنے سے زیادہ بھتر نہیں؟" آن نے اب کے نظر اٹھا کر اسے گھورا۔

"اگر میری بیماری کی بات نہ ہوتی، تو مجھے ڈر تھا تم کبھی نہیں آتی۔" پھر سے روٹھا سا لہجہ، شکایتوں سے بھرا۔ اور یہ سچ بھی تھا۔

اس وقت بٹلر نے دروازہ ناک کر کے اجازت مانگی، علیدان کے طرف سے اجازت ملنے پر اندر آگیا اس کے ہاتھوں میں طشتری تھی جس میں ایک باول اور اسپون تھا۔

"مالک، یہ میم آن خاص آپ کے لئے سوپ بنا کر لائی ہیں، تھوڑا سا پی لیجئے۔" اس نے ابرو چڑھا کر آن کو نہارا: "اچھا تو یہ وجہ ہے؟"

اس کے جملے پر آن کچھ نہ بولی تھی، لیکن بٹلر نے ضرور کہا: "میم آن نے سوپ بھت اچھا بنایا ہے، آپ ضرور پیجئے۔"

"اوکے آپ جاسکتے ہیں، اسے یہاں رکھ دیجئے۔" علیدان مسکرایا

اس کی سپاٹ آواز سن کر آن سمجھی وہ پھر سے ناراض ہو گیا ہے، وہ دل میں کافی مایوس ہوئی، وہ کیوں اسقدر ناراض ہو گیا ہے؟ وہ اس کی محبوبہ تو نہیں تھی، تو کیوں وہ اسے روز کال کرتی پھرتی؟" حان حارث کے ساتھ منگنی کے بعد بھی اس نے کبھی اسے فون نہیں کیا تھا، کوئی بھی فرد کسی دوسرے کو تب فون کرتا ہے جب بیچ میں کچھ ہو، اس نے جھجھکتے ہوئے کہا:

"دین ریمبر ٹو ٹیک میڈیسن، میں چلتی ہوں۔" وہ مڑی اور جانے لگی۔

تبھی علیدان کی سرد آواز نے اس کے قدم روک دیئے۔

"یہیں کھڑی رہو۔"

آن نے بے اختیار حیران ہو کر اسے دیکھا۔

"کیا کچھ اور بھی کہنا ہے؟" وہ دنگ ہوئی۔

تبھی علیدان نے لب بھینچ کر اسے گھورا: تم کہاں جا رہی ہو؟"

اس پر آن پہلے تو حیران ہوئی پھر ہولے سے سوالیہ انداز میں پوچھا: "ابھی آپ نے ہی تو کہا کہ ، جاو۔"

ان کی بات پر بٹلر کے دانت نکل آئے: "میم، سر نے مجھے جانے کو کہا تھا۔"

علیدان نے اسے ہاتھ سے جانے کا کہا: "اسے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں یہ خود ہی کافی ذہین ہے۔" میٹھی سی طنز کی ڈلی اس پر پھینکی، بٹلر صحنس دیا، اور ادب سے سر جھکاتا باہر نکل گیا۔

آن نے علیدان کو دانت پیس کر گھورا:
"کیا آپ کو سکون نہیں آتا؟ جب تک مجھ پر ہر منٹ بعد طنز نہ کریں۔"

"کیا۔۔ میں نے تم پر طنز کیا؟ میں نے صرف سچ ہی بولا تھا۔" جواب بڑی معصومیت سے آیا تھا۔

"کیا میں بیوقوف ہوں؟ مجھے اپنے اسکول میں سب سے زیادہ جی پی اے ملا۔" آن نے چڑ کر اسے گھورا تھا۔

"اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ تم نے سخت محنت کی ہے۔" علیدان نے اس کی ذہانت کے مڈل کو مانا ہی نہیں۔

"آپ۔۔۔ میں بس۔۔۔ میں اب آپ سے بات نہیں کروں گی" آن نے سخت برا مان لیا اور منہ سرخ ہو گیا۔۔

"میں بس گھر جارہی ہوں۔" وہ مڑی۔

اس وقت علیدان کو اس کا ہلکا مذاق مہنگا پڑنے لگا تھا، بے اختیار اسے پکار بیٹھا:
"میں نے صرف کچھ الفاظ ہی کہے تھے، تم کیوں اتنی ناخوش ہوئی؟"

اب آن نے اسے درشتی سے دیکھا:
"کیا آپ کو اچھا لگے گا؟ اگر کوئی آپ کو اسٹوپڈ کہے۔"

"حقائق نے ثابت کر دیا کہ تم بے وقوف ہو، میں سارا دن تمہاری ایک فون کال کا انتظار کرتا رہا۔ اور
تم آخر کار میرے سامنے ظاہر ہو گئی،
تو بتاؤ؟ میں تم کو کیسے جانے دوں؟"
وہ آہستہ سے گھمبیرتا لئے دلفریب آواز میں اس کے آگے پیار بھری شکایت درج کرتا گیا۔

"ادھر آؤ۔" گھمبیر دلفریب آواز میں پکارا تھا، ایک جادو تھی اس کی آواز جس کے سحر نے اگر آن کو
اس وقت گرفت میں نہیں لیا تو کہنا جھوٹ ہے۔۔
وہ سرخ چہرہ لئے۔۔ ہولے سے سر ہلا کر بولی:
"میں یہیں زیادہ کمفرٹ ہوں۔"

"مجھے ایک گلاس پانی دو، میں دوائی کیسے نگلوں گا؟"

وہ سخت شرمسار ہوئی تھی، جلدی سے گلاس میں پانی بھرا اور سوچا: "یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا وہ واقعی علیدان کے سامنے بیوقوف بن جاتی ہے؟ یا اس شخص کا آئی کیو لیول بھت اعلیٰ ہے؟"

وہ کانپتے ہاتھوں سے پانی لے کر ٹیبل کے دوسرے طرف کھڑی ہو گئی۔
علیدان نے دوائی اٹھائی اور آن کو دیکھ کر ہلکی آواز میں بولا:
"میرا سر کچھ چکرا رہا ہے، یہ الفاظ پڑھ نہیں سکتا کیا تم قریب آکر بتا سکتی ہو کہ یہ کون سی دوائی ہے؟"

آن نے قریب آکر اس سے دوائی لی، اور اس سے پہلے کہ دوائی کا نام صاف دیکھ سکتی، علیدان نے اسے ہلکے سے جھٹکے سے اپنے حصار میں کر لیا۔

جھٹکا لگنے سے وہ سنبھل نہ پائی تھی، اور سیدھی اس کی بانہوں میں گری تھی، آن نے خود کو چھڑوانے کی کافی کوشش کی،
لیکن علیدان کی گرفت اور مضبوط ہو گئی تھی،

"علیدان شاہ، وہ چینی۔" چھوڑو مجھے۔"

"میں تم کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟" علیدان نے نفی میں سر ہلا کر اسے رد کیا۔ "تم خود ہی تو پاس آئی ہو۔ اگر تم کو چھوڑ دیا، تو مجھ سا بیوقوف شاید ہی کوئی ہوگا بہت حساب نکلتے ہیں تمہارے طرف۔" گھمبیر لہجہ فسوں بکھیرتا ماحول۔

آن اپنا سر گھما کر اس کو گھورنے والی تھی، لیکن علیدان نے اپنا ایک ہاتھ اس کے سر کے پچھلے حصے پر جمایا، اور اس کا چہرہ نیچے دبا دیا۔ اس کے خوبصورت ہونٹوں پر جھک گیا۔ علیدان نے اس کے ہونٹوں سے آتی خوشبو اپنے اندر محسوس کی تو جیسے خود پر قابو کھو بیٹھا، یہ بانہوں میں لرزتا نازک سا وجود اس کا ہی تو تھا، حق تھا اس پر وہ اس کی تھی، سر کے بال سے لے کر پیر کے ناخن تک، پھر کیسے وہ خود پر بار بار بند باندھتا؟

وہ سچ میں اب اس کے وجود سے سکون چاہنے کی آس میں اس کی طرف بڑھا تھا، دوسری وجہ آن کو پروٹیکٹ کرنا، جو وہ اس سے الگ رہتے ٹھیک سے نہیں کر پارہا تھا، تبھی اس کا قریب ہونا لازمی ہو گیا تھا۔

آن کی آنکھیں خود سپردگی سے بند ہونے لگیں۔۔

کمرے میں ہلکی روشنی موجود تھی، رات باہر گہری ہونے لگی تھی،

علیدان اس کے نرم وجود کو لئے اسٹیڈی روم کے بیڈ پر لا کر آرام سے لٹا دیا،

اس وقت آن نے آنکھیں کھول دیں

وہ اس پر جھکا اس کے ملیج چہرے کو تکیے جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ آن کے بال سنوار رہے تھے :
"میں بہت خوش ہوں، تم کو اپنے کمرے میں اپنے قریب دیکھ کر" علیداں نے اس کی کمر کے گرد گھیرا ڈال کر تھوڑا اوپر اٹھایا۔

"ع۔۔۔ علیداں۔۔۔ م۔۔۔ میں۔۔۔

اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش کروادیا:

اب نہیں۔۔۔ آن میری جان۔۔۔ بھت کر لیا صبر۔۔۔ رحم کرو مجھ پر"

تپا تپا سا التجا بھرا جملہ۔۔۔ آن کو چپ کروا گیا۔۔۔

"کتنی دلکش ہو تم، اور کتنا خوش قسمت ہوں میں" علیداں کی محبت و جذبات سے بھری انگلیاں آن کے چہرے کے نقوش کو چومنے لگیں۔

باہر چاند نے شرما کر بدلی کی اوٹ میں منہ چھپا لیا تھا۔

☆☆☆☆

دوسرا دن بہت خوبصورت، اور روشن تھا، یونی میں نئے طلبہ کی کلاسز جاری تھیں، وہ یونی طلبہ کی کائونسلر منتخب ہوئی تھی، اسٹوڈنٹس کو درپیش کوئی بھی مسئلہ ہو، اس کے حل کے لئے، اور ڈائریکٹ رابطے کے لئے واٹس ایپ گروپ بنایا تھا۔

اسٹوڈنٹس اس کے لئے تعریفی کلمات کہہ رہے تھے، اس کی خوبصورتی کا چرچا تھا،

ابھی اس نے وہاں واٹس پیغام چھوڑا تھا۔

"اس سے پہلے کہ میں سب کو رپیلائی دوں، ایک چھوٹی سی ریکوسٹ کرنی ہے، آج کے بعد، کوئی میری خوبصورتی، یا میری پرسنل لائف کے متعلق کوئی کمنٹ نہیں کرے گا، یہاں بہت سارے لوگ موجود ہیں، اور کافی ساری معلومات بھی، آپ مجھے پرائیویٹ میسج یا میری یا ہو آئی ڈی پر میسج بھیج دیا کریں۔

جب بھی ضرورت پڑے، مجھے یاد کر لیجئے گا۔ میں آپ کے سوالات کے جواب دینے کی کوشش کروں گی،

جو جوان آج نیا آیا ہے، میرے دوست کا بھائی ہے، میں اس کی ہوم ٹیوٹر بھی رہ چکی ہوں، اس کا نام مدھان شاہ ہے۔ وہ بھی آپ کی چیٹ گروپ میں شامل ہے۔ اوکے اب اجازت، جب بھی ضرورت ہو مجھے بلا سکتے ہیں۔"

کچھ ہی دیر میں پورے گروپ میں مدھان شاہ ایک ٹاپک بن گیا۔ کچھ منٹس بعد مدھان کا چڑچڑا سا میسج آن کو موصول ہوا۔ "بھابھی، آپ نے ایسا کیوں کہا؟ اب میرا واٹس ایپ لڑکیوں کے میسجز سے پھٹنے لگا ہے۔" وہ مسکرا دی:

"میں نے آپ سے دھوکا نہیں کیا، یہ آپ کا تعارف تھا۔ آپ کو نہیں پتا کہ آپ کے لئے کیا بھتر ہے؟۔ میں ابھی کافی مصروف ہوں، اگر آپ کو کوئی کام نہیں تو مجھے کال مت کرنا۔" آن نے فون بند کر دیا۔

"لڑکے، تمہاری ہر وقت ایک آنکھ مجھ پر ہوتی ہے۔"

چھٹی کے بعد وہ اپنے گھر ہی واپس جانے کے ارادے سے باہر نکلی تھی، اپنی رہائش تک پہنچی تو علیدان شاہ پہلے ہی سے گاڑی کھڑی کیئے اس کے انتظار میں سیڑھیوں کے پاس کھڑا تھا۔ اس کی کار معمول کے مطابق اسی جگہ پارک تھی،

"ایسا لگتا ہے، اس جگہ پر آپ کی گاڑی کا قبضہ ہو، اس جگہ پر کبھی دوسری گاڑی پارک نہیں ہو سکتی۔"

آن اسے دیکھ کر شرارت سے مسکرائی۔

"قبضہ ہی سمجھ لو، کیا تم نے کبھی دیکھا اگر یہ جگہ خالی بھی ہو تب بھی کوئی دوسرا اپنی گاڑی پارک نہیں کر سکتا۔ کیونکہ۔۔ یہ جگہ میں نے خرید لی ہے۔" علیدان نے کندھے اچکا کر لا پرواہی سے کہا۔

آن کی آنکھیں یہ سن کر حیرت سے پھیل گئیں۔

"آپ کا مطلب؟ آپ نے رقم ادا کی ہے؟"

"بالکل۔" علیدان نے لب بھینچ کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"یہ کب ہوا؟" آن نے چلتے ہوئے پوچھا۔

"اسی دن، جب تم یہاں شفٹ ہوئی تھی، کسی نے مجھے کہا، یہاں سے گاڑی ہٹاؤ، تب میں نے لاکھ ڈالر دے کر یہ جگہ اسی وقت تین ماہ کے لئے خرید لی۔"

علیدان نے تفصیل بتا کر اسے حیران کر دیا تھا،

"تین ماہ کے لئے کیوں؟ آن نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔"

"کیوں کہ تم کو یہاں صرف تین ماہ رہنا تھا، اس کے بعد میں تم کو اپنے ساتھ لے جاتا۔"

آن نے اس کی بات پر اپنی آنکھیں گھمائیں تھیں۔

دونوں سیڑھیوں سے اوپر پہنچ چکے تھے اور لفٹ کا انتظار کرنے لگے،

تبھی علیدان نے اس کا بازو اپنی گرفت میں تھام کر اسے اپنے طرف گھمایا، ایک شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"کیا، یہ نہیں ہے کہ تم ابھی میرے سے جدا ہونے کو تیار نہیں کیونکہ میں صرف تین ماہ کے لئے تم سے ملنے آیا تھا۔"

اس کی بات پر، آن کی سانس وہیں تھم گئی تھی، کچھ پل تو وہ کچھ کہہ نہ پائی تھی، لیکن پھر سنبھل کر بولی:

"آپ کو کچھ زیادہ ہی خوش فہمی نہیں ہوگئی؟"

"دنیا میں کسی کی ہمت نہیں کہ مجھے ایسا کہہ سکے، یہ صرف تم ہی کہہ سکتی ہو۔" علیدان نے برا منا کر غرور سے کہا تھا۔

"تو پھر مجھ سے بھی غیروں سا سلوک کر لیں۔" آن نے اس کے غرور پر چڑ کر کہا۔
اس کی بات پر وہ دلکشی سے مسکرا کر اس کے طرف جھکا:

"تم دل کو بھلی لگتی ہو، اتنی کہ میری روح تک کو قابو کر چکی ہو، میں اب بے بس ہوں۔"

آن کا دل پہلو میں دھڑک دھڑک کرنے لگا، اتنا کہ اس کی دھڑکن علیدان صاف محسوس کر سکتا تھا، تبھی دلکشی سے مسکرا کر اس کے چہرے کے اترتے چڑھتے رنگ دیکھ کر دنگ ہوا تھا۔
اس وقت لفٹ کھلی،

وہ دونوں اندر داخل ہو گئے، تبھی علیدان نے اسے ایک ہاتھ سے کھینچ کر لفٹ کی دیوار سے لگا دیا، اور اس کے قریب ہو کر اس کی خوشبو سونگھتے جیسے مدھوش ہوا:

"میں نے تم کو پہلے بھی بتایا تھا، کہ تمہارے وجود میں میڈیسنز کی سی خوشبو ہے، افرودیسیاک کی خوشبو۔۔۔۔۔ جو مجھے بری طرح لبھاتی ہے، ناکارہ کر دیتی ہے مدھوش کرتی ہے، میں خود کو روکنے کے قابل نہیں رہتا۔ تم۔۔ روح کھینچ لیتی ہو۔" وہ اس کی خوشبو سے جیسے اپنے آپ میں نہیں رہا تھا، آنکھیں بند کیئے بس اسے سانسوں میں اتارے جا رہا تھا۔

آن کی سانسیں تھم گئیں تھیں، ایک شرمیلی اور حیا سے پر مسکان نے چہرے پہ پھول کھلا دیئے تھے۔ اسی وقت لفٹ کا دروازہ کھل گیا، اور ایک آدمی ان دونوں کو دیکھ کر جھجھک کر وہیں کھڑا رہ گیا۔ آن نے شرما کر اسے دھکیلا اور لفٹ سے بھاگتی نکل گئی۔۔۔۔۔

پیچھے علیدان نے گھری سانس بھری اور بالوں کو ہاتھ سے سنوارتا باہر نکلا، اور دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈال کر آن کے روم کے طرف بڑھا۔ اسے آن کو اپنے ساتھ لے جانا تھا، حالانکہ یہ مشکل تھا، لیکن ناممکن نہیں تھا۔

-----○○○○-----

دونوں ولا ساتھ پہنچ چکے تھے، لیکن آن نے اپنے پہلے کمرے میں ہی رہنے کو ترجیح دی تھی، اور علیدان نے بھی اسے فورس نہیں کیا، بحر حال اس کی پروٹیکشن کے لئے یہ کافی تھا کہ وہ اس کی نظروں کے سامنے اس کے پاس تھی، اسے آن سے محبت تھی، اس کی روح سے محبت تھی، اس کے وجود سے نہیں تھی، وہ اپنی انا، اپنی ضد، سمیت اسے عزیز تھی۔

آن نے آتے ہی پہلے کچن میں کھانا بنانا چاہا تھا، اسے دیکھ کر، شاہ ولا کے باورچی خانے میں جیسے خلل پڑ گیا تھا۔ وہ واقعی میں خود کو مجرم محسوس کرنے لگی، شرمندہ سی ہو گئی، بٹلر نے اسے دیکھ کر ادب سے کہا: "مالکن، آپ تکلیف مت کریں، آپ جا کر بیٹھئے، میں کھانا ریڈی ہوتے ہی لگاتا ہوں، بہر حال، ابھی کھانا بننے میں کافی دیر تھی، سو وہ مسکراتی باہر آ گئی، اور جا کر لائونج میں صوفہ پر بیٹھ گئی، دوسری طرف علیدان شاہ جو اس کے پہلو میں، گھریلو حلیے میں آرام دہ لباس پہنے اپنی ٹانگیں کر اس کیئے، صوفہ سے پشت لگائے، آرام دہ اور پرسکون انداز میں ٹیلی ویژن دیکھ رہا تھا۔

اس وقت ملازم دھلا ہوا فروٹ، جس میں، پائن اپیل، اسٹرابیریز اور چیری تھیں، باول میں لے کر آیا،

علیدان نے اس سے باول لے کر آن کے ہاتھ میں دیا:
"پہلے کچھ فروٹ کھاؤ۔"

ملازم کے جانے کے بعد آن نے اسٹرابیری اٹھالی اور آہستگی سے کھانے لگی، علیدان شرارت سے اس کے طرف جھکا:

"آن، تم کو کون سا پھل زیادہ پسند ہے؟"

آن نے مزے سے بنا سوچے جواب دیا تھا:

"بنانا۔"

علیدان دل کھول کر ہنسا۔۔۔

ہاھا ہاھا۔۔

اس کے ہنسنے پر آن سخت شرمندگی محسوس کرنے لگی،

اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ علیدان اس پر ہنسے گا۔

اس نے چڑ کر باول پٹخا تھا، جسے علیدان نے جلدی سے تھام لیا۔

"آپ۔۔ آپ میں واقعی شرم نام کی چیز موجود نہیں۔"

علیدان نے بمشکل اپنے تہقے کا گلا گھونٹا تھا۔

اسے ہاتھ سے پکڑ کر بٹھایا:

اچھا، کچھ نہیں کہتا۔ اس نے کان پکڑے،

تب وہ اسے گھور کر واپس بیٹھ گئی۔

تبادلہ خیال کے طور پر، میں تم کو بتاتا چلوں کہ مجھے چیری سب سے زیادہ پسند ہے۔"

اس نے آہستہ سے اس کے سرخ ہونٹوں کے طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا۔ "میں نے سوچا

تھا، کہ تم ڈورین (کڑوا پھل) سب سے زیادہ کھانا پسند کرتی ہوگی۔"

"آپ مجھ پر طنز کر رہے ہیں؟"

لیکن علیدان مسکراتا نفی میں سر ہلاتا، فروٹ کھانے میں مگن رہا۔ آن نے اسے گھورا پھر سرد سانس کھینچ کر دوبارہ سے اسٹرا بیری کھانے لگی، دونوں نے تقریباً سارا پھل کھالیا تھا۔ اسی وقت بٹلر نے ٹیبل لگنے کی اطلاع دی:

"مالک، میم، کھانا تیار ہے۔"

علیدان نے اسے ہاتھ سے تھام کر اٹھایا۔ اور ساتھ لیتا۔ ٹیبل تک لے آیا۔

آن تو ٹیبل پر سچی اتنی ساری ڈشز دیکھ کر دنگ ہوئی۔

خادمہ اور بٹلر نے کم وقت میں دس سے زیادہ ڈشز تیار کر لی تھیں، آن نے بے اختیار حلق تر کر کے علیدان کو دیکھا تھا،

اس کی حیرت سے پھیلی آنکھوں کو دیکھ کر علیدان نے آنکھ ماری اور مسکرایا۔

"بیٹھ جاؤ، اور کھانا کھاؤ۔"

اس کی حرکت پر آن شرمندگی سے کرسی کھسکا کر بیٹھ گئی۔

تبھی بٹلر نے ڈشز سرو کرتے معذرت سے کہا: "مالکن، ہمیں نہیں معلوم تھا، آپ کو کیا پسند ہے،

چھوٹے مالک نے کہا: آپ کو بھوک لگی ہے، سو ہم جلدی میں بس اتنا ہی بنا سکے، آپ چیک کر لیں، اگر

کچھ آپ کو پسند نہیں آیا تو ہم اسے ہٹا دیں۔"

"نو، نو۔" آن شرمساری سے بول اٹھی۔ "سوری، آپ کو تکلیف ہوئی، اس سب کے لئے شکریہ۔"

"نو نیڈ تھینکس مالکن، ہمارا یہ فرض تھا۔" بٹلر ادب سے ہاتھ باندھ کر بولا۔

"ٹھیک ہے، سب پہلے باہر جاؤ۔" علیدان کو معلوم تھا کہ جب وہ کھانا کھا رہی ہو تو اتنے سارے لوگوں کے گھیرے میں آنا پسند نہیں کرتی تھی، لہذا اس نے سب کو پہلے باہر بھیج دیا۔

جب سب باہر چلے گئے تو آن نے کہا:

"آپ نے انہیں اتنی ساری ڈشز تیار کرنے کے لئے کیوں کہا؟ ہم دونوں یہ سب ختم نہیں کر سکیں گے۔"

"جیسا کہ میں نے کہا، اگر اس کھانے کو بکریوں کے چارے سے کمپیئر کر دیا جائے، تو یہ سب بھی ان کو پورا نہیں پڑے گا۔" شرارت سے اسے دیکھ کر اس کے کھانے پر میٹھی سی چوٹ کی تھی، وہ خود کو بکری سے ملانے پر ناراض ہو گئی۔

"علیدان شاہ۔۔" وہ برہم ہوئی

علیدان اس کے ناراض کیوٹ سے فیس کو دیکھ کر دل کھول کر ہنسا

"ہاھا۔۔ ہاھا ہاھا۔۔" آل رائیٹ، آل رائیٹ۔ میں اب اور تنگ نہیں کرتا، چلو بیٹھو کھانا کھاؤ۔"

ساتھ ہی اس کی پلیٹ میں کھانا ڈالا۔

اس کی تہقہ کی آواز باہر کھڑے ملازم سن کر حیران ہونے کے ساتھ خوش بھی تھے، کہ ان کا مالک اپنی زندگی میں پہلی بار ہنسا تھا، سب دل سے دعا کرنے لگے کہ دونوں کا ساتھ سلامت رہے۔

دونوں کھانا کھانے لگے، علیدان نے ابھی دو لقمے ہی لیے تھے کہ اس کا فون بجنے لگا آفیشل کال تھی جسے سننے کے لئے وہ اسٹیڈی روم کے طرف بڑھ گیا۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو آن اپنا کھانا کھا چکی تھی علیدان نے اسے یوں دیکھا تو کہا:

"کیا تم نے کھالیا؟"

آن نے اثبات میں سر ہلادیا،

"ہم ساتھ کھا رہے تھے، اب جب کہ تم نے کھالیا، میں نے ابھی نہیں کھایا میرا ساتھ دینے کے لئے کھاؤ۔"

وہ ساتھ بیٹھ گیا۔

"یہ آپ کا گھر ہے، آپ جب چاہے کھا سکتے ہیں، مجھے اب روم میں جانا چاہئے۔"

"کچھ دیر ٹھہر جاؤ، پھر ساتھ چلتے ہیں۔" علیدان نے اسے نرمی سے کہا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" آن اس کے ساتھ چلنے والی بات پر چونکی۔

"مطلب؟" علیدان صُفس پڑا

"تم کیا سوچ رہی تھی؟" پریشان مت ہو، میں تمہاری مرضی کے سوا کچھ نہیں کر سکتا، میں چاہتا ہوں تم میرے ساتھ ٹھہرو، ابھی دانیال آفیس کا کام لے کر آئے گا، مجھے کام میں مدد کروادو۔"

"مجھے کیا کرنا ہوگا؟" آن نے منہ بنالیا۔

"صرف اسسٹ کرنا ہوگا۔"

"آل رائیٹ دین، وہ بیٹھ گئی۔"

علیدان اسے دیکھ کر مسکرایا:

"تمہیں پتا ہے مجھے تمہاری کون سی خوبی پسند ہے؟"

آن نے اسے نا سمجھی سے استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔

"تمہارا کردار۔۔۔ جو کسی پتھر کی طرح مضبوط ہے، اور مجھے دن بدن اپنی گرفت میں جکڑتا ہے۔"

آن نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اور علیدان کو وہ اور زیادہ سخت لگی تھی۔

آدھے گھنٹے بعد دانیال فائلز کے بنڈل لئے حاضر تھا، تینوں اسٹیڈی روم میں چلے گئے، اور 4 بجے تک کام کرتے رہے،۔۔ علیدان نے کام سمیٹا، اور آن کو دیکھا۔۔ جو کرسی پر ہی نیند میں جھول رہی تھی،

علیدان نے فائلز اٹھا کر دانیال کو دیں، اور خود آہستگی سے آن کو اپنے بازو میں سنبھالا، دانیال نے اسٹیڈی کا دروازہ کھول دیا، علیدان اسے بازو میں اٹھائے اپنے کمرے کے طرف بڑھا، اور اسے نرمی سے بستر پر لٹا کر کمبل اوڑھا دیا، وہ اب سکون سے سو رہی تھی، علیدان نے نرمی سے اس کی پیشانی پر ہونٹ رکھ کر ہٹا دیئے۔ اور تیزی سے دروازہ بند کرتا نکل گیا۔

صبح آن کی آنکھ علیدان کے کمرے میں کھلی تو حیران ہوئی:

"وہ کیسے پہنچی؟"

وہ ایک جھٹکے سے کمبل ہٹا کر کھڑی ہو گئی، سات بج کر پندرہ ہوئے تھے، وہ یونی سے لیٹ ہو رہی تھی، واش روم سے پانی گرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی، مطلب علیدان شاور لے رہا تھا، آن نے اپنا بیگ ڈھونڈھا جو روم میں کہیں نہیں تھا، وہ سمجھی، اسٹیڈی روم میں ہوگا، جلدی سے بھاگتی اسٹیڈی روم میں گئی اپنا بیگ اٹھایا اور یونی جانے کے لئے نکل گئی، علیدان جیسے ہی شاور لے کر باہر آیا، اسے آن کہیں دکھائی نہیں دی، وہ سمجھانچے ہوگی، تبھی آرام سے تیار ہو کر نیچے ڈائننگ ہال میں آگیا۔

. بٹلر اسے دیکھ کر ادب سے "ہیلو" کیا۔

"تمہاری چھوٹی مالکن کہاں ہے؟ مجھے نظر نہیں آئی۔"

"چھوٹے مالک، چھوٹی مالکن ابھی ابھی یونی کے لئے نکلی ہیں، میں نے ناشتہ ان کے ساتھ کر دیا ہے۔"

علیدان نے سر ہلا دیا:

"آل رائیٹ، میں سمجھ گیا، آپ جاکر گیسٹ روم سے دانیال کو اٹھا لائیں،"
"جو حکم، چھوٹے مالک۔"

یہ کہتے ساتھ وہ گیسٹ روم کے طرف بڑھ گیا۔
پیچھے علیدان شاہ آن کا چہرہ تصور میں لا کر مسکرایا۔

-----●●●●-----

"مس آن، ابھی آپ کو مسٹر حارث نے بلوایا ہے، کہ جیسے ہی آپ آئیں تو آفیس پہنچیں۔" ٹیچر مایا
نے اسے بتایا، اور خود کلاس لینے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی،
اس کی اطلاع پر آن دنگ ہوئی
اس وقت حان حارث کیوں بلا رہا ہے؟ "اوکے مایا، تھینک یو۔"

آن نے ایک گلاس پانی پیا، اور اسٹاف روم سے نکل کر پرنسپل آفیس کے طرف بڑھی،
دروازہ ناک کیا، تو اندر سے حان حارث کی آواز آئی: "کم ان۔"

"مسٹر حارث آپ نے بلایا؟"

حان حارث نے آنکھیں اٹھا کر اسے سر سے پیر تک دیکھا، اور سامنے کرسی کے طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے بیٹھنے کو کہا:

"ٹیک اے سیٹ۔"

دونوں ہی ایک دوسرے کو گھور رہے تھے، دونوں میں سے کسی نے بھی تصور نہیں کیا تھا کہ ایک دن اس طرح آمنے سامنے ہونگے۔

حان حارث نے ایک فارم اس کے طرف پھینکا:

"یہ تمہارا اس ماہ کا ایوولوشن فارم ہے، میں نے اس سے دو نکات کٹوا دیئے ہیں۔"

"کیوں کیا آپ نے ایسا؟" آن نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔

"میں نے سنا ہے کہ کل تمہارے ایک اسٹوڈنٹ کی طبیعت خراب ہو گئی تھی، تم اسے ہاسپٹل لے گئی تھی۔"

"ہیس، وہ بے تکلفی سے بولی۔"

"میں نہیں سمجھتی کہ اس میں کوئی غلطی ہے۔"

"لیکن وہ اسٹوڈنٹ گذری شب کافی بے آرام رہا، تم اسے صبح کو ہاسپٹل کیوں لے گئی تھی؟"

"تمہیں پتا ہے تمہارے نمبر کیوں کٹ گئے ہیں؟ کیونکہ تمہاری اسٹوڈنٹ کے والدین صبح صبح اپنے کام پر جاتے ہوئے ڈسٹرب ہو کر ادھر آئے تھے، یہ بات نہ صرف ان کے کام پر اثر انداز ہوئی بلکہ یونی کے متعلق بھی وہ بے سکون ہو گئے، کہ ہم ان کے بچوں کا خیال نہیں رکھ پارہے، یہ سب صرف تمہاری لاپرواہی کی وجہ سے ہوا ہے۔ سو تم کو سزا دی گئی ہے۔"

"آل رائیٹ،" وہ سرد انداز میں بولی:

"تم وہ کرو جو کر سکتے ہو، تم کو اجازت ہے زیادہ نمبر بھی کاٹ سکتے ہو لیکن تم مجھے یہاں سے نکالنے کے اہل بحرال نہیں ہو سکتے۔" یہ کہتے ہی اس نے فارم اس کے طرف اسی کے انداز میں پھینک دیا۔ اور اٹھ کر جانے لگی جب حان حارث کی سرد اور طنزیہ آواز نے اس کے قدم دروازے پر روک دیئے لیکن وہ مڑی نہیں تھی۔

"یقین دلاؤ کہ میں ایسا کیوں نہیں کر سکتا؟ اسی لئے کہ تم "علیدان شاہ کی عورت ہو۔" جب تم اس کے ساتھ خفیہ تعلق رکھو گی، اس کے ساتھ سوو گی، تو وہ گھائل تو ہوگا، پھر وہ سب کچھ تمہارے لئے کرے گا جو تم کہو گی، کیا یہ سچ نہیں کہ یہ جاب تم کو اس کے بیس پر ملی ہے۔"

آن نے اپنے دانت تکلیف سے کاٹ لیئے، آنکھوں میں نمی بھر گئی لیکن وہ جانتی تھی اسے رونا نہیں چاہئے، بی کا ز وہ آدمی اس کے آنسوؤں کے قابل بھی نہیں تھا،
آن نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور مسکرا کر پلٹی:

"تم صحیح کہتے ہو، جیسے کہ آج رات بھی میں علیدان کی خدمت کروں گی، آفٹر آل وہ ان لوگوں سے مختلف ہے، جو اپنے منہ سے صرف لفظ "محبت" ادا کرتے ہیں۔ وہ ایسا نہیں کرتا، بلکہ اپنے الفاظ کا پاس رکھتا ہے۔ تم اس کی جوتی کی دز کے قابل بھی نہیں ہو سکتے۔"
وہ طنزیہ کہتی، اسے اچھی خاصی ٹھنڈی مار لگا گئی تھی۔

پچھے حان حارث نے آپے سے باہر ہو کر سارے ڈاکیومنٹس ٹیبل سے اٹھا کر زمین پر پھینک دیئے اور غرایا۔

-----○○○○○○○-----

اس وقت ساڑھے سات بجے تھے، جب اس نے اپنا کام ختم کیا۔

آن نے وقت دیکھا اور سوچا کہ علیدان نے کہا تھا وہ ڈنر ساتھ کریں گے، اس نے جلدی سے ٹیبل کی درازیں لاک کیں، اور یونی آفیس سے باہر نکلی، جب بس اسٹاپ پر پہنچی، تو پیچھے سے کار کی ہارن سنائی دی، آن نے علیدان کی گاڑی دیکھی تو حیران رہ گئی، "کہ وہ اسے لینے آیا ہے"

وہ کافی خوش ہوئی کہ بس پر جانے کی مشقت سے بچ گئی ہے، جلدی سے دروازہ کھول کر آگے بیٹھ گئی۔

"آپ کیسے آئے؟"

"میں تم کو پک کرنے آیا ہوں" اسے مسکرا کر دیکھا۔ جو کافی خوش لگ رہی تھی۔
"تو پھر آپ نے مجھے کال کیوں نہیں کی؟" آن نے ہلکی سی ناراضگی سے کیوٹ سا منہ بنایا۔

"کیا یہ زیادہ اچھا نہیں کہ فون کے بجائے میں خود لینے آیا ہوں،"

آن نے لب بھینچے، پھر دل سے مسکرائی، اور جلدی سے سیٹ بیلٹ باندھنے لگی۔
علیدان اس کی مسکراہٹ اور کھلا کھلا کیوٹ چہرہ دیکھ کر اسے چڑایا:
"کافی خوش لگ رہی ہو، کہ میں تم کو لینے آیا ہوں۔"

آن نے اسے دیکھا اور مسکرا کر آنکھیں گھمائیں:
"میں کیوں خوش نہ ہوں، مجھے آپ نے بس پر جانے کی مشقت سے بچالیا ہے"
علیدان کی تو اس کی منطق سن کر ساری خوشی مانند پڑ گئی۔

"جھوٹی"۔۔ یہ کہتے ہی منہ بنا کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

"آج ہم گھر کے بجائے باہر کھانے کے لئے چل رہے ہیں۔" علیدان نے سنسی پھیلائی۔

"کہاں؟۔۔ آن نے متجسس ہو کر پوچھا

"کیا تم مجھے سسپنس میں نہیں رکھتی؟ آج میں بھی تم کو سسپنس میں رکھوں گا" علیدان نے کہہ کر توجہ سامنے مرکوز کر دی۔

"تو کیا میں ایک بات کہہ سکتی ہوں؟" آن اس کے طرف مڑی

"بولو۔"

"مجھے سخت بھوک لگی ہے، میں زیادہ دور نہیں جاسکتی پلیز کہیں قریب ہی کوئی جگہ دیکھیں۔"

"بھوک لگی ہے؟۔۔ کیا تم نے لُچ نہیں کیا تھا آن۔۔؟ اس کی آنکھوں میں فکر تھی، پھر شرارت سے

بولا:

"کہیں ایسا تو نہیں مجھے دیکھ کر تمہاری بھوک بڑھتی ہے۔"

"مذاق مت کیا کریں۔" آن نے سینے پر ہاتھ باندھ کر منہ بنایا۔ "آپ کو کیا پتا میں سارا دن کتنا مصروف رہی، کہ مجھے کھانے کا وقت بھی نہیں ملا، بی کا ز این ایکسیڈنٹ۔"

علیدان نے یہ سن کر سخت حیرانگی سے اسے دیکھا:
"کوئی بھی بات چاہے کتنی بھی بڑی ہو، آپ کے وجود سے زیادہ اہم نہیں ہو سکتی۔"

"اگر تم ایک وقت نہیں کھاؤ گی، تو مر نہیں جاؤ گی، لیکن بھوک زیادہ بڑھے گی۔"
اس کی بات پر آن نے اسے کھل کر مسکراہٹ سے نوازا۔
:آج رات، ہو سکتا ہے میں زیادہ کھاؤں۔"

"تو پھر میں کسی کو کہہ کر ایک بکری کے کھانے کا اہتمام کرتا ہوں" علیدان نے اسے چڑایا۔
آن نے دل ہی دل میں اسے سو صلو اتیں سنائیں "تم ہو گے بکرے، تمہاری ساری فیملی بکری۔۔ ہونٹھ
۔۔ بھول جاؤ۔۔۔ بس بھول جاؤ۔۔"

علیدان نے اس کے معصوم اور ناراض تاثرات کو دیکھ کر گاڑی ڈرائیو کرتے پوچھا: "کیا ہوا تھا آج؟"

"کچھ خاص نہیں، میری ایک اسٹوڈنٹ کی رات طبعیت خراب ہوگئی تھی، میں آج صبح اس کے ساتھ ہاسپٹل گئی تھی، اور جب واپس آئے تو اس کے والدین بھی آئے بیٹھے تھے، میں تبھی زیادہ مصروفیت کے باعث لپچ نہیں کر سکی۔"

اس کی بات پر علیدان نے سانس کھینچی۔

اس پر آن نے اسے حیرت سے دیکھا:

"فاقہ کشی میں نے سہی ہے آپ کس بات پر سانس بھر رہے؟"

"میرا دل دکھا ہے، کیا میں نہیں کر سکتا؟" وہ سریس لگتا تھا۔

آن نے اسے لب بھینچ کر دیکھا اور کہا:

"اس طرح کے حالات میں، جہاں آپ کا دل دکھتا ہے، وہیں میں بھوک محسوس کرتی ہوں، سو

ڈونٹ وری اباوٹ می، جسٹ اسپید اپ۔"

علیدان نے ہنس کر سر خم کیا، اور اسپید تیز کر دی۔

وہ اسے سیدھا شاہ ولا لے کر آیا تھا۔

-----○○○○○○-----

اس دن کے بعد علیدان شاہ نے خادمہ سے کہا کہ آن کو لنچ بھیجا کریں، ایک ماہ پلک جھپک میں گذر گیا تھا کہ پتا ہی نہیں چلا۔ ووکیشن سے پہلے آن نے اسٹوڈنٹس کے ساتھ میٹنگ کی، ان کو چھٹیوں کے دوران اپنی حفاظت کے ایشور پر ہدایات دیں، اور ان اسٹوڈنٹس کے نام رجسٹرڈ کیئے جو چھٹیوں پر نہیں جارہے تھے، اس نے کچھ کلاس میٹس کا گروپ سیٹ کیا، انہیں کہا کہ اگر چھٹیوں کے دوران کوئی بھی مسئلہ ہو اسے کال کر لیں۔

جب وہ کلاس روم سے نکلی تو مدھان اسے ڈھونڈتا ادھر آرہا تھا۔
"بھابھی۔۔۔؟"

آن نے اسے دیکھا:
"اوہ مدھان، کیا بات ہے؟"

"ابھی گاڑی مجھے پک کرنے آرہی ہے۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔" علیدان نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"کہاں؟" آن رکی۔

"بھائی کے ساتھ کھانا کھانے۔" بھائی نے کہا آپ کو ساتھ لیتا آوں۔ "نرم لہجے میں بتایا۔
"آن نے نفی میں سر ہلایا: "میں نہیں چل رہی۔؟"

"ایسا نہیں ہو سکتا، بھائی نے کہا ہے، میں بھلی نہ آوں لیکن آپ ضرور۔"
جب یہ دونوں باتیں کر رہے تھے، کسی کی حسد اور غصے سے بھری نظریں ان دونوں کو گھور رہی تھیں۔

"چلیں جلدی کریں، علیدا ان بھائی انتظار کر رہے ہونگے۔"
مدھان اس کے ساتھ آفیس تک آیا، تاکہ وہ اپنا بیگ اٹھا سکے۔
آفیس کے انٹرنس پر حان حارث کھڑا ان دونوں کو گھور رہا تھا۔

"میں نے سنا ہے کہ مس آن اپنے میل اسٹوڈنٹس میں بہت مشہور ہے، یہ دیکھ کر لگ رہا کہ یہ سچ ہے۔ میں تم کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ تم یہاں استاد ہو، بہتر ہوگا اپنے گندے کردار کی بدبو سے معصوم اسٹوڈنٹس کے کردار کو تعفن زدہ مت کرو۔"

یہ سن کر مدھان سخت برہم ہوا

مدھان نے اسے غصہ سے دیکھا، اور اس کے اور آن کے بیچ میں کھڑا ہو گیا، حان کو گھورتا ہوا بولا:

"کون ہو تم؟ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری ٹیچر سے اس طرح بات کرنے کی؟"

حان حارث نے اسے سرد انداز میں گھورا:

"تمہاری اس مس آن کا سابقہ منگیتر، تم کو یاد دلا دوں کہ تمہاری مس آن عام عورت نہیں ہے، اس کی دوستی سے دور رہو، مرد اس کا بیک گراؤنڈ جانے بغیر اسے کنٹرول نہیں کر سکتے۔"

مدھان اس پر غصہ ہو کر ہاتھ اٹھانے والا تھا جب آن نے اسے روکا۔ اور کہا:

"مدھان، بھول جاؤ، جا کر باہر گیٹ پر ویٹ کرو، میں جلدی آتی ہوں۔"

"میں ایسا نہیں کر سکتا، اگر میں آپ کو چھوڑ کر گیا تو یہ آپ کو نقصان پہنچائے گا۔"

مدھان اسے چھوڑ کر جانے کے حق میں نہیں تھا۔

"یہ آفیس بلڈنگ ہے، کوئی مجھ سے بد معاشی نہیں کر سکتا۔ جاؤ شاباش۔"

مدھان حان کو گھورتا یہ کہتا باہر نکل گیا: "اسٹے اوے فرام مس آن، ورنہ میں چھوڑوں گا نہیں۔"

اس کے جانے کے بعد آن نے آفیس میں جانا چاہا جب حان نے اس کی کلائی گرفت میں قابو کر لی۔
"مجھے چھوڑو، مجھے دوسرے مرد کی بانہوں میں گرنے کی جلدی ہے۔" آن نے طنزیہ کہا۔

"تم۔۔۔۔۔" حان حارث کا چہرہ غصہ سے سرخ پڑ گیا۔

آن سرد انداز میں ہنسی،

"وائے؟ کیا اسی لئے کہ تم اب بھی آس لگائے ہو، کہ میں، بے شرم عورت، واپس تم کو دیکھوں
گی؟ خواب دیکھنے چھوڑو، تم میرے بالکل قابل نہیں ہو۔"

حان حارث نے یہ سن کر اس کی کلائی چھوڑ دی تھی، وہ اسے حقارت سے دیکھ کر آگے بڑھ گئی۔ جب
اپنا بیگ لے کر واپس آئی تو وہ ابھی تک وہیں کھڑا تھا۔

آن جیسے ہی اس کے پاس آئے ہو کر گزری۔ حان حارث کی سرد آواز نے اس کے پاؤں جکڑ لئے:
"ایک رات کے کتنے لوگ؟"

آن اپنی جگہ پر سن کھڑی رہ گئی، ابھی یہ زلت بھی سہنی تھی،

"کیا کہا تم نے؟"

"اگر وہ ایسا کر سکتے ہیں، تو میں کیوں نہیں؟ کتنے میں بیچو گی خود کو ایک رات کے لئے؟۔۔ نہیں، میں تین دفعہ بڑھا کر قیمت دوں گا۔ بولو؟"

ابھی اس کے منہ میں الفاظ تھے جب آن کے ہاتھ کا ایک کرارا تھپڑ اس کا گال سرخ کر گیا۔ اس کے الفاظ سن کر غصہ، زلت اور شرم سے وہ پوری کانپ گئی تھی کہ بس نہیں چل رہا تھا اس کی کھال ادھیڑ کر رکھ دے۔

اس کی آنکھیں پانی سے بھر گئیں۔
"شیم آن یو، حان شیم آن رنلی آج تم میری نظر میں کتے سے بھی گر چکے ہو۔"

"کیا، صرف ایک تم ہی میرے آگے معزز ہو؟ تم سمجھتی ہو، تم میری نظر میں پاک ہو؟ تم صرف ایک ہائی کلاس کی طوائف زادی ہو۔" وہ چیخا۔

جس پر آن نے بے اختیار ہو کر اسے تابڑ توڑ تھپڑ مارے، یہ پہلی بار تھا کہ وہ بے قابو ہو کر اس پر ہاتھ اٹھا چکی تھی،

"کیا میں سچ نہیں کہہ رہا؟ وہ اس کے ہاتھ پکڑ کر بولا، کتنے آدمیوں کے ساتھ سوچکی ہو؟ وہ سو سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں؟" وہ جیسے پاگل ہو رہا تھا۔ کہ اخلاقیات ہی بھول چکا تھا۔

آن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، اس نے اپنا سر اٹھا کر آنسو کو روکنے کی کوشش کی:

"بی کا زیو آر ناٹ ور تھی، حان حارث، بھلی تم کچھ بھی کر لو، میں تمہارے بستر پر نہیں آسکتی۔"

''''''''''''''''

گاڑی میں مدھان کے ساتھ بیٹھنے سے پہلے وہ کافی حد تک اپنے اعصاب قابو پاچکی تھی، لیکن اس کی آنکھیں صاف چغلی کھا رہی تھیں کہ "وہ روئی ہے۔"

"بھابھی، یہ حان حارث آپ کا سابقہ منگیتر تھا؟"

آن نے اسے نہیں دیکھا، بلکہ کار سے باہر دیکھتی رہی، اسے بنا دیکھے آہستہ مگر بھاری آواز میں بولی:

"مدھان، علیدان کو کچھ مت بتانا کہ آج کیا ہوا تھا؟"

یہ سن کر مدھان نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا:

"کیا بھائی کو پتا نہیں کہ یہ شخص آپ کا منگیتر تھا؟"

اس کی بات پر آن کچھ نہ بولی بس خاموشی سے، باہر دیکھتی رہی، اس نے مدھان کو دیکھنے کی ہمت نہیں کی، بی کا زیو وہ نہیں چاہتی تھی، کہ مدھان اس کی روئی روئی آنکھوں کو دیکھ کر کوئی سوال پوچھے۔

"بھابھی، آپ کے لئے بھتر ہے کہ بھائی کو بتادیں، اگر آپ نے ان سے چھپایا، تو وہ ناراض ہو جائے گا، اگر وہ ناراض ہو گیا، تو اس کے نتائج بھت برے نکلیں گے۔"

آن نے باہر ہی دیکھتے، ہلکی آواز میں اسے کہا: "وہ جانتا ہے، لیکن میں تم کو اجازت نہیں دیتی کہ اسے کچھ بتاؤ، وہ میرے لئے پریشان ہو جائے گا۔"

"لیکن میں نے دیکھا وہ آدمی آپ کو حراساں کر رہا تھا۔" مدھان کی بات پر وہ مسکرائی، اور کہا: اگر علیدان کو معلوم ہوا، وہ خود ہی مدد کر لے گا، تم کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، ایک ہی دفعہ میں سارے مسئلے حل نہیں ہوتے، جسٹ ڈونٹ ٹیل ہم۔"

جو کچھ ہوا تھا، اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اسے دلی تکلیف نہیں ہوئی تھی، یہ سچ ہے کہ ماضی میں اس نے حان حارث سے محبت کی تھی، کسی اور کے اسے چاہنے کے بعد، اسے ہمت نہیں ہوئی تھی وہ اپنے احساسات اتنی آسانی سے اس پر ضیاع کرتی، آن نے اپنے احساسات چھپا لئے تھے، خود رک محدود کر لئے تھے، اپنے گرد سخت گیری کا خول چڑھا لیا تھا، اور خود کو مضبوط کر لیا تھا۔

لیکن۔۔ کیا مضبوط لوگ دل میں درد نہیں رکھ سکتے؟ یا وہ تنہائی محسوس نہیں کر سکتے؟ وہ بھی انسان تھی۔۔ ایک جیتی جاگتی سانس لیتی انسان۔ کمزور انسان کے بنسبت ایک بظاہر مضبوط نظر آنے والا

انسان اندر سے اتنا ہی نازک اور حساس ہوتا ہے، اور جتنا اس کا نقصان ہوتا ہے، اتنا کمزور انسان کا نہیں ہوتا۔

حان حارث نے اسے محبت کی ہمت دی تھی، لیکن اس نے اس کی محبت کا وقار بھی بجھا دیا تھا، اور اب اسے محبت سے ڈر لگنے لگا تھا، اس ڈر کے بدولت ہی وہ علیدان جیسے محبت کرنے والے شخص کو محبت دینے سے ڈرتی تھی۔ آفٹر ال اتر اوکے۔۔۔ آن کی سوچوں کے تار کار رکنے کے جھٹکے پر ٹوٹ گئے، اس نے چونک کر باہر نظر کری، کار انٹر ٹینمنٹ کلب ہاؤس پہنچ چکی تھی، علیدان وہاں پہلے سے ہی موجود اپنی کار میں ان دونوں کا داخلی دروازے پر انتظار کر رہا تھا۔

ان دونوں کو آتا دیکھ کر اپنی گاڑی سے باہر نکل آیا:
"تم دونوں اتنے سلو کیوں آئے ہو؟"

اس کے پوچھنے پر مدھان نے آن کے طرف اشارہ کر کے کہا:
"میں بھابھی کا انتظار کر رہا تھا۔"

آن نے سر ہلا کر اس کی تائید کی:
"میں اپنے کلاس میٹس کے ساتھ میٹنگ کر رہی تھی۔"

"تم ایک صفائی کرنے والے بھی کم کماتی ہو، لیکن کام اس سے بھی زیادہ کرتی ہو۔" علیدان نے شرارت سے اس کے کام پر چوٹ کی، جس پر آن فوراً چڑ گئی، اسے کچھ دیر کی ساری دلی تکلیف بھول گئی، یاد رہی تو بس علیدان کی طنزیہ بات، برہمی سے کہا:

"آپ دوسروں کے کام پر تنقید کرنا نہیں چھوڑتے، یہاں کوئی فرق نہیں ہے ایک صفائی کرنے والے اور ایک ٹیچر کی جاب میں۔"

یہاں کوئی تفریق نہیں، کون اعلیٰ ہے کون کمتر، لیکن یہاں صرف لوگوں کی صلاحیتوں میں تفریق ہے۔

یہ محض حاسدانہ لوجک ہے اور کچھ نہیں، ورنہ کوئی کمتر یا اعلیٰ نہیں ہوتا۔ "وہ تو اچھی خاصی تقریر جھاڑ گئی۔"

علیدان کے ساتھ مدھان بھی دنگ ہو گیا، مدھان حلق تر کرتے مغل ہوا:

"ہم یہاں کھانا کھانے نہیں آئے تھے؟ آپ دونوں تو دروازے پر ہی گفتگو کرنا شروع ہو گئے، مجھے کیوں لگ رہا ہے؟" میں یہاں قید ہو گیا ہوں۔"

علیدان نے نظریں ترچھی کر کے اسے دیکھا:

"اگر تم سمجھتے ہو، تم یہاں پھنس گئے ہو تو خود ہی غائب بھی ہو سکتے ہو۔"

"علیدان بھائی، آپ نے ابھی خود فون کر کے دعوت دی ہے کہ آن بھابھی کو لے کر آؤں، درست؟"

علیدان اس کی بات پر بناوٹی انداز میں مسکرایا:
"صرف اب۔۔۔ کیا تم جانتے ہو؟"

مدھان اس کی بات سن کر کافی ناخوش ہوا تھا، آنکھیں چھوٹی کر کے بولا:
"واہ بھائی، آپ کتنے جلدی بدل گئے۔ بھابھی، آپ کی وجہ سے، بھائی کافی ظالم بن گئے ہیں، جو اپنی فیملی کا خیال بھی نہیں کرتے، آپ کو اس قسم کے آدمی کے ساتھ احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔"
اس بات پر علیدان نے اس کے سر پر ہلکے سے تھپڑ لگائی تھی:
"شریر کہیں کے۔۔"

"ہااااہ۔۔ بھائی، آپ کے آج رات کے رویے پر میں اس الیکٹرک بلب کی طرح جل رہا ہوں۔" یہ کہتے ہی علیدان کے دوسرے تھپڑ سے بچنے کے لئے بھاگتا اندر کلب ہاؤس میں داخل ہو گیا۔
پیچھے علیدان اور آن بھابھی مسکراتے بڑھنے لگے۔
جب یہ تینوں ساتھ ایڑھیاں چڑھ کر اوپر آنے لگے،

اس وقت بینش اعوان ان کو دیکھ کر وہیں کھڑی رہ گئی، جو ایک پرائیویٹ روم سے باہر آرہی تھی،

بینیش نے خاموشی سے ان کا پیچھا کیا۔

یہ دیکھ کر کہ آن علیدان شاہ اور ایک چھوٹے لڑکے کے ساتھ پرائیویٹ روم میں جارہی ہے، وہ شک میں پڑ گئی،

اس نے ہونٹ سکڑے، اور نظریں گھمائیں،

جس کا مطلب تھا "موقعہ ملنے والا تھا آن پر حملہ کرنے کا۔"

تینوں پرائیویٹ روم میں آئے تھے، اور ساتھ بیٹھ گئے، علیدان نے آرڈر پلیس کیا، تبھی دروازے پر ہلکی سی ناک ہوئی۔

تینوں نے کھٹکے پر دروازے کے طرف دیکھا تھا، جہاں سے بینیش اعوان نامکمل لباس، جو کندھوں سے ڈھلکا ہوا تھا۔ سینہ چھلک رہا تھا، کندھے ننگے تھے، وہیں ٹانگیں بھی ننگی تھیں۔

آن تو اسے یہاں دیکھ کر شکاڈ رہ گئی، اسے حیران دیکھ کر بینیش کی آنکھوں میں کمینی سی چمک آئی تھی، لیکن ہونٹوں پر نرم سی مسکراہٹ سجا کر آگے بڑھی:

"آن۔۔۔۔۔ اٹز رینیٹیو؟ میں نے صرف تمہیں دروازے سے دیکھا تھا، اور ہچکچا رہی تھی، ڈر تھا کہیں غلط لڑکی کو تو نہیں پہچانا؟"

اس وقت علیدان اور مدھان نے بھی اس پر خیر مقدمی احساس کے ساتھ دیکھا، وہ سمجھے آن کی دوست ہوگی،

آن سرد تاثرات کے ساتھ اسے دیکھ کر بولی: "تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

"دیکھو تو۔۔ کیا کہہ رہی ہو؟ تمہاری بڑی بہن ہونے کے ناطے سے، کیا میں تم کو دیکھنے بھی نہیں آسکتی تھی؟"

وہ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اور اس کے ساتھ کی کرسی پر بیٹھ گئی:

"ڈیڈ نے کہا، تم ایک یونی میں استاد ہو، واہ۔۔ کیا ہمارا خاندان اب ایک اسکالر خاندان کہلائے گا؟۔۔۔۔۔ یہ سب تمہاری مہربانی سے ہے۔"

آن نے تعجب سے بینیش اعوان کو دیکھا، جیسے وہ کوئی پاگل ہو۔

"تم کیا کرنے کی کوشش کر رہی؟" آن کا لہجہ سخت اور آواز طنز سے بھری ہوئی تھی۔

"اوہ۔۔۔۔۔ ہاں، آن۔۔ کیا تمہارے پاس خرچ کے پیسے ختم ہو گئے ہیں؟" ساتھ ہی پرس سے کارڈ نکالا، اور اس کے ہاتھ کو تھام کر اس میں زبردستی تھمایا:

"میں یہ کارڈ اپنے ساتھ لے آئی تھی، لو۔۔ اور اسے استعمال کرو، آئندہ میں تمہاری یونی آکر تمہیں ان لمیٹڈ کارڈ دے جاؤں گی۔"

آن کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں:

"جسٹ واٹ ڈو یو وانٹ؟"

آن نے اس کا مقصد جاننا چاہا، وہ اس کی ایکٹنگ کو کسی خاطر میں نہ لائی تھی، نا ہی کارڈ تھاما تھا۔

"آن اپنے گھر والوں سے اتنی نفرت مت کرو، ہم جانتے ہیں تم نے تنہائی سہی ہے، لیکن تم بہت ضدی ہو، ڈیڈ نے کتنی بار تمہیں گھر آنے کا کہا ہے، لیکن تم اپنے رویے سے ڈیڈ کے ساتھ بھائی اور میرا بھی دل دکھاتی ہو، میں مانتی ہوں، میری ماں کی باتیں تمہیں تکلیف دیتی ہیں، لیکن۔۔ وہ دل کی اچھی ہے"

میں، بھائی اور ڈیڈ تمہارے ساتھ ہیں، اور تم کو گھر واپس لانا چاہتے ہیں۔
وہ کافی چالاکی سے پاس بیٹھے لوگوں کے ذہن کو تذبذب میں ڈال چکی تھی۔
مدھان کافی پزل تھا، اس نے علیدان کو نا سمجھی سے دیکھ کر پوچھا:

"یہ کیا چل رہا ہے، علیدان بھائی؟ مس آن کی فیملی ہے؟ وہ بھی اعوان فیملی۔۔؟ کیسے ہو سکتا ہے؟"

اس کے بنسبت علیدان سارا ڈرامہ سینے پر بازو باندھے دیکھ اور سن رہا تھا، آرام سے ہاتھ بڑھا کر ریڈ وائن کا گلاس تھاما۔ مدھان کے سوالات سن کر اس نے اپنی مٹھی بھینچ لی۔

"بھاڑ میں جائے ان کی فیملی، آن عصمت بلکل بھی ان کا حصہ نہیں ہے" وہ دل ہی دل میں برہمی سے دانت پیس کر بولا۔

بینیش نے ان دونوں کو دیکھ کر ہچکچانے کی ایکٹنگ کی، اور پوچھا:

"آپ شاہ خاندان کے دوسرے اور تیسرے مالک ہیں نا؟"

اس کی بات پر مدھان نے حیرانگی سے اسے دیکھا:

"تم ہمیں جانتی ہو؟"

بینیش مکاری سے مسکرائی:

میں نے صرف مسٹر شاہ کو نیوز میں دیکھا ہے، تم ان سے مشابہت رکھتے ہو، سو میں نے آسانی سے پہچان لیا تھا۔

مدھان نے سینے پر بازو باندھے اور ابرو چڑھا کر پوچھا:

"کون ہو تم؟"

بینیش نے آن کا بازو تھام کر مکاری سے کہا:

"میں آنیہ اعوان کی بہن ہوں، بینیش اعوان، اعوان انڈسٹریز کے مالک کی بیٹی۔"

یہ سن کر مدھان شاک سے کھڑا ہو گیا:
"تم۔۔۔ اعوان گروپ سے تعلق رکھتی ہو؟" وہ حیران تھا۔

"بلکل درست، تم نہیں جانتے تھے کہ آن اعوان خاندان سے تعلق رکھتی ہے؟ بینیش کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔ اب اسے مزہ آ رہا تھا۔ جس بات کو آن چھپا رہی تھی، وہ یہ سامنے لے آئی تھی، مقصد محض آن کی پوزیشن ڈاؤن کرنا۔

مدھان نے بے یقینی سے علیدان کو دیکھا۔ آن اصل میں اعوان خاندان کی فرد تھی؟

علیدان کے پرسکون تاثرات دیکھ کر مدھان حیران تھا، "کیا بھائی جانتے تھے؟ اس نے حیرت سے سوچا۔

کیسے۔۔۔۔۔ وہ کیسے اعوان خاندان کے فرد سے ربط رکھ سکتے ہیں؟

کیا اسے دو خاندانوں کے درمیان ہونے والے جھگڑے کا نہیں پتا؟ وہ لوگ شاہ خاندان کی ایک زندگی کے قرضدار تھے۔

"علیدان بھائی،۔۔۔۔۔ آن۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔" وہ ابھی آگے کچھ کہتا۔۔۔ علیدان کی آنکھ دکھانے سے چپ ہو گیا:

"شٹ اپ،" علیدا ان نے اسے آنکھ دکھائی تھی، "گھر جاو۔"

"لیکن۔۔۔؟ مدھان نے مداخلت کرنی چاہی۔

"میں نے کہا ہے نا۔۔۔۔ گھر جاو۔" علیدا ان نے اسے نرمی سے ڈانٹا۔

مدھان نے جاتے جاتے آن پر ایک ناراض نظر ڈال کر سرد ہنکارا بھرا تھا، جب آن نے مدھان کی نظروں میں ناراضگی دیکھی تھی، اسے بہت دکھ ہوا۔ وہ۔۔۔ اعوان خاندان کی فرد ہے۔

مدھان کے جاتے ہی، بینیش بھی اپنی طرف سے جیسے آگ لگا کر چلی گئی تھی۔ اس کے جانے کے بعد۔۔۔ دونوں کافی دیر خاموش بیٹھے رہے تھے، آن کی بھوک بھی مر گئی تھی، وہ کب سے بس آج پے در پے ہونے والے حادثات کو سوچے جارہی تھی، حان حارث کی زلالت، بینیش کی مکاری، اور مدھان کی بے اعتباری۔۔۔ ان سب نے اسے مایوس کر دیا تھا۔ پہل علیدا ان نے کی تھی:

"بھول جاو، جو کچھ ہوا۔ میرے قریب آکر بیٹھو، کھانا کھاو۔" جب آن نے کوئی جواب نہیں دیا، بلکہ سر جھکائے مسلسل ایک نقطے کو تکتی رہی، اس کے چہرے پر کیا نہیں تھا؟ دکھ، تکلیف اور خود کی بے عزتی کا احساس۔

علیدان کو دل میں تکلیف ہوئی وہ اسے ایسے نہیں دیکھ پارہا تھا، تبھی اٹھ کر اسکے ساتھ بیٹھ گیا، اور ہولے سے اس کو تھام کر خود سے لگایا۔

آن کی برداشت بس یہیں تک تھی، اب وہ خود پر قابو نہ رکھ سکی، اندر میں ابلتے ابال کو علیدان کے سینے سے لگتی ہی جیسے آنکھوں کے رستے راستہ مل گیا تھا۔ وہ سسکنے لگی، آنسو علیدان کا سینہ بھگونے لگے تھے،

علیدان نے لب بھینچ کر اس کی پیٹھ سہلانے لگا۔۔۔ جیسے پرسکون کر رہا ہو۔۔۔ کافی دیر بعد جب وہ پرسکون ہوئی تب اس سے الگ ہو کر بیٹھی، اب وہ پہلے سے بہتر تھی،

آن نے لب بھینچے اور پرسوچ انداز میں ایک طرف دیکھتے جیسے خود سے مخاطب ہوئی: "کیا سب مرد سطحی سوچ کے ہوتے ہیں؟"

"سطحی سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

علیدان نے اسے نا سمجھی سے دیکھا تھا۔

"اگر میں کالی ہوتی، بد صورت ہوتی، موٹی ہوتی، اور کچھ بھی نہ ہوتی پھر بھی آپ مجھے پسند کرتے؟" وہ جیسے کہیں گم تھی۔

"یہ کہنا چاہیے کہ تمہاری خوبصورتی سب سے پہلے مردوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کراتی ہے۔ میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ تمہاری ظاہری خوبصورتی نے پہلے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا، لیکن اب، اگر تمہارے پاس یہ خوبصورتی نہ بھی ہو، تب بھی میں تم کو پسند کروں گا۔ کیونکہ مجھے تمہاری سخت طبعیت، اور ضدی شخصیت پسند ہے، اور اس لیے بھی کہ ہم ایک دوسرے کو جان گئے ہیں۔"

آن کو علیدان کے یہ الفاظ دل کو لگے تھے "ہم ایک دوسرے کو جان گئے ہیں۔"

علیدان حیدر شاہ نے اسے محبت سے مسکرا کر دیکھا، پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے محبت سے بال سنوارے:

"تم نہیں جانتی، جب جب میں تم کو دیکھتا ہوں، یا تم کو محبت سے بوسہ دیتا ہوں، میرے جذبات میرے کنٹرول میں نہیں رہتے، میری عقل میرے جذبات سے مات کھا جاتی ہے۔ اگر یونہی رہا تو، میں تو تمہارے آگے ختم ہو جاؤں گا۔"

گھمبیر لہجے میں دلفریبی سے وہ اپنے جذبات بیان کرتا گیا، جسے سن کر آن شرم سے سمٹ گئی تھی، زندگی میں پہلی بار آن نے کسی مرد کے منہ سے جذبات سے بھرے جملے سنے تھے، وہ کیسے نہ سمٹتی؟ اس وقت وہ دونوں ہی روم میں اکیلے تھے۔

کھانے کے بعد دونوں واپس ولا آئے، علیدان نے اسے اس کے کمرے میں بھیجا۔ اس کے پیچھے بلکل نہیں گیا۔

اس کے بعد اس نے بٹلر سے کہا کہ مدھان کو بلا کر لائے۔

لیکن مدھان اپنے پورشن میں نہیں تھا،

علیدان نے ایک گہری سانس کھینچ کر فون نکالا، اور مدھان کو کال کری:

کال ملتے ہی اس نے پوچھا:

"کہاں گئے ہو تم؟"

"ہوٹل۔" ایک لفظی جواب دیا گیا۔

"کسی سے اس بات کا تذکرہ مت کرنا۔ نا ہی آن کو یہ بتانا کہ دونوں خاندانوں میں عداوت کی وجہ کیا

ہے؟ وہ بے خبر ہے، اور معصوم ہے۔ ورنہ میں تم کو معاف نہیں کروں گا۔"

"بڑے بھائی، آپ ایسے کیوں ہیں؟ کیا آپ نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا؟"

"جسٹ شٹ اپ، علیدان کی آواز کافی سرد تھی، "میں تم کو دوبارہ کہتا ہوں مدھان، آن کے لئے

مشکلات مت پیدا کرو۔"

"اور۔۔ اگر میں آپ کی بات نہ مانوں تو۔۔؟" مدھان کی ضدی آواز فون ریسپور سے ابھری تھی، جسے سنتے ہی علیدان کی پیشانی سلوٹوں سے بھر گئی۔

"تو پھر کرلو۔۔ کوشش" علیدان کی آواز میں پہاڑ کی سی سختی تھی، مدھان اس کی آواز کی سختی سن کر، دل میں کانپ گیا۔

☆☆☆☆☆☆

دوسرے دن، آفٹر کلاسز، اس نے مدھان کو کلاس کے باہر اس کا انتظار کرتے دیکھا۔ وہ حیران نہیں ہوئی تھی، جلد یا بدیر مدھان کا ایسا سامنا کرنے کی اسے امید تھی، مدھان کے تاثرات سپاٹ تھے، وہ پہلا سا بلکل بھی نہیں دکھتا تھا، اس کے چہرے پر سخت تاثرات تھے،

وہ آہستہ سے چلتی اس کے پاس آئی، اور بمشکل مسکرائی:

"مدھان شاہ، تم یہاں؟ کچھ چاہئے؟"
مدھان نے اس کے طرف برہمی سے دیکھا تھا:
"جی۔"

اس کا رویہ آن کو سخت تکلیف دے گیا:

"کہو۔"

"مس آن، آپ اعوان خاندان کی فرد ہیں، درست؟" مدھان نے اسے سرد انداز میں دیکھا۔ جس پر آن نے مٹھیاں بھینچیں، اور ہونٹ ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے، جیسے یہ تعارف اس کے لئے باعث شرم ہو۔

"میں یہ بات کبھی نہیں مانتی مدھان شاہ۔" میرا سر نیم "عصمت کا ظم" ہے۔"

مدھان نے اس بات پر اسے حیرت سے گھورا یہ سچ تھا کہ مس آنیہ کا سر نیم عصمت کا ظم تھا، پھر ان کا تعلق اعوان خاندان سے کس طرح بنا؟

مزید یہ کہ اعوان خاندان نے صرف اپنی ایک بیٹی کا ذکر کیا تھا، کسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔؟ کبھی نہیں۔۔۔

"آپ ان کی ناجائز بیٹی ہو؟" عصمت کا ظم آپ کی ماں کا نام ہے؟"

اس کی بات پر آن نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"واہ۔۔۔" مدھان نے بازو سینے پر باندھ کر تمسخر سے کہا:

"میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مس آن کی شناخت اتنی دلچسپ ہوگی، بھلی آپ ناجائز ہو، لیکن ہو تو اعوان سکندر کی بیٹی ہی، ان کی بیٹی ہونے کے ناطے سے، آپ کا یہ جاننا ضروری ہے، کہ آپ اور ہمارا شاہ خاندان ناقابلِ تسخیر ہیں۔"

ہمارا خاندان اعوان خاندان کی بیٹی کو اپنی بہو تسلیم نہیں کر سکتا، آپ ناجائز ہو، علیدان اور آپ کا رشتے سے لوگ ہم پر طعنہ زنی کریں گے، اسی لئے بہتر ہے علیدان بھائی کی زندگی سے نکل جائیں۔" مدھان کے الفاظ تھے یا کوئی زہر میں بجھے تیر تھے، جو سیدھا آن کے دل پر وار کر رہے تھے، آن نے تکلیف سے آنکھیں بند کر لی، اور ہلکی مگر سرد آواز میں چینی: "مدھان۔۔ آگے کچھ مت بولنا۔"

مدھان نے تو آخری حد ہی پار کر لی تھی، آن کتنا برداشت کرتی؟؟ کہاں کہاں صبر کرتی جاتی؟

"میں نے کبھی بھی علیدان کی زندگی میں شامل ہونا نہیں چاہا تھا، سو پلیز، ڈونٹ ٹالک ٹومی لائیک دس۔"

"آپ نے علیدان بھائی کو پھانسا ہے۔ اور اب بھی کہتی ہیں آپ نے خواہش نہیں کی؟ آپ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بھائی کی زندگی میں شامل ہوئی تھیں۔ کیا میں غلط ہوں؟" مدھان، علیدان کی وارننگ کے باوجود بھی اپنے دل کی بھڑاس آن پر نکالتا گیا۔ بنا سوچے کہ اس کے نتائج کیا ہونگے؟

آن نے اس کی بات پر ایک گہری سانس لے کر خود کو کچھ بھی کہنے سے باز رکھا:

"مجھے تم کو۔۔۔ بلکل بھی صفائی دینے کی ضرورت نہیں مدھان۔۔۔ تم جاسکتے ہو پلیز۔۔۔ دور ہو جاو میری نظروں سے۔۔۔"

یہ کہہ کر وہ اپنی تکلیف کو چھپاتی، مڑی۔

پچھے مدھان ہونٹ بھیج کر مٹھی اپنی ہتھیلی پر مار کر، سرد انداز میں کہا: "کل تک آپ کا سابقہ منگیتر تقی خاندان کا بیٹا تھا، پر نسل کا بیٹا، حارث۔ ٹھیک ہے مس آنیہ، آپ کا ساتھ چاہنے والے مردوں کی غیر معمولی شناخت ہے۔ کیا آپ اب بھی یہ کہنے کی جرات کرتی ہیں؟ کہ آپ نے واقعی کسی امیر طبقے میں شادی کرنے کا نہیں سوچا؟"

اس کی بات پر آن کی آنکھیں تکلیف سے جلنے لگیں، ان میں آنسو جھلملانے لگے، وہ مڑی اور بھیجی آواز میں کہا:

"مدھان، میں تمہارے بھائی کی زندگی سے نکل جاؤں گی" تم کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے،

۔ وہ واقعی ایک بچے سے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔ بہتر تھا وہ جگہ چھوڑ دی جائے جہاں اختلاف در اختلاف جنم لیں، جہاں آپ کو سمجھنے والا اور بات سننے والا ایک بھی نہ ہو، وہاں سے ہٹ جانا بہتر ہوتا ہے بجائے بحث کرنے کے، اور آن بھی اپنی وجہ سے دوسروں کی زندگی کو مشکل بنانا نہیں چاہتی تھی، سو بہتر تھا "چھوڑ دو" کے مقولے ہر عمل کیا جائے۔۔۔

مدھان کو دکھ ضرور ہوا تھا آن کے چہرے پر تکلیف اور آنکھوں میں آنسو دیکھ کر، وہ بحر حال آن کو تکلیف دینا نہیں چاہتا تھا:

"مس آن، میں آپ سے درخواست کرتا ہوں، میرے بھائی کی زندگی سے نکل جائیں۔"

آن نے اس پر۔۔ فقط سر ہلایا۔۔ اور تقریباً بھاگتی ہوئی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔ اب وہ کبھی مڑ کر ان کو دیکھنے والی نہیں تھی۔۔ نیور

وہ ولا پہنچی، اور جلدی جلدی اپنا بیگ نکالا، روتے دل کے ساتھ وہاں سے نکل گئی۔۔ بنا کسی کی نظر میں آئے۔۔

اس کا رخ اسٹیشن کے طرف تھا، وہ بائے ٹرین ثنا حمزہ کے پاس جا رہی تھی، شاید ہمیشہ کے لئے۔

وہ گاڑی میں تھی جب اس کا فون بجنے لگا۔

یہ دیکھ کر کہ بینیش اسے کال کر رہی ہے ایک شدید نفرت کی لہر اس کے دل میں اٹھی، یہ خاندان اس کی زندگی میں نہ ہوتے ہوئے بھی یہاں وہاں اسے ٹارچر کرنے کو، اس کی زندگی کو ہر طرف سے گھیر کر قابو کرنے کو موجود تھا۔ وہ کدھر بھاگتی؟

"آنیہ، کہاں ہو؟ بینیش کی مکاری سی بھری فکر مندانہ آواز تھی۔

"بننے کی کوشش مت کرو، جو بکواس کرنی ہے کرو، آن غرائی۔"

"ہاااہ۔۔۔، ایسا لگ رہا ہے، تمہارے ساتھ اب کوئی نہیں رہا۔۔۔ ہاھا ہاھا
۔۔۔ بہت خوب، تو پھر ادھر آجاؤ، میں تم کو دیکھ لوں، کہ آنیہ اکیلی ہو کر کیسی دکھتی ہے؟"

"میں اس قسم کی عورت نہیں بینیش اعوان، جسے تم پاس بلاؤ، اور پھر اسے روندتی گذر جاؤ۔" آن
نے سختی سے کہا۔

"تم۔۔۔۔۔ میں تم کو بتا رہی ہوں، میں علیدان شاہ کو تم سے لے کر رہوں گی۔" بینیش کا حکمیہ انداز
تھا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ تو بینیش اعوان مجھ سے ایک مرد مانگ رہی ہے۔ مجھے افسوس ہے مس اعوان، میں مرد
بیچنے کا کاروبار نہیں کرتی۔" آن نے تمسخرانہ کہا۔

"میرے ساتھ گونگا کھیل بند کرو۔ علیدان شاہ اس وقت تمہارے ارد گرد گھوم رہا ہے، تمہیں اپنی
حیثیت کا پہلے سے پتہ ہے، تم ایک ناجائز ہو اور اس کے قابل بالکل نہیں ہو۔ لہذا، اسے میرے
حوالے کرنا ہی تمہارے پاس واحد آپشن ہے۔" بینیش نے کمینگی کی حد کر اس کر لی۔

ٹرین میں سفر کے دوران ہی اسے علیدان شاہ کی بار بار فون آئی تھی، جسے آن نے بالکل نہیں اٹھایا۔
ہچکچا کر میسج بھیج دیا:

"مجھے آئندہ کنٹیکٹ کرنے کی کوشش مت کیجئے گا۔"

اس کے بعد فون سوئچ آف کر کے بیگ میں اچھال دیا۔

یہی بھتر تھا، علیدان کے لئے اور آن کے لئے۔ کہ وہ اس سے رابطہ نہ رکھے۔

وہ علیدان کی وجہ سے اور دکھ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ جس بات سے وہ ڈرتی تھی، بھاگتی تھی، وہی اس کے پیچھے پیچھے آسیب کی طرح چمٹ گئی تھی نہ چاہتے ہوئے بھی، لاکھ بچنے کی کوشش کے باوجود بھی، دکھ اس کے تعاقب میں تھے۔

جب علیدان شاہ نے یہ میسج پڑھا، اس کا خون کھول اٹھا، سر جیسے پھٹنے کو تھا، کیسے کر سکتی تھی آن اس کے ساتھ ایسا؟ کیسے؟۔۔۔

رات وہ کمرے میں جانے تک نارمل تھی، اب ایسا کیا ہوا؟

کیوں وہ اس کے ساتھ سارے رشتے توڑ گئی تھی؟

وہ آفیس سے جلدی باہر آیا اور گاڑی اسپید سے گھر دوڑائی۔

کمرے میں ان کہیں نہیں تھی، نا اس کے وارڈروب میں اس کے ڈریسز تھے،

وہ پریشانی سے آن کے کرائے کے گھر پہنچا جہاں لگا لاک اس کے سارے وہموں کو دل میں اٹھے ڈر کو سچ ثابت کر گیا، وہ اسے چھوڑ کر چلی گئی تھی۔۔۔
اس نے اپنے دل میں غصے میں پھٹتا محسوس کیا۔

علیدان نے غصہ ضبط کرتے پھٹتے سر کے ساتھ، دانیال کا نمبر ملایا،
"میں تمہیں صرف ایک گھنٹہ دیتا ہوں، معلوم کرو، آنیہ کہاں گئی ہے؟"
اور یہ بھی معلوم کرو کہ آنیہ کا یہ کرائے کا گھر کس کا ہے؟ میں یہ خریدنا چاہتا ہوں۔"
"دانیال حیران ہوتے ہوئے تذبذب سے سر ہلا کر بولا:
"جو حکم مالک۔" میں ابھی ہی نکلتا ہوں۔"

علیدان نے فون کاٹا، اور دانت پیسے:
"آنہ علیدان شاہ، یہ ناممکن ہے۔۔۔ کہ تم مجھ سے چھٹکارا پاسکو، کم از کم میری زندگی میں ناممکن ہے۔"

آدھے گھنٹے سے بھی کم وقت میں دانیال نے فون کر کے بتایا کہ "گھر کے مالک سے مل کر اس نے معاملہ نمٹا لیا ہے۔ چھٹیوں کے بعد وہ گھر کے کاغذات دے گا۔
اور مس آنیہ، اس وقت ٹرین میں، اسکودر کے طرف سفر کر رہی ہیں۔"

"اسکودر؟ علیدان شاہ کی پیشانی سلوٹوں سے بھر گئی۔

دوسرے طرف دانیال نے ہچکچا کر بات آگے بڑھائی :

"مالک، میں نے اپنے آدمیوں کو مس آنیہ کی یونی بھی بھیجا تھا، جہاں ایک اہم بات پتا لگی ہے۔"

"کون سی بات؟ بولو؟"

علیدان نے بے صبری سے کہا۔

"مالک، ان لوگوں نے پوچھ کر بتایا کہ صبح چھوٹے مالک مدھان شاہ کی مس آنیہ کے ساتھ گفتگو ہوئی تھی، جس کے بعد وہ وہاں سے بھاگتی نکلی تھیں، بنا یونی انتظامیہ کو مطلع کیئے، کچھ اسٹوڈنٹس نے انہیں روتے ہوئے بھاگتے دیکھا تھا۔"

علیدان یہ سن کر کہ آن مدھان کی وجہ سے اسے چھوڑ گئی ہے، اس کے غصے کا گراف بڑھا گئی۔

مدھان کو اس نے جتنا روکا تھا، وہ ضدی لڑکا پھر بھی اپنی ہی کیئے گیا۔

"مالک، کیا میں کسی کو بھیج کر مس کو روک لوں؟"

دانیال نے تذبذب سے پوچھا۔

نہیں، صرف پیچھا کرواؤ۔ "میرے حکم کا انتظار کرو۔"

وہ کار میں واپس بیٹھ گیا، اور مدھان کو فون ملائی، اس کا ارادہ مدھان کی اچھی خاصی کلاس لینے کا تھا، یہ لڑکا اتنا بڑا کب ہوا کہ اس کی زندگی کے معاملات میں ٹانگ اڑائے۔ وہ اس کی اجازت اسے نہیں دیتا تھا۔

فون ملتے ہی علیدان نے برہم آواز میں اسے جھاڑ پلائی:

"کیا میں نے تمہیں تنبیہ نہیں کی تھی کہ آن کو تنگ مت کرنا؟ میرے الفاظ بھول گئے تھے تم؟

"ب۔۔۔ بھائی میں۔۔۔" وہ منمنایا تھا۔ علیدان کے غصے سے وہ ویسے بھی ڈرتا تھا، اسے اندازہ نہیں تھا۔ آن علیدان کو یہ بتائے گی۔۔۔

"جسٹ شٹ اپ، علیدان دھاڑا:

"میں تم کو بتا رہا ہوں، مدھان۔۔۔۔ اگر تم نے آئندہ ایسی حرکت کی تو پھر بھول جانا کہ میں تمہیں اس شہر میں رہنے دوں گا، اس سے پہلے کہ تم مجھے، میری پوزیشن سے گراؤ، تمہارے لئے بھتر کہ اپنا برتاو سدھارو، ورنہ مجھے الزام مت دینا، اگر میں تمہیں پہچاننے سے ہی انکار کر دوں۔"

"علیدان بھیا۔۔۔۔" مدھان چیخ پڑا

"آپ اپنی فیملی کو بھی نہیں پہچانیں گے؟ ان گزرے سالوں کے دوران آپ نے کبھی ایسے نہیں کیا،

جس کا مطلب ہے، آپ پہلے سوچ سمجھ کر کام کرتے تھے، اب آپ کوئی بھی فیصلہ سوچ سمجھ کر نہیں کرتے، یہ میں نے آپ کے بھلے کے لئے کیا ہے۔"

علیدان اس کی بات پر طنزیہ بولا:

اچھا، کتنی عمر ہے تمہاری؟ کب میں نے اپنی زندگی کی ڈور ایک بچے کو تھمائی ہے؟ کہ میری زندگی کے فیصلے کرتا پھرے۔"

"علیدان بھائی، وہ اعوان خاندان سے تعلق رکھتی ہے، اور اس کی بہن نے بھی اس کے لئے بری باتیں بتائی ہیں، وہ آپ کے قابل کسی بھی طرح سے نہیں، وہ مجھے کہہ چکی تھی کہ آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی اور پیچھے سے آپ کو میری شکایت لگادی۔"

مدھان کو اس بات پر غصہ آیا، وہ اس کے لئے صبح کی بات پر افسوس محسوس کرنے لگا تھا، لیکن اب وہ اس طرح شکایت کرے گی؟ یہ اس نے نہیں سوچا تھا، شرمندگی کے احساسات زائل ہو چکے تھے۔

علیدان نے اس کی بات پر ایک گھری سانس کھینچی:

"اگر وہ میرے پاس آتی، تمہاری شکایت کرتی، تو میں تم پر غصہ نہ ہوتا مدھان۔"

جس پر مدھان حیرت سے اور طنزیہ بولا: "ناممکن۔۔۔! اگر اس نے شکایت نہیں کی؟ تو آپ کو کیسے پتا چلا؟"

"میں اسے ڈھونڈھنے گیا تھا، اگر میں کوئی بھی کام کرنا چاہوں تو پھر سوچتا نہیں، اس کی رہائش پر مانیٹرنگ سسٹم ہے، اگر میں اسے ڈھونڈھنا چاہوں تو اسے ایک منٹ میں ڈھونڈھ سکتا ہوں۔"

اس کی بات ہر مدھان سخت پریشان ہوا، اور خاموش ہو گیا۔

ادھر علیدان نے کہا:

"اپنے لئے اب خیر مانگو، اگر میں نے اسے ڈھونڈھ لیا تو پھر دیکھنا میں تمہارے ساتھ کیا کرتا ہوں" یہ سن کر کہ وہ شہر سے چلی گئی ہے، مدھان حیران رہ گیا۔
"کیا وہ جاچکی ہیں؟ لیکن کہاں گئی ہیں؟"

مدھان کی شکاڈ آواز پر علیدان نے برہم انداز میں کہا:

"تم کیا سمجھتے ہو، کیا تم اس کے پیچھے نہیں گئے تھے؟ اب تو خوش ہو نا کہ وہ چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ یہی چاہتے تھے تم۔" علیدان سخت لہجے میں برسا تھا۔

"بھائی، میں نے انہیں شہر چھوڑنے کا نہیں کہا تھا، صرف آپ کو چھوڑنے کا کہا تھا۔"

مدھان نے اپنی صفائی پیش کی تھی، وہ خود بھی آن کے شہر چھوڑ کر جانے پر پریشان تھا۔

"کیا تم نے کوئی ایسی بات کہی جس پر میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ زبان بند رکھنا؟" علیدان نے پوچھا۔

علیدان کی بات پر مدھان نے نفی میں سر ہلایا: نہیں۔"
علیدان نے ہنکارا بھرا، اور فون کاٹ کر ٹیبل پر رکھ دیا۔

~~~~~

ثنا حمزہ نے آن کو اسٹیشن سے پک کیا، دونوں ایک دوسرے کے گرم جوشی سے گلے لگ گئیں۔  
"میں نے تمہیں بہت یاد کیا تھا۔"

آن نے اسے نم آواز میں کہا اس کی آنکھیں نم تھیں، ثنا حمزہ کے گلے لگ کر جیسے اسے رونے کی وجہ مل گئی تھی،

"میں نے بھی تمہیں بہت سارا مس کیا تھا، ثنا حمزہ نے اسے گلے لگا کر دل سے بولی،  
"اب تم یہاں سے ایک ہفتہ تک نہیں جاسکتی، سو تم یہاں میرے پاس رہنا، میں تمہیں اپنے شہر کی  
چھوٹی گلیوں کے ریستورانٹ گھماؤں گی، ہم وہاں کھانا کھائیں گے۔"

اس کی بات پر آن نم آنکھوں سے مسکرا دی :  
پھر تو تمہاری بات مان لینی چاہیے، مجھے بہت زیادہ بھوک لگی ہے۔"  
ثنا نے اسے ہنس کر دیکھا: "کیوں نہیں، چلو ریستورانٹ چلتے ہیں۔"

دونوں ریستورانٹ آ گئیں۔

آن کی بھوک تو مرچکی تھی لیکن وہ ثنا حمزہ کو یہ بات بتا کر اسے کوئی موقعہ نہیں دینا چاہتی تھی،

یہ دیکھ کر کہ آن بہت خوشی سے کھا رہی ہے، ثنا حمزہ نے خوشی سے کھٹکتی آواز میں کہا: "مجھے پتا تھا، تم کو پسند آئے گا، ہم دونوں کی پسند ایک جیسی ہے۔ جب صبح تم نے مجھے فون کیا، مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ دل چاہا، ہوا میں اڑنے لگ جاؤں" حال ہی میں، میں بہت افسردہ تھی۔"

اس کی بات پر آن مسکرائی، پھر آخری بات پر اس کے ہونٹ سمٹ گئے: "کیا تم اپنے ڈیڈ کی کمپنی میں جاب نہیں کرتی؟ کس بات پر افسردہ ہو؟"

"میں واقعی کام نہیں کرتی۔" ثنا منہ بنا کر بتانے لگی، "یہ ٹائٹل ہے میرے باپ کا دیا ہوا، کہ میں کچھ بھی صحیح نہیں کرتی، جو بھی کرتی ہوں ان کو گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے، یہ کہتے ہوئے کہ "میں نے جو کیا وہ درست تو ہے؟" یا وہ کام غلط ہے۔۔۔ یار ایسا لگتا ہے میں ایک "کوڑے کا ڈبہ" ہوں۔ ان کی نظر میں، میں کچھ بھی ٹھیک نہیں کر سکتی۔" اس کے منہ بنا کر بتانے پر آن مسکرائی:

"تم کچھ زیادہ ہی سوچ لیتی ہو، پہلے کی طرح لا پرواہی چھوڑ دو۔ تمہارا کوئی بہن بھائی بھی نہیں ہے تو کمپنی کی زمیواری تم کو ہی سنبھالنی ہے، اسی لئے سیکھو۔"

"اگر آپ مائنڈ نہ کریں میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں؟"

جب یہ دونوں باتیں کرنے میں گم تھیں، تبھی ایک دلفریب جانی پہچانی سی آواز قریب سے آئی۔

دونوں نے چونک کر آواز کے طرف دیکھا اور آن بری طرح حیرت سے اپنی جگہ پر گڑ کر رہ گئی۔

ثنا حمزہ تو ایسے کرنٹ کھاگئی جیسے بھوت دیکھ لیا ہو،

"م۔۔ مسٹر، شاہ؟" یہ کہتے ہی حیرت سے ہونٹوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر بے ساختہ خوشی سے چیخ کو روکا۔

علیدان نے ابرو اچکا کر اس کی حیرت کو دیکھا،  
آن بالکل ساکت بیٹھی تھی،

وہ اٹھ کھڑی ہوئی: "آپ نے مجھے کیسے ڈھونڈھا؟"

"یہ کوئی چوہے کا بل نہیں ہے، کہ تم کو ڈھونڈھنا مشکل ہو۔" علیدان نے یہ کہتے ہی اسے واپس ہلکے سے دھکے سے کرسی پر بٹھادیا۔

آن کے چہرے پر افسردگی کے تاثرات گہرے ہو گئے۔

"مسٹر شاہ، آپ کی آمد نے اس ریستورانٹ کی شان بڑھادی ہے۔"  
ثنا حمزہ تو ایسے ایکسائیٹڈ تھی جیسے اسے خزانہ ہاتھ آگیا ہو، واقعی وہ ایک شاندار اور مشہور شخص تھا،  
اس کی آمد کہیں بھی اس جگہ کی شان بڑھادیتی تھی،

اس کی بات پر علیدان شاہ نے ریستورانٹ پر نظر گھمائی، اور ہلکا مسکرایا:  
"آپ کچھ زیادہ ہی مبالغہ آرائی کر رہی ہیں۔"

"واقعی، ہمارے اسکودر میں آپ جیسا شاندار شخص کہیں نہیں ہوگا۔" وہ مسکرائی۔

"اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ آپ نے "کچھ" ہی لوگ دیکھے ہیں۔"  
وہ نرمی سے بولا۔

اس کی بات پر ثنا حمزہ نے سر ہلادیا یہ سچ ہی تھا۔  
آن نے خاموشی سے فورک اٹھایا اور کھانا شروع ہوئی۔ جیسے وہاں وہ اکیلی ہی بیٹھی ہو۔ ایک لفظ بھی  
نہیں کہا تھا، ثنا مسلسل علیدان سے باتیں کر رہی تھی، اور وہ بھی مسکرا کر نرمی سے جواب دے رہا  
تھا۔ ثنا نے اس کے آرڈر کیا تھا، تینوں ساتھ بیٹھے کھا رہے تھے، لیکن ان دونوں کی باتوں میں آن  
خاموش تھی۔

علیدان نے آن کو نظر بھر کر دیکھا اس نظر میں کیا نہیں تھا؟ شکایات ہی شکایات تھیں، جس پر آن اندر تک کانپ گئی۔

"کہاں ٹھہری ہو؟"

آن نے کانپتی اور ہلکی آواز میں اسے بنا دیکھے کہا:  
"میں ثنا حمزہ کے پاس رہوں گی"

"چونکہ تم اتنے بڑی شخصیت ہو، اس لیے کسی اور کے گھر جا کر اسے پریشان کرنا مناسب نہیں ہے۔  
"علیدان کی آواز گو کہ دھیمی تھی مگر برہمی سے بھری ہوئی،

اس کی بات پر ثنا اندر سے حیران ضرور ہوئی لیکن آن کی سائیڈ لی:  
"آل رائیٹ، میں اس دن کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی، آن میرے ساتھ ایک ہفتہ رہے گی۔"

اس کی بات پر علیدان نے سنجیدگی سے ایک لفظی جواب دیا: "نو" جس میں تنبیہ صاف تھی،  
اس کے صاف جواب پر ثنا حمزہ نے الجھ کر آن کو دیکھا۔

آن نے ثنا کی الجھن کو سمجھ لیا اور بمشکل مسکرائی: "آل رائیٹ، میں ھوٹل میں ٹھہروں گی، ہم کل ملیں گے۔"

"ٹھیک ہے، پھر میں کل تمہارے طرف کھانا کھاؤں گی" ثنا حمزہ نے خوش دلی سے کہا۔  
اس کی بات پر آن نے سر ہلایا۔

"تمہارا لگج کہاں ہے؟" علیدان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ میری گاڑی میں ہے ابھی"  
آن کے بجائے ثنا حمزہ نے جواب دیا

تینوں باہر آئے، علیدان نے ثنا حمزہ کی گاڑی کی ڈکی سے آن کا لگج نکالا اور اپنی کار کی ڈکی کھول کر اس میں پھینکا، جس سے اس کی برہمی کا پتا چل رہا تھا کہ وہ کتنا خود پر قابو رکھے ہوئے ہے۔ آن تو اس کے تیور دیکھ کر سر سے پیر تک کانپ رہی تھی،

پورا راستہ، اب خاموش بیٹھی رہی، نا ہی علیدان نے اسے مخاطب کیا نہ ہی دیکھنے کی ضرورت سمجھی۔

ھوٹل پہنچ کر علیدان نے رسیشن پر کمرہ لیا۔ چابی لے کر وہ آگے بڑھا تھا، تبھی پیچھے سے آن نے رسیشن پر اپنا شناختی کارڈ نکال کر رسیشنز کو دیا: پلیز مجھے ایک الگ کمرہ دیں جو سستا ہو۔"

علیدان یہ سن کر برہمی سے مڑا، اور اس کے ہاتھ سے شناختی کارڈ کھینچا، پھر اس کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لے کر دوسرے ہاتھ میں اس کا لکیج گھیٹا، لفٹ کے طرف بڑھا۔

پیچھے آن ہچکچاتی بس گھسیٹی جارہی تھی، وہ جانتی تھی "وہ سخت غصے میں ہے"

علیدان روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا، لکیج ایک طرف رکھا، اور مڑ کر اسے دیکھا جو ابھی تک دروازے میں کسی ضدی بچے کی طرح کھڑی نیچے دیکھے جارہی تھی،

"اندر آؤ، کیا یہیں پر کھڑی دن گزار لو گی؟"

علیدان کی آواز پر وہ چونکی اور اندر آگئی۔

علیدان آگے بڑھا اور دروازہ بند کر دیا۔ آن نے لاک لگنے کی آواز سنی تو کانپ کر رہ گئی۔

ابھی وہ مڑ کر دیکھنا چاہتی تھی، جب علیدان نے اسکی کلائی گرفت میں لی اور کمرے میں آگے کھینچتا ہوا لاکر بیڈ پر پٹھا۔

وہ اوندھے منہ بیڈ پر گری تھی، بیڈ چونکہ نرم تھا، اسے کوئی چوٹ نہیں آئی تھی، آن نے چہرہ موڑ کر علیدان کے غصہ سے بھرے تاثرات دیکھے اور ہلکی مگر ضدی آواز میں پوچھا: "آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"تم کیا سمجھتی ہو آن؟ اتنی لاپرواہ کیسے ہو سکتی ہو تم؟"

علیدان کی آنکھیں اس کی بات پر شعلے اگلنے لگی تھیں: "کیا مطلب تھا تمہارا اس بات سے کہ میں تم سے آئندہ رابطہ نہ رکھوں؟ ہم نم بولو؟ کیوں مجھے بنا بتائے چلی گئی؟ کیا میں نے تم کو ایک لفظ بھی کہا؟ کیا میں نے تمہیں شوہر کے حقوق پر مجبور کیا؟ آج تم ایک بات چن لو، یا تو مجھے میرا حق دو گی۔۔۔۔۔ یا پھر مجھے مار کر چلی جاؤ۔"

آن اسے گھور کر بھیجی مگر برہم انداز سے بولی: "میں تمہاری زر خرید غلام نہیں ہوں جو اپنی مرضی سے کہیں نہیں جاسکتی۔ نا میں نے اپنا وجود آپ کو بیچا ہے، کیوں میں کہیں نہیں جاسکتی؟ کون ہوتے ہیں آپ مجھے روکنے والے؟ وہ آخر میں چیخ پڑی، آنکھیں سرخ اور نم ہو گئیں۔"

علیدان اس کے برہم انداز دیکھ کر گھری سانس کھینچ کر خود کو رلیکس کیا، اور نرمی سے بولا: "میں تمہارا شوہر ہوں۔ تم میری زمیواری ہو، کیا یہ پہچان کافی نہیں؟۔۔۔ کیا ہوا تھا آج؟"

"مجھے آپ کی کوئی رسپونسیبلیٹی نہیں چاہیے۔ نا ہی ہم ایک دوسرے پر حق رکھتے ہیں۔ میں امید کرتی ہوں، مجھ سے دور رہیں گے۔ آج سے۔۔۔ ابھی سے۔۔۔ آپ "آپ" ہیں،۔۔۔ اور۔۔۔ میں صرف "میں" ہوں۔"

میں آپ سے یا کسی سے بھی ربط نہیں چاہتی۔۔۔۔۔ اگر آپ نے مجھے تنگ کیا۔۔۔۔۔ تو میں یہ شہر بھی چھوڑ جاؤں گی۔۔۔۔۔ ہمیشہ کے لئے۔" آخری جملے کہتے وہ سسک پڑی۔

اس کی بات سن کر علیدان کا تو مارے غصہ سے سر پھٹنے لگا تھا۔ اس کے بازو کو اپنی سخت گرفت میں لے کر ہلکے سے لب بھیج کر غرایا تھا:

"آل رائیٹ، اگر تم اپنی وجہ سے ثنا حمزہ کی فیملی کو دیوالیہ دیکھنا چاہتی ہو، تو کرو، جو مرضی آئے۔"

آن کا چہرہ اس کی دھمکی سن کر غصہ سے سرخ ہوا:

"آ۔۔۔ آپ م۔۔۔۔۔ مجھے دھمکی نہیں دے سکتے۔"

"کیا پہلے تم نے مجھے دھمکیاں نہیں دی ہیں؟ ان اپنی کیس، ثنا حمزہ کے والد کی یہ چھوٹی سی کمپنی میرے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر غرایا۔

"دس دنوں سے بھی کم وقت میں، میں ان کی کمپنی اسکوڈر سے مکمل غائب کروا سکتا ہوں۔"

"آ۔۔ آپ بھت ہی گھٹیا ہیں علیدان شاہ" وہ بے بسی سے چینی۔

علیدان کی آنکھوں میں سرد مہری بڑھتی جارہی تھی، جب کہ وہ اسے برا بھلا کہے جارہی تھی۔  
"جب تک تم اپنا رویہ اسی طرح روا رکھو گی، تب تک میں ایسا ہی کروں گا، جب تک تمہیں سیدھا نہ کر دوں، تمہارے نزدیک کون سا طریقہ قابلِ قدر ہے؟"

اس کی بات پر آن نے لب کاٹتے مٹھیاں بھینچیں:  
"کیوں مجھے مجبور کرتے ہیں آپ؟"

"اس کا جواب بھی تم اچھے سے جانتی ہو آن، کیوں پوچھتی ہو؟" علیدان نے ایک برہم نظر اس کے وجود پر ڈالی تھی۔

آن نے کچھ پل کے لئے آنکھیں بند کیں، اور ایک گہری سانس لے کر کچھ سوچتے ہوئے ہوئے اسے گھورا جیسے ایک فیصلہ کر چکی ہو:  
"اگر میں آپ کو آپ کا حق دوں تو آپ مجھے جانے دیں گے؟"

علیدان شاہ نے شرارت سے ہنستے ہوئے کہا، "کیا؟۔۔۔ تم اپنی ہمیشہ کی آزادی کے بدلے میں ایک بار میرے ساتھ سونا چاہتی ہو؟"

افسردگی سے سر ہلاتے کہا: "یہ سچ ہے۔"

"تو پھر تمہارا منصوبہ ناکام ہو گا۔" علیدان نے اس کی پیشکش رد کر دی۔ "میں تم کو بیوقوف لگتا ہوں؟"

علیدان نے اس کی ٹھوڑی اپنی گرفت میں لے کر اس کا چہرہ اونچا کیا: "یہ کون سے مسئلوں کا حل دریافت کرنے لگی ہو؟ میں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ تم مجھے میرا حق ایک بار دے کر اس سے دستبردار ہو جاؤ گی، ایک بار میرے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔"

"تو پھر کب تک؟ کب تک آپ میرا پیچھا چھوڑیں گے؟" آن کی آنکھوں میں نمی چھلکی تھی، اندر یہ کہتے کر لایا تھا۔۔۔ لیکن وہ مجبور تھی، سب کے اتنے الزامات سہہ سہہ کر اس کی بس ہو چکی تھی۔

"ٹھیک۔۔۔۔۔ یہ مشکل ہے کہنا، کہ کب میں تمہارے وجود سے تھکتا ہوں، یہ کہتے کہتے ختم ہو جاؤں گا۔"

یہ ایک ماہ بھی ہو سکتا ہے، ایک سال پر بھی محیط ہو سکتا ہے، یا پوری عمر بھی کم ہو گی۔ لیکن۔۔۔ میرا جوش، میری محبت، میرا شوق ختم نہیں ہو گا۔ تم لازم ہو۔ "زندگی کی آخری سانس تک۔۔۔"

آن کا دل اس کی گھمبیر آواز اور محبت بھری سرگوشیوں پر سکڑ کر سمٹا، دل میں کہیں ہولے سے شدید درد ہوا۔ وہ بے بسی سے ہولے سے بولی: "آپ کا مطلب ہے آپ مجھے کبھی نہیں چھوڑیں گے؟۔۔۔ بھلی معاملہ کچھ بھی ہو؟"

"جو بھی سمجھو۔ علیدان کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ آگئی۔ "یوں۔۔۔ تو پھر یوں ہی سہی،

آن کی آنکھیں دھند سے بھر گئی تھیں، "مجھے کیوں مجبور ہونا پڑتا ہے؟ آپ واضح طور پر سب کچھ جانتے ہیں کہ میں آپ کی دنیا سے مطابقت نہیں رکھتی، آپ اب بھی اتنے ثابت قدم کیوں ہیں؟ علیدان شاہ، کیا آپ مجھے اس مقام پر مجبور کر رہے ہیں جہاں میں موجود ہوں کوئی دوسرا راستہ نہیں؟"

علیدان نے گھری سانس لے کر اس کے گال نرمی سے سہلاتے دلفریب آواز میں کہا: "اگر تم واقعی یہ سمجھتی ہو کہ دوسرا راستہ نہیں ہے، تو وہ راستہ اختیار کرو، جو تمہیں مکمل میری طرف لے آئے۔۔۔۔۔" آنیہ علیدان شاہ، میں کوئی ایسا مرد نہیں ہوں جو کسی بھی عورت سے شادی کر لے، میرے لئے تم کو چھوڑنا آسان نہیں ہے، کیونکہ۔۔۔۔۔ کہ تم میری پہلی ترجیح ہو، تم نے کہا "تم آسانی سے اپنے دل میں، مجھے جگہ دینے کی ہمت نہیں رکھتی، اڑاؤ کے۔۔۔۔۔ میں تب تک انتظار کروں

گا جب تک تمہارا دل مکمل میرے طرف نہیں پلٹتا۔ تم نے کہا۔۔۔ تم مجھ سے محبت نہیں کرتی، یہاں بھی کوئی مسئلہ نہیں،

میں تم کو وقت دے سکتا ہوں، جب تک تم آہستہ سے مجھ سے محبت نہ کرنے لگو، تم نے کہا۔۔۔ تمہیں امیر لوگوں پر یقین نہیں ہے، ٹھیک ہے،۔۔ میں اپنے خلوص سے تمہارے خیالات کو اپنے طرف موڑ سکتا ہوں، لیکن۔۔۔۔ یوں بچ رہا میں تم کو چھوڑ نہیں سکتا۔"

آن خاموشی سے نظر جھکائے سنتی گئی۔۔ علیدان کے طرف جانے والا راستہ بھت خاردار تھا، تہمتوں کی جھاڑیاں تھیں، الزامات کے پہاڑ تھے، دھمکیوں کے دریا تھے جنہیں پار کر کے علیدان تک پہنچنا تھا، اس کے لئے جو چیز ضروری تھی وہ تھی ثابت قدمی۔ کیا وہ ثابت قدم رہ سکتی تھی؟؟

علیدان نے اپنی بات مکمل کی تو ساتھ ہی لہجہ خود بخود نرم ہو گیا:

"تم ایک بیوقوف عورت ہو، میں نے تمہیں پہلے بھی اتنی اچھی اچھی باتیں کہی تھیں، تم نے ایک بھی لفظ نہیں سنا تھا، مدھان نے تم کو صرف کچھ الفاظ کہے تھے اور تم نے اس پر یقین کر لیا؟"

آن اس کی بات پر حیران ہوئی۔ "آپکو کیسے پتا چلا۔" علیدان شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ مارا: "یقیناً میں ساری بات جانتا ہوں۔ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ اس نے تمہیں کچھ کہا ہے؟"

اس کی بات پر آن لب بھیج کر سر ہلایا:

"کچھ بھی ہو،" اس نے جو کہا وہ سچ ہے، چاہے میں اسے تسلیم نہ کروں، میں "سکندر اعوان" کا خون اپنی رگوں سے نہیں نکال سکتی، آپ کے "شاہ" خاندان کی نظر میں، میں اعوان خاندان میں سے ہوں۔"

"تم۔۔۔ نہیں ہو۔" علیدان نے یہ کہتے ساتھ ہی اس کی پیشانی محبت سے چومی اور آگے کہنے لگا: "آئندہ سے ایسی کوئی بھی بات، چاہے بڑی ہو یا چھوٹی ہو، تم سب سے پہلے مجھے بتاؤ گی، مجھے خود سے پتا نہ چلے، ورنہ مجھے محسوس ہوگا کہ میں بے کار ہوں، کیا میری بات سن رہی ہو؟"

دونوں کی نظریں ایک لمحہ کو ملی تھیں، آن نے محسوس کیا کہ وہ کافی قریب تھے، بلکہ وہ ہی اس پر چھایا ہوا تھا، آن نے اسے ہاتھ سے دھکیلا: "دور ہوں، آپ بہت وزنی ہیں۔" اس کی بدحواسی پر وہ اسے چھوڑ کر مسکرا کر اٹھ گیا۔ آن جلدی سے سرہانے کھسک گئی۔

علیدان نے لب بھیج لئے پھر سر ہلا کر گویا ہوا:

"میں تم سے مدھان کے طرف سے معافی مانگتا ہوں"

اس کے معافی مانگنے پر آن شرمسار ہو گئی۔۔۔ نفی میں سر ہلا کر بڑی مشکل سے الفاظ ادا کر سکی:

"نو نیڈ۔۔۔۔۔۔ وہ میرے پاس آپ کے بھلے کے لئے آیا تھا۔"

"تم جانتی ہو، اس کی نرم دلی میرے لئے کیسے لینی ہے؟ اگر تم یہ پہلے سے جان جاتی تو آج ہم یہاں بیٹھے اپنے بچوں کی پلاننگ کر رہے ہوتے۔" علیدان نے شرارت سے اس کے معصوم چہرے پر افسردگی دیکھ کر جیسے اپنی طرف سے اسے رلیکس کیا تھا۔ لیکن آن کا چہرہ اس کی بات پر شرم سے سرخ انار ہو گیا۔ جس کو دیکھ کر علیدان کی ہنسیوں تن گئیں۔

"ہم واپس کب جا رہے؟ میں نے ثنا سے وعدہ کیا تھا کہ چھٹیاں اس کے ساتھ گزاروں گی۔" آن نے بات بدل کر جیسے خود کو اس کے سحر سے نکالا تھا۔  
اس کی بات پر علیدان کی طرف سے سرد انداز میں ایک لفظی جواب آیا تھا "نو"۔ جس پر آن حیران ہوئی:  
"کیا میں اپنے وقت پر بھی اختیار نہیں رکھتی؟"

"درست، اگر تم اس کے پاس ایک ہفتہ رہو گی تو کیا میرے لئے تمہارے پاس وقت بچے گا؟"  
وہ شرم سے سرخ چہرہ لئے بھینچی بھینچی آواز میں بڑبڑا کر رہ گئی:  
"کون آپ کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا۔"

"چلو ہم ایک ادھ سال کا ایگریمنٹ کرتے ہیں۔ ادھ سال کے دوران اگر تم نے مجھ سے روزانہ دور جانے کی کوئی راہ تلاش کر لی، تو میں شرط ہار جاؤں گا۔" علیدان نے صوفہ پر بیٹھ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر شرط بتائی تھی،

"کل مجھے سیمینار میں شرکت کرنی ہے، اس کے بعد ہم واپس چلیں گے، تب تک تم آرام سے رہو۔ وہ اٹھا، اور باتھ روم میں فریش ہونے چلا گیا۔

اس کے جانے پر آن نے ایک گہرہ سانس بھر کر خود کو یہ سوچ کر رلیکس کیا کہ "وہ یقیناً اپنی شرط ہار جائے گا، وہ خود کو جانتی تھی، وہ اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔ واپس استنبول پہنچ کر وہ مدھان کا کیسے سامنا کرے گی؟ جس سے وہ وعدہ کر کے آئی ہے کہ "علیدان کی زندگی سے دور چلی جائے گی۔"

علیدان حیدر شاہ بے شک بھت ہی اچھا انسان تھا، وہیں وہ اسکا دشمن بھی تھا۔

.....

تیسرے دن وہ واپس آگئے تھے،

لیونگ روم میں پہنچتے ہی، علیدان نے بٹلر کو بلایا: "جائیں۔۔۔ جا کر مدھان کو بلا کر لائیں۔"

"حاضر، چھوٹے مالک۔

وہ ادب سے جھکا اور مڑ کر باہر نکلتا گیا۔

آن نے علیدان کو پریشانی سے دیکھ کر کہا: "آپ اسے کیوں بلا رہے ہیں؟"

"میں پہلے ہی سے بتا چکا ہوں، میں چاہتا ہوں وہ تم سے معافی مانگے۔"

"نہیں۔۔۔ کوئی ضرورت نہیں، وہ ابھی بچہ ہے، اس کے علاوہ۔۔۔ اس نے کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔ اس نے صرف سچ بولا تھا۔۔۔ اگر آپ نے اسے معافی مانگنے پر مجبور کیا۔۔۔ تو میرے لئے اور زیادہ مشکل بن سکتی ہے۔"

"وہ 19 سال کا ہے، اور بالغ ہے، یہ کس قسم کا بچہ ہے؟" علیدان کو ان کی بات پر حیرت ہوئی۔

"مگر۔۔۔۔۔ آن ہچکچا کر رک گئی۔"

"یہ وہی بچہ تھا، جس نے غلط بات کہی، تم کیوں اتنی نروس ہو رہی ہو؟ علیدان نے اسے ٹیبل کے طرف کھینچا اور کہا: "چلو چل کر کھانا کھائیں۔"

دونوں ہی کے دل نرم گرم جذبات سے دھڑک رہے تھے،

وہ اس وقت کھانے کے موڈ میں بحر حال نہیں تھی،

مدھان شاہ کو بٹلر ساتھ لے آیا تھا۔ آن کو دیکھ کر، مدھان شاہ نے تکبر سے سر اٹھایا۔

آن نے اس کا یہ بیھیوئر یونی میں بھی دیکھا تھا، جس غرور سے وہ اپنے کلاس میٹس سے باتیں کر رہا ہوتا تھا۔۔۔۔۔ سرد اور مغرور۔ وہی رویہ اس وقت بھی آن کو دیکھ کر ہوا۔

"علیدان بھائی، آپ کو میری کیوں ضرورت پڑگئی؟" مدھان نے صرف اپنے بھائی کے طرف توجہ کی،

"آن کو میں واپس لے آیا ہوں، کیا تم کو نہیں لگتا کہ تمہیں ان سے سوری کرنی چاہیے۔؟"

مدھان کی شکایت کرتی نظریں آنیہ عصمت پر اٹھی تھیں۔

آن نے علیدان شاہ کو کچھ بھی نہیں بتایا تھا، مدھان کی نظروں کے سامنے، اسے اپنا آپ مجرم محسوس ہونے لگا جو سر عام پکڑا گیا ہو۔

"مس آن، آپ کیا سوچ رہی ہیں؟ مجھے آپ سے کیا کہنا چاہئے تھا؟ کیا آپ استاد نہیں؟ آپ نے کیوں نہیں مجھے سکھایا؟" مدھان ایسے بولا جیسے ساری غلطی آن کی ہو۔

اس کے جملوں نے علیدان کے دل میں غصہ پیدا کر دیا۔

علیدان نے فورک ٹیبل پر کھسکائی، اور ہلکا سا دھاڑا:  
: مدھان شاہ۔"

اس کی دھاڑ پر، مدھان کے آنکھوں کی چمک مدھم ہوئی۔ اس نے ایک گھری سانس لے کر خود کو رلیکس کیا:

"علیدان بھائی، میں غلط نہیں ہوں۔۔۔ مجھے واقعی نہیں پتا کہ مجھے ان سے کیا کہنا چاہئے تھا؟ ویسے بھی آپ کی نظر میں۔۔۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، کہ یہ کون ہیں؟ آپ کو پچھتاوا نہیں ہوگا۔

حلانکہ، میں نے اپنی طرف سے درست کیا تھا۔۔۔۔۔ آپ ابھی تک سمجھ رہے ہیں کہ میں ہی غلط تھا۔

میں ان کے پاس گیا تھا، انہیں یہ کہنے کہ وہ آپ کو چھوڑ دیں، مگر یہ نہیں کہا تھا کہ شہر ہی چھوڑ جائیں۔۔۔۔۔ انہیں معلوم تھا، آپ اسے ڈھونڈھ لیں گے،۔۔۔ پھر بھی یہ بھاگ گئیں۔۔۔۔۔ اس

بات نے میرے لئے مشکل کھڑی کر دی،۔۔۔ اور میں واقعی نہیں سمجھ پارہا کہ مجھے کس بات کی معافی مانگنی چاہیے؟

کیا اسی وجہ سے کہ آپ اپنے دشمن کی بیٹی سے محبت کر بیٹھے ہیں؟۔۔۔ تو کیا ان کے لئے ہمیں دونوں خاندانوں کے بیچ نفرت بھول جانی چاہیے؟"

علیدان نے اسے سرد نظروں سے گھورا: "کل میں دانیال سے کہہ کر تمہیں باہر بھجواتا ہوں۔ دور ہو جاؤ میری نظروں سے !!!"

"علیدان بھائی۔۔۔۔۔" مدھان نے احتجاج کرنا چاہا لیکن علیدان نے اسے ہاتھ اٹھا کر خاموش کروا دیا:

"آپ دونوں کو ہی یہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" آن نے جلدی سے کہا۔  
وہ آگے بڑھی تھی، اس کی وجہ سے ایک بھائی دوسرے کو نظروں سے دور کر دے یہ اسے منظور نہیں تھا۔

مدھان نے آن کو دیکھ کر جواب دیا:

"مجھے آپ جیسا منافق بننے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔"

اس کی بات پر علیدان غصہ سے باہر ہو گیا وہ آلموسٹ دھاڑا :  
"مدھان شاہ۔۔۔۔۔" وہ مدھان پر غصہ ہوا، لیکن وہ آن پر غصہ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ اس بچے کو ایسا  
کہنے کا کیا حق تھا؟۔

آن نے مڑ کر علیدان کے غصہ سے بھرے سرخ چہرے کو دیکھا جو برداشت کی انتہا سے گذر رہا تھا،  
وہ مدھان کے طرف ایک فیصلہ کن نتیجہ پر پہنچ کر چلتی ہوئی آئی اور پوچھا:  
"مدھان۔۔۔۔۔، کیا سزائے موت کا سامنا کرنے والے قیدی کو شکایت کرنے کا ایک موقع مل سکتا  
یے؟ میں تم سے بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ کیا تم میری بات سننا چاہو گے؟" وہ نرمی سے آہستہ  
آہستہ بولنے لگی،

مدھان نے اس کی بات پر حیرانی سے اسے دیکھا، ایمانداری کی بات تو یہی تھی کہ وہ اس سے ذاتی  
طور پر نفرت نہیں کرتا تھا۔ وجہ صرف یہی تھی کہ وہ اعوان خاندان کی فرد تھی۔

"آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟" وہ ہولے سے بولا۔

"میں تم کو اپنے حالات بتانا چاہتی ہوں۔" علیدان نے اسے ہاتھ سے تھام کر روکنے کی کوشش کی کہ۔۔۔ آن کو ایسا کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن آن کے لئے ضروری تھا کہ اپنا آپ کھولے، وہ مدھان کی نفرت برداشت نہیں کر پار ہی تھی، یہ مشکل تھا۔

"یہ سچ ہے کہ میں اعوان سکندر کی ناجائز بیٹی ہوں،۔۔۔ لیکن میں نے کبھی خود کو ان کا حصہ نہیں سمجھا۔۔۔ اگر میرے بس میں ہوتا، تو میں زندگی بھر ان سے بچنا چاہوں گی۔۔۔" وہ رکی، سانس لے کر خود کو آگے بولنے کے لئے تیار کیا۔

"جب میں چھوٹی تھی، میں نے کبھی بھی ان کا ایک روپیہ تک خود پر خرچ نہیں کیا۔ نا کبھی سکندر اعوان کو "باپ" کہا ہے۔۔۔۔۔ ان کے خاندان میں مجھے ہمیشہ نفرت کا نشانہ بنایا گیا۔۔۔۔۔ جب میں ان کے گھر گئی، ان کا پورا گھر پریشان ہو جاتا تھا، میں فقط انہیں اپنے خاندان کے طور پر تسلیم کروانا چاہتی تھی، لیکن ان لوگوں نے میرا وجود تک تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، اور دھتکارا،۔۔۔۔۔ میں ان کے خاندان سے شدید نفرت کرتی ہوں، اسی لئے نہیں۔۔۔ کہ میں ناجائز ہوں۔۔۔ بلکہ اسی لئے کہ۔۔۔ سکندر اور ان کی بیوی نے میری ماں کو کافی تکلیف پہنچائی ہے، ان کی وائیف نے میری ماں کو پہلے ذہنی ٹارچر کیا پھر قتل کر دیا۔ میری ماں۔۔۔۔۔ بہت اچھی عورت تھی، لیکن جب وہ جوان تھی تو سکندر کی محبت میں اندھی ہو کر ان سے شادی رچا بیٹھی، جو کہ پہلے سے ہی شادی شدہ اور بیٹی کا باپ تھا۔

حقیقت میں۔۔۔ وہ مجھے چھوڑ کر جاسکتی تھی، لیکن اس نے مجھے نہیں چھوڑا،۔۔۔ اور آخری وقت تک میرے اور سکندر اعوان کے درمیان لٹکتی رہی۔"

آن نے ایک سرد سانس بھر کر لب بھینچے اور تکلیف سے مسکرائی، جب کہ آنکھیں نمی کی وجہ سے دھندھلا رہی تھیں۔ اور آواز جذبات سے بھاری، جیسے خود کو رونے سے روکے رکھا ہو۔

"اعوان خاندان کہتا ہے، میری ماں نے ڈپریشن سے خودکشی کی تھی، لیکن۔۔۔ صرف میں جانتی ہوں۔۔۔ میری ماں کو موت پر مجبور کیا گیا ہے۔"

اس نے مدھان کو دیکھا اور خود کو رونے سے باز رکھا۔ اور لب بھینچ کر ہلکا سا دکھ سے مسکرائی۔

"مدھان۔۔۔ کیا تم تصور کر سکتے ہو میرے جیسے بچے کا۔۔۔ میں کسی چیز سے نہیں ڈرتی تھی۔۔۔۔۔، سوائے بادل گرجنے کے۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ بھی طوفانی رات تھی۔۔۔۔۔ جب میں نیند سے اٹھی تھی۔۔۔۔۔، اور واش روم میں گئی۔۔۔۔۔ میں نے۔۔۔۔۔ دیکھا۔۔۔۔۔ م۔۔۔ میری ماں۔۔۔ اس کی آواز گھٹ گئی۔۔۔"

"بس کرو۔۔۔۔۔"

پیچھے سے علیدان نے اسے کھینچ کر اپنے حصار میں کیا، وہ سسکنے لگی۔۔۔ بری طرح۔۔۔ سب کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے آگیا تھا، آج وہ مجبور ہو گئی تھی اپنی صفائی پیش کرنے میں اس نے خود کو تکلیف

دی تھی۔۔ جس دکھ کو چھپا چھپا کر رکھا تھا وہ دکھ یوں اپنے منہ سے بیان کر کے وہ جیسے چاروں شانوں سے گری تھی،

"بس کرو۔۔۔ آن میری جان بس کرو۔۔" علیدان اس کے سر پر تھکنے لگا۔۔ دوسرے ہاتھ سے پیٹھ سہلاتا رہا۔۔

علیدان نے مدھان کو تیز نظروں سے گھورا، یہ پہلی بار تھا کہ مدھان اپنے بھائی کی آنکھوں میں سرد تاثرات دیکھ رہا تھا۔

"کسی کو بھی میں یہ حق نہیں دیتا کہ آن کے دکھوں کو کھول کر دیکھ سکے، مدھان۔۔ تم کو یہی رک جانا چاہیے۔"

مدھان سر جھکائے خاموش کھڑا سب سن رہا تھا، اور اپنے آپ کو قصور وار سمجھ رہا تھا۔  
آن علیدان کے بازوؤں کے حصار سے نکلی، اپنے آنسو پونچھے، اور مدھان کو سر جھکائے دیکھ کر بھاری آواز میں بولی:

"میں نے یہ سب اسی لئے نہیں بتایا کہ تم مجھ پر ترس کھاؤ۔۔۔ میں امید کرتی ہوں۔۔۔ تم مجھ سے اعوان فیملی کی وجہ سے نفرت نہیں کرو گے۔۔ کیونکہ تمہاری طرح میں بھی ان سے سخت نفرت کرتی ہوں۔"

تمہارے سامنے۔۔۔ اور علیدان کے سامنے۔۔۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔۔۔ کبھی کسی سے نہیں ملوں گی، لیکن۔۔۔ میں وہ نفرت برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ جو مجھ سے تعلق نہیں رکھتی۔۔۔ آفرِ آل۔۔۔ میں معصوم ہوں۔"

علیدان شاہ کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔ یہ عورت، ابھی تک ایسے بات کر رہی جیسے وہ ان کو بھی نہیں دیکھے گی؟ کیا وہ اس کی نظر میں بیکار تھا؟ مدھان نے سر اٹھا کر اپنے بھائی کو دیکھا جس کی آنکھوں میں برہمی تھی، غصہ تھا۔ اس نے پھر آن کو دیکھا۔۔۔ اور بنا کچھ کہے مڑ کر باہر چلا گیا۔

جیسے ہی مدھان باہر گیا۔ علیدان نے بٹلر کو بھی باہر جانے کا کہا۔ پھر آن کو برہمی سے دیکھا، اور چھتے لہجے میں کہا: "کیا تم مجھے بھی دوبارہ نہیں دیکھو گی؟"

آن نے اس کے لہجے پر اسے چونک کر دیکھا لیکن کچھ بھی کہنے کی ہمت نہ کر سکی، وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اگر 'ہاں' کہے گی تو، اگلی سزا جو ملے گی وہ پہلی سزا سے زیادہ سخت ہو سکتی تھی،

اس کو مسلسل سوچ میں دیکھ کر علیدان نے اس کو ٹھوڑی سے پکڑ کر سر اونچا کر کے اس کو نظر سے نظر ملانے پر مجبور کیا: "بولو"۔۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔یا۔۔۔۔۔نا۔۔۔۔۔اگر تم جواب نہیں دو گی تو میں تم کو اوپر روم میں لے جاؤں گا۔"

اس کی بات پر آن تصور میں اپنی سزا دیکھ کر کانپ کر رہ گئی۔  
 "ع۔۔۔۔۔علی۔۔۔۔۔دا۔۔۔۔۔م۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔"

"ہاں، یا۔۔۔۔۔نا۔۔۔۔۔علیدان نے اس کی بات آدھی میں کاٹی۔"

اور اچھی لڑکیاں جانتی ہیں کہ ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے سو اس نے 'نہیں' کہا: "نہیں۔۔۔۔۔میں نہیں کر سکتی۔"

علیدان کے ہونٹ ایک طرف مسکراہٹ میں ڈھل گئے: "میں نے سوچا تھا تم آخر میں ضد کرو گی"

اس کی بات پر آن نے چڑ کر اسے دیکھا:

"کیا اچھا ہوتا اگر میں آخر تک ضدی ہی رہتی؟ تو کیا آپ مجھے جانے دیتے؟"

علیدان نے سر جھکایا اور اس کے ہونٹوں کو نرمی سے چھوا، پھر لب بھیج کر اس کے چہرے کو تکتے لگا۔ پھر نفی میں سر ہلایا:

"چلو اب کھانا کھائیں۔"

"میں آج اپنے گھر جاؤں گی، میں کافی تھک گئی ہوں اور آج وہاں رہنا چاہتی ہوں پلیزز۔"

علیدان نے ضد نہیں کی، بلکہ وہ چاہتا تھا آن خود کو پابند نہ محسوس کرے، جہاں اس کا دل کرے رہے، وہ اسے فورس نہیں کر سکتا تھا۔  
"کھانے کے بعد ہم چلیں گے۔"

اس کی بات پر آن رلیکس ہو گئی اور اسے رلیکس دیکھ کر علیدان کو اچھا لگا۔

~~~~~

جب وہ دونوں وہاں پہنچے، تو آن نے غور نہیں کیا کہ دروازے کا لاک نیا ہے، ان لاک کرنے کی اس نے بہتر کوشش کی لیکن چابی نہیں لگی، وہ سخت تھکی ہوئی تھی۔ اس نے ہزار بار کوشش کی لیکن۔۔۔ لاک نہ کھلا۔

علیدان جو چپ چاپ اس کی تھکاوٹ اور چڑچڑاپن سینے پر بازو باندھے دیکھ رہا تھا۔ سکون سے آگے بڑھا اور چابی نکال کر اس کے سامنے لاک کھول دیا۔
آن کی آنکھیں حیرت سے مکمل کھل گئیں۔ "یہ کیا ہو رہا تھا؟"
"آپ کی چابی۔۔۔۔۔ آپ نے کیسے میرا گھر کھولا؟"

علیدان نے نرمی سے دروازہ کی ناب کو تھپتھپایا:
"کیا تمہیں محسوس نہیں ہوا کہ یہ لاک نیا ہے؟"

آن نے غور کیا تو واقعی لاک چنچ تھا۔ "آپ نے میرے دروازے کا لاک بدلا ہے؟ یہ میرا گھر
نہیں ہے جو میں نے کرائے پر لیا تھا؟ علیدان شاہ کیا آپ پاگل ہو؟

پاگل؟ علیدان شاہ کی آنکھیں چمکی، یہ لڑکی واقعی اس سے نہیں ڈرتی، کچھ بھی بڑے آرام سے کہہ
جاتی ہے۔ علیدان کا چہرہ اس کے چہرے کے قریب تھا:
"پھر، کیا تم جانتی ہو، کہ پاگل قانون توڑتے ہیں، اور جرائم میں بھی عام لوگوں سے مختلف ہوتے
ہیں؟"

آن اس کی بات پر دنگ ہوئی۔ "آپ۔۔۔ کیا مطلب تھا اس بات کا؟"

"میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر میں تم سے ابھی زبردستی کر دوں۔۔۔ تو تم یہ ڈیزرو کرو گی۔"

علیدان نے ایک ہاتھ سے دروازہ کھولا، دوسرا ہاتھ اس کے شانوں کے گرد پھیلایا اور اسے اندر
لے آیا۔

اندر داخل ہوتے ہی وہ شاکڈ رہ گئی علیدان کے طرف مڑی:
"میرا مطلب ہے، آپ کو دوسروں کے گھروں کے تالے تبدیل کرنے کی اجازت مانگنی چاہیے تھی۔"

"کیا تم کوئی 'دوسری' ہو؟" تم۔۔۔۔۔ میری ہو۔
اس کی دلفریب آواز میں یہ جادو بھرے الفاظ "تم میری ہو" آن کے دل کی تار چھیڑ گئے تھے لیکن جلدی ہی وہ قابو پا چکی تھی۔

اندر داخل ہوتے ہی وہ حیران رہ گئی کہ وہ اس کا کرائے کا گھر تھا، لیکن مکمل تبدیلی کے ساتھ،
فرنیچر ڈیکوریشن سب جدید طرز کے تھے۔

"یہ۔۔۔۔۔ یہ سب آپ کا کارنامہ ہے؟" آن نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"تمہارا پہلا صوفہ بہت سخت تھا، بیٹھنے میں غیر آرامدہ،
اور کافی ٹیبل بہت چھوٹی تھی، جہاں پر برتن پورے نہیں آتے تھے۔ تمہارا بیڈ اتنا چھوٹا تھا۔۔۔ کہ
انسان سوتے ہوئے مڑ بھی نہ سکے۔۔۔ سو۔۔۔ میں نے سارا چینج کروادیا" وہ مزے سے بتانے لگا۔

یہ سنتے ہی وہ جلدی سے اپنے روم میں بھاگی تاکہ دیکھ سکے اور اندر داخل ہوتے ہی اسے لگا وہ کسی اور کے گھر میں آگئی ہے۔ بے اختیار ہونٹ ڈھانپ لئے: "ہاااھ۔۔۔ یہ تو کافی بڑا ہے"

وہ علیدان کے طرف مڑی:

"آپ نے بتایا بھی نہیں، اور ساری چیزیں بدلوا دیں، کیا یہ صحیح ہے؟"
"میں تم کو بتانا چاہتا تھا۔ لیکن کیا تم بھاگ نہیں گئی تھی؟"

وہ یہ سن کر سخت ناخوش ہوئی:

"کون بھاگا تھا؟ میں صرف چھٹیاں گزارنے ثنا حمزہ کے پاس گئی تھی۔"
آن کا منہ بن گیا اسے دکھ تھا کہ علیدان نے اسے ثنا کے پاس ایک دن بھی رہنے نہیں دیا۔

اس کی بات پر علیدان نے اسے گھورا: "لیکن۔۔۔ مجھے صحیح طرح سے یاد ہے تم نے یہ پیغام دیا تھا کہ یہاں سے جانے سے پہلے میرے ساتھ تمام تعلقات ختم کرنا چاہتی ہو۔"

"میں۔۔۔۔۔ اس کی بات پر وہ کچھ بھی بولنے کے قابل نہ رہی کہ یہ سچ تھا۔"

علیدان نے اسے وہیں جمے کھڑے دیکھا تو ہلکا سا دھکیل کر اندر بیڈ روم میں داخل ہو گیا۔

اور بیڈ پر چت لیٹ گیا اپنے سائیڈ کی جگہ کو تھپتھا کر اسے پاس بلایا:

"آ جاو۔۔ یہاں میرے پاس"

لیکن وہ اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتی ناراضگی سے مٹھیاں بھیجنے کر باہر نکل گئی پیچھے علیدان تو اس کے تیور دیکھ کر رہ گیا۔

باہر آ کر وہ صوفہ پر دھڑام سے بیٹھ گئی۔ اسے آج کے پورے واقعے نے سر درد کر دیا تھا۔
 "یہ شخص۔۔۔ آخر کب اس میں سے دلچسپی ختم کرے گا؟ وہ سمجھ نہیں پارہی تھی، وہ جتنا اس سے دور جانا چاہتی تھی اتنا وہ اس کے اور قریب آ کر کھینچ لیتا تھا،
 علیدان نے پورا دن اور پوری رات اس کے ساتھ گزاری تھی، اور یہ پہلی بار تھا کہ اسے لگا کہ ایک شخص کے ساتھ اکیلے رہنا کس قدر خوفناک ہے۔

~~~~~

علیدان اس وقت انکل عبداللہ کے پاس آیا تھا یہ اعوان سکندر اور چاچو کے قریبی دوست تھے اور ان کے گھر آنا جانا تھا، یہ شہر سے کچھ فاصلے پر سب سے الگ تھلگ رہتے تھے، علیدان کو کافی راز ان سے معلوم ہوئے تھے۔

اپنے چاچو کی موت کی وجہ ، اعوان کی سازشیں۔۔ اور کافی باتیں جو چھپی ہوئی تھیں۔۔ انہیں ابھی جاننا تھا۔۔

اعوان سکندر اچھے سے جانتا تھا کہ عبداللہ واحد شخص ہے جو وٹنیں ہے، لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ عبداللہ کہاں ہے؟

علیدان سے رابطہ بھی دانیال کے ذریعے ممکن ہو سکا تھا۔ آج بھی وہ اسی ارادے سے عبداللہ انکل کے پاس آیا تھا۔

اس وقت بھی دونوں لان میں ساتھ بیٹھے تھے،

"ایسا نہیں کہ میں نہیں جانتا کہ سکندر اعوان کیوں مجھے ڈھونڈ رہا؟ میں جانتا ہوں کس وجہ سے آنیہ کو نشانہ بنایا جاتا ہے؟

اس کی ماں اور اس نے بہت زیادہ تکلیفیں اٹھائی تھیں، میں اس بات کا آنکھوں دیکھا گواہ ہوں، کبھی کبھی ان کی آنکھوں کی شکایت یاد آتی ہے تو لرز جاتا ہوں، لیکن میں کچھ نہیں کر پارہا تھا۔"

"انکل آپ کھل کر بتائیں، آخر کیا ہوا تھا؟

پھر آہستہ آہستہ راز سے پردہ اٹھتا گیا عبداللہ نے اسے سارے حقائق بتائے۔

اعوان سکندر اور ماہرہ سکندر آپس میں کزن تھے، ماہرہ کی ایک چھوٹی بہن تھی آہرہ اعوان جو کافی ضدی لڑکی تھی، سکندر اعوان اور محنت شاہ دونوں ساتھ پڑھے تھے، اور اچھے دوست تھے، دونوں کی دوستی میں دراڑیں آہرہ کی وجہ سے پڑ گئیں آہرہ محنت شاہ کی خوبصورتی کے ساتھ دولت پر مر مٹی تھی، محنت شاہ نے اسے ہر بار نظر انداز کیا۔ وہ پہلے ہی سے اپنے یونی فیلو میں انٹرسٹ تھی لیکن حیثیت میں وہ ان کے اسٹینڈرڈ کا نہیں تھا، اس کے ساتھ رلیشن میں وہ ماں بن گئی۔ ماہرہ کو جب معلوم ہوا تو الزام محنت پر لگا دیا۔ جس کی وجہ سے دونوں خاندانوں میں ہمیشہ کے لئے عداوت پڑ گئی۔ محنت خود پر یہ الزام برداشت نہیں کر پایا اور گوشہ نشین ہو گیا۔

"اہم بات تو یہ کہ خاندان اعوان کا سرپرست گوہر اعوان اپنی بیٹیوں کی تربیت نہ کر سکا، چھوٹی نے شاہ خاندان کے والی کو برباد کیا، بڑی نے سکندر اعوان کی زندگی میں شک بودیا۔ سکندر پہلے ہی عصمت کاظم سے محبت کرتے تھے، میں ان کی محبت کا گواہ ہوں، شادی کے بعد دونوں کو خوش بھی دیکھا، لیکن یہ عورت۔۔۔۔۔ ماہرہ نے بگاڑ پیدا کر دیا، پتا نہیں کس بات کا بدلہ لیا عصمت سے؟ آنیہ کی پیدائش پر سکندر کے کان بھرے کہ یہ تمہاری اولاد نہیں ہے۔ بس کانوں کے کچے سکندر نے عصمت کے ساتھ ساتھ بیٹی کو بھی در بدر کر دیا۔

سب سے بڑی بات جو تم کو معلوم نہیں، وہ ہے ماہرہ کا عصمت کو قتل کروانا۔ اور یہ بات وہ بچی آنیہ جانتی ہے تبھی نفرت کی وجہ وہ بن گئی۔ تاکہ اصلی بات کبھی سکندر کو معلوم نہ ہو سکے۔"

علیدان شاہ جب انکل عبداللہ سے مل کر واپس آیا تو کافی الجھا ہوا تھا۔  
ابھی یہ معلوم کرنا باقی تھا کہ ماڑہ کی بہن آڑہ اعوان کہاں گئی؟ اور ان کے بیٹے کا کیا بنا؟ یہ ایک  
پزل تھا۔۔ جسے وہ سلجھانا چاہتا تھا۔۔

اس کے لئے اس نے دانیال کو فون کیا:

"معلوم کرو، سکندر اعوان کی سالی آڑہ کہاں ہے؟ اور ان کا بیٹا اب کدھر ہے؟"  
دانیال نے جواباً: "جو حکم چھوٹے مالک۔" کل تک آپ کو انفارمیشن مل جائے گی۔  
"اوکے۔۔"

علیدان نے فون رکھ دیا اور سوچ میں گم ہو گیا۔۔

زایان کا آن سے رویہ دیکھ کر اسے شک تھا کہ زایان ہی ماڑہ کی بہن کا بیٹا ہے جسے گود لیا گیا تھا۔  
لیکن گواہ کہاں ہے؟ وہ ہے اس کی ماں۔۔ تو اب اسے انویسٹیگٹ کروانی تھی، کہ آڑہ اعوان کہاں  
گوشہ نشین ہو گئی تھیں؟۔

مدھان شاہ نے اپنا بار کھولا تھا، جس کی اجازت اسے علیدان سے بہت مشکل سے ملی تھی۔

سینچر کی صبح مدھان شاہ نے علیدان شاہ اور آن کو اپنے بار کے افتتاح کے موقع پر مدعو کیا تھا۔

یہ ظاہر تھا کہ مدھان شاہ نے اس بار میں بہت زیادہ محنت کی ہے۔ دیواروں پر سچی مشروبات اور قدرتی مناظر کے ساتھ ساتھ اپنے خاندان کے بڑوں کی قد آدم تصاویر پینٹ کروائی تھیں۔ چھت پر لگے روشنیوں کے فانوس بہت ہی دلفریب منظر پیش کر رہے تھے، تصاویر کے نیچے سے روشنیاں افقی انداز میں روشن ہو کر تصاویر کو ایک رومانوی لک دے رہی تھیں، فرنیچر مکمل آبنوس کا بنا ہوا تھا۔ جس کی ٹیبلز کے بیچ میں گول شیشہ نصب کیا گیا تھا، اس کے نیچے سے بلب لگائے گئے تھے۔ جو بیچ میں روشنی بکھیر رہے تھے، اگر پورے بار کی لائٹس بند کر دو تو یہ روشنیاں بہت ہی رومینٹک اور خواب آور منظر پیش کرتی تھیں۔ سجاوٹ کا یہ انداز کافی فنکارانہ تھا۔ آن نے بے اختیار سراہا تھا۔

وہ بار کی طرف بڑھے، اور مدھان سے کہا، "بار میں سجاوٹ عام طور پر کافی وائلڈ ہوتی ہے۔ کیا تم کو ڈر نہیں لگا کہ کوئی ایسا رومینٹک منظر تخلیق کرنے کے بعد نہیں آئے گا؟" "اوہ، آن بھابھی مجھے امید نہیں تھی، آپ کو اتنا علم ہو گا۔"

اس کے ساتھ کھڑا علیدان مسکرایا، اور سکون سے کہا: آن کس وقت ورکنگ کو نین رہی ہے تبھی جانتی ہے۔"

"آآ۔۔، ورکنگ کونین؟ مدھان حیران ہوا۔ بھابھی آپ پہلے بار میں کام کر چکی ہیں؟"

آن نے سر ہلایا "یہ سچ ہے۔"

"واہ۔۔۔ پھر تو آپ بہت بھادر ہیں۔ میں واقعی نہیں جانتا تھا۔"

آن مسکرا دی اور تصویروں کے سیشن کے طرف مڑ گئی جو بار کے ایک طرف تھیں۔

آن نے بہت ساری تصویریں دیکھی تھیں، لیکن اس بار جیسی تصاویر کبھی نہیں دیکھی تھیں، اس کے علاوہ یہاں مختلف پرانی تصاویر بھی لگی ہوئی تھیں۔

اور عجیب بات کہ وہ سب تصاویر ایک شخص کے ہی مختلف وقتوں کی تھیں۔

آن کو وہ شخص کافی پہچانا سا لگا تھا، جیسے اس نے اسے کہیں دیکھا ہو،

مدھان اس کی دلچسپی دیکھ کر اس کے طرف بڑھا:

"بھابھی۔۔۔ کیسی ہیں یہ تصاویر؟ یہ بھت وجیہہ ہیں نا؟"

آن مسکرا دی اور اسے دیکھ کر کہا:

"بھت کم لوگ ایسے حسین ہوتے ہیں۔ کون ہیں یہ؟"

"یہ میرے دوسرے چچا ہیں جو اس وقت استنبول کی معروف شخصیت تھے" مدھان نے تصویر کو دیکھتے بتایا۔

"یہ بھت خوبصورت ہیں،" آن مسمریز تھی،

علیدان نے آن کو دیکھ کر پوچھا: "بتاؤ آن، میں خوبصورت ہوں یا میرے چچا؟"

آن نے بنا ہچکچائے جواب دیا تھا: "دوسرے انکل خوبصورت ہیں۔"

علیدان نے لب بھینچ کر اسے دیکھا:

"میں نے ہمیشہ یہ کہا کہ ایک عورت صرف اپنے عاشق کی ہی تعریف کر سکتی ہے، سو میں تم کو ایک موقعہ اور دیتا ہوں۔"

مدھان اس کی بات پر چپکے سے مسکرایا اور شرارت سے کہا:  
"اس سچویشن میں، کیا مجھے نظر انداز کر دیا؟"

علیدان نے اسے گھورا "تم ابھی تک گئے نہیں؟"

آن ان کی بات سن کر ہلکا سا مسکرائی "آل رائیٹ، کیا آپ دونوں بات گھمانا ختم کریں گے؟"  
اس پر دونوں ہنس دیئے

آن نے مڑ کر ایک نظر پھر تصویر پر ڈالی تھی، اسے کیوں یہ انکل جانا پہچانا لگتا ہے؟"

~~~~~

اتوار کی صبح علیدان شاہ کو اپنی آفیس کے ضروری کام سے جانا پڑ گیا، سو وہ سویر ہی کمپنی چلا گیا۔
اس کے جانے کے بعد آن کافی بوریت محسوس کرنے لگی، کرنے کو کوئی کام تو تھا نہیں،

علیدان نے جیسے ہی کمپنی کے معاملات حل کیئے تو جانے کے ارادے سے اٹھا۔ اس وقت دانیال
دستک دے کر اندر آیا:

"چھوٹے مالک، آپ نے آئزہ اعوان کے ناجائز بیٹے کے بارے میں جو انفارمیشن چاہی تھی وہ میں لے آیا ہوں۔"

وہ آگے بڑھا اور کچھ ڈاکیومنٹس علیدان شاہ کے آگے ٹیبل پر رکھ کر خود ایک طرف کھڑا ہو گیا۔
علیدان ڈاکیومنٹس کی ورق گردانی کے دوران دانیال کو بھی سن رہا تھا۔
"اگر آپ دیکھیں گے تو سرپرائزڈ ہو جائیں گے۔"

علیدان نے ڈاکیومنٹس دیکھے اور سرپرائز نہیں ہوا بلکہ ایک گھری سانس لی جیسے اس کے شک کو یقین مل گیا ہو۔

وہ سپاٹ سا مسکرایا۔ اور ڈاکیومنٹس بند کر کے دانیال کو دیکھا۔
"یہ بات۔۔۔، صرف ہم دونوں کے درمیان رہنی چاہئیے۔۔۔ میں نہیں چاہتا۔۔۔ کسی تیسرے فرد کو بھنک بھی پڑے۔"

"تیسرے مالک، پریشان مت ہوں، سچ میں میرا منہ بند ہی رہے گا۔"

علیدان نے ہاتھ ہلا کر اسے کہا "اگر اور کوئی کام نہیں ہے تو تم کام سے چھٹی کر سکتے ہو۔"

"آل رائیٹ۔" وہ مودب سا جھکا اور باہر نکل گیا۔

علیدان لُچ کے وقت واپس گھر پہنچ گیا تھا۔
خادمہ کو بلا کر کہا کہ آن مالکن کو نیچے بلا کر لائے۔

آن خادمہ کے ساتھ ہی آگئی یہ دیکھ کر کہ علیدان واپس آگیا ہے، وہ اس کے طرف آہستہ آہستہ
بڑھی، ڈائنگ ٹیبل کے پاس آکر حیرت سے بولی:
"آپ واپس کب آئے؟"

"بس ابھی دو منٹ بھی نہیں ہوئے، تم بیٹھو، پہلے کھانا کھاتے ہیں۔"

دونوں کرسی پر بیٹھ گئے، کھانے کے کچھ دیر بعد ہی آن نے فورک رکھ دیا۔
علیدان نے اسے دیکھ کر کہا "تم کیوں نہیں کھا رہی؟"

آن اس کی فکر پر مسکرائی:
"میں نے ابھی ابھی کافی فروٹ کھایا ہے۔ تو بس اب بھوک نہیں۔"

"علیدان نے اسے ناراضگی سے دیکھا:

"تم بچوں کی طرح کیوں ہو؟ خود کو کھانے کے وقت کنٹرول نہیں کر سکتی، آئندہ سے کھانے سے پہلے سنکس، اور فروٹ مت کھانا۔"

اس کی بات پر آن مسکرا دی:
"اگر آپ مستقبل میں باپ بن جاتے ہیں تو آپ اپنے بچوں کے لیے یقینی طور پر قابل فخر باپ ہوں گے۔"

"تو اس میں غلط کیا ہے؟ میں یہ ان کے بھلے کے لئے کروں گا۔" علیدان نے بھی مسکرا کر اسے دیکھا۔

"لیکن ایک بچہ کیسے جان سکتا ہے کہ آپ یہ اس کے بھلے کے لئے کر رہے؟"
آن کا سوال بھی اس کی طرح عجیب تھا، وہ واقعی علیدان کا دماغ گھما دیتی تھی۔

علیدان دل کھول کر حنسا:

"وہ ایسے کہ ہر خاندان میں ایک کالا اور سفید رنگ کا بچہ ضرور پیدا ہوتا ہے، اگر میں کالا ہوں اور تم پیلے رنگ کی ہو تو بچہ بھی گڈ مڈ ہو جائے گا"
آن اس کی بات پر شرم سے سرخ ہوئی:

"آپ نے میری بات کو ہی گھما دیا، کون آپ سے بچہ چاہتا ہے؟"
"تم۔۔۔ میں۔۔۔" علیدان نے اس کے طرف اشارہ کیا پھر اپنے طرف۔

"میں نہیں چاہتی۔۔۔" آن سرخ ہو گئی۔۔۔ علیدان سے اس قدر بے شرمی کی توقع وہ رکھتی تھی، وہ ایسا ہی تھا، آن کے سامنے بولنے پر آتا تو لگتا ہی نہیں تھا یہ شخص اپنی کمپنی کا سرد مزاج سا باس ہے۔
علیدان نے اس کے بلش ہوتے چہرے کو محبت سے تکا۔۔۔ پھر ہنس دیا، پھر کچھ یاد آتے ہی بولا:
"اوہ۔۔۔ رائیٹ،۔۔۔ مجھے تم سے کچھ پوچھنا تھا۔"

"آن نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا: "ہاں پوچھئے، کیا مسئلہ ہے؟"
"تم نے ہمیشہ کہا ہے کہ زایان اعوان تمہارے ساتھ بھت اچھا ہے۔۔۔ تمہارا اس کے ساتھ رلشن کب بھتر ہوا تھا؟۔۔۔ کیا وہ شروع سے ہی تمہارے ساتھ اچھا تھا؟"
آن نے کچھ پل سوچا پھر نفی میں سر ہلایا "نہیں۔"

"تو پھر۔۔۔ کبھی اس نے تم سے بد تمیزی کی؟"

"نہیں۔۔۔ اسے بدتمیزی نہیں سمجھ سکتی، میری ماں مجھے بھت کم اعوان کے گھر لے جاتی تھی۔ سو میں اپنے بھائی کے ساتھ زیادہ بات چیت نہیں کرتی تھی۔ اس کی بڑی وجہ ماثرہ اعوان تھی۔ جب میں چھوٹی تھی، وہ ہمیشہ میری ماں پر غصہ نکالنے آتی تھی۔

میری ماں ایک کافی شاپ پر کام کرتی تھی،

ایک بار، جب میں اسکول سے سویر ان کے پاس گئی۔ اسی وقت ماثرہ اعوان بینیش اور زایان شاپنگ پر گئے تھے،

کافی شاپ کی گلاس وال سے اس نے مجھے بیٹھے اسکول ورک کرتے دیکھا، تو بینیش نے اپنی ماں کو اشارے سے بتایا، یہ تینوں کافی شاپ میں دندناتے آئے تھے، ماثرہ نے میری ماں کو بالوں سے پکڑ کر دھمکیاں دی، اور کہا "بے شرم عورت"

لوگوں کی بھیڑ جمع ہونے پر ماثرہ نے چیخ چیخ کر لوگوں کو بتایا کہ میری ماں بدکردار ہے۔ اور پھر اس نے ہم دونوں کو خوب مارا تھا، اس دن میرا بھائی زایان ایک طرف کھڑا بینیش کے ساتھ تماشا دیکھ رہا تھا،

میری یادداشت کے خانے میں اعوان خاندان کا کوئی فرد بھی اچھا نہیں۔"

علیدان کا یہ سن کر خون کھولنے لگا جب جب وہ اعوان کے آن پر کیئے ستم سنتا تھا دل چاہتا تھا سب کو ایک لائن میں کھڑا کر کے گولیوں سے بھون دے۔

وہ واقعتاً نہیں جانتا تھا کہ آن اور اس کی ماں نے پچھلے کچھ سالوں میں کیا کچھ برداشت کیا تھا۔

"تو پھر۔۔۔ کب تم اس کے قریب ہوئی؟" علیدان نے وجہ جانی چاہی تھی،

"میرے بھائی کے باہر پڑھائی کے لئے جانے کے بعد، وہ چھٹیوں پر جب بھی آتے چھپ کر ہم سے ملتے، اور کافی تحائف لاتے تھے۔

اس نے میری ماں سے معافی بھی مانگی تھی، اور انہیں میرا خیال رکھنے کا بھی کہا تھا۔
اس کے بعد سے۔۔۔ بھائی چھٹیوں پر جب بھی آتے ہیں ملتے ضرور ہیں،
آپ کیوں میرے بھائی کے لئے متجسس ہو رہے؟"

علیدان نے لب بھینچے اور سرد انداز میں کہا:

"کیونکہ۔۔۔ میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔"

آن نے حیرت سے اسے دیکھا اس کی نظروں میں ایک ہی سوال تھا "کیوں؟"

"اس دنیا میں سب سے زیادہ میں جس سے نفرت کرتا ہوں، وہ زایان ہے۔"

علیدان نے فیصلہ کیا کہ آن کو حقیقت بتادے۔

آن اس کی نفرت پر مسکرائی:

"آپ کی نفرت تو اعوان فیملی سے ہے اس میں بھائی کا تو قصور نہیں ہے۔"

"وہ تمہارا بھائی نہیں ہے" علیدان کی بات فیصلہ کن تھی۔

اسے سن کر آن پہلے چونکی پھر سمجھی علیدان نے مذاق کیا ہے۔۔ لیکن علیدان کے سرد تاثرات نے اسے بھت کچھ سوچنے پر مجبور کیا، لیکن۔۔ وہ ان سب کو نظر انداز کر رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔ وہ میرا بھائی ہے۔" آن نے جیسے خود کو یقین دلایا۔

"وہ تمہارا خونی بھائی نہیں ہے، بلکہ۔۔ ماڑہ کی بہن کا بیٹا ہے، سکندر کا اس سے کوئی رشتہ نہیں ہے، اگر تم کو یقین نہیں آتا تو میں وٹنیں دکھا سکتا ہوں۔" علیدان کا ایک ایک لفظ اس کی سچائی کی گواہی دے رہا تھا،

وہیں آن کے ذہن میں زایان کے رویے بھی گھومنے لگے، جب جب آن نے زایان کے رویے کو عجیب محسوس کیا لیکن دل میں آئے خیالات جھٹکتی رہی۔ لیکن آج۔۔ آج وہ صحیح معنوں میں نیچے گری تھی۔ اس کا سر چکرانے لگا۔

"تو۔۔۔ تو۔۔ زایان اس کا خونی بھائی نہیں تھا؟"

یہ سب اس کے لئے عجیب تھا۔۔۔ بھت عجیب۔۔۔ وہ آہستہ سے بنا کچھ کہے اٹھی اور سیڑھیوں پر چڑھتی اوپر اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔۔۔

وہ گہری نیند سو رہی تھی جب مسلسل ہوتی فون کی بیل نے اسے جگایا،

فون پر ثنا حمزہ تھی،
آن نے فون اٹھا کر سست اور بھاری آواز میں "ہیلو" کہا۔

"دوسری طرف سے ثنا حمزہ کی طنزیہ آواز آئی تھی:
"مس کیا تم ابھی تک سو رہی ہو؟"

"ہمممم۔۔۔ آن ہلکے سے مسکرائی "بس کل رات بک پڑھتی رہی تو آنکھ دیر سے لگی تھی۔"

"میرا مطلب تھا، تم ان لوگوں میں سے تو نہیں ہو جو 8 بجے تک سو رہے ہوتے ہیں، میں تم کو اہم بات بتانا چاہ رہی تھی، آج کی نیوز نہیں دیکھی تم نے؟"

اس کے لفظ نیوز سن کر آن کی نیند بھک سے اڑ گئی۔ "کیا نیوز ہے؟"

"مسٹر شاہ سنگاپور گئے ہیں؟" ثنا نے تصدیق چاہی

"تم کو کیسے پتا چلا؟" آن حیران ہوئی۔

"آف کورس، میں ہی نہیں آدھا استنبول جانتا ہے، ثنا کی بات پر آن پریشان ہو گئی۔ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کہے؟

"میں یہ کہہ رہی کہ خبر پر دھیان دو، ثنا نے تاکید کی۔

"ہوا کیا ہے؟" آن نے تجسس سے جھنجھلا کر پوچھا

"تمہارے دیوتا نے ایک گرل فرینڈ رکھی ہوئی ہے، مسٹر شاہ اور بینیش اعوان ایک ہی طیارے میں سنگاپور گئے ہیں، رپورٹرز نے یہ خبر تصویر کے ساتھ کیپچر کی ہے۔ انٹرنیٹ پر سب کہہ رہے کہ دونوں خفیہ طور پر سفر کر رہے"

آن نے یہ سن کر دانت پیسے "یہ لڑکی بینش واقعی وہ کچھ کر سکتی ہے جو چاہتی ہے۔"

آن نے سکون کی سانس لی اسے بحر حال علیدان پر یقین تھا،
"علیدان اپنے کام سے گیا ہے، کل رات میں نے اس سے فون پر خیریت پوچھی تھی۔ میں اسے جانتی ہوں، یہ سب بینش کا پرومینگڈا ہے۔"

"تو۔۔۔ مطلب تم کو ڈر نہیں؟" ثنا حمزہ کی حیرت سے بھری آواز آئی۔

"کیا تم نہیں سمجھتی کہ یہ معاملہ سرس ہے؟" ثنا حمزہ نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ انٹرنیٹ پر جو بھی خبر پھیلائی جاتی ہے وہ آدھی جھوٹی ہوتی ہے، سو مجھے علیدان پر یقین ہے۔"

"اگر مسٹر شاہ نے کچھ نہیں کیا تو رپورٹر جھوٹی خبر کیوں پھیلائیں گے؟" ثنا حمزہ کو یقین نہیں آیا۔
"پھر بھی مسٹر شاہ کو محتاط رہنے کی ضرورت ہے، اعوان خاندان کی لڑکی کافی چالاک لگتی ہے۔"

دونوں کچھ دیر تبادلہ خیال کرتی رہیں آخر آن نے فون رکھ دیا، اور علیدا ان کو فون کرنا چاہا لیکن پھر ہچکچاہٹ نے روک لیا،

اگر وہ علیدا ان کو کال کرتی ہے تو وہ سمجھے گا میں جیلیس ہو رہی ہوں۔"

اور کیا وہ یہ سمجھے گا کہ آن اس پر یقین نہیں کرتی؟"

آن نے گہری سانس لی، یہ ڈر اور خوف کے محسوسات اچھے سائن نہیں تھے،

آن نے اپنے سیل کو اسکرول کیا تبھی نیٹ پر نئی نیوز کا نوٹیفیکیشن ظاہر ہوا۔

"شاہ گروپ کے صدر علیدا ان حیدر شاہ اور اعوان گروپ کے مالک کی بیٹی بینیش اعوان سنگاپور میں ایک ہی ہوٹل میں ٹھہرے ہیں"

آن یہ خبر دیکھ کر کافی اپ سیٹ ہوئی۔

حلانکہ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ خبر جھوٹی ہے۔ لیکن پھر بھی اس خبر نے اسے بے آرام کیا۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ علیدا ان کا بینیش کے ساتھ کوئی بھی تعلق ہو۔

آن نے فون رکھ دیا، اور گردن موڑ کر ٹیبل پر پڑے بک کو اٹھایا،

اسے علیدان پر مکمل یقین تھا، وہ کتاب پڑھ کر اپنے جذبات پر سکون کرنا چاہ رہی تھی۔ لیکن درحقیقت وہ ایک لفظ بھی نہیں پڑھ پارہی تھی، جب کہ نظریں کتاب پر جمی ہوئی تھیں لیکن ذہن مکمل علیدان کے طرف تھا۔

یونہی بیٹھے، دن کے 2 بج گئے تھے، تبھی فون کی بیپ ہوئی اور نوٹیفیکیشن ظاہر ہوا، آن فون اسکرول کیا دوسری نیوز چمک رہی تھی۔

"علیدان شاہ ضروری بزنس میٹنگ اٹینڈ کرنے کے لئے بینش اعوان کے ساتھ گئے"

حلانکہ وہ ایک ساتھ نہیں تھے، لیکن ایک جگہ ضرور تھے۔

آن نے غصہ سے اپنے ہونٹ کا کنارہ کاٹا، خود کو زیادہ دیر پر سکون نہ رکھ سکی

وہ کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اترتی نیچے ہال میں آئی،

لیکن اسی وقت مدھان شاہ اندر آ رہا تھا۔

مدھان کو دیکھ کر وہ پریشانی سے اس کے طرف بھاگتی ہوئی آئی۔

آن نے سوچا، کہ مدھان کو کہے کہ علیدان کو سمجھائے۔

لیکن جب مدھان نے بولنے کے لئے منہ کھولا، تب آن کو پتا چلا کہ وہ بھی نہیں جانتا کہ علیدان کیا کر رہا ہے؟

"بھابھی، آپ نے نیوز دیکھی؟ کیا بھائی میٹنگ پر گئے ہیں؟ اس کے ساتھ یہ نقلی چہرے والی ڈائن کیوں ہے؟"

آن نے کندھے اچکائے:
"میں بھی کچھ نہیں جانتی، مجھے بھی علیدان نے کچھ نہیں بتایا۔"

"تو پھر آپ کو خود کال کرنی چاہیئے، کیا وہ آپ کے شوہر نہیں؟"

آن شرمندہ چہرہ لئے بولی: "وہ اپنے کام سے گیا ہے، اگر میں کال کروں گی تو اس کے کام پر اثر ہوگا۔"

"اگر پہل آپ کریں گیں تو وہ خوش ہونگے، نو میٹر وہ کتنا بھی مصروف کیوں نہ ہوں، جلدی کریں اسے کال کر کے پوچھیں۔"

مدھان کی بات پر آن نے سیل فون اٹھایا، اور کال کرنے لگی، تبھی اسی وقت اس کا فون بجنے لگا۔

مدھان نے بے صبری سے پوچھا: "کیا بھائی کا فون ہے؟"

لیکن جب اس نے اسکرین پر چمکتے نام کو دیکھا تو حیران ہونے کے ساتھ غصہ بھی ہوا،

"یہ نقلی چہرے والی چڑیل کیوں کال کر رہی ہے؟"

آن نے سر ہلایا: "آپ ہمیشہ مجھ سے ایسے سوال کرتے ہیں جس کے لئے مجھے بھی قیاس آرائی کی ضرورت پڑے۔"

"تو پھر اس کو جواب دیں،" یہ کہتے ہی مدھان نے اس سے فون لے کر کال پک کر لی، اور غصہ سے بولا:

"نقلی چڑیل، تم فون کر کے کیا ثابت کرنا چاہتی ہو؟"

دوسرے طرف بینیش دنگ ہو گئی: "تم کون ہو؟ آن کی فون پر کیا کر رہے ہو؟"

"میں اس کا برادر ان لا مدھان شاہ، علیدان کا چھوٹا بھائی۔"

اس کی بات پر بینیش طنزیہ ہنسی: "یہ اندازِ مخاطب بالکل بھی درست نہیں ہے، بی کا ز ابھی تک دونوں نے شادی نہیں کی، تو یہ تمہاری بھابھی کیسے ہوئی؟"

"دونوں کا نکاح ہو چکا ہے، دونوں ساتھ کھاتے پیتے اور رہتے ہیں، اس حساب سے آن میری بھابھی ہے، باقی رہی اناؤنسمنٹ تو وہ بھی ہم جلد ہی کریں گے۔"

جب کہ تم، نقلی چہرے والی چڑیل، پہلے سے ہی کافی بد صورت ہو، اس کے باوجود بھی شو آف کرتی رہتی ہو۔ تم صرف کا سمیٹک سرجری میکر واسکتی ہو باہر نکل کر لوگوں کو ڈرا سکتی ہو۔

تمہاری اتنی ہمت کہ علیدان کی خواہش کر سکو، کبھی میک اپ کے بغیر آئینے میں شکل دیکھی ہے؟

آن تو مدھان کو بولتے دیکھ کر متعجب ہو رہی تھی، اور پھر اس کی دھمکیاں سن کر منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی روکتی رہی "یہ شریر لڑکا، بینیش کی طبیعت اچھے سے صاف کر رہا تھا۔

دوسری طرف بینیش اس کی باتیں سن کر سخت پریشان تھی، "بکو اس بند کرو، میں نے کوئی پلاسٹک سرجری نہیں کروائی، نہ ہی میں بد صورت ہوں۔ تمہاری نظر خراب ہے۔"

"سچ میں تم اعوان خاندان کی ہونا؟ میں بتا رہا ہوں، میرے لئے آسان ہے اس ہاسپٹل کا پتا معلوم کرنا، جہاں سے تم نے پلاسٹک سرجری کروائی ہے۔۔۔۔۔ میرے سامنے اداکاری کرنے کی کوشش مت کرو، اور تمہاری شاہ خاندان میں شادی کی خواہش تو میرے مرنے کے بعد بھی پوری نہیں ہو سکتی۔"

بینیش یہ سن کر غصہ سے پیر پٹخ کر رہ گئی:

"یہ مت سمجھنا کہ تم علیدان شاہ کے چھوٹے بھائی ہو تو تمہیں میں چھوڑ دوں گی، میں یہ تم کو بتا رہی ہوں، اس سے قطع نظر، کہ تم راضی ہوتے ہو یا نہیں ہوتے، میں تمہاری بھابھی بن کر رہوں گی، پھر تمہیں دیکھ لوں گی۔"

مدھان سرد انداز میں ہنسا:

"اسی لئے تو میں کہتا ہوں، تم نہیں جانتی کہ کس قابل ہو،

میں تم سے شرط لگاتا ہوں، اگر تم نے شاہ خاندان میں شادی کر لی، تو میں شاہ خاندان سے نکل جاؤں گا، اور اگر تم نہیں کر سکی تو کیا تم کو ہمت ہوگی کہ اعوان خاندان سے نکل سکو؟"

اس کی بات پر بینیش کو جیسے آگ لگ گئی تھی تپ کر دانت پیس کر بولی:

"میں اپنا غصہ تم جیسے بچے پر ضیاع نہیں کر سکتی، اسے فون دو۔" بینیش اپنے غصے پر قابو نہ رکھ سکی

اس کی بات پر مدھان طنزیہ ہنسا:

"تم بھابھی سے بات کرنا چاہتی ہو، لیکن تم کس حیثیت سے بات کرو گی؟ میں بتا رہا ہوں، اگر تم نے بھابھی کے لئے کوئی مسئلہ بنایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں دیکھو گی، میں رپورٹرز کے سامنے تمہیں ظاہر کر دوں گا، اگر یقین نہیں آتا تو کوشش کر دیکھو۔"

یہ کہتے ساتھ ہی فون بھی کاٹ لیا۔

دوسرے طرف دیکھو تو بینیش اس کی دھمکیوں پر غصہ سے بل کھا کر رہ گئی، چیخ کر بولی:

"مدھااااں شاہ، صرف انتظار کرو، ایک بار۔۔۔ اگر ایک بار میں علیدان کی بیوی بن گئی، تو دیکھنا تمہیں شاہ خاندان سے باہر نہ نکال دیا تو میرا نام بھی بینش اعوان نہیں ہے۔"

ادھر مدھان نے آن کو فون واپس کر کے تسلی دی: "بھابھی، آپ کو بالکل بھی ضرورت نہیں ہے اس نقلی ڈائن کی فون اٹھانے کی۔"

آن اس کی طرف دیکھ کر نرمی سے مسکرائی:

"میں نے ہمیشہ سوچا تھا آپ بہت مخلص شخصیت کے مالک ہیں، لیکن اتنی موٹی کھال کے بھی ہونگے پتا نہیں تھا۔"

"میں موٹی کھال کا نہیں ہوں بھابھی، بس میں اعوان خاندان کے کسی بھی فرد کو پسند نہیں کرتا، مختصر یہ کہ آپ کو پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے، مجھے ہمیشہ اپنے ساتھ پائیں گیں، اگر علیدان بھائی نے اس ڈائن سے شادی کی تو میں آپ کی سائیڈ پر ہوں گا، اور علیدان بھائی کو پہچاننے سے بھی انکار کر دوں گا۔"

وہ اس کی بات پر مسکرائی "بس بس اداکاری کرنا بند کر دیں، میں ٹھیک ہوں، مجھے علیدان پر یقین ہے۔"

بھابھی۔۔۔ آپ کے الفاظ نے میرا دل دکھادیا، میں سچ میں آپ کا ساتھ دوں گا" وہ واقعی سرسٹ تھا۔

آن نے اسے تھمب اپ کیا "میں ٹھیک ہوں، پریشان مت ہوں"

اب آپ جاییے، میں علیدان کو فون کرتی ہوں۔"

مدھان مسکرا دیا: "تو پھر میں اپنے بار جاتا ہوں، اسے کھلے ویسے بھی کچھ دن ہوئے ہیں۔"
"ٹھیک ہے۔۔ جائیے۔" آن نے سر ہلایا۔

اس کے جاتے ہی آن نے علیدان کو کال ملائی۔

دوسری طرف علیدان شاہ بھت خوش ہوا، جب آن کی کال آتے دیکھی

"کیا تم جانتی ہو میں کب خوش ہوتا ہوں؟"

آن جانتی تھی، وہ کہنا چاہ رہا ہے۔ اسی لئے فوراً بولی تھی:

"جب جب میں آپ کو کال کرتی ہوں۔" دھیمی سے مسکرائی۔

"ہا ہا ہا۔۔۔ مس آنیہ علیدان شاہ تو بہت کھلے دماغ کی ہو گئی ہیں۔"

اس کے ساتھ اتنا عرصہ رہتے ہوئے وہ اس کی ساری چالیں جان گئی تھی،

"کیا آپ نے آج کی نیوز دیکھی؟"

"نہیں۔۔ میں آج پورا دن مصروف رہا ہوں کسی اور طرف دھیان ہی نہیں دیا، کیا کچھ ہوا ہے؟"

"مممم۔۔۔ میرا خیال ہے آپ کو خیال رکھنا چاہیے۔ بینیش اعوان بھی سنگاپور آئی ہے آپ کے ساتھ کی فلائیٹ میں۔ اور اسی ہوٹل میں ٹھہری ہے، جہاں آپ ٹھہرے ہیں جب آپ کانفرنس میں گئے تھے، یہ بھی وہیں پائی گئی تھی، سب یہی کہہ رہے ہیں کہ آپ اس کے ساتھ چھٹیوں پر ہیں۔"

علیدان اس کی فکر مندی اور تفصیل سے بتانے پر کھل کر طنزیہ ہنسا:
"اعوان کی یہ بیٹی بہت ہی کوئی بے شرم دکھتی ہے، لگتا ہے۔۔ بے شرمی ان کو وراثت میں ملی ہے۔"

"اپنی وے۔۔۔ جسٹ بی کیئر فل، میں اب جاکر بک پڑھتی ہوں۔"

"ویٹ اے منٹ،" علیدان نے اسے روکا:

"خبر پڑھ کر تم اپنے دل میں کیا سمجھ رہی ہو؟"

"میں۔۔۔۔" وہ رکی تھی، پھر بات بدل دی۔ "جلدی سے واپس آئیں مجھے اب تنگ مت کریں۔"

اس کی بات بدلنے پر علیدان مسکرایا:
"کیا تم جیلیس ہو؟ یا غصہ ہو؟"

"علیدان شاہ۔۔۔ آن جھنجھلا کر چیخ پڑی تھی، وہ کیسے دل کا پتا دیتی، وہ اب بھی چھپا رہی تھی۔

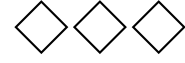
"جب میں کل واپس آوں گا تو تمہاری یونی تمہیں پک کرنے آوں گا۔"

"نہیں۔۔۔ نہیں، میں یونی میں مشہور نہیں ہونا چاہتی، مجھ اس سے الگ ہی رکھنے پلینز۔" وہ جلدی سے بول پڑی۔

"کیا تمہارے لئے مشکل ہے اگر تم میرے ساتھ مشہور ہوگی تو؟" علیدان کو برا لگا۔

"کون کہتا ہے میں آپ کے ساتھ ہوں؟" آن نے چڑایا۔

علیدان اس کی بات پر حنسا دل کھول کر: "اگر تم میرے ساتھ نہیں ہو تو کسی اور میں بھی ہمت نہیں کہ میری عورت کو آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔" علیدان کی آواز میں سختی اور لہجے میں پختگی تھی۔ جسے سن کر آن کے رونگٹھے کھڑے ہوئے تھے۔



علیدان اس وقت نمائش میں مدعو تھا، اس نے فون رکھ کر لاشعوری طور پر ارد گرد دیکھا، اور دانیال کو بلایا۔

"دانیال، جلدی سے جاو، اور اس لڑکی بینیش کو ڈھونڈھو کہ کہاں ہے؟"

"بینیش اعوان؟" دانیال حیران ہوا۔

علیدان نے اسے دیکھ کر کہا: "پہلے اس خبر کو دیکھو"

"یس، مالک۔"

دانیال نے فون کھول کر انٹرنیٹ سے خبر سرچ کی، اور جلد ہی حرکت میں آیا۔ آدھے گھنٹے سے بھی کم وقت میں اس نے بینیش اعوان کو ڈھونڈھ لیا تھا، جو اسی نمائش میں موجود تھی، اور ایک طرف بیٹھی موبائیل اسکروں کر رہی تھی۔

دانیال نے کسی کو بھیج کر بینیش اعوان کو بلایا کہ علیدان شاہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ بینیش تو یہ سن کر بیہوش ہونے والی تھی بھلا کب اس نے علیدان شاہ جیسے بلینئر کے ساتھ آمنے سامنے ملاقات کا سوچا تھا؟ یہ اس کے تصور سے بھی آگے کی بات تھی،

اچانک اسے اپنے سامنے دیکھ کر وہ شرم سے بلش کرنے لگی۔

"گڈ۔۔۔۔۔ گڈ آفٹر نون، مسٹر شاہ۔"

وہ اتنی نروس تھی کہ اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کہے؟ الفاظ اٹک اٹک کر ادا ہوئے تھے۔

علیدان شاہ نے زیادہ بات کرنا غیر ضروری سمجھا اور سیدھا اصل مدع پر آیا۔

پہلی بات، کسی کو کہہ کر انٹرنیٹ سے یہ خبر ہٹادو، جو تم نے پھیلائی ہے، دوسری بات کہ جتنا جلد ہو سکے یہاں سے چلی جاو۔

"میں نہیں سمجھی، آپ کس بارے میں بات کر رہے؟ وہ معصوم بنی۔

علیدان اس کی مکاری پر سرد انداز میں مسکرایا:
"تو پھر تم اس انتظار میں ہو کہ میں ثبوت دوں؟"

اس کی بات پر وہ اندر سے ڈری ضرور لیکن اوپر سے بن کر بولی: "میں یہاں صرف اپنی چھٹیاں
گزارنے آئی ہوں، اور اتفاقاً آپ سے ٹکرائی ہوں۔"

اس کی بات پر وہ دانیال کے طرف مڑا: "دانیال انویسٹیگٹ کرو، دیکھو کہ کس اندھی میڈیا نے یہ
جھوٹی خبر لکھی ہے؟"

اس کے بعد بینیش کو ایک سپاٹ نظر سے گھور کر وہاں سے جانے ہی لگا تھا کہ بینیش اس کے آگے
آگئی:

"مسٹر علیدان شاہ، کیا آپ سے تھوڑی دیر بات ہو سکتی ہے؟"

علیدان نے دانیال کو دیکھا، دانیال اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ کر جلدی سے آگے بڑھا "مس اعوان ، خاموش رہیں، مالک کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ بات کرے۔"

لیکن وہ بینیش اعوان تھی، ہار ماننا یا جھک جانا اس کی تربیت میں شامل نہیں تھا، وہ بے باک تھی، اس نے دانیال کی بات کو نظر انداز کر دیا اور آگے بڑھی:

"مسٹر شاہ، کیا میں آن سے کم ہوں؟ ہم دونوں ایک باپ کی اولاد ہیں، آپ اسے ہی کیوں چاہتے ہیں؟"

علیدان اس کی بات پر رک گیا اور مڑ کر سرد اور طنزیہ نظروں سے اسے دیکھا:

"تم ایک مغرور، جابر، اور انسانیت سے گری ہوئی لڑکی ہو، تم اب بھی خود کا موازنہ آن سے کرتی ہو؟ تم بالکل بھی اس کے قابل نہیں ہو۔"

اس نے سرد ہنکارا بھرا، اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا بنا کسی کو دیکھے آگے بڑھ گیا، پیچھے دانیال نے بھی جلدی سے اس کی تقلید کی تھی۔

○○○

آن اس وقت کلاس لے کر باہر نکلی تھی، جب اسٹوڈنٹز کی ایک جگہ بھیڑ دیکھ کر رک گئی۔ آفیس سے دوسری ٹیچرز بھی نکل آئی تھیں، وہ بھی آن کے ساتھ متجسس تھی، ٹیچر مایا نے تذبذب سے اسے دیکھ کر پوچھا: "اب کیا ہوا ہے؟"

اس نے تجسس سے ادھر ادھر دیکھا۔

کچھ دیر بعد، ایک پر تعیش گاڑی ان دونوں کے پاس آ کر رکی۔

ٹیچر مایا نے اپنے ساتھ کھڑے کو لیکز کو آنکھ سے اشارہ کیا کہ چلو، اور خود بھی صحن کر یہ کہتی چلی گئی "چلو بھی ہم کو چھپ جانا چاہیے۔"

یہ سن کر آن کا چہرہ شرم سے سرخ ہوا تھا،

مایا کا اشارہ وہ سمجھ گئی تھی، ایک بار علیدان سب کے سامنے رومینٹک ہوا تھا، تبھی مایا نے میٹھی سی چوٹ کی۔

بنا اس کے کچھ کہنے کے،

علیدان گاڑی سے باہر آیا تھا۔

آن کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور ٹیچر مایا کو دیکھ کر کہا: "میں آن کو لے جاسکتا ہوں؟"

ٹیچر مایا مسکرائی: ضرور۔۔۔ ضرور۔ کیوں نہیں، میری خواہش ہے، آپ دونوں کا وقت اچھا گزرے۔"

علیدان شاہ نے، بے ارادہ ہی آن کو کمر کے گرد ہاتھ ڈال کر تھام لیا، اور کھینچ کر اسے اپنے ساتھ لگاتا ہوا گاڑی میں بٹھایا۔ سب کے سامنے یوں حصار میں لینا آن کو شرمندہ کر گیا تھا۔

جس لمحے کار کا دروازہ بند ہوا آن بے چین ہو گئی: "آپ میری بات کیوں نہیں سنتے؟"

"آ تو گیا ہوں تمہارے پاس۔" علیدان اس پر جھکا۔

"کم آن، یہ وقت نہیں کہ آپ اپنا رلیشن لوگوں پر عیاں کرتے پھریں، یہ یونی ہے مجھے بلکل بھی اچھا نہیں لگتا آپ مجھے یوں سب کے سامنے لینے آئیں۔" آن کافی شرمسار ہوئی تھی،

علیدان نے اس کی پیشانی کو تھپکا "مائی لٹل آن، تم کو خوش کرنا اتنا مشکل کیوں ہے؟" آن جھجھلائی "میں نے تو نہیں کہا آپ کو۔"

ٹھیک ہے، میں تمہارا کام مقروض ہوں۔ یہ میں ہوں جو تم کو خوش رہنے پر مجبور کرتا ہوں، درست؟
عبدل، گاڑی ڈائننگ ہال کی طرف چلائیں۔"

آن نے ایک گہری سانس بھر کر اسے دیکھا۔

علیدان نے ابرو چڑھا کر اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں پوچھا "کیا ہوا؟"

لیکن وہ نظر انداز کر گئی، اسے غصہ تھا، کہ بینیش کے ساتھ علیدان کی خبر کیوں لگی۔

"اگر تم مجھے دیکھنا چاہتی ہو تو کھل کر دیکھو۔" آن بظاہر تو باہر دیکھ رہی تھی، لیکن چپکی نظروں سے اسے ضرور دیکھ رہی تھی،

"میں آپ کو دیکھنا ہی نہیں چاہتی، مجھے صرف تعجب ہے۔" وہ ناراضگی سے بولی۔

"کس بات پر تعجب ہے؟" علیدان نے جاننا چاہا۔

"دنیا کی نظر میں، میرا آپ سے کوئی رلشن نہیں ہے، پھر میں آپ کے ساتھ کار میں کیوں ہوں؟" یہ آن کی سوچ تھی۔

"ہمممممم،۔۔۔ سر سے پیر تک تو تم میری ہو، صرف یہ تمہارا منہ ماننے سے انکاری ہے، تبھی میں کہتا ہوں، تمہارا منہ بے ایمان ہے۔" وہ اسے گہری نظروں سے سرتا پیر دیکھ کر بولا، جس سے آن کانپ کر رہ گئی۔

"میرا منہ کہاں ہے۔۔۔۔۔ افففف،" وہ آگے کہنے ہی لگی تھی کہ علیدان نے جھک کر اس کے ہونٹ سی لئے۔

آن تو گاڑی میں ڈرائیور کے سامنے ایسی حرکت پر کانوں تک لال ہو گئی۔

آن نے اسے زور لگا کر پیچھے دھکیلا "آ۔۔۔ آپ پاگل تو نہیں ہو گئے۔"

"تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟" وہ شریر ہوا

ہیں ں ں۔۔۔؟ کیا مطلب، آن حیران ہوئی۔

"کیا تم نے ایک جیسے مادوں کے ملاپ کا نہیں سنا؟
تم نے کہا تھا تم تب ہی خوش ہو سکتی ہو جب کوئی تمہارے جیسا دیوانہ مل جائے۔"
آن دنگ ہوئی وہ واقعی اس سے لفظوں میں نہیں جیت سکتی تھی۔
علیدان نے اس کا چہرہ تھام کر اپنے طرف کیا۔
"کیا سوچ رہی ہو، میں نے کہا میں نے تمہیں بھت مس کیا"

آن نے نظریں جھکائیں اور سرخ چہرے کے ساتھ بھینچی آواز میں کہا:
"میں نے سن لیا۔"

علیدان اس کی بات پر چڑ گیا "تو کیا تمہارے پاس میرے لئے کہنے کو کچھ نہیں؟"
وہ حیا سے سرخ پڑی، ہچکچا کر چپکی نظر ڈرائیور پر ڈالی۔

عبدل واقعی کافی نروس ہوتا تھا، لیکن اب اس کے لئے یہ عام بات تھی، کہ اپنے مالک اور مالکن کے
رومانس کو نظر انداز کر دے جیسے دیکھا ہی نہیں۔

علیدان نے اس کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھام کر سہلایا:
"یہ تم عبدل کو کیوں دیکھ رہی ہو؟ میرے چہرے کو دیکھو، اور کہو۔۔۔ کیا تمہارے پاس کہنے کو کچھ نہیں۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ م۔۔۔ مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔" آن نے گھبرا کر اس کی گرفت سے ہاتھ نکالنے کی کوشش کی۔

لیکن علیدان اسے کیسے کامیاب ہونے دیتا، "جب تک مجھے بتاؤ گی نہیں۔۔۔ تب تک مجھ سے کسی نرمی کی امید بھی مت رکھنا۔"

آن نے بے بسی سے نظریں گھمائیں:
"مجھے واقعی بھوک لگی ہے۔"

"تم اتنی بے ایمان کیوں ہو آن؟ میں نے کہا "میں نے تمہیں بھت سارا مس کیا۔ کیا تمہیں جواب میں کچھ نہیں کہنا چاہئے؟"

یہ دیکھ کر کہ آن نے تب بھی کچھ نہیں کہا، علیدان اس کا ہاتھ چھوڑ کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا،
اس کے چہرے پر مایوسی کے رنگ تھے،

وہ ناراض تھا، اتنے دن بعد وہ آیا تھا، اور آن نے تب بھی اظہار نہیں کیا تھا، ناراضگی تو بنتی تھی۔

آن نے کچھ پل سوچا۔

علیدان ایسا نہیں تھا کہ چھوٹی چھوٹی بات پر ناراض ہو جائے، وہ موٹی کھال کا تھا، جس پر آن کی کوئی بات اثر نہیں کرتی تھی، لیکن آج وہ کسی بچے کی طرح ناراض ہوا تھا۔

آن نے پیشانی مسلی، اور اسے دیکھا جو روٹھا روٹھا سا گاڑی سے باہر دیکھ رہا تھا۔ پھر جھجھکتے ہوئے اس کا ایک ہاتھ جو زانوں پر رکھا ہوا تھا وہ اپنے ہاتھ میں لیا، یہ اور بات کہ آن کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ واضح تھی:

"آپ کیا کھانا پسند کریں گے؟"

"علیدان نے بالکل نہیں دیکھا بلکہ سپاٹ انداز میں جواب دیا:

"غصہ"۔

آن اس کی بات پر دل میں مسکرائی:

"مجھے غصہ کھانا پسند نہیں ہے"۔

"تو پھر مجھے کیوں دیا ہے کھانے کے لئے؟" علیدان نے گھوم کر اسے گھورا۔

آن بھت پریشان ہوئی، یہ شخص کبھی کبھی بالکل تین سال کا بچہ لگتا تھا۔

"آپ اور بینش بیرون ملک سفر میں ساتھ تھے، کافی ساری افواہیں بن گئی تھیں کیا میں نے غصہ نہیں کھایا؟ شکایت ہی شکایت تھی آن کے لہجے میں، جسے سن کر علیدان کا دل باغ و بھار ہو رہا تھا مطلب آن کا دل اس کے طرف مڑ رہا تھا،

"آج یونی میں سب نے عجیب نظروں سے دیکھا، وجہ آپ تھے، کیا میں نے غصہ نہیں کھایا؟

تو وہ اس پر ناراض تھی۔۔

علیدان نے اس کے طرف چہرہ موڑا اور سپاٹ لہجے میں پوچھا "تو تم بتا رہی ہو کہ تم نے مجھے مس کیا یا نہیں؟

آن نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ نیچے دیکھتی رہی۔

علیدان عبدل کو کہا "عبدل گاڑی سائیڈ پر روک کر نکل جاو"

عبدل کی ہمت نہیں تھی کہ انکار کرتا اس نے گاڑی ایک طرف کر کے روک دی۔

عبدل کے لئے یہ نئی بات نہیں تھی، جب سے اس کا مالک مس آن سے ملا تھا، یہ عام واقعہ ہو گیا تھا

جیسے ہی عبدل گاڑی سے باہر نکلا، علیدان اس کے قریب آکر اسے سیٹ پر نرمی سے دھکیلا، اور اس پر جھکا،

"بولو۔۔ میں پوچھ رہا ہوں ، تم نے مجھے مس کیا؟"

"آپ بہت نامعقول شخص ہیں۔" وہ چڑ کر بولی۔

"کیا تم نے مجھے صرف آج جانا ہے؟" گھمبیر دلفریب آواز اس کے کانوں میں گونجی ،
آن نے بے اختیار اپنا چہرہ دوسری سمت موڑا

یہ دیکھ کر علیدان نے اس کے گال چٹکیوں میں اٹھا کر چہرہ اپنے سامنے کیا۔

"تو تم مجھے نہیں بتاؤ گی، کیا چاہتی ہو میں تمہیں پھر سے بوسہ دوں؟ علیدان نے اس کی نظروں میں
جھانکا۔ اور جھکنے لگا تبھی

وہ جلدی سے بولی "آئی مس یو۔"

کیونکہ وہ بحال اس کے قابو میں تھی، اس کے سامنے کوئی بھی حرکت نہیں کر پار ہی تھی۔

"سچائی سے یا رسمی طور پر؟"

سچی میں۔۔۔ پھر بے صبری سے بولی "پلیز اب میرے سے اٹھ جائیں، اپ بھت وزنی ہیں۔"

"ابھی ایک سوال اور بھی پوچھنا ہے، علیدان نے اسے دبا کر پھر سے سیٹ پر دھکیلا،

"یہ آج ہی آپ کو سارے سوالات کیوں یاد آرہے؟" آن جھنجھلائی، اور دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر اسے پیچھے دھکیلنے لگی لیکن یہ مشکل تھا۔

"کیوں کہ میں تمہارے منہ سے تعریف سننا چاہتا ہوں، اور تم سے فائدہ اٹھانے کا موقع بھی چاہتا ہوں۔"

آن نے لب بھینچے، "سب کچھ ہی، سب کچھ ہی آپ کے فائدے کے لئے ہے؟"

"بالکل۔۔۔ میں ہی ہر طرف سے تمہارے پاس ہوں، تم اپنا ضدی پن جاری رکھو۔"

اس نے آن کی ٹھوڑی اٹھائی اور نرمی سے کہا: "میں تمہارے ساتھ نہیں تھا، کیا تمہیں نیند اچھے سے آئی؟"

آن نے اس کی آنکھوں میں جھانکنا چاہا لیکن نہ دیکھ پائی، اپنے ہونٹوں کا کونہ کاٹنے لگی۔ علیدان نے اس کی ادا پر خود کو بے بس پایا اور اس کے ہونٹوں پر جھک کر نرمی سے محبت کی مہر لگادی۔

"میں نے یہ نہیں کہا کہ میرے پاس جواب نہیں ہے۔" آن نے جلدی سے کہا تھا، جس پر علیدان رکا۔

"اب تم مجھے مائل کر رہی ہو۔" علیدان نے گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی آن کا دل جیسے سینے سے باہر نکلنے کو تھا،

"م۔۔۔ میں نے کب؟؟" آن کو کچھ غلط لگا۔

علیدان نے اس کی ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرہ اونچا کیا "جس طریقے سے تم اپنے ہونٹ کاٹتی ہو، یہ مجھے مائل کرتے ہیں" اس کے ہونٹوں پر انگلی پھیری، گھمبیر سا مدھوش جملہ جسے سن کر آن کا چہرہ سرخ پڑا۔

"یہ شخص واقعی حالات سے فائدہ اٹھانا اچھے سے جانتا تھا، وہ کسی بھی لمحے میں کچھ بھی کہہ جاتا تھا،

"اب تم کچھ کہو گی بھی؟" علیدان پھر سے اصل مدع پر آیا۔

آن نے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھا اور سر ہلا کر کہا "نو"۔

اس کے جواب اور چہرے کے شرمیلے پن کے تاثرات میں مماثلت نہیں تھی، علیدان اس کے شرمیلے چہرے اور نظریں جھکانے، لب کاٹنے کی ادا پر قربان ہو رہا تھا، اسے اپنا جواب اچھے سے مل گیا تھا، علیدان ایک گہری سانس لے کر اس کے اوپر سے اٹھ گیا،

"دیس گڈ۔"

آن جلدی سے سیدھی ہو کر بیٹھی، اور اپنے لباس کی شکنیں درست کرنے لگی، پھر ناراضگی سے بولی:
"کیا آپ امید کرتے ہیں کہ میں آپ کے بنا اچھے سے سوئی ہوئی۔"

"دیس رائیٹ۔ جس وجہ سے تم ٹھیک سے نہیں سوئی، اس کا مطلب ہے تم نے مجھے مس کیا تھا۔"
جس کی وجہ یہ ہے کہ تم اب میرے وجود کے عادی ہو چکی ہو، اور اب تم مجھے چھوڑ نہیں سکتی، تم
اب ساری زندگی میری عادی رہو گی۔ کتنا زبردست ہے یہ خیال۔" وہ اس کے شرم سے سرخ پڑتے
چہرے کو دیکھ کر شریر ہوا تھا۔

آن نے اسے شرمیلی نظر سے دیکھا، اس کی آنکھیں پیار کے جذبے سے بھری ہوئی تھیں۔ وہ جانتی
تھی کہ وہ ختم ہو چکی ہے۔

حلانکہ وہ خود کو ہزار بار یاد دلاتی تھی،

ہزار بار کہ اسے اس کی محبت میں نہیں گرنا، بلکل نہیں گرنا، لیکن ہزار بار یاد دلانے کے باوجود بھی
وہ مکمل ناکام تھی،

علیدان شاہ جیسا شخص مسترد کرنے کے لائق نہیں تھا۔

بھلی وہ ساری توانائیاں صرف کرتی، لیکن وہ واقعی اب اس قابل نہیں رہی تھی کہ اس سے دور جاتی۔۔



دونوں اس وقت ریسٹورانٹ میں بیٹھے تھے، علیدان نے مینو کارڈ اس کے ہاتھ میں دیا کہ ڈشز پسند کرو، لیکن مینو کی انگریزی زبان اسے سمجھ میں نہیں آئی، وہ کافی ناخوش ہوئی۔ منہ بنا کر کہا: "یہ لوگ انگریزی مینو کیوں دیتے ہیں؟"

"چونکہ یہ ایک امریکی ریسٹورانٹ ہے جو اس علاقے میں کھولا گیا ہے، علیدان شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"اگر آپ انگریزی مینو نہیں مانگیں گے تو ویٹر سوچے گا کہ آپ قابل نہیں ہیں۔ آخر کار، یہاں جو بھی کھانے کے لیے آتا ہے اس کے پاس کچھ نہ کچھ تو ہنر ہوتا ہے، اس کے لئے تمہارا پڑھنا لکھنا ضروری ہے۔"

آن نے اس کے 'پڑھا لکھا' کہنے پر دانت پیسے۔ "کیا میرا مذاق اڑانے میں آپ کو مزہ آتا ہے؟"

"آفٹر آل، تم سائنس میں بہت اچھی ہو، مانتا ہوں، یہ اور بات ہے کہ تم پڑھنا اور لکھنا نہیں جانتی۔" علیدان شاہ مسلسل اسے چڑا رہا تھا۔
"آپ۔۔۔۔۔" آن نے دانت پیسے۔

"اوکے۔۔۔۔۔ اوکے۔۔۔، بس اب تنگ نہیں کرتا۔ علیدان نے اسکے روتے چہرے کو دیکھ کر خود کو روکا، ساتھ ہی اپنے بیگ سے گفٹ پیک نکال کر اس کے ہاتھ میں دیا۔

"یہ کیا ہے؟ آن نے اشتیاق سے پوچھا، یہ پہلی بار تھا کہ اس کے گفٹ پر وہ خوش اور حیران ہوئی تھی۔

"گفٹ ہے، کھول کر دیکھو،"

آن نے اسے کھولا تو حیران رہ گئی یہ ایک ڈول تھی جسے موبائل فون پر ایک طرف لٹکاتے ہیں۔

آن نے اسے ڈبے سے باہر نکالا اور حیران ہوئی۔

علیدان نے اس کی توجہ ڈول کے چہرے کے طرف دلائی: "دیکھو اس کا چہرہ کس سے ملتا ہے؟"

"آن نے بغور دیکھا اور حیران رہ گئی " یہ تو آپ کے چہرے سے ملتا ہے۔"

"میں نے یہ آرڈر پر جوڑی بنوائی ہے، اور اپنا سیل فون نکال کر اسے دکھایا جس میں ویسی ہی ڈول تھی اس کا چہرہ آن جیسا تھا، علیدان نے ڈول کو پلٹا کر اس کے پیچھے کا حصہ دکھایا، جہاں لکھا تھا "لینڈ لارڈ خاندان کی تیسری میڈم"

آن نے اپنی ڈول کو موڑ کر پیچھے دیکھا، جہاں ویسے ہی الفاظ کندہ تھے "لینڈ لارڈ خاندان کا تیسرا مالک"

آن تو حیرانگی سے وہی جم گئی بے اختیار منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخ رو کی۔

علیدان شاہ دن بدن بالکل بچوں جیسا ہو رہا تھا، یہی وہ شخص تھا جو سرد اور سپاٹ رہتا تھا، مسکراہٹ کبھی چھو کر بھی غلطی سے اس کے ہونٹوں پر نہ آتی تھی، اور یہ آن کے ساتھ کا معجزہ تھا، جس نے اس شخص کو ہنسنا، مسکرانا سکھا دیا تھا، وہ وجہ تھی اس کی ہر خوشی کی، ہر دکھ کی،

آن نے پیار سے اسے گھورا اور مسکرائی "آپ ایک باوقار سے سی ای او ہیں، کیا آپ کو نہیں لگتا۔۔۔ کہ اس طرح آپ کی سیل فون پر ڈول دیکھ کر لوگ باتیں بنائیں گے؟"

علیدان اس کی بات پر ہنسا "کیا تم میرے الفاظ بھول گئی؟"

آن نے سر ہلایا "یہ سچ ہے"

آن نے ڈول بیگ میں ڈال دیا، علیدان یہ دیکھ کر سخت ناخوش ہوا:
"میں نے یہ تحفہ تمہیں رکھنے کو نہیں دیا۔"

"میں اسے گھر جا کر فون میں لگاؤں گی۔"

"تو لگاؤ ابھی۔" علیدان نے زور بھرا

"میری سیل فون کا سوراخ چھوٹا ہے اور ڈول کا دھاگا کافی موٹا ہے، یہ اس میں سے نہیں گذر سکے گا۔" آن نے وجہ بتائی۔

علیدان نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، "مجھے دو"

پھر علیدان شاہ نے ویٹر کو بلا کر اوزار لانے کو کہا، کچھ ہی دیر میں اس نے دھاگا ڈال کر ڈول سیٹ کر دی۔ آن کو دے کر کہا:

"اس کی حفاظت کرنا"

آن نے ہاتھ بڑھا کر ڈول کے فیس کو تھپکا "پھر تو اسے فرمانبردار ہونا پڑے گا۔"

علیدان نے گہری سانس لی،

"ہاٹھھ، چھوٹی آن، تم مجھے پھر سے کس کرنے پر مجبور کر رہی ہو۔"

اس کی بات پر آن بلش ہوئی:

"ش۔۔۔ شش۔"

علیدان دل سے مسکرایا، یہ لڑکی، وہ واقعی نہیں سمجھ پایا کہ اسے کیا کہے؟۔۔۔ دن بدن اس کی کمزوری بنتی جا رہی تھی، علیدان شاہ کو آن کے سوا کوئی نظر نہیں آ رہا تھا، وہ لازمی تھی، بہت لازمی۔

"اوہ ہاں،" آن نے کچھ یاد آتے ہی فون ٹیبل پر رکھا، اور اسے دیکھا، جو اسی کے طرف متوجہ تھا،

"کل آپ بینیش سے ملنے گئے تھے؟ درست؟"

"اس کا مطلب ہے تم نے بھت تھوڑی خبریں پڑھی ہیں" علیدان نے اسے توجہ سے نہارا۔

آن نے پرسکون انداز میں کہا، "اس معاملے نے پورے شہر میں طوفان برپا کر دیا ہے۔ میں نہ چاہنے کے باوجود بھی اسے نظر انداز نہیں کر سکتی۔"

"میں نے اسے دیکھا تھا، لیکن رپورٹس پر موجود تصاویر کو پرسنل سیکرٹری نے سنبھالا۔ میں نے اپنے لوگوں کو اسے اپنے سامنے پکڑنے کے لیے بھیجا،۔۔۔ اس وقت، میرے ساتھ دانیال تھا، اور اس کے پیچھے بھی لوگ موجود تھے۔" علیدان نے اسے تفصیل بتائی، تاکہ وہ کسی غلط فہمی میں نہ آجائے۔

"تو پھر آپ اسے دیکھنے بھی کیوں گئے؟" ان نے منہ بسورا۔ یہ اس کے لئے کٹھن تھا، کہ علیدان اس کے پاس گیا،

اس کی بات پر وہ پیارا سا مسکرایا:

"میں اسے وارن کرنے گیا تھا،

اسے یہ جاننا چاہیے، کہ وہ اس قابل نہیں کہ تم سے موازنہ کر سکے۔"

آن اس کی بات پر کھکھلائی یوں جیسے ویرانے میں جلت رنگ بج اٹھے ہوں۔۔ علیدان مہبوت دیکھتا رہ گیا،

"میں آپ کی ظالمانہ گفتگو سے واقف ہوں، اور اندازہ کر سکتی ہوں کہ وہ کس قدر غصہ ہوئی ہوگی۔"

آن نے ہنسی روکی۔ اسے مزا آگیا تھا، بینیش کی بے عزتی کا سوچ کر۔

علیدان نے اسے پر شوق نظروں سے دیکھا: "کیا تمہیں مزا آرہا یہ سن کر؟"

"یپ، یو کین سی اٹ۔" وہ اب پر سکون تھی۔

علیدان نے سر ہلایا اور مسکرایا:

"کیا تمہیں اب بھی نہیں لگتا کہ ہم دونوں پرفیکٹ ساتھی ہیں؟"

اگر وہ اس بارے میں ایمانداری سے تجزیہ کرتی تو اسے اب واقعی لگتا تھا کہ علیدان اس کے سامنے سب سے مختلف اور منفرد تھا۔

جب کہ اس کے سامنے وہ خود ویسی ہی تھی۔

اس سے پہلے کہ ویٹر کھانا لاتا، ان دونوں نے نگہت شاہ کو آتے دیکھا۔

نگہت ایک طرف سے چلتی ہوئی آرہی تھی، جب ان دونوں کو دیکھا تو حیران ہوئی، اور ان کے طرف بڑھی۔

"اوہ۔۔۔، علیدان، اور مس آن، انٹرسپرائزڈ ٹوسیو بھیڑ۔" وہ حیرانی سے بولی۔

علیدان نے اسکے پیچھے نظر دوڑائی:
"تم یہاں تنہا آئی ہو؟"

"ہاں، کچھ دن سے میں بھی یہاں کی ڈشز کھانا چاہتی تھی، لیکن جیک نہیں آنا چاہتا تھا، لہذا میں پچھلے کئی دنوں سے خود آرہی ہوں۔"

وہ جیسے ہی بات کر رہی تھی، آن کو دیکھ رہی تھی، "مس آن، اگر آپ کو برانہ لگے تو، میں آپ دونوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں؟"

آن نے نفی میں سر ہلایا کہ اسے اعتراض نہیں "ہمارا کھانا ابھی نہیں آیا۔"
نگہت نے علیدان کو دیکھا اور اس کے ساتھ کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

علیدان یکدم اٹھ کھڑا ہوا،

"تم یہاں بیٹھ جاؤ، میں آن کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں۔"

یہ سن کر آن کا دل خوشی سے بھر گیا، ایک فخر تھا اس کی نظروں میں، وہ کافی پرسکون ہو گئی۔

نگہت یہ سن کر اپنی جگہ پر جم گئی، لیکن۔۔ پھر خاموشی سے اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔
جب ویٹر علیدان کا آرڈر لے آیا تو نگہت نے اپنا بھی آرڈر نوٹ کروایا، بنا مینو دیکھے۔
نگہت نے ان کے آرڈر کو دیکھ کر ہنس کر کہا:
"علیدان، ہم دونوں کی پسند ملتی ہے، میں نے بھی یہی آرڈر دیا ہے۔"

علیدان نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن آن کافی ناخوش دکھائی دی۔

آن نے علیدان کو کہا: "ہم بعد میں کھالیں گے، یہ کھانا میم نگہت کو دیجئے، یہ پریگنٹ ہیں، ان کا
زیادہ دیر بھوکا رہنا ٹھیک نہیں۔"

علیدان نے بھی زیادہ بحث نہیں کی خاموشی سے کھانا نگہت کے طرف کھسکا دیا۔

نگہت نے بھی تکلف سے کام نہیں لیا اور کھانا اپنے طرف کیا، "پھر تو مجھے تکلف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

پھر اس کی نظریں ٹیبل پر پڑے فون میں ایچڈ ڈول پر اٹھیں، اس کا دل جیسے گہرے اتھاہ سمندر میں ڈوب گیا وہ اچھے سے جان گئی تھی کہ یہ گفٹ علیدان کے طرف سے آن کے لئے ہے۔ "ایک حسد کی چنگاری اس کی آنکھوں میں ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ لیکن اوپر سے جلن چھپاتی مسکرائی:

"مس آن، یہ ڈول بہت خوبصورت ہے، اس نے دی ہے؟"

آن اس کی بات پر دھیمے سے مسکرائی اور اس ڈول کو دیکھ کر بولی: "مممم، یہ ان کے طرف سے ہے۔"

"اٹز گریٹ ٹو بی ینگ، آپ کی محبت بہت رومینٹک ہے۔" وہ جلن چھپاتی اوپری دل سے تعریف کر گئی۔

"یہ علیدان کے طرف سے تحفہ ہے، علیدان اپنی عمر کے بنسبت جوان ذہنیت رکھتے ہیں۔" آن مسکرا کر بولی تھی، انداز علیدان کے ساتھ چھیڑ خانی سا تھا۔

علیدان نے بھی اس کی بات دلچسپی سے سنی، "کیا ایسا ہے کہ میرا وجود بوڑھا دکھتا ہے؟"

"میرے ساتھ کمپیئر کریں گے تو آپ بالکل بھی جوان نہیں ہیں" آن نے چھیڑا۔

علیدان نے مسکرا کر ہنکارا بھرا:
"اچھا۔۔ تو تم سمجھتی ہو میں بوڑھا ہوں؟"

"آپ بوڑھے نہیں ہیں، آپ کافی جوان ہیں، اور وجیہ بھی ہیں۔۔۔ اب خوش۔" آن نے مسکرا کر کہا۔

اس کی بات پر علیدان اس کے طرف جھکا "لیکن میں نے ابھی طنز سنا ہے"

"وہ اسی لئے کہ آپ کے کان سننے میں بالکل اچھے نہیں ہیں" آن نے مزے سے کہا۔

ان دونوں کو آپس میں ہنسی مذاق کرتے دیکھ کر نگہت کو زیادہ برا لگا۔ ماضی میں جب وہ اس کے ساتھ تھا، بہت کم بولتا تھا، وہ ہمیشہ سوچتی تھی کہ علیدان کو زیادہ بات کرنا پسند نہیں، لیکن اب وہ اس قدر بول رہا تھا، لگتا ہی نہیں تھا، یہ وہی علیدان ہے، اور بلاشبہ یہ آن کے ساتھ کا اعجاز تھا۔

یہ سوچ کر نگہت کے ہاتھ کی گرفت گلاس پر سخت ہوئی۔

آن علیدان سے بحث کرنے میں ہمیشہ سست تھی، اب بھی اس نے توجہ نگہت کے طرف کی "مس نگہت آپ ان دونوں میں ٹھیک ہیں؟ اشارہ اس کی پریگنسی کے طرف تھا۔

"ہمممم، یہ عام دنوں سے مختلف ہے،

کس وقت میں زیادہ سونا چاہتی ہوں، تو جاگ ہی نہیں سکتی، اس کے علاوہ، میں کچھ نہ کچھ کھاتے رہنا چاہتی ہوں، علیدان، تم کو تو معلوم ہے میں زیادہ نہیں کھاتی۔" آخری جملہ علیدان کو مخاطب کر کے کہا، شاید وہ اس کی توجہ چاہتی تھی۔

علیدان شاہ نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا، صرف عام لہجے میں اتنا کہا:

"اگر تم کھانا چاہتی ہو تو کھاؤ، اگر سونے کو دل کرے تو سو جاؤ، اگر تم خود کی اچھی کیئر کرو گی تو

علیدان کو اچھا لگے گا۔ آفٹر آل علیجان بھائی بھی اس بچے کا عرصے سے انتظار کر رہے تھے۔"

اور ان کی باتیں بغور سنتی آن تذبذب میں پڑ گئی۔ وہ تو حاملہ نہیں تھی، پھر کیوں وہ اتنی سونے کی شوقین ہو گئی ہے، اور کوشش کے باوجود بھی خود کو روک نہیں پارہی تھی،

آفر لچ تینوں باہر آ گئے،

نگہت نے علیدان کو روکا: "علیدان، یہ ایک اتفاق تھا کہ ہم یہاں مل گئے، لیکن مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔"

آن کے ساتھ علیدان نے بھی دل میں ناگواری محسوس کی، لیکن کہا کچھ نہیں، علیدان نے اسے عام نظروں سے دیکھا، "کیا بھت ضروری بات ہے؟"

نگہت نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے بڑھے ہوئے پیٹ کے نیچے رکھے "معاملہ بچے سے متعلق ہے"

آن اسے دیکھ کر رسمی سا مسکرائی۔ اور علیدان کو کہا "تو پھر میں گاڑی میں انتظار کر لیتی ہوں۔"

علیدان نے فقط سر ہلایا۔ "میں کچھ ہی دیر میں آتا ہوں۔"

آن کے جاتے ہی نگہت اس کے طرف مڑی "تم بھت بدل گئے ہو علیدان۔"

"میں نے بھی یہ نوٹ کیا ہے۔" علیدان نے عام لہجے میں کہا: "اصل مدعا پر آؤ، کیا کہنا چاہتی ہو؟" علیدان نے اسے اصل مدع بیان کرنے کو کہا۔

نگہت نے اپنی نظریں جھکائیں، اور کچھ دیر بعد ہچکچاہٹ سے کہا:
"کیا تم میری مدد کر سکتے ہو علیجان کو قائل کرنے میں؟"

"کس بات پر قائل کروں؟" تم اب بھی اس بچے سے پیچھا چھڑانا چاہ رہی ہو؟"

"علیدان۔۔۔، تم واقعی مجھے نہیں سمجھ رہے۔؟ اس نے دکھ سے علیدان کو دیکھا،
"میں واقعی نہیں چاہتی۔۔۔ میں نہیں چاہتی۔۔۔ میں اس بچے کو پیدا کرنا نہیں چاہتی، جو اس آدمی سے
تعلق رکھتا ہو جسے میں نہیں چاہتی۔"

"نگہت۔۔۔۔۔" علیدان نے تیز نظروں سے اسے گھورا تھا۔

"تمہیں کس وقت کیا کہنا چاہیے، اور کیا نہیں کہنا چاہیے؟ تمہیں کوئی احساس نہیں، تمہیں یہ سب کہتے کوئی خیال نہیں آیا؟

نگہت اس کے جانب گھومی اور اچانک ہی علیدان کے گلے لگ گئی۔

"میں بہت۔۔۔ تکلیف میں ہوں" وہ سسک پڑی۔ ادھر علیدان تو جیسے برف کی سل کی طرح ایک جگہ پر بت بن گیا۔ اسے نگہت سے اس قدر بے شرمی کی توقع نہیں تھی، وہ اس کی رشتے میں بھابھی تھی، اسے یوں کھلم کھلا اس کے گلے لگنا کیا ثابت کرتا تھا؟

کچھ زیادہ دور نہیں آن کار میں بیٹھی، ان دونوں کو دیکھ رہی تھی، یہ منظر دیکھ کر اس کا منہ کھل گیا، حیرت سے شاک سے، دکھ سے۔۔۔ اس نے بے اختیار منہ پر ہاتھ رکھا، آن کی آنکھوں کی سطح چپکے سے گیلی ہونے لگی تھی۔

☆☆☆☆

"آن کو حسب معمول آفس میں ہی کرسی پر بیٹھے نیند کی خماری آگئی تھی، یہ مسلسل ایک ماہ سے ہو رہا تھا، لیکن اس کی وجہ سمجھنے سے قاصر تھی، اس وقت بھی ٹیچر مایا کلاس لیکر آئی تو ان کو اونگھتے پایا۔

"آن کیا تم رات کو ٹھیک سے نیند نہیں لیتی؟" وہ حیران ہوئی۔

وہ رات کو سویر سوئی تھی، صرف آدھی رات کو کچھ پل کے لئے اٹھی تھی،

حلائکہ وہ اتنی نیند کی رسیا نہیں تھی، لیکن اب ایسا لگ رہا تھا جیسے کب سے نیند نہیں کی ہو۔

حال ہی میں وہ کچھ زیادہ نیند لے رہی تھی، علیدان بھی کہتا تھا "آن تم بھت سوتی ہو۔ یہ تمہارا انداز تو نہیں ہے۔"

ابھی چھٹی میں کچھ وقت تھا، آن نے ٹائم دیکھا پھر مایا سے نیند بھری آنکھوں کے ساتھ بھاری آواز میں بولی۔

"یپ، ابھی ٹائم ہے، آن نے سر ہلایا۔ سو، میں کچھ دیر سولوں، گڈ آفٹرنون۔"

مایا نے کچھ نہیں کہا، بلکہ پاس بیٹھ کر اپنی موبائیل فون پر بڑی ہوگئی

چھٹی کے وقت علیدان نے اسے پک کیا دونوں نے ولا پہنچ کر کھانا کھایا،

"اس ویک اینڈ پر علیجان نے پروگرام بنایا ہے۔ گھومنے کا، نگہت کو پرسکون رکھنے کے لئے، انہوں نے ہمیں بھی دعوت دی ہے۔"

نگہت کی بات پر آن نے لب بھینچ کر غصہ کنٹرول کیا، وہ نہ اس عورت کا ذکر سننا چاہتی تھی، نا اسے دیکھنا چاہتی تھی،

اس دن کے بعد سے وہ اس کی نظروں سے گر چکی تھی، ایسی عورت جسے رشتے کا بھی پاس نہ ہو، وہ کیسے اسے دوبارہ دیکھے؟

"میں نہیں چل رہی۔"

آن نے پیشکش مسترد کر دی۔

اس کی بات پر علیدان نے اسے حیرت سے دیکھا:
"اور وجہ؟"

"شنا حمزہ میرے پاس آرہی ہے، ہم نے پہلے سے طے کر لیا ہے،"

علیدان کو ناگوار لگا "کیا واقعی، یا تم جان بوجھ کر ہمارے ساتھ احتراز کر رہی ہو؟"

"آف کورس ناٹ، یہ کہہ کر وہ ٹیبل سے اٹھ گئی۔"

وہ بالکل بھی نگہت کو دیکھنے کی روادار نہیں تھی،

اسے سخت غصہ آتا تھا، جب جب اسے یاد آتا تھا کہ کس طرح وہ علیدان کے ساتھ فلرٹ کرتی رہی ہے، کس طرح اس دن اس کے گلے لگی کھڑی تھی،

وہ اپنے کمرے میں آئی، ہاتھ لے کر خود کو رلیکس کیا، پھر بیڈ پہ آکر کتاب پڑھنے لگی، آدھے گھنٹے کے بعد علیدان کمرے میں داخل ہوا۔

آن نے اسے دیکھ کر بھی نظر انداز کر دیا۔

علیدان ہاتھ میں گیا، شاور لے کر واپس آکر بیڈ کے دوسرے طرف تکیہ سے ٹیک لگا کر لیٹ گیا۔

آن کی توجہ مسلسل کتاب پر تھی، اس نے نظر اٹھا کر بھی علیدان کو نہیں دیکھا تھا، جس پر علیدان کو غصہ آگیا:

"اس کتاب میں اتنی کشش ہے کہ تم میرے وجود کو بھی نظر انداز کر رہی ہو۔"

علیدان نے ایک ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے طرف کھینچا۔

اور دوسرے ہاتھ سے سائیڈ لیپ آف کر دیا۔

آن اس طرح کھینچے جانے سے چینچ پڑی تھی۔

"کیا کر رہے ہیں آپ؟ آن نے اسے گھورا،

لیکن علیدان نے جھک کر الفاظ اس کے منہ میں قابو کر لئے تھے۔

☆☆☆

سینچر کے دن وعدے کے مطابق ثنا حمزہ اس کے پاس آگئی تھی، آن نے علیدان کو بتادیا تھا کہ وہ ثنا حمزہ کے ساتھ ہوٹل میں دن گزارے گی۔

دونوں کافی دیر تک آپس میں کالچ یونی کے دنوں کی یادیں تازہ کرتی رہیں۔
لچ کے بعد دونوں نے کچھ دیر بیٹھ کر گفت و شنید کی، پھر دونوں کی ہی کب آنکھ لگی، پتا نہیں لگا۔ آن کی آنکھ اس کے سیل فون کی رنگ کی وجہ سے کھل گئی۔

یہ دیکھ کر مدھان شاہ فون کر رہا، آن نے کسلمندی سے فون اٹھا کر "ہممم" کہا۔

"بھابھی، آپ سو رہی تھیں؟"

"ہممم کیا ہوا ہے؟"

آن کو اس کی آواز میں پریشانی محسوس ہوئی۔

"دیٹ۔۔۔ مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے آپ غصہ مت کرنا"
اس کی بات پر آن متجسس ہوئی۔ "کیا۔۔۔؟ کیا تم نے میرے ساتھ کچھ غلط کیا ہے؟"

جیسے ہی آن نے بات ختم کی اس کی سیل فون پر علیحان کا نمبر آنے لگا، وہ حیران ہوئی کہ علیحان اسے کال کیوں کر رہا ہے؟

آن نے حیران ہو کر مدھان سے کہا:
"علیحان بھائی، کیوں مجھے کال کر رہے ہیں؟"
مدھان نے فوراً کہا "بھابھی، پلیز ان کی کال مت اٹھانا۔"
دوسری طرف مدھان چیخا

"جب ہم دونوں فٹنگ کر رہے تھے، اتفاقی طور پر میرے منہ سے آپ کی اسٹوری نکل گئی، علیحان بھائی نے ڈھونڈھ نکالا کہ آپ سکندر اعوان کی بیٹی ہیں، وہ بہت غصہ میں ہے۔"

آن کا دل یہ سن کر سکڑ کر سمٹا۔ وہ وہیں ساکت بیٹھی رہ گئی۔

"علیدان نے کیا کہا؟"

آن کی آواز ایسی تھی جیسے کسی گہری کھائی سے آرہی ہو۔

"علیدان بھائی نے میری کال کا جواب نہیں دیا۔"

"کیا وہ تم لوگوں کے ساتھ گیا تھا؟ آن نے ایک امید سے پوچھا، اس کا ذہن جیسے سمندر میں غوطے کھا رہا تھا، اب ایک نیا محاذ اس کے لئے کھل چکا تھا، ایک نئی جنگ اس کے لئے تیار کی جارہی تھی، ایک طرف وہ تنہا تھی، دوسری طرف ہزار لوگ تھے، جن میں آدھے اس کی اپنی فیملی اور آدھے شاہ خاندان کے، وہ اس محاذ پر کب تک ڈٹی رہتی یا پسپائی اختیار کرتی ہے؟ یہ ابھی کچھ کہنا عبث تھا۔"

"نہیں وہ ہمارے ساتھ نہیں آیا۔" مدھان کی یہ بات سن کر آن کے دل کو کچھ سکون محسوس ہوا، اسے لگا جیسے تپتی دوپہر میں کوئی سائبان منتظر ہے، علیدان اس کے ساتھ تھا۔ کالر آئی ڈی دیکھ کر اس نے مدھان کو کہا "آل رائیٹ، میں سمجھ گئی۔ تم کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ہینڈل کر لوں گی۔"

مدھان کی کال رکھ کر اس نے علیحان کی کال اٹھالی۔

جیسے ہی کال ملی۔ علیجان کی سرد اور سپاٹ آواز اس کے کانوں میں گونجی، بے اختیار دھڑکتے ڈر کو قابو کیا۔

"مس آن، میں جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس وقت ہے تو میں آپ سے آمنے سامنے بات کرنا چاہوں گا۔"

آن نے گہری سانس کے کر اپنے آپ کو مضبوط کیا اور ٹھہرے لہجے میں بولی:

"آل رائیٹ، میں آپ سے ملنے کہاں آؤں؟"

"ایس کلب، تمہارا نام دروازے پر بتادیا گیا ہے، کوئی بھی آپ کو میرے پاس لے آئے گا۔"

فون رکھنے کے بعد اس نے ثنا حمزہ کو اٹھا کر بتایا، کہ اسے ضروری کام سے جانا ہے،

"ثنا میں کچھ معاملات سلجھانے جا رہی ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہ میں آج واپس نہیں آسکوں گی، تم آرام کرنا،

ہم کل صبح ملیں گے، اوکے۔"

ثنا حمزہ نے فکر مندی سے پوچھا "لیکن ہوا کیا ہے؟ کیا کچھ غلط ہوا ہے؟"

آن بمشکل مسکرائی: "کچھ معاملات الجھ گئے ہیں جنہیں سلجھانے کے لئے جانا پڑے گا، تم پریشان مت ہو، اپنا خیال رکھنا۔"

ثنا حمزہ اس کے پیچھے دروازے تک آئی "کیا کوئی سریس معاملہ ہے؟ تمہاری ظاہری حالت مجھے ڈرا رہی ہے۔"

آن نے اس کی فکر مندی پر اسے دیکھا، "سب ٹھیک ہے، پریشان مت ہو، حالانکہ وہ کوئی اتنی بڑی نہیں تھی، لیکن اتنی سی عمر میں بھت کچھ دیکھ لیا تھا، جس نے وقت سے پہلے اسے بڑا کر دیا تھا۔

ہوٹل سے اس نے ٹیکسی لی اور ایس کلب آگئی۔

آن نے رسیشن پر اپنا نام بتایا، تو ویٹر اسے ایک پرائیویٹ روم میں لے آیا۔
آدھا گھنٹا انتظار کروانے کے بعد علیجان کمرے میں داخل ہوا،

وہیل چیئر کو دھکیل کر اندر لائے آدمی کو اس نے واپس بھیج دیا۔

علیحان نے اسے سرد نظروں سے دیکھا "مجھے سمجھ میں نہیں آرہا کہ تم کو مس آن اعوان پکاروں یا مس آن عصمت؟"

آن نے سکون سے کہا "دوسرے مالک، میرا سر نیم عصمت کاظم ہے، میرا نام آنیہ ہے، آپ مجھے آن عصمت بلا سکتے ہیں"

علیحان اس کی بات پر طنزیہ ہنسا:
"مس آن کیا میں پوچھ سکتا ہوں؟ درحقیقت آپ کا منصوبہ کیا ہے؟"

آن اوپر سے جتنی پر سکون نظر آرہی تھی، حقیقت میں وہ اندر سے اتنی ہی خوفزدہ تھی،
"میں آپ کی بات کا مطلب واقعی نہیں سمجھی، کیا آپ وضاحت کر سکتے ہیں؟" آن نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔

علیحان نے تمسخرانہ کہا: "اعوان خاندان کی ناجائز بیٹی ہو کر تمہیں اچھی طرح معلوم ہو گا کہ ہم دونوں خاندانوں میں عداوت کس وجہ سے ہے؟"

اس کے باوجود بھی تم میرے بھائی کو اپنی محبت میں پھانسنے چاہتی ہو۔۔۔۔۔؟ کیا تم یہ ثابت کرنا چاہتی ہو، کہ اعوان خاندان کی عورتوں کے لئے شاہ خاندان کے مرد پر کشش ہیں؟"

آن اس کی بات پر تکلیف سے بول پڑی "دوسرے مالک، پلیز عزت سے بات کیجئے، میں نے کبھی آپ کے بھائی کو اپنے طرف مائل نہیں کیا۔"

"مس آن، میں یہاں پر تمہارے ساتھ کھیلنے نہیں آیا، میں صرف تم سے یہ کہنے آیا ہوں، کہ میرے بھائی کی زندگی سے نکل جانے کے لئے تمہاری کیا شرائط ہیں؟"

آن نے نظریں جھکا لیں اور کچھ نہ کہہ سکی،

"تم کیوں نہیں کچھ کہہ رہی؟
بولو؟۔۔۔ سو ملین؟ بولو کتنے چاہیئے تمہیں علیہ ان کی زندگی سے نکلنے کے لئے۔۔ یا تم شاہ خاندان کے شیراز چاہتی ہو؟"

آن نے نم آنکھوں سے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔۔ اور دھیمے سے کہا: "مجھے کچھ بھی نہیں چاہیئے۔"

"تمہارا مطلب ہے، تم اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہو؟" وہ سپاٹ لہجے میں غرایا تھا۔

اگر یہ گزرے عرصے کی بات ہوتی، تو شاید وہ علیدان کو کچھ بھی نہ سمجھتی، لیکن اب وہ اس کے لئے لڑ سکتی تھی،

"اعوان خاندان نے کبھی میری شناخت نہیں پہچانی، نہ میں نے ان کا ایک پیسہ خود پر خرچ کیا۔۔۔ سو دوسرے مالک، میں ان سے تعلق نہیں رکھتی۔" آن نے اپنے دکھ کو اندر ہی اندر سمیٹتے اوپر سے پرسکون ہو کر جواب دیا تھا۔

علیحان شاہ نے ناگواری سے کہا: "مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے، میں صرف یہی پوچھتا ہوں کہ تم سکندر اعوان کی بیٹی ہو؟ درست؟"

آن بالکل چپ رہی، بالآخر سر ہلکے سے اثبات میں ہلایا۔

علیحان نے بات جاری رکھی "سکندر اعوان، اعوان خاندان کا داماد ہے، اور وہ بھی اسی خاندان سے ہے۔"

وہ لوگ ہماری ایک زندگی کے قرض دار ہیں، سو تم اور میرا بھائی، ساتھ نہیں رہ سکتے۔"

آن دنگ ہوئی "ایک زندگی؟۔۔۔۔"

وہ علیجان کو حیرت سے دیکھے گئی۔۔۔ کون سی زندگی کی بات ہو رہی تھی؟ کس کی زندگی کے قرض دار ہیں سکندر اعوان؟ کون سا راز تھا جو آن نہیں جانتی تھی؟ لیکن وہ کیسے جان سکتی تھی، وہ تو خود اس خاندان سے دھکیل کر نکال دی گئی تھی، وہ تو خود سائبان کی تلاش میں سرگرداں تھی، کیسے جان سکتی تھی وہ؟ لیکن یہ بات وہ کس کس کو بتاتی؟، اور کون یقین کرتا؟ دنیا کی نظروں میں وہ اعوان کی ہی لڑکی تھی، چاہے وہ ہزار تاویلات پیش کرتی،

"آپ کس کے متعلق بات کر رہے ہیں؟"

"کیا تم نہیں جانتی؟" علیجان نے سپاٹ سے انداز میں گھورا۔

آن نے صرف دونوں خاندان کے درمیان دشمنی کا سنا تھا، لیکن وہ بیچ کی عداوت کس بنیاد پر تھی؟ یہ کبھی اس نے نہیں سنا تھا۔

"میں نہیں جانتی۔" وہ واقعی لاعلم تھی۔

"اس وقت، اعوان خاندان کی دوسری نوجوان عورت آثرہ اعوان نے نہ صرف میرے دوسرے چچا کے جذبات کو چھیڑا، بلکہ اس نے اسے مار ڈالا۔ میرے چچا نے خودکشی کر لی۔، اعوان خاندان ہمارے چچا کی زندگی کے قرضدار ہیں، تو۔۔۔ میں اب ساری دنیا کو بتاؤں گا کہ تم سکندر اعوان کی ناجائز بیٹی ہو اور حقیقت میں اپنے فائدے کے لئے، تم نے شاہ خاندان کے فرد کو مائل کیا ہے۔"

اس کے الفاظ سن کر آن نے نروس ہو کر اسے دیکھا۔

"نہیں ایسا مت کیجئے گا۔ آن نے سر ہلایا۔ میں علیدان شاہ کی زندگی سے نکل جاؤں گی۔" یہ کہتے ہوئے اس کے اندر کتنے طوفان ابھرے تھے، کس قدر وہ پل پل مری تھی، یہ صرف وہ جانتی تھی،

علیحان نے اسے سرد نظروں سے گھورا اور انگلی اٹھا کر وارن کیا:

"تو پھر اپنا وعدہ نبھانا، مجھے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے، میں صرف تم کو ایک دن دیتا ہوں۔۔۔ کل صبح تک، میں امید کرتا ہوں، تم شاہ خاندان سے نکل چکی ہوگی۔ اور کبھی بھی۔۔۔ علیدان کے ساتھ رابطہ نہیں رکھو گی۔"

یہ کہتے ہی اسے سپاٹ انداز میں گھورتا چیئر دھکیلتا باہر نکل گیا۔

اس کے جاتے ہی آن کا خود پر اختیار جیسے کھو گیا ہو۔ وہ وہیں بے جان وجود کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی۔

کافی دیر تک وہ ساکت سی فرش کو گھورتی رہی۔۔۔ تو بالآخر یہ دن آہی گیا تھا۔۔۔ اس کی زندگی میں، جس سے ڈر کر وہ علیدان کو ہر بار ٹھکراتی تھی۔

اس کا اور علیدان شاہ کا کوئی مستقبل نہیں تھا، آخر میں بحر حال علیحدگی اس کے نصیب میں تھی۔

اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے دل کو تھام لیا۔ ایک درد کی شدید لہر تھی، جو اس کی دل کی
نسوں کو چیر رہی تھی۔

اگر وہ پہلے سے جانتی!!۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ تو پہلے سے ہی جانتی تھی۔ کہ ایسا ہوگا۔ لیکن اب۔۔۔۔۔ اب
وہ اپنے دل کو سنبھال نہیں پارہی تھی۔

"ایڈٹ۔۔۔" اس نے اپنے دل کو ڈپٹا۔
وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔ کہ کتنی دیر وہاں بیٹھے گذر گئی ہے۔

ہوش میں تب آئی جب اس کی سیل فون بجنے لگی، ایک ترنم کے ساتھ، اس کا دل بھی جیسے رورہا تھا۔

یہ دیکھ کر علیدان شاہ کال کر رہا ہے۔ اس نے فون اٹھا لیا۔

دوسرے طرف سے علیدان پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔ "کہاں ہو تم؟"

"میں باہر ہوں۔" آن کی آواز کسی بھی جذبے سے عاری تھی۔ یقیناً وہ خود کو سنبھال کر مضبوطی کا جھوٹا نول چڑھا چکی تھی۔

"اور علیجان کہاں ہے؟" کیا تم نے اسے دیکھا؟ اس کی باتوں پر توجہ مت دینا۔ مجھے اڈریس بتاؤ، میں تمہارے پاس آ رہا" وہ پریشان تھا، فکر مند تھا۔ اور خوفزدہ بھی۔

آن نے ایک گہری سانس لی، اور کوشش کہ خود کو پرسکون ظاہر کرے، ٹھنڈے لہجے میں جواب دیا:

"وہ جاچکا ہے، آپ مجھے لینے مت آئیے۔ میں خود ہی آجاؤں گی۔ مجھے آپ سے کچھ کہنا بھی ہے۔" یہ کہتے ساتھ فون کاٹ دی۔

اس کے ہاتھ ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے، اور اس کے دل کی ویرانی کا کیا عالم تھا؟" یہ وہ بتا نہیں سکتی تھی،

جو ہو رہا تھا، یا ہونے والا تھا، اسے وہ ٹال نہیں سکتی تھی، صرف ہمت سے ہی اس کا سامنا ہی کر سکتی تھی۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ پہلے خود کو بے حس کر لے۔



جب وہ شاہ ولا پہنچی تو ایک گھنٹے سے اوپر وقت ہو گیا تھا،

علیدان شاہ سنگ روم میں بیٹھا اس کی راہ دیکھ رہا تھا، اسے اندر آتے دیکھ کر وہ جلدی سے اٹھ کر اس کے پاس آیا۔

"تم اتنی دیر سے کیوں آئی ہو؟"

"میں نے ٹیکسی کی تھی، تو اس میں دیر ہو گئی۔"

علیدان نے اس کے تاثرات دیکھے، جو عام دنوں سے مختلف تھے، علیدان نے محسوس کر لیا کہ کچھ خاص بات ہوئی ہے۔

"علیجان نے تم سے کیا کہا؟"

آن نے خاموش نظروں سے اسے دیکھا "میں آپ کے لئے آج رات کا کھانا بناؤں گی۔"

"اور اس کے بعد۔۔۔؟"

"اس کے بعد۔۔۔۔" وہ تکلیف سے مسکرائی۔ "پھر بات کریں گے کہ آگے کیا ہوگا۔"

وہ کچن میں جانے لگی،

تبھی علیدان نے اس کی کلائی تھام کر روکا "چھوٹی آن۔" علیدان اس کو پیار سے "چھوٹی آن" کہتا تھا۔

آن نے اسے مڑ کر دیکھا اور مسکرائی، لیکن اس کی آنکھیں اس کی مسکراہٹ کا ساتھ دینے میں مکمل ناکام تھیں۔

علیدان کو اس کی، نیلی چمکتی آنکھیں خوبصورت لگتی تھیں، اور آج یہ نیلی چمکتی آنکھیں، ٹھہرے پانیوں کی طرح تھیں۔ ساکت۔۔۔، وہ آوٹ اپنی ایبوشنز۔

"ڈنر کے بعد بات کریں گے۔" وہ مڑی لیکن علیدان نے اسے کھینچ کر اپنے گلے لگا لیا۔ اور زور سے محبت سے بھینچا۔ وہ جان گیا تھا۔ وہ اس کی خاموشی سے جان گیا تھا، کہ آن اس وقت کس کرب سے گذر رہی ہے۔

"خود کو مسکرانے پر مجبور کر کے میرے جذبات کے ساتھ مت کھیلو آن" کس نے کہا ہے تم کو۔۔۔ کہ میرے طرف دیکھ کر یوں زبردستی مسکراؤ؟ بولو۔۔۔" وہ بھی دل سے تکلیف میں تھا۔

آن کا چہرہ علیدان کے سینے میں چھپا ہوا تھا۔ اور وہ خود جیسے بے جان سی تھی۔

ہمیشہ کی طرح علیدان کے حصار کی گرمائش نے اس کے وجود کے گرد سکون کا گھیرا بنا لیا تھا، وہ اس میں خود کو محفوظ محسوس کرتی تھی،۔۔۔ اس کی مردہ روح زندگی جینے لگتی تھی، تو کیا وہ اسے چھوڑ کر بے روح وجود کی طرح ہو جاتی؟ خود ہی اپنے جینے کی وجہ کو اپنے ہاتھوں سے برباد کر سکتی تھی؟ اس سے الگ ہو کر اگر جیتی تو کیسے جیتی وہ؟ اس سے کنارہ کرتی تو کہاں جا چھیتی وہ؟ لیکن اب اسے اپنے ہاتھوں سے اپنے لئے قبر کھود کر اس میں دفن ہونے کا حکم سنا دیا گیا تھا۔ حکم نہ مانتی تب بھی زندہ سنگسار کر دی جاتی، رویوں سے، لفظوں سے، اور اگر حکم مانتی ہے تو بھی زندہ لاش بن جاتی، دونوں طرح سے خسارہ اس کے حصے میں آتا تھا۔

"اگر تم اس بارے میں بات کرنا چاہتے ہو تو۔۔۔ سب کو پہلے باہر نکال دو" آن کی مدھم آواز اس نے بمشکل سنی تھی۔

علیدان نے بٹلر کو کہا، سب کو باہر لے جاؤ، میرے حکم کے بغیر کوئی بھی داخل نہ ہو،

اس کی بات پر بٹلر نے سب ملازموں کو باہر نکلنے کا کہا۔

سب باہر نکل گئے۔

علیدان نے سر جھکا کر اپنے سینے سے لگی۔ خاموش سی آن کو دیکھا: اب بولو۔"

"اس وقت میں اوپر جا کر اپنی کچھ چیزیں پیک کروں گی۔ میں یہ جگہ چھوڑ رہی ہوں" آن ساکت سی جیسے اپنے آپ میں نہیں تھی، جیسے کوئی ڈمی ہو جسے جو کہا جائے بس وہ بولتی جائے، کسی بھی احساسات سے عاری۔

علیدان نے اپنی مٹھیاں بھینچیں
"یہ علیحان نے کہا ہے تم کو؟

"میں یہ خود محسوس کرتی ہوں، ہم ہمیشہ ساتھ نہیں رہ سکتے۔"

علیدان نے دانت پیسے، "آن۔۔۔۔"

"میں نے اس کے متعلق اچھے سے سوچ لیا ہے" آن نے اس کی بات میں مداخلت کی

"یہ اہم نہیں، کہ دوسرے آپ کے لئے کیا سوچتے ہیں، میری نظر میں، آپ بہت اچھے شخص ہیں۔۔۔ گزرے عرصے کے دوران، میں ڈرتی تھی، کہ کہیں آپ سے محبت نہ کر بیٹھوں، تبھی خود کو ہر بار۔۔۔ یاد دلاتی رہتی تھی، کہ آپ کو دھتکارنا ہے۔ لیکن۔۔۔۔ آپ واقعی دلفریب ہو، یہ مشکل تھا کہ خود کے جذبات پر قابو پاسکوں۔ تبھی۔۔۔ میں آپ کی محبت میں گر گئی۔ اور ایسی گری ہوں کہ اب شاید کبھی نہ اٹھ سکوں، لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اپنی اس محبت میں گر کر، آپ کو چھوڑ نہیں سکتی، آپ کی محبت سے خود کا موازنہ کرنے لگوں، تو مجھے لگا، میں خود سے زیادہ محبت کرتی ہوں، اسی لئے۔۔۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ اس سے پہلے کہ میں مکمل گر کر ختم ہو جاؤں۔۔۔ مجھے یہ جگہ اور آپ کا ساتھ ہمیشہ کے لئے۔۔۔ چھوڑ دینا چاہئے۔"

علیدان اسے خاموشی سے سن رہا تھا، اور اس کی باتوں سے اندازے لگا رہا تھا کہ علیحان نے اسے کیا کہا ہوگا؟

تاہم، رزلٹ تو صاف ظاہر تھا کہ علیحان اپنے محاظ پر کامیاب ٹھہرا تھا۔ دونوں کی زندگی کا فیصلہ دوسروں نے کر دیا تھا، اور آن ان کے جال میں پھنس گئی تھی۔

"کیا تم نے میرے لئے بالکل نہیں سوچا کہ میں کیا محسوس کروں گا؟" علیدان نے اسے تاسف سے دیکھا۔

اس نے سر دلچے میں سر ہلایا "آپ نے کبھی بھی میرے جذبات پر غور نہیں کیا۔ آپ نے ہمیشہ میرے ساتھ جو بھی کیا ہے۔۔۔ اپنی مرضی سے کیا ہے۔"

"تم سمجھتی ہو تم مجھے یہاں سے جا کر نظر انداز کر سکو گی؟ علیدان کے دلچے میں کیا نہیں تھا۔ دکھ تھا، اس کے کھوجانے کا، اسے یوں چھوڑ کر جانے کا،

"میں واپس آکر آپ سے بات کرتی ہوں، مجھے امید ہے آپ میرے سے پریشان نہیں ہونگے، ڈیڈ لائن جس پر ہم راضی ہوئے تھے، وہ بھی گزر چکی ہے۔۔۔۔ مجھے خود پر یقین ہے، کہ میں آپ کے ساتھ نہیں رہ سکوں گی۔ کیونکہ میرا آپ سے محبت کا درجہ، میری محبت سے بہت کم ہے۔"

علیدان اپنے دل میں بہت غصہ تھا،

لیکن آن نے کوئی توجہ نہیں دی،

جب یہ دونوں ساتھ تھے، سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ان میں سے ایک منصوبہ بندی کرتا رہا تھا، اور اب جب یہ دونوں الگ ہوئے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسروں نے ان کے مستقبل کی منصوبہ بندی کر لی تھی۔

اسے لگا کہ وہ بیوقوف ہے۔
اور آن وہ ظالم ہے جس نے اسے بیوقوف بنایا۔

"علیدان شاہ، آئی ایم ٹرولی، سوری، میں۔۔۔۔۔میں۔۔۔آپ کو اب کبھی نہیں دیکھ سکوں گی۔مجھے اپنا وعدہ نبھانا ہے۔" کتنی تکلیف تھی اس کے لہجے میں، یہ علیدان کو صاف محسوس ہو رہا تھا، وہ مڑی اور سیڑھیاں چڑھتی اوپر آگئی۔
اس کا سامان زیادہ نہیں تھا، لیکن اس کی کتابیں تھیں، اور کچھ پیپرز، اس نے سب اپنے لگج میں ڈالے،

وہ اب آئینہ کبھی نہیں آئے گی،
وہ جیسے ہی اپنا لگج اٹھا کر دروازے تک آئی، علیدان کمرے میں داخل ہوا، اور سرد انداز میں دروازہ بند کر کے لاک کر دیا۔

آن نے دو قدم آگے بڑھائے اور خود کو پرسکون ظاہر کرنے کی کوشش کی:

"میں نے اپنی پسینگ کر دی ہے،

میں نے کہا۔۔۔۔۔ منم میں کہنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ اگر۔۔۔ آ۔۔۔ آپ کے پاس کہنے۔۔۔ کو کچھ نہیں تو مجھے جانا چاہئے۔" جب آن نے اپنی بات ختم کی، تب بھی علیدان نے کوئی حرکت نہیں کی۔ اور نا ہی آن کو ہمت ہوئی۔ وہ اس کے سامنے دروازے کے پاس کھڑا تھا، جیسے کہہ رہا ہو "جاسکتی ہو چھوڑ کر تو، جا کر دکھاؤ۔"

وہ نہیں جانتی تھی کہ آگے کیا ہوگا،

علیدان نے ابرو اٹھائیں: کتنی ہنسنے جوگی بات ہے، صرف آج صبح تک۔۔۔۔ میں نے یہ طے کیا تھا کہ تم کو خوش رکھوں گا۔

اور میں نے آج کا دن رومینٹک بنانے کا بھی ارادہ کیا تھا، اور آخر میں کیا ہوا؟؟ آج دوپہر کو تم صرف اسی لئے مجھے چھوڑ کر جا رہی ہو کہ میرے بھائی کو تمہاری شناخت پتا چل گئی ہے۔۔۔۔۔

آخری بار جب مدھان کو تمہاری شناخت معلوم ہوئی تھی، اس نے بھی تو یہی الفاظ کہے تھے،

آن۔۔۔ تمہاری نظر میں، مجھے چھوڑ دینا آسان ہے؟

آن نے اس کی بات پر اپنے ہونٹوں کا کنارہ کاٹا، اور نظر جھکائے کھڑی رہی۔

آن نے ضدی انداز میں سر اٹھایا۔

"مہم۔۔۔ تم سچ میں بھت ظالم ہو، اس دنیا میں صرف تم ہی مجھے روندنے کی ہمت کر سکتی ہو۔" وہ دکھ سے جیسے بت بن گیا تھا۔

"سو، آئینہ اپنی فیلنگس ان لوگوں پر ضیاع مت کیجئے گا۔۔۔ جو آپ کے قابل نہ ہوں۔ کچھ لوگوں کے دل۔۔۔ میری طرح، کافی بے رحم اور سرد ہوتے ہیں، اور وہ جینے کے قابل نہیں ہوتے،" آن نے مٹھپاں بھینچ لیں اور لکچ اٹھا کر دروازے کے طرف بڑھی۔

علیدان شاہ بالکل بھی نہیں ہٹا تھا بلکہ راہ روکے کھڑا تھا، آن میں سر اٹھا کر اسے دیکھنے کی ہمت نہیں تھی، صرف ہلکی آواز میں اتنا ہی کہہ سکی:

"مجھے راستہ دیجئے علیدان شاہ، مجھے باہر جانا ہے۔"

علیدان نے اپنا ہاتھ اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر اس کا چہرہ اوپر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں ابلتے دکھ دیکھے، وہ دیکھ سکتا تھا کہ آن اس وقت کس حالت سے گذر رہی ہے۔

"تب تک، جب تک علیدان شاہ زندہ ہے، میں لوگوں کو یہ اجازت کبھی نہیں دوں گا، کہ میرے جذبات سے کھیل کر انہیں روندتے گذر جائیں،

اور تم۔۔ مجھ سے محبت کرو، یا نہ کرو، تمہیں مجھ سے محبت کرنی پڑے گی، جب تک میں جانے نہیں دیتا، تم اس قابل کبھی نہیں کہ مجھے چھوڑ کر جاسکو۔"

یہ کہتے ساتھ ہی، اس کے کندھے سے پرس نکال کر دور پھینکا، اور اسے کھینچتا ہوا بیڈ پر اچھالا۔

آن نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن، وہ اس پر پہلے ہی سے جھک آیا تھا۔

آن خوف سے چینخی تھی، "آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"کیا تم نہیں جانتی؟" علیدان کا لہجہ پتھر کی طرح سخت تھا۔
آن نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن علیدان کے ایک ہی دھکے سے بستر پر پیٹ کے بل گر گئی۔

آن نے کوشش کی۔۔۔ کہ اس کے بازوؤں کی گرفت سے نکل سکے، لیکن وہ ایک طاقتور مرد تھا، وہ کہاں تک مقابلہ کرتی،

وہ تکلیف سے کراہی تھی، اور پیٹ ہر ہاتھ رکھ کر درد سے چیننے لگی تھی، علیدان اس کی یہ حالت دیکھ کر کافی پریشان ہوا۔۔۔ وہ بالکل بھی اسے تکلیف دینا نہیں چاہتا تھا، آن نے درد کی شدت سے بے حال ہو کر اس کے بازو میں ناخن چھبوا دیئے تھے۔ وہ کافی درد میں تھی۔
اس کی تکلیف پر علیدان نے دیکھا کہ وہ پوری خون ہی خون ہو رہی ہے، علیدان شاہ نادان نہیں تھا، اسے اچھے سے علم تھا کہ ایسا کب ہوتا ہے۔ تو کیا۔۔۔؟ آن اس کے بچے کی ماں بننے والی تھی؟؟

علیدان۔۔۔۔۔ ع۔۔۔ علیدان مجھے بہت درد ہو رہا۔۔۔۔۔ بہت۔۔۔

علیدان نے جلدی سے اسے اٹھایا۔ چادر اوڑھی، اور اسے جلدی سے نیچے لایا۔ ملازم سب حیران پریشان تھے کہ یہ مالکن کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔۔ علیدان نے جلدی سے اسے گاڑی میں بٹھایا۔۔۔
عبدال کو چینخ کر جلدی سے گاڑی چلانے کا کہہ کر وہ آن کو سنبھالنے لگا۔ جو بیہوش ہو رہی تھی، آنکھیں کھولو،۔۔۔ آن۔۔۔ میری جان تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔

ہاسپٹل پہنچ کر آن کو جلدی سے ایمر جنسی روم میں لے جایا گیا۔۔
علیدان بھی ساتھ ہی تھا، کچھ دیر ٹریٹمنٹ کے بعد ڈاکٹر نے کہا کہ آن اب خطرے سے باہر ہے۔
"اب یہ ٹھیک ہیں۔"

آن ہوش میں تھی، اس نے پریشانی سے پوچھا "ڈاکٹر مجھے کیا ہوا تھا؟ میرے پیٹ میں درد کیوں ہوا؟"

ڈاکٹر نے بتانا چاہا۔ لیکن علیدان نے اسے منع کی، "آپ سب باہر جائیں ان کی بات کا جواب میں خود دوں گا۔"
ڈاکٹر ادب سے نظر جھکا کر، نرسز کے ساتھ باہر نکل گیا۔

وہ علیدان سے بالکل بات نہیں کرنا چاہتی تھی، اسی لئے، لیٹے لیٹے ہی منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

لیکن علیدان شاہ نے اس کی پرواہ نہیں کی، اور اب اسے کس طرح ڈیل کرنا تھا، وہ اچھے سے جان گیا تھا، اسے اس کی مرضی پر چھوڑنا اس کے اختیار میں نہیں تھا، بھلا کوئی اپنے وجود سے روح نکال

سکتا ہے؟؟ اب تو وہ اس کے بچے کی ماں بننے والی تھی، اس کی زیادہ سے زیادہ کیئر علیدان پر فرض تھی۔

وہ آگے بڑھا، اور بیڈ پر اس کے پاس بیٹھ کر اس کا نرم ملائم ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں تھام لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے اسے ہلکا ہلکا سہلانے لگا۔

آن نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ کر نکالا، اور اپنا چہرہ موڑ کر ونڈو سے باہر دیکھنے لگی، اس کی آنکھیں نم اور شدید گریہ سے سوج گئی تھیں۔ اس نے علیدان سے نظر ملانے سے مکمل پرہیز کی۔

علیدان نے بھی اسے کرنے دیا، وہ اسے زیادہ فورس کر کے اس کے وجود کو تکلیف پہنچانا نہیں چاہتا تھا، نرمی سے مسکرا کر بولا۔

"تم بہت ہی پاگل لڑکی ہو، تمہیں بالکل بھی پتا نہیں چل سکا کہ تم پریگینٹ ہو؟" علیدان نے اس کے بال پیار سے سنوارے،

آن نے چونک کر اسے حیرت سے دیکھا۔
"پریگینٹ۔۔۔۔۔؟ آن کا دل سکڑ کر سمٹا،

وہ۔۔۔۔۔پر یکنٹ تھی؟

یہ بات سن کر اسے لگا بجلی زور سے کڑک کر کہیں گری ہو، اس کے دل پر زبردست ضرب پڑی تھی۔

ایسا کس طرح ہو سکتا ہے؟

علیدان کے ساتھ وہ صرف ایک سے دو بار بمشکل ملی ہوگی، اس کے بعد علیدان نے اسے بالکل مجبور نہیں کیا تھا،

آن نے تکلیف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

اس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا، اور آن اس کے بعد کی ہر بات بھول گئی تھی،

علیدان نے پیار سے اس کے طرف دیکھا "تم اب مام بننے جا رہی ہو، کیا میری بات سمجھ گئی؟

"مام۔۔۔۔۔" آن کے منہ سے بے اختیار ایک لفظ نکلا۔

اس نے اپنا سر ہلایا، اس کی آنکھیں جلنے لگی تھیں، جیسے ہی اس نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔

علیدان کی آواز نرم اور خوشی سے بھرپور تھی،

"آن اب اس شادی کی انائنسنٹ ضروری ہے، ہم اپنے بچوں کو ایک ساتھ ایک گھر دیں گے۔ ہم نمم؟"

اس کی بات سن کر آن نے اسے نم آنکھوں سے دیکھا۔

علیدان نے اس کی نم آنکھیں دیکھ کر لب بھیچ لئے اور اسے وہیں لیٹے لیٹے اپنے حصار میں کر لیا۔

آن اس کے وجود کا ساتھ پاتے ہی بری طرح رونے لگی۔

"چپ کرو۔ اتنا مت روو، یہ ہمارے بچے کے لئے ٹھیک نہیں ہے" علیدان محبت سے اسکا سر تھکنے لگا۔

☆☆☆☆

علیدان شاہ روم میں آیا، تو آن بیڈ پر پر سکون نیند سو رہی تھی،

کھڑکی سے آتی سورج کی شعاعیں آن کے سفید لباس پر پڑ کر اس کے وجود کو اور خوبصورت اور خوابناک بنا رہی تھیں۔

وہ اس کے قریب گیا، اور بیڈ کے کنارے پر ہستہ سے بیٹھ گیا۔

نرم بیڈ اس کے بیٹھنے پر ہلکا سا ارتعاش میں آیا تھا، جس سے آن کی میٹھی نیند میں خلل واقع ہوا، اور اس نے مندی مندی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

علیدان اس کے اٹھنے پر نرمی سے بولا:

"کیا تمہیں نیند اچھی آئی؟" ساتھ ہی بستر پر پڑے آن کے ہاتھ کو اٹھا کر نرمی سے اپنے ہاتھ میں دبایا۔

"میں بس ابھی نیند سے اٹھی ہوں، آپ نے کیا سمجھا؟" اس نے دانستہ کہا۔

علیدان شاہ نے اس کا ہاتھ چھوڑ کر، پیار سے اس کے ناک کی چوٹی دبائی: "میری چھوٹی سی آن، تمہارا غصہ بڑھ رہا ہے۔"

جب سے آن کے ساتھ وہ واقعہ ہوا تھا، اس کے بعد علیدان کوشش کرتا تھا، کہ اسے ہر طرح سے خوش رکھے،

آن نے ہنکارا بھرا، "میرے پر بھت سخت ہیں، کیا یہ درست نہیں؟"

"ہہہہہہ۔ ٹھیک۔۔۔۔۔ تم واقعی بھت سخت جان ہو، تم میں برداشت بھی ہے۔۔ یہی تمہاری آخری بات ہوتی ہے۔" علیدان نے شرارت سے کہا

اس کے الفاظ نے آن کے سامنے عجیب و غریب منظر سوچنے پر مجبور کیا، اور آن کو وہ سب یاد آتے ہی شرم محسوس ہوئی تھی، یہ احساس عجیب و غریب تھا، کہ وہ علیدان شاہ کے بچے کی ماں بننے والی ہے۔۔



علیدان اسے گھر سے باہر آؤٹنگ پر لایا تھا، آن نے اس کے ساتھ ایک اچھا دن گزارا، علیدان اس کو ڈنر کروانے اس کے پسندیدہ ریسٹورانٹ لایا تھا، اگر وہ خوش نہیں تھی، تو اداس بھی نہیں تھی، پرسکون تھی، ممتا کے رنگوں میں نہائی ہوئی پرسکون سی، علیدان اس سے مسلسل ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا، جسے وہ سن کر بس سر ہلادیتی تھی، اب بھی علیدان نے اس سے کچھ کہا تھا،

"تم ہمیشہ اچھے لوگوں کی باتیں دھیان سے نہیں سنتی۔" علیدان نے شکوہ کیا۔
آن نے اسے نا سمجھی سے دیکھا:
"مثال طور۔۔؟"

"مجھے 'شوہر' کہہ کر بلاؤ۔" علیداں نے پھر سے اپنی بات دہرائی تھی، جس پر آن شرم سے سرخ ہوئی،

اس کے خوبصورت چہرے پر بکھرے حیا کے رنگ دیکھ کر علیداں شاہ محبت سے مسکرایا:

"شوہر کہہ کر بلانے کی وجہ یہ ہے کہ تم اب اپنی نئی شناخت کو پہچانو، جانو۔

یہ تمہیں خود کو نئی شناخت کے مطابق ڈھالنے کا بہترین طریقہ ہے۔"

جتنا جلد ممکن ہو، اسے سمجھو۔"

علیداں اسے محبت و نرمی سے آہستہ آہستہ گائیڈ کر رہا تھا۔

جب وہ اسے 'شوہر' کہنے کا سوچتی تھی تو اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہوتی تھی۔

وہ باپ کے رشتے کے سوا پلی بڑھی تھی،

اس نے کبھی ماں کو کسی مرد کو 'شوہر' کہتے نہیں سنا۔

سو 'شوہر' اور 'باپ' جیسے الفاظ سے وہ انجان تھی، اس کے لئے یہ دونوں لفظ اجنبی سے تھے۔

وہ واقعی علیداں کو 'شوہر' نہیں بلا سکی تھی،

"میں خود کو سمجھانے کی کوشش کروں گی، ابھی یہ مشکل لگتا ہے۔" آن کے لہجے میں بے بسی تھی۔

علیدان نے ایک گہری سانس بھری،
"میں بھی دیکھنا چاہوں گا، تم خود کو کیسے سمجھاتی ہو۔"

وہ اس کے ساتھ ہلکا پھلکا سا مزاح کر کے اس کا دل بہلاتا رہا،
کیونکہ وہ جانتا تھا، اس کے لئے مشکل ہے، لیکن اسے یقین تھا، آن اب اس کا ساتھ کبھی نہیں
چھوڑے گی، وہ اپنی محبت سے، کیئر سے اس کا دل موڑنا چاہتا تھا،

واپس ولا آکر علیدان شاہ نے اسے اوپر کمرے میں آرام کرنے بھیج دیا۔
یہ کہہ کر کہ اسے ابھی کچھ ضروری فون کرنی ہے، تھوڑی دیر میں آئے گا، وہ جا کر باتھ لے، اور
آرام کرے۔

آن نے بھی چپ کر کے اسکی بات مان لی۔

علیدان سیڑھیوں سے اتر کر نیچے لائونج میں آگیا، اور دانیال کو فون کیا:

"دانیال، اعوان انڈسٹری کی حالیہ رپورٹ پیش کرو۔"

"مالک، ان کے شیئرز راتوں رات گر چکے ہیں، اور جن جن سے کنٹریکٹ تھا، وہ ہم نے کینسل کروادیئے ہیں، اب شاید ہی وہ دوبارہ اٹھ سکیں۔"

"اس پر مسلسل لگے رہو، اب کے بارے میں ان کو اچھا سبق سکھا کر رہوں گا۔"
فون رکھ کر وہ اوپر کمرے میں آگیا۔

آن ابھی تک شاور لے رہی تھی،

واش روم میں پانی کے گرنے کی آواز سن کر اور چند مناظر سوچتے ہوئے علیداں شاہ نے بمشکل اپنا حلق تر کیا تھا۔

پھر ایک ٹھنڈی سانس بھر کر اس نے اپنی توجہ ہٹالی، اور بڑھ کر بیڈ کے کنارے بیٹھ گیا، اور سائیڈ ٹیبل پر رکھی آن کی بک اٹھالی،

یہ ایک ایکسر سائیز بک تھی۔

شروع سے آدھی کتاب وہ پڑھ چکی تھی،

ورق گردانی کرتے ہوئے یونہی اس کی نظر ایک ورق پر سائیڈ پر بنے کارٹون پر گئی۔
نیلے رنگ کا بیبی ایلینٹ بنا ہوا تھا معصوم سا چہرے والا، جو اپنے سامنے کھڑے شیر کو جھک کر سلام
کر رہا تھا،
اس پر کپکپش تھا۔

"چھوٹا سا ہاتھی خاک کی طرح عاجز ہے،" جب کہ شیر لمبا، اور طاقتور ہے۔"

علیدان کچھ کچھ نہیں بہت کچھ سمجھ گیا تھا، کہ آن کیا کہنا چاہتی ہے؟
اس نے ورق پلٹا۔

شیر۔۔۔ بیبی ایلینٹ کو گوشت آفر کر رہا تھا۔
جب کہ چھوٹا بیبی ایلینٹ چھینبی نظر سے کیلے کے درخت کو دیکھ رہا تھا۔
اس نے ورق پلٹا،

یہاں کوئی ڈرائنگ نہیں تھی، صرف علیدان شاہ لکھا ہوا تھا۔ اور اس کے آگے سوالیہ نشان۔

آٹھ، وہ ان تصویروں کے وسیلے سے آن کے دل کی متضاد کیفیت دیکھ سکتا تھا۔

ابھی وہ آگے پڑھنا ہی چاہ رہا تھا، جب آن واش روم سے باہر آئی۔

اس نے اپنے بال تولیے سے باندھے ہوئے تھے، باہر آکر آن نے تولیہ نکالا اور آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر بال خشک کرنے لگی۔ تبھی آئینے سے علیدان نظر آیا جو اس کی بک ہاتھ میں پکڑے، اس کی طرف ہی چمکتی نظروں کے ساتھ متوجہ تھا،

کچھ سوچتے ہی وہ جلدی سے آگے بڑھی اور اس کے ہاتھ سے بک چھین لیا۔

اسے گھور کر ناراضگی سے بولی:

"آپ دوسروں کی چیزیں ان کی اجازت کے سوا کیوں اٹھالیتے ہیں؟"

اس کی بات پر علیدان متعجب ہوا، ابرو اچکا کر اسے نہارا:

"یہاں دوسرا کون ہے؟" یہ کہتے ساتھ ہی ٹانگیں کر اس کے سیدھا ہوا، "تم بھی میری، یہ کتاب بھی میری۔"

آن اس کی بات پر لاجواب ہوئی تھی، لیکن پھر بھی منہ بنالیا:

"لیکن یہ بک مکمل میری ہے۔"

"تم چھوٹی ایلیفینٹ ہو، اور میں۔۔۔ شیر ہوں؟" وہ شریر ہوا تھا۔ اسے واقعی مزا آیا تھا۔

لیکن آن بنا کچھ کہے، وہ واپس جا کر آئینے کے طرف بڑھی اور اسٹول پر بیٹھ گئی، اپنے بال سکھانے میں مصروف ہو گئی، جیسے اس کے سوا کوئی اور ضروری کام ہی نہ ہو۔

علیدان آرام سے اٹھا اور اس کے طرف پیش قدمی کی،

اس نے ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگائی، اور اسے تکیے لگا، اور سوچنے کی ایکٹنگ کرتے بولا:
"تم چھوٹی سی ایلیفینٹ کیوں ہو؟"

"ایک سبزی خور۔۔۔ جو دیکھنے میں طاقتور لگتا ہے۔"

آن نے بنا سوچے سمجھے جھٹ سے جواب دیا۔

علیدان نے سر دھنا،

"ہمممم، بیس، یہ تمہارے تصور سے میل کھاتا ہے۔۔۔ حالانکہ، تم دیکھنے میں جتنی مضبوط ہو، تمہارا دل

اتنا ہی کمزور ہے۔"

آن نے آئینے میں سے اس کے چہرے کے طرف دیکھا، اور دل میں سوچنے لگی۔
 -- اس کا مطلب تو یہ تھا، چھوٹا ہاتھی، اور شیر بظاہر تو قد میں ایک جتنے لگتے ہیں لیکن -- ان کی دنیا
 ایک دوسرے سے مختلف ہے، ان کے جیسی،

علیدان اس کے چہرے کے قریب جھکا، ان دونوں کے چہرے اتنے قریب تھے کہ آن کے گال
 علیدان کے سانسوں کی تپش سے جلنے لگے، اور دل نے اسپیڈ پکڑ لی، اسے اپنی دھڑکن سنبھالنی مشکل
 لگی تھی، بے اختیار دل پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور غیر ارادی طور پر پیچھے ہوئی۔
 علیدان نے اس کی حرکت پر، تھوڑی سی دوری بنا کر جیسے اسے رلیکس کیا تھا۔
 اور ٹھہرے لہجے میں سرگوشی کی:

"میری نظر میں -- تم ایک بلی ہو، اور میں -- ایک چیتا۔ ہم دونوں ایک ہی نسل کے ہیں، لیکن ہم
 میں سے ایک کمزور، اور دوسرا طاقتور ہے، مجھے فخر ہے، کہ میں اس قابل ہوں، کہ تمہاری حفاظت
 کر سکوں۔"

آن کا دل دھڑ دھڑ کرنے لگا،
 وہ واقعی ساحر تھا، اپنے الفاظ کا جادو بکھیر کر اسے مسحور کر دیتا تھا، وہ واقعی، جو بھی کہنا چاہتا
 تھا۔ ہمیشہ خوبصورت پیرائے میں کہہ دیتا تھا،

یہ بالکل اسی لمحے کی طرح تھا۔

ایک دفعہ ، وہ اپنے آپ کو یاد دلاتی تھی کہ نہ سنو ، نہ مانو ، اس سے محفوظ رہو۔

تاہم ، وہ واقعی اب ایسا نہیں کر سکتی تھی۔

اس کے الفاظ ہمیشہ اس کے دل کو دھڑکاتے تھے۔

اسے اپنی خود غرضی سے واقعی خوف محسوس ہوا۔۔۔ وہ بیوقوف نہیں تھی۔ یہ احساس۔۔۔۔۔ اگر یہ محبت نہیں تھی؟۔۔۔۔۔ تو پھر کیا تھا؟

☆☆☆

وہ اپنے روم میں بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی، جب اس کی سیل فون پر سیسی کی کال آئی، سیسی کو اس نے زایان سے کہہ کر اس اعوان گروپ آف انڈسٹریز میں جاب دلوائی تھی، تب سے کبھی کبھار وہ اسے فون کر کے خیریت بتا دیتی تھی،

"آج مینیش نے مجھ سے آپ کے بارے میں بات کی تھی" سیسی نے اصل مدعا بیان کیا۔

"واٹز رائنگ؟" آن نے اس کی بات پر صرف اتنا پوچھا۔

"اعوان گروپ میں، یہ افواہ چل رہی ہے، کہ بینیش اعوان مسٹر علیدان شاہ سے شادی کرنے والی ہے،

مجھے اس بات نے مجبور کیا کہ آپ کو یہ بتادوں"

آن اس کی بات پر حیران ہونے کے ساتھ متعجب ہوئی، بینیش یوں کھلم کھلا علیدان کا نام خود سے جوڑے گی، یہ اس نے نہیں سوچا تھا،
"کیا اس کی تم سے کوئی آمنے سامنے بات ہوئی؟" آن نے تجسس سے پوچھا۔

"وہ مجھ سے کل ملی تھی، اس نے مجھ سے پوچھا کہ میرا آپ سے کس قسم کا واسطہ ہے؟"

آن حیرت سے اس کی بات سن رہی تھی، اور سوچ رہی تھی، بینیش کو سیمی اور اس کے تعلق کا کیسے پتا چلا؟

"میں نے کہا، آن میری دوست تھی، لیکن اس نے کہا، وہ شاہ گروپ میں آپ کے ساتھ وجہ تنازعہ کی نوعیت جانتی ہے، اس زاویہ سے، اس نے تفتیش کر رکھی ہے، اور وہ ہمارے تعلق کو برباد کرنے کی خواہش رکھتی ہے۔" سیمی نے تفصیل سے بینیش کے منصوبے سے اسے آگاہ کیا۔

آن اس کی بات پر گہری سوچ میں پڑ گئی۔

اس نے سیمی کو کل دیکھا تھا، اور بینیش اعوان اس کے اگلے دن سیمی سے ملی تھی، اس کا مطلب یہی تھا۔۔۔ کہ بینیش اعوان نے اس کے پیچھے لوگ رکھے ہیں، جو آنیہ کی نقل و حرکت کی اسے پل پل رپورٹ کرتے ہیں۔

"کیا اس نے اس کے علاوہ بھی کچھ کہا؟" آن نے جاننا چاہا۔

"اس نے یہ پوچھا کہ اگر میں چاہوں تو بدلہ لے سکتی ہوں، وہ اس معاملے میں میری مکمل مدد کر سکتی ہے" سیمی نے سچ بولا۔

"میں نے کہا، ماضی میں جو ہوا سو ہوا، لیکن وہ ہار ماننے کو تیار نظر نہیں آرہی تھی، اس نے مجھے شاپنگ کرنے کی بھی پیشکش کی، جو میں نے ٹھکرا دی، مجھے ڈر ہے آن، کہ وہ مجھے تمہارے خلاف استعمال نہ کرے۔"

"ہمممم، آن نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی، "تمہارا شکریہ سیمی، کی تم نے مجھے ہر بات سے آگاہ کیا۔"

"مجھے شکریہ مت کہو، میں نے ہمیشہ محسوس کیا کہ میں تمہاری قرضدار ہوں، مجھے خوشی ہوگی، اگر میں تمہارے کسی کام آسکوں۔"

سیسی نے ممنون لہجے میں کہا، وہ واقعی اس کی شکر گزار تھی،

آن اس کی بات پر مسکرائی:

"لیکن اس طرح سے میری مدد کرنے پر تمہیں ڈر نہیں لگا کہ اگر تم بینیش کے خلاف جاو گی، تو تمہاری جاب بھی جاسکتی ہے؟"

"تھوڑی سی پریشانی ضرور ہے، لیکن۔۔۔ موجودہ اعوان گروپ کی خستہ حالات میں، جس طرح وہ اپنا اسٹاف کم کرتے جا رہے ہیں، ہو سکتا ہے، مجھے بھی نکال دیں۔ تو بجائے پریشان ہونے کے، مجھے لطف لینا چاہیئے۔" سیسی کے لہجے سے اطمینان جھلک رہا تھا۔

"اگر وہ تمہارے لئے کوئی مشکل کھڑی کرے تو مجھے ضرور بتانا، میں علیدان سے کہہ کر تمہیں کہیں بھتر جاب دلوادوں گی۔" آن نے اسے تسلی دی۔

"اس معاملے میں، میں تمہارے ایک اور احسان کی مقروض ہو جاؤں گی۔" سیسی ہنسی۔

"کون سا احسان؟، کیا دوستی میں یہ فرض نہیں کہ میں تمہارے کام آسکوں؟" آن کا لہجہ دوستانہ تھا۔

سیسی دل سے اس کی اچھائی کی معترف ہوئی:
"تھینک یو، آنیہ۔" تم بہت شائستہ مزاج ہو۔"

فون رکھنے کے بعد، اس نے علیدان شاہ کو کال ملائی۔

جب کال ملی، تو علیدان شاہ بہت ہی خوشگوار موڈ میں تھا۔

"آج تم نے خود سے فون کی ہے، یقیناً مجھے کھانے کے لئے تو نہیں پوچھا، کیا کچھ غلط ہوا ہے؟" اس کا انداز بہت ہی نرم اور دوستانہ سا تھا۔

"مجھے آپ سے پوچھنا ہے، آپ بینیش اعوان سے کب شادی کر رہے ہیں؟ آن کا انداز قطعاً دوستانہ نہیں تھا۔

"کون؟" علیدان تو حیران رہ گیا، اور آن کے اس قدر حق سے پوچھنے پر اس کا دل خوشی سے ناچنے کو کیا تھا، کیسے بھی سہی، آن نے اس پر توجہ کی تھی۔

"آپ پہلے ہی سے سن چکے ہیں، بننے کی کوشش مت کریں۔" وہ غصہ ہوئی۔

علیدان شاہ نے کچھ پل سمجھنے کی کوشش کی، پھر پوچھا: "کیا بینیش اعوان نے پھر سے تمہارے لئے مسئلہ بنایا ہے؟"

"اعوان خاندان ہر روز افواہیں پھیلاتا ہے، کہ ان کی بیٹی، آپ سے شادی کرے گی، لیکن آپ نے باہر آکر اس کی وضاحت نہیں کی۔ کیا۔۔۔ آپ اس سے شادی کی خواہش واقعی بھی رکھتے ہیں؟ کیونکہ آپ کی طرف سے کوئی وضاحت نہیں آرہی، اور لوگ اس بات کا فائدہ اٹھانے میں لگے ہیں۔" آن بولنے پر آئی تو نان اسٹاپ شروع ہو گئی تھی۔

علیدان شاہ تو اس کی اس طرح ناراضگی پر قہقہہ لگا گیا تھا، وہ واقعی اس وقت تصور میں آنیہ میں، اپنی اپنی سی آن دیکھ رہا تھا۔ اسے خوشی ہوئی تھی، کہ آن اپنے رشتے کے بارے میں کتنی پوزیسو ہے۔ یہ بھی اس کی محبت کا انداز تھا، جسے وہ چھپا کر رکھتی تھی۔

وہ دل سے ہنسا:

"ہاھا ہاھا۔۔۔ پ۔۔۔ میری بیوی درست کہتی ہے۔ یہ واقعی میری غلطی ہے۔۔۔ تمہارا شوہر اب ضرور صفائی پیش کرے گا۔"

"اگر آپ واضح کرنا چاہتے ہیں یا نہیں تو اس کا میرے ساتھ کیا تعلق ہے؟" وہ ناراضگی سے بولی۔

بات ختم کرتے ہی اس نے کال کاٹ کر فون بستر پر پٹھا،

فون پھر سے زور سے بجنے لگا۔

دوسرے جانب جاو تو، علیدان کے ہونٹ مسکرا رہے تھے، جب اس کے مسلسل فون کرنے پر بڑی ٹون سنائی دی،۔۔۔ اس کے غصہ کا سوچ کر اسے مزا آنے لگا۔ دل تھا کہ جیسے خوشی سے جھوم رہا تھا، آخر کیوں نہ ہوتا؟ اس کی محبت کو آن کے دل نے، قبولیت کا اعزاز بخشا تھا۔ اور محبت جب قبولیت کا معراج پالیتی ہے۔۔ تو یہ خوش نصیبی ہوتی ہے، جو قسمت سے ہی ملتی ہے۔ یہ علیدان کی وفاؤں کا انعام تھا۔ جو اس کی جھولی میں چپکے سے آگرا تھا۔ وہ جھولی پھیلائے کب سے آن کے دل کے در پر دستک دیئے جا رہا تھا۔ بالآخر دروازہ کھل گیا تھا۔ دستک سن لی گئی تھی، محبت کو اعزاز اور مان بخش دیا گیا تھا۔

وہ رلیکس ہوا،

اور پھر دانیال کو کال کری:

"دانیال، اسٹار اسکائی فنانشل گروپ کے نامہ نگاروں سے کہو کہ وہ آج دوپہر میں مجھ سے ملیں۔"

رپورٹرنے سب سے پہلے اس سے چند ذاتی اور کارپوریٹ سوالات پوچھے، پھر ان سے کہا کہ وہ کالج کے طلباء کو زندگی کے بارے میں مشورہ دے جو کہ شاہ گروپ آف انڈسٹری ہر سال کی طرح، انٹرن شپ پر عارضی طور پر، نوکری پر لینے والے تھے۔

جب انٹرویو ختم ہونے والا تھا، رپورٹرز نے پوچھا: مسٹر شاہ، آخر میں ہم خاص طور پر آپ سے اپنے ملک کی خواتین کی طرف سے سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟"

علیدان نے سپاٹ انداز میں سر ہلایا: "گو اھیڈ۔"

"آپ اپنی لائف پارٹنر کے لئے کس قسم کی لڑکی پسند کرتے ہیں؟"

علیدان نے بنا کسی ہچکچاہٹ کے جواب دیا:
"میں اپنی بیوی کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔"

رپورٹرز اس کے جواب پر حیرانی سے، ایک ہی جگہ پر ساکت رہ گئے،
یہ ایک بڑی چونکا دینے والی خبر تھی، جس پر لائیو دیکھنے والے تک دنگ رہ گئے تھے۔

"اس کا مطلب ہے، مسٹر علیدان شاہ شادی شدہ ہیں؟"

علیدان شاہ نے معنی خیز انداز میں ہنستے ہوئے کہا: "میری بیوی نے کہا کہ وہ خفیہ طور پر شادی کرنا
چاہتی ہے، اس لیے میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ نیز، میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ
میری بیوی کی کنیت 'اعوان' نہیں ہے۔ سو آج کا انٹرویو یہاں ختم ہو جانا چاہیے۔"

ادھر آن کے طرف جاؤ، تو اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا،

یہ کس طرح جواب دے رہا ہے؟ یہ تو پوری دنیا کو بتانا تھا کہ وہ شادی کر چکا ہے۔
اور اب اعوان خاندان والے جان جائیں گے کہ علیدان شاہ نے کس کے ساتھ شادی کی ہے؟۔ ایک
خوف تھا جس نے آن کے دل پر دستک دی اور خاموشی سے اندر جا کر کونے میں بیٹھ گیا۔



"ٹیچر آن، تم نے یہ ہم سے کیوں چھپایا؟ اب بھی اگر ہم نیوز نہ سنتے تو تم ہمیں نہ بتاتی۔۔ اوھ نو۔"

ٹیچر صبور کافی نٹ کھٹ سی تھی، اور یہ سن کر کہ آن علیدان شاہ جیسے مشہور شخص کی بیوی ہے وہ خوشی کھلی جارہی تھی، اسے یہ بہت اچھا لگا تھا۔

ٹیچر مایا جو ساتھ کھڑی تھی، اس کی ایکسائٹمنٹ پر اس کے بازو پر ہلکی سی تھپکی ماری:

"اتنی ایکسائٹڈ نہ ہو، کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔"

آن نے لب بھینچ کر انہیں معصومیت سے دیکھا: "آئی ایم سوری ٹیچرز، میں نے بس یہ سوچا تھا کہ۔۔۔۔۔ یہ معاملہ وقتی طور پر خفیہ رکھا جائے، مجھے معلوم نہیں تھا، علیدان شاہ اس طرح سے۔۔۔۔۔ اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔"

"کیوں؟ تم اسے خفیہ کیوں رکھنا چاہتی تھی؟ صبور تو دلہن سے بھی زیادہ خوش دکھائی دے رہی تھی اور ادھر دلہن تھی کہ شرمساری سے چھپنے کے لئے، جیسے کسی کونے کی تلاش میں تھی۔"

"وہ ہمارے شہر کا سب سے طاقتور شخص ہے۔ اس سے شادی کرنا استنبول کی تمام غیر شادی شدہ لڑکیوں کا خواب ہے۔ تم کو تو نکاح نامہ ملتے ہی دنیا کو اعلان کرنا چاہیے تھا، کہ یہ آدمی میرا ہے، تم

اتنے پرسکون کیسے ہو سکتی ہو؟ ٹیچر آن، میں واقعی تمہارے دماغ پر ایک نظر ڈالنا چاہتی ہوں۔
"صبور نے یہ کہتے ہی شرارت سے اس کے سر پر جھانکا۔

اس کی حرکت پر آن نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر ڈھانپ کر اسے گھورا۔

"میں صرف کسی مسئلہ بننے سے ڈرتی تھی، دیکھو، اب خود ہی۔"
آن نے نیوز جس طرح پھیلی تھی اس طرف، پھر صبور کے ری ایکشن کے طرف اشارہ دیا تھا۔

"اففف، آئی ایم سو ایکسائٹڈ،" صبور نے بے چینی سے کہا۔ "اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اب تم کو ہمیں اس خوشی کی ٹریٹ دینی پڑے گی، یہ ایک آسمانی خوشی کا موقع ہے۔ ہے نامایا؟" صبور نے مایا کو دیکھ کر اس کی تائید چاہی تھی۔

مایا اس کی بات پر ہنسی:

"اچھا!۔۔ اور وہ کون تھا؟ جس نے مسٹر شاہ کے ساتھ اسپیشل لنچ کے بعد دوسرے دن بدھضنی کی شکایت کی تھی۔" مایا نے اسے یاد دلایا،

کچھ دن پہلے ہی مروت میں علید ان شاہ نے آن کے ساتھ ان دونوں سہیلیوں کو بھی لنچ آفر کیا تھا، اور زندگی میں پہلی بار اس قدر مھنگا اور اچھا کھانا کھا کر، صبور رہ نہ سکی تھی، کچھ زیادہ ہی کھالیا، نتیجاً دوسرے دن بدھنمی کی وجہ سے چھٹی کرنی پڑی تھی۔

صبور کو یاد آتے ہی شرمندگی نے گھیرا:

"واقعی۔۔۔ زندگی میں اتنا مھنگا کھانا ہم نے پہلی بار کھایا تھا۔"

مایا اس کی بات پر ہنسی:

"میں نے بھی۔"

اس وقت آن کی سیل فون بجنے لگی،

آن نے کالر آئی ڈی دیکھی تو حیرت سے ابرو اچکا کر دیکھا، پھر ان دونوں سے معذرت کرتی، آفیس سے باہر نکل آئی،

چلتی ہوئی ایک کونے میں کھڑی ہو گئی، جہاں کوئی نہیں تھا، اس نے فون پک کر لی، اور سپاٹ انداز میں "ہیلو" کہا۔

"تو تم نے مسٹر شاہ سے شادی کر لی؟" دوسری طرف سے بینیش چینی۔

آن نے اس کی بات پر بھنویں چڑھائیں:

"تو اس میں تمہارا کیا جائے؟"

"آن۔۔۔ تم۔۔۔ تم گھٹیا لڑکی۔۔۔ صرف تم جیسی گھٹیا لڑکی ہی اس بدکردار عورت کے بطن سے جنم لے سکتی ہے۔ تم اس قابل ہو۔۔۔ کہ علیدان شاہ سے شادی کرے؟۔۔۔ تم کو یہ حق کس نے دیا؟ گھٹیا کہیں کی۔" وہ تو جیسے پاگل ہو رہی تھی۔

"سب سے پہلی بات، زبان سنبھال کر بات کرو، منہ میں زبان میں بھی رکھتی ہوں، اور استعمال بھی اچھے سے کرنی آتی ہے۔ دوسری بات، مجھے یہ حق ہو یا نہ ہو، تم کون ہوتی ہو فیصلہ سنانے والی؟"

آن نے پرسکون انداز میں ڈپٹا۔ پھر بات جاری رکھی:

"میرے ہاتھ میں موجود نکاح نامہ دیکھ کر تمہیں سچ پتا چل جائے گا۔"

بینیش اعوان، کیا تم واقعی یہ سمجھ بیٹھی تھی کہ اس طرح جھوٹی افواہیں پھیلا کر علیدان شاہ کو ہتھیا لوگی، اس طرح تم اپنی پوری لائف بدل سکتی تھی؟ میں تم کو پہلے بھی کئی بار بتا چکی ہوں تم لاکھ کوشش کرو، علیدان شاہ کی دھول بھی نہیں پاسکتی۔ اس کی نظروں میں آنا تو دور کی بات ہے۔" وہ طنزیہ انداز میں ہنسی تھی۔

دوسری طرف بینیش یہ سن کر آپے سے باہر ہو گئی: "تم۔۔۔ تم صرف انتظار کرو، میں تمہیں اتنی آسانی سے نہیں چھوڑنے والی۔" اس نے دانت پیس کر دھمکایا۔

بینیش نے بات ختم کی تو آن نے کال کاٹ دی۔

وہ چلتی ہوئی کھڑکی کے پاس آئی اور ہلکے سے گہری گہرہ سانس لینے لگی۔۔۔ اب چیزیں اس مقام پر پہنچ چکی تھیں کہ وہ صرف صبر اور مستقل مزاجی سے ہی نمٹ سکتی تھی۔

*

زایان بھائی، آپ نے کہا تھا آپ میری مدد کریں گے لیکن وہ گھٹیا لڑکی علیدان شاہ کو لے اڑی ہے۔" بینیش غصہ میں دندناتی ہوئی زایان کے آفیس آئی، اور غصہ سے چیخنے لگی۔

زایان نے ابھی نیوز نہیں سنی تھی، وہ اپنے بزنس میں مسلسل خسارے سے سخت پریشان تھا، مارکیٹ میں ان کی پروڈکٹس کی ویلیو مسلسل نیچے گر رہی تھی۔ خسارہ ہی خسارہ تھا۔ اس وجہ سے کمپنی نے اپنے بھت سے ملازمین کو نکال دیا تھا۔

آن کے متعلق اتنے برے ریمارکس سن کر زایان سیخ پا ہو گیا: "کیا بکواس کر رہی ہو مینیش، آن کے متعلق اتنے گھٹیا الفاظ کہہ رہی ہو، وہ تمہاری بہن ہے۔"

"دیکھا۔۔۔ میں نے صرف کچھ الفاظ اس کی شان میں بولے اور آپ کو برا لگ گیا۔ وہ لومڑی کی طرح چالاک لڑکی ہے، وہ صرف مردوں کو لبھانا جانتی ہے، اس نے نا صرف علیدان شاہ کو ورغلا کر اس سے شادی کی ہے، بلکہ اس کمپنی نے مجھ سے میرا بھائی بھی ہتھیا لیا ہے، میں اس سے سخت نفرت کرتی ہوں۔۔۔ سنا آپ نے۔۔۔ شدید نفرت کرتی ہوں۔۔۔ میری کوئی چھوٹی بہن نہیں ہے۔۔۔ وہ کتیا۔۔۔ کمپنی۔۔۔ گھٹیا لڑکی ہے۔۔۔"

وہ چینخ چینخ کر بے حال تھی، حالت پاگلوں جیسی ہو رہی تھی، زایان تو حیران پریشان اس کے انکشافات سن رہا تھا۔ اس کا دل سکڑا۔۔۔ یہ کیا۔۔۔؟ آن نے علیدان شاہ سے شادی کر لی؟؟ نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔

زایان نے اس ڈپٹ کر چپ کر دیا:

"جسٹ شٹ اپ۔۔ بینیش۔"

لیکن وہ تو اپنے حواسوں میں نہیں تھی، علیدان شاہ جیسے شخص کا ہاتھ سے نکل جانا۔ اس کی زندگی کا ناقابل تلافی نقصان تھا۔ جو اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔

زایان، جو پہلے ہی بزنس میں ہونے والے مسلسل خسارے پر پریشان تھا، اوپر سے یہ شکڈ نیوز سن کر وہ وہیں کرسی پر بے جان سا بیٹھ گیا۔۔
پھر بنا کچھ کہے، ٹیبل سے گاڑی کی چابیاں اٹھائیں، اور غصہ میں باہر نکلتا چلا گیا۔

☆☆☆

زایان اپنی گاڑی تیزی سے ڈرائیو کر رہا تھا، اور پریشانی سے کبھی ماتھا مسلتا کبھی مٹھی بند کر کے اسٹرنگ وھیل پر مکے مارتا۔۔

پندرہ منٹ سے بھی کم وقت میں وہ آن کی یونی کے باہر پہنچ چکا تھا، آن اس وقت چھٹی کے وقت باہر آئی تھی، اور رپورٹرز نے اس کے گرد گھیرا کیا ہوا تھا، بی کاز رپورٹرز علیدان شاہ کی ان کہی بات بھی سمجھ گئے تھے، رپورٹرز تو ویسے بھی مشہور شخصیات کے پیچھے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے شک کی بنیاد پر یونی پہنچ گئے تھے، وہ پریشان سی کھڑی تھی۔

جب اس نے زایان گاڑی دیکھی تو جلدی سے اس کی گاڑی میں بیٹھ گئی، اور سکون کی سانس لی، اس نے زایان کے چہرے کے تاثرات پر بالکل غور نہیں کیا تھا۔

آن نے اپنا رخ زایان کے طرف کیا، اور شکرگزاری سے کہا: تھینک یو برادر۔ "ابھی اگر آپ نہ آتے تو میں تو وہیں گر جاتی۔" اس نے سکون کی سانس لی۔

زایان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے تاثرات کافی سپاٹ تھے۔

جب آن نے اس کے تاثرات دیکھے تو سوچا، یہ تو برا ہوا، وہ بالکل فراموش کر گئی تھی کہ علیدان نے اسے زایان کے ساتھ بات چیت کرنے اور ملنے سے منع کیا ہے، اور وہ خود بھی وعدہ کر چکی تھی، کہ اعوان خاندان کے کسی فرد سے نہیں ملے گی۔ علیدان کے جملے کہ 'زایان تمہارا بھائی نہیں ہے' وہ جلد بازی میں فراموش کر گئی تھی۔

"بھائی، میں۔۔۔۔"

"ڈونٹ ٹالک، میں اس وقت کچھ بھی نہیں سننا چاہتا۔" بھینچی بھینچی آواز میں غرایا۔

آن نے شک سے اس کو دیکھا، یہ زایان کا کون سا روپ تھا؟ وہ سچ میں اندر سے ختم ہو رہی تھی یہ سوچ کر کہ 'آن پھر سے غلطی کر چکی ہے'۔

گاڑی تیزی سے سنسان روڈ پر بھاگتی جا رہی تھی، یہ رستہ نہ تو شہر کے طرف جاتا تھا، نہ آن کے پرانے گھر کے طرف، اور نا ہی اعوان فیملی کے گھر کے طرف۔۔۔ پھر۔۔۔؟

"زایان بھائی، یہ آپ کدھر جا رہے ہیں؟" وہ چونکی۔

لیکن زایان اعوان نے کوئی آواز نہیں کی، بلکہ تیزی سے گاڑی دوڑانے لگا۔

آن کافی پریشان ہوئی، "بھائی، پلیز اس اسٹاپ پر روک دیں، میں چلی جاؤں گی۔" جب آن نے ایک جگہ سروس ایریا دیکھا تو پریشانی سے بول پڑی۔

لیکن زایان اعوان سرد تاثرات کے ساتھ بنا جواب دیئے گاڑی اسپید میں چلاتا رہا۔

ابھی وہ پریشانی سے سوچ رہی تھی کہ کیا کرے؟، اس کا فون بجنے لگا۔

آن نے جلدی سے فون نکالا، علیدان شاہ کی کال دیکھ کر سکون کی سانس لی، اور جلدی سے کال پک کی۔

جیسے ہی آن نے "ہیلو" کہا، زایان نے اس سے فون چھین کر اس کی پہنچ سے دور کر دیا،
آن نے آگے ہو کر اس سے فون واپس لینا چاہا لیکن زایان نے جھٹکے سے فون پاور آف کر کے اپنی
جیب میں ڈال دیا۔

وہ سخت حیران پریشان ہوئی:
"بھائی یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

زایان دھاڑا: "اگر تم میرے ساتھ اس روڈ پر مرنا نہیں چاہتی تو اپنا منہ بند رکھو۔"

آن فوری طور پر ڈر کر چپ ہو گئی اور لاشعوری طور پر اپنے ہاتھ اپنے پیٹ کے نیچے رکھ دیئے۔
آف کورس، وہ مرنا نہیں چاہتی تھی، اپنے بچے کے لئے پریشانی کھڑی کرنا نہیں چاہتی تھی، اس نے
خاموشی کے ساتھ پسینہ سیٹ سے ٹیک لگالی۔ اور اس سے بات کرنا چھوڑ دی۔

دو گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد زایان نے گاڑی ایک ولا کے سامنے روک دی۔ یہ ولا اعوان فیملی کی ملکیت تھا، اور شہر سے باہر ویران جگہ پر تھا۔ جہاں پر کوئی بھی سواری نہیں مل سکتی تھی۔

وہ گاڑی سے اتر کر اس کی سائیڈ پر آیا اور اس کے طرف کا دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔

آن نے اپنا سر اٹھا کر ارد گرد نگاہ دوڑائی۔ چار سو ویرانی ہی ویرانی تھی، وہ پریشانی سے بولی:

"بھائی، یہ آپ مجھے کہاں لے کر آئے ہیں؟"

"باہر نکلو۔" زایان نے سرد لہجے میں حکم سنایا۔

بات ختم کرتے ہی وہ ولا کے اندر بڑھ گیا۔

کچھ لمحوں کی ہچکچاہٹ کے بعد وہ آہستہ سے باہر نکلی۔ اور مجبوراً اس کے پیچھے چلنے لگی۔

یہاں کوئی بھی نہیں تھا، لیکن پھر بھی گھر اندر سے صاف ستھرا تھا۔

زایان نے اپنی ٹائی کھینچ کر ڈھیلی کی اور نکال کر دروازے کے ساتھ بنے کیمبنٹ پر پھینک دی، اور خود تھکا تھکا سالیونگ روم کے صوفے پر بیٹھ گیا۔

آن چلتی ہوئی اس کے مخالف سائیڈ پر آئی، جہاں صرف ایک ٹیبل ان دونوں کے بیچ میں تھی۔

"زایان بھائی، میں جانتی ہوں، آپ بھت ناراض ہونگے جب آپ نے وہ نیوز دیکھی ہوگی۔ میں جانتی ہوں۔۔۔۔۔ اعوان خاندان اور شاہ خاندان ایک دوسرے کے دشمن ہیں، لیکن۔۔۔۔۔ اس دشمنی میں میرا کوئی حصہ نہیں ہے۔ کیونکہ میں بحر حال اعوان خاندان سے تعلق نہیں رکھتی۔"

آن نے نرمی سے زایان کے سرد تاثرات کو دیکھ کر اپنی بات سمجھانے کی کوشش کی۔

"تو تم اب بھی سمجھ رہی ہو کہ تم نے صحیح کیا ہے؟" زایان نے گہرے اور سرد انداز میں کہا۔

"جب تک وہ نہیں جانتا تھا اس نے تم پر توجہ بھی نہیں دی، اور جب اسے یہ پتا چلا کہ تم سکندر اعوان کی بیٹی ہو، اور میری بہن ہو، تو اس نے یہ چال چلی، اور تمہیں پھنسا لیا۔ کیا یہ بات تم نہیں سمجھی تھی؟"

زایان کے الفاظ سن کر وہ دل ہی دل میں، اس کے الفاظ دہرا رہی تھی۔

اسے یاد آرہا تھا، کس طرح وہ نشے میں اس کے ساتھ ملی تھی،

دوسرے دن علیدان شاہ نے اسے زایان اعوان کے ساتھ ملتے دیکھا تھا۔ تب علیدان نے اسکا غلط مطلب لیا تھا، کہ آن کے زایان کے ساتھ تعلقات ہیں، زایان اس کے معصوم ذہن کو الجھا رہا تھا، اور وہ الجھ رہی تھی۔ سوچوں میں غرق تھی۔

اس کو سوچتا دیکھ کر زایان نے پھر سے بات جاری رکھی:
"آن، میں نے تمہیں کتنی بار منع کیا کہ علیدان شاہ کے ساتھ فاصلہ رکھو، تم نے مجھ سے وعدہ کیا، پھر کیوں میری بات نہیں سنی؟ کیا تم جانتی ہو تم ایسی جگہ پر پہنچ چکی ہو جہاں سے واپسی ناممکن ہے۔"

آن نے سر ہلایا، اور اس کے نیگیٹو الفاظ نظر انداز کیئے۔

"زایان بھائی، یہ معاملہ اتنا بھی سرس نہیں، جتنا آپ نے بنالیا ہے۔"

اس کی بات پر زایان نے اسے سوالیہ نظروں سے گھورا، اور دانت پیسے:

"کیوں نہیں ہے؟ بتاؤ مجھے؟ اگر دوسرے لوگوں کو پتا چلے گا کہ تم سکندر اعوان کی ناجائز بیٹی ہو تو وہ کیا کہیں گے؟ علیدان شاہ نے اعوان خاندان کو نشانہ بنایا تھا، اور اسے بالکل برباد کرنا چاہا تھا، ہر ایک

یہ بات اچھے سے جانتا ہے۔ سکندر اعوان کی بیٹی ہو کر تمہارا اس کے ساتھ کسی طرح کا بھی میل کیسے ہو سکتا ہے؟ بولو۔۔۔؟"

"اس کے ارد گرد ہزاروں عورتیں موجود ہیں، لیکن اس نے تمہیں ہی کیوں چنا؟ کیا تم واقعی یہ سمجھتی ہو کہ وہ تمہارے ساتھ مخلص ہے؟"

زایان نے لب بھینچ کر کچھ دیر رک کر خود کو کول کیا۔ اور اپنی پیشانی مسلی، پھر اس کے طرف دیکھا:
"آن۔۔۔۔ اس دنیا کے سارے مردوں کے بیچ میں۔۔۔۔ میرے سوا، کوئی بھی دوسرا تمہیں دل سے ٹریٹ نہیں کر سکے گا۔"

کیوں تم اتنی سیدھی ہو،؟ کیا تم حان حارث کو بھول گئی؟"
اس کی آخری بات آن کو تازیانے کی طرح لگی تھی، اس کی برداشت یہیں ختم ہو گئی وہ چیخ پڑی۔

"بس۔۔۔۔۔ زیادہ کچھ بھی مت کہئے گا،"
وہ اس کی طرف پیٹھ کر کے کھڑی ہو گئی،
"زایان بھائی، معاف کیجئے گا، لیکن میرا مسئلہ میری اپنی چوائس ہے، بھلی میں آخر میں دکھی ہوں، یہ میرا اپنا فیصلہ ہے۔ اور اس کا نتیجہ بھی مجھے خود بھوگنا ہے۔"

"تو تم اپنی ماں کی طرح نتیجہ خود برداشت کرو گی؟ آن کیوں تم میرا مشورہ نہیں سنتی؟۔"

اس کی بات پر آن نے ہونٹ کا کنارہ کاٹا اور مٹھیاں بھیج لیں،

"زایان بھائی، آپ میرے بڑے بھائی ہو، میں آپ کی عزت کرتی ہوں، آپ میرے سے اچھے ہیں، آپ کی شکر گزار ہوں۔ لیکن۔۔۔ صرف اسی وجہ سے کہ آپ میرے بھائی کے رتبے پر فائز ہیں میری زندگی میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ میری زندگی دوسروں کے اشاروں پر چلے۔"

زایان نے اس کو پیٹھ دیئے کھڑا دیکھا اور مٹھیاں غصے میں سختی سے آپس میں بھیج لیں۔

آن نے دیکھا کہ وہ کچھ نہیں کہہ رہا۔ تو کچھ سیکنڈ ہچکچا کر، اس کے طرف مڑی۔
اس سے پہلے کہ وہ ٹھیک سے کھڑی ہوتی، زایان اٹھ کر تیزی سے بڑھا اور اسے سختی سے گلے لگالیا۔

آن تو وہیں ساکت رہ گئی۔ "ب۔۔۔ بھائی۔۔۔ نہ کریں۔۔۔"

"اس کے ساتھ مت ہونا وہ میرا سب سے بڑا دشمن ہے۔ میں تمہیں اس کے ساتھ شادی نہیں کرنے دوں گا، تم کو اس سے الگ ہونا پڑے گا آن۔۔۔ سمجھی۔۔۔؟"

وہ سختی سے اسے بھیجنے ہوا تھا۔ آن کی سانس رکنے لگی، اسے اس وقت سخت نفرت محسوس ہوئی۔

آن نے سانس لینے کی کوشش کی، اس نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور زایان کو دھکیل کر خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔

لیکن زایان نے اسے اور سختی سے بھیجا۔ آن کو اب اپنا بچنا مشکل لگا بمشکل آواز نکل سکی:

"آپ میرا گلا گھونٹ رہے ہیں، مجھے سانس نہیں آرہی۔"

زایان نے اس کی بات پر دھیان نہیں دیا: آن مجھ سے وعدہ کرو۔"

"میں آپ سے کوئی وعدہ نہیں کر سکتی۔" یہ کہہ کر خود کو اس کی گرفت سے نکالنے کی کوشش کرنے لگی، اور سختی سے بولی:

"ہم دونوں بہت پہلے شادی کر چکے ہیں۔"

اس کے غصے سے کہنے پر زایان نے آہستگی سے اسے چھوڑا۔ اس کی نظروں میں سخت حیرت اور غصہ تھا۔

آن گھوم کر دو قدم پیچھے ہوئی، اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ کیا۔

پھر رک کر سانس بھری :

"میں جانتی ہوں کہ آپ علیدان سے اور شاہ فیملی سے کتنی نفرت کرتے ہیں، لیکن اعوان فیملی اور شاہ فیملی کے معاملات کا مجھ سے کیا تعلق؟ میری کنیت کاظم ہے، اور میں ایک ایسی عورت ہوں جو اعوان فیملی سے سخت نفرت کرتی ہے۔ اعوان خاندان کے ساتھ کچھ برا کرنے کی شدید خواہش ہے، اور میری خواہش ہے کہ سکندر اعوان اور اس کی بیوی ماڑہ اعوان کے ساتھ مینیش اعوان سڑک پر آجائیں،

میں اپنی ماں کا بدلہ لینا چاہتی ہوں۔۔۔ اور میں ان تینوں کو بے رحمی سے روند دینا چاہتی ہوں۔ اس کے لئے۔۔۔ علیدان شاہ، اعوان خاندان سے نمٹنے کے لئے، میری مدد کے قابل ہے۔ اس لئے میں نے اس کے ساتھ کی خواہش کی۔ اس کے ساتھ شادی میرے لئے ھیپ فل ثابت ہوئی ہے۔"

اپنی بات ختم کر کے آن مڑی اور باہر جانے لگی، لیکن زایان نے یکدم آگے بڑھ کر اس کی کلائی سے تھام کر اندر گھسیٹا، اور سرد انداز میں ڈپٹا۔

"اپنی توانائیاں مفت میں ضائع مت کرو۔۔۔ تم یہاں سے نہیں جاسکتی۔"

آن تو یہ سن کر وہیں جم گئی۔ حیرت سے اسے دیکھا:

"واٹ ڈو یو مین بائے دیٹ؟"

"یہاں پر کوئی بھی بس اسٹاپ موجود نہیں ہے، نہ کوئی ٹیکسی مل سکتی ہے۔ تمہارے پاس سیل فون بھی نہیں ہے۔۔۔ تو تم کوئی گاڑی بھی نہیں منگوا سکتی۔"

زایان نے سکون سے کہا، لیکن جیسے اس کا سکون منتشر کر گیا۔

"میں تب بھی جاؤں گی۔" وہ مضبوطی سے بولی۔

اس کی بچکانہ بات پر زایان طنزیہ ہنسا:

"یہاں سے قریبی بس اسٹاپ بھی دس میل کے فاصلے پر ہے، یہاں ہر کوئی اسٹریٹ لائٹس موجود نہیں، سو اگر تم اندھیرے میں کسی محفوظ مقام پر پہنچ بھی جاؤ، تب بھی 6 گھنٹے لگیں گے۔ سو بھتر یہی ہے کہ یہاں پر سکون سے رہو، جب تک میں نہیں چاہتا، تم نہیں جاسکتی۔"

آن نے لب بھینچ کر مضبوط لہجے میں کہا:

"لیکن مجھے یقین ہے، علیدان مجھے ڈھونڈھ لے گا۔"

اس کی بات پر زایان کے چہرے پر تمسخرانہ تاثرات ظاہر ہوئے:

"یہاں پر کوئی نگرانی نہیں ہو سکتی، سو۔۔ علیدان تم کو نہیں پاسکے گا۔ اسی وجہ سے میں تمہیں یہاں دور لایا ہوں۔"

آن نے اس کی بات پر مٹھیاں بھینچیں، اور اسے گھور کر دیکھا:
 "تم۔۔۔ تم مجھے اس گھر میں قید کرنے کی کوشش نہیں کر سکتے۔"
 اس کی بات کا زایان نے کوئی جواب نہیں دیا، اور مڑ کر کھڑکی کے طرف چلتا، کھڑکی کے پاس کھڑا
 ہو گیا۔۔۔ باہر اندھیرا گہرا ہوتا جا رہا تھا۔

آن غصہ میں اس کے طرف بڑھی، اور بے یقینی سے اس کے انداز دیکھے:
 "زایان بھائی، آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟"

"یہ ڈیڈ کی خواہش ہے۔" زایان نے اسے مڑ کر نہیں دیکھا، بس سکون سے باہر دیکھتا ہوا بولا:
 "ڈیڈ نے کہا ہے، وہ نہیں چاہتے کہ اس کی بیٹی شاہ خاندان کے فرد سے تعلق رکھے، کچھ عرصہ پہلے،
 انہوں نے مجھے حکم دیا تھا، کہ میں اس کی عزیز ترین بیٹی بینیش کا علیدان کے ساتھ جوڑ بناؤں۔"

زایان کی بات پر، آن نے اسے تاسف سے دیکھا، اور طنزیہ کہا:
 لیکن خفیہ طور پر وہ بالکل نہیں چاہتے تھے کہ اس کی ناجائز بیٹی شاہ خاندان سے منسلک ہو۔۔۔ ہے نا؟
 کیا یہ الفاظ اپنے ہی منہ پر طمانچہ مارنے کے مترادف نہیں؟"

زایان نے اس کی بات پر گہری سانس لے کر اس کے طرف مڑا اور اسے گہری نظروں سے دیکھتے
 بولا:

"کیونکہ تم بینیش اعوان سے مختلف ہو۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچے۔" اس کی بات پر آن طنز سے بولی:

"مجھے نقصان نہیں پہنچانا چاہتے تھے؟۔۔۔ آپ کے الفاظ دوہری معنی رکھتے ہیں زایان بھائی۔ ایک بیٹی کے لئے تو وہ فرد فائدہ مند ہے، جب کہ دوسری کے لئے نقصان دہ؟ واہ " آن نے تمسخر اڑایا۔ اور چلتی ہوئی صوفہ پر بیٹھ گئی۔

حلانکہ، وہ غصہ میں تھی، لیکن اپنے جذبات کو قابو کرنا اچھے سے جانتی تھی۔ وہ یہاں سے خود نہیں جاسکتی تھی۔۔۔ آفٹر آل، اسے اپنے بچے کا بھی خیال تھا، وہ خود تکلیف برداشت کر سکتی تھی، لیکن اپنے بچے کے لئے کوئی رسک نہیں لے سکتی تھی۔

"تو اگر میں آپ کی کسی بات پر اتفاق نہ کروں تو آپ مجھے یہاں ساری زندگی قید رکھیں گے؟" آن نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد زایان کے طرف سرد انداز میں دیکھا، جو اب بھی کھڑکی کے طرف منہ کیئے کھڑا تھا۔

"ڈیڈ نے کہا ہے، اگر ضروری ہوا تو۔۔۔ وہ تم کو باہر بھجوا دیں گے۔"

زایان نے بنا مڑے سرد انداز میں جواب دیا:

آن تو یہ سن کر تیش میں کھڑی ہو گئی، درشت لہجے میں بولی

"ان کو ایسا کرنے کا، حق کس نے دیا؟"

زایان نے اس کے غصہ پر مڑ کر اسے دیکھا۔ "تم یہ مانو یا نا مانو، تمہاری زندگی اس کی ہی دی ہوئی ہے، خون ہو تم اس کا۔ اس حقیقت سے تم انکار نہیں کر سکتی، درست؟"

آن اتنی غصہ میں تھی، تبھی اس کی بات پر ہنستی چلی گئی، مزاحیہ بات ہی تھی یہ اس کے لئے، اس باپ کو بیٹی کبھی یاد نہ آئی، اسے اپنا کہنے میں ہمیشہ شرم محسوس ہوئی، جس شخص نے صرف اپنی پہلی بیوی کے کہنے پر اپنی دوسری بیوی کو شک کی بنیاد پر زندہ درگور کر دیا، اپنی ہی بیٹی کو ناجائز کہہ کر دھتکارا،

جب وقت پڑا، جب مفاد بنا تو یہی بیٹی اسے یاد آئی، صرف اپنے مفاد کے لئے، صرف جگ ہنسائی کے خوف سے، کہ دنیا یہ جان کر اس پر تھوک نہ دے کہ سکندر اعوان کی ایک بیٹی ناجائز ہے۔ کیسا بے رحم شخص تھا یہ سکندر اعوان کہ اپنی ہی بیٹی کے منظر عام پر آنے سے ڈرتا تھا۔ کہ کہیں سوشل بائیکاٹ نہ ہو جائے۔

زایان نے اسے پاگلوں کی طرح ہنستے دیکھ کر ٹوکا: "کیوں ہنس رہی ہو اس طرح، کیا اس طرح تم خود کو تکلیف دو گی؟"

آن ہنستے ہنسنے رک گئی، اور آنکھوں میں آئی نمی کو زبردستی روکا:

"جب مجھے باپ کی ضرورت تھی، اس شخص نے مجھ سے کہا، اس کی مجھ جیسی بیٹی نہیں ہے۔ اور اب جب مجھے ضرورت نہیں ہے، وہ کھڑا ہو گیا اور کہتا ہے کہ اس میں میرا بھلا ہے۔ یہ کس قسم کا مزاق

ہے؟ کیا وہ اس قابل ہے؟۔۔۔ واپس اس کے پاس جا کر پوچھئے گا، کیا وہ بھول گیا کہ کس نے میری ماں کو موت کے منہ میں دھکیلا؟"

اس کی بات پر زایان نے اسے سمجھایا "آن۔۔۔ اس دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں جس نے غلطیاں نہ کی ہوں، کچھ بھی ہو، ڈیڈ تمہارے باپ ہیں۔ وہ اس وقت مشکل میں ہیں، تم اس کے ساتھ نفرت مت کرو۔"

تو پھر۔۔۔۔۔؟ آن نے دانت پیسے
"کیا میں اسے معاف کر دوں؟؟، اپنی ماں کا قتل بھول جاؤں؟؟ اس شخص کو معاف کروں؟؟ جس نے کبھی باپ کی زیوراری نہیں نبھائی؟؟؟"
آن رک گئی اور کچھ دیر بعد گہری سانس لے کر اسے دیکھ کر تاسف سے کہنے لگی:

"ماضی میں، میں سمجھتی تھی، اس خاندان کے ہر فرد نے ہمیں دھتکارا ہے، لیکن ایک آپ ہمارے ساتھ ضرور کھڑے ہیں۔ لیکن اب۔۔۔۔۔ اب آپ میں، اور ان میں کوئی تفریق نہیں سمجھتی۔"
اس کے دکھ سے کہنے پر زایان کا دل تکلیف کی شدت سے کراہا،
"آن۔۔۔۔۔"

اس نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن۔۔ آن نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کروا دیا۔ وہ اب کچھ بھی اس کے منہ سے سننے کی ہمت نہیں رکھتی تھی، بول بول کر وہ تھک چکی تھی، زایان اس کی آنکھوں میں ثابت قدمی دیکھ کر جان گیا کہ وہ اسے باتوں سے قائل نہیں کر سکتا۔ وہ واقعی، بچپن سے ہی اپنے فیصلے خود سے کرنے کی عادی ہو چکی تھی۔ جب وہ کہتی ہے کہ 'اسے اپنے باپ سے نفرت ہے' تو وہ واقعی بھی کرتی تھی۔

"کل صبح، میں یہاں سے ضرور جاؤں گی، اگر آپ نے مجھے جانے نہیں دیا۔ تو میں گارنٹی نہیں دیتی، علیدان شاہ پتا نہیں آپ سب کے ساتھ کیا کر جائے؟ اعوان خاندان کے ساتھ، آپ بھی یہ ڈیزرو کرتے ہیں،

اسی لئے اچھا ہو گا کہ جو میں نے کہا ہے، اپنے باپ کو ابھی بتادیں، ادروائیس، صرف آپ ہی کو اس کے نتائج برداشت کرنے پڑیں گے۔"

یہ کہتے ساتھ وہ سیڑھیوں کے طرف بڑھی، "میں اوپر آرام کرنے جا رہی ہوں۔"

زایان نے اسے زور سے پکارا "آنیہ۔۔۔۔۔"

آن آدمی سیڑھیوں پر رک گئی، اور بنا اسے دیکھے بولی: "اب بھی آپ کو کچھ کہنا ہے؟"

"اس کے باوجود بھی کہ تم یقین کرتی ہو یا نہیں،
میں نے پوری سچائی کے ساتھ یہ تمہارے بھلے کے لئے کیا ہے۔
میں کبھی نہیں چاہوں گا کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچے۔
بھلی تم مجھ سے نفرت کرو، میں پھر بھی یہ امید رکھوں گا کہ تم زندگی میں خوش رہو۔"

آن نے یہ سب خاموشی سے سنا، اور بنا جواب دیئے اوپر بڑھتی رہی۔

یہ ایک اخلاقیات کے دائرے کے اندر 'اغوا' تھا۔
دوسرے لوگوں کی نظر میں، بھلی یہ اس کی بھتری ہو، لیکن اس کے اپنے زاویہ سے یہ عمل زبردستی
کے زمرے میں آتا تھا۔

وہ اوپر کمرے میں آئی، اور دروازہ لاک کر دیا۔
چلتی ہوئی بیڈ تک آئی، اور بیٹھ گئی، لیکن اسے نیند بالکل محسوس نہیں ہوئی،

علیدان شاہ ضرور بھت پریشان ہوگا، وہ سوچتی ہوئی بیڈ پر ایک طرف منہ کر کے لیٹ گئی۔ اس سے پہلے جب وہ اس کی سائیڈ پر سو رہا ہوتا تھا، وہ اسکے بارے میں نہیں سوچتی تھی، لیکن اب اس طرح اچانک سے زبردستی اس سے الگ ہو جانے پر، وہ مسلسل علیدان کو سوچ رہی تھی۔ آن نے اسے بری طرح مس کیا بری طرح سے وہ اسے یاد آیا، اس کی محبت، اس کا خیال رکھنا، اس کی گرم آغوش، اور علیدان کا زندگی سے بھرپور بازوں کا حصار وہ شدت سے مس کر رہی تھی۔

انسان بھی کتنا عجیب ہے، جو چیز پاس ہوتی ہے تو قدر نہیں کرتا، اور جب وہ چیز دور چلی جاتی ہے تو اس کی قدر کرتا ہے۔

اچانک ہی سے اسے اپنے پیٹ سے آواز آئی۔ آن نے تکلیف سے سانس بھری، یہ بھوک کا احساس تھا۔

اس کا بیبی بھوکا تھا۔

"میرے بچے، مجھے معاف کرنا، صرف آج کی رات بھوک برداشت کرلو، یقیناً کرو، مام کل تمہیں ضرور فیڈ کروائے گی۔"

اس نے اپنے پیٹ کے گرد حصار کھینچ کر جیسے اپنے بچے کو گلے لگا کر تسلی دی تھی۔ اور آنکھیں بند کر کے علیدان کو تصور میں لا کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔ اگر وہ سو جاتی تو اسے بھوک محسوس نہ ہوتی۔

اچانک ہی اسے باہر سے گاڑیوں کے رکنے کی آوازیں سنائی دیں۔ پھر دروازے کھلنے اور بند ہونے کی۔ وہ چونک کر اٹھ بیٹھی،

اور غور سے سننے لگی،

اب، سیڑھیوں کے نیچے سے لڑنے کی آوازیں آنے لگیں۔۔

یہ ایک خواب کی طرح تھا۔ اس نے سوچا۔۔ اور باہر نکلنے کے لئے جیسے پاگل ہوئی۔ وہ یقین کرنا چاہتی تھی کہ یہ خواب نہیں مدد پہنچ چکی تھی۔

آن نے اٹھ کر بے صبری سے دروازہ کھولا، نیچے سے واضح طور پر لڑائی کی آواز آرہی تھی،

اور زایان کی غصہ سے بھری ہوئی غراہٹ بھی، وہ کہہ رہا تھا:

"میں، کبھی اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیج سکتا، بھلی وہ ساری زندگی ایسے بیٹھی رہے، میں تم کو اس کی زندگی برباد کرنے نہیں دوں گا۔"

"تم کون ہوتے ہو یہ سوچنے والے؟"

میری بیوی کی زندگی کا فیصلہ کرنے والے تم کون ہوتے ہو؟ آج میں تم کو اچھی طرح سے بتاتا ہوں، کہ کس نے کس کی زندگی برباد کی ہے۔"

آن نے دونوں ہاتھوں سے ہونٹوں پر بے اختیار ہاتھ رکھا، یہ علیدان کی آواز تھی۔۔ اس کے علیدان کی۔۔ بالآخر وہ آگیا تھا، اس نے آن کو ڈھونڈھ لیا تھا۔

آن نے دروازے سے باہر قدم نکالے اور جلدی سے سیڑھیوں کے طرف بھاگی۔

اس وقت علیدان شاہ اور زایان اعوان دونوں ایک دوسرے سے گھتم گھتا تھے۔

آن نیچے آئی اور چیخ کر ان کو روکا:

"بند کرو یہ لڑنا، تم دونوں الگ ہو جاؤ۔"

لیکن وہ دونوں تو جیسے سن ہی نہیں رہے تھے، لڑنے میں مصروف رہے۔

وہ آگے بڑھی، ایک ہاتھ سے علیدان کا بازو پکڑا، دوسرے سے زایان کا، اور زور سے چیخنی "آل آف یو اسٹاااپ۔"

علیدان نے زایان کو زور سے دھکا دے کر اس سے پرے کیا، اور پریشانی سے اس کے دونوں بازوؤں سے تھام کر پوچھا:

"تم ٹھیک ہونا؟"

آن نے اس کی بات پر سر ہلایا اور مسکرائی، "میں بالکل ٹھیک ہوں"

اس کی مسکراہٹ دیکھ کر

اس کی مسکراہٹ دیکھ کر زایان کے دل کو سخت دھچکا سا لگا۔

"کچھ وقت ٹھہرو، میں اس آدمی کو سبق تو سکھا دوں۔"

آن نے اسے پیچھے سے پکڑ لیا "مت جاو، مجھے یہاں سے جلدی لے چلو، پلیز زز۔"

علیدان اسکے چہرے کو کافی دیر تک تکتا رہا، جیسے کب سے نہ دیکھا ہو، آن نے اس کے بازو اپنی گرفت میں لئے ہوئے تھے، علیدان نے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھاما ہوا تھا،

"مجھے یہاں سے لے چلو، علیدان شاہ، ورنہ میرا جی گھٹ جائے گا۔" آن نے جس طرح سے یہ مشکل وقت گزارا تھا، اب ایک منٹ بھی رہنا محال تھا۔

علیدان نے سر گھما کر زایان کو سرد نظروں سے گھورا، اور آن کو اپنے حصار میں لے کر باہر نکلنے لگا، اندر اس وقت فورس بھی آگئی تھی، جنہوں نے علیدان کے حکم پر زایان کو دونوں ہاتھوں سے گرفت میں لیا ہوا تھا، علیدان پوری تیاری کے ساتھ آیا تھا، ایسے تو وہ اسے چھوڑنے والا نہیں تھا۔

دروازے سے نکلنے سے پہلے آن علیدان کے حصار سے نکل کر اس کے طرف آئی سرد نظروں سے اسے دیکھا "میرا فون؟؟ اور ہاتھ آگے بڑھایا۔

علیدان بھی اس کے ساتھ کھڑا ہوا،

زایان نے دونوں کو ساتھ ساتھ دیکھ کر، دل میں تکلیف محسوس کی،

زایان نے خاموشی سے، چلتے ہوئے سائیڈ پر بنے ڈراور سے اس کا فون نکالا، اور اسکے طرف بڑھا دیا۔

آن اب پر سکون تھی، وہ مڑی اور علیدان کے حصار میں باہر نکل گئی۔
باہر کافی ساری گاڑیاں موجود تھیں، جن میں فورس کے ساتھ میڈیا بھی موجود تھی،
اور زایان کے لئے یہ ڈوب مرنے کا مقام تھا، میڈیا کی کورج کے بعد اعوان خاندان کا مستقبل مکمل
تباہ ہونا تھا۔ اور یہ موقع زایان نے غلطی سے خود ہی علیدان شاہ کو فراہم کر دیا تھا۔
بس ایک غلطی۔۔ ایک غلطی نے سب کچھ تباہ کر دیا۔۔ سب کچھ۔

علیدان اسے کار تک لایا،

اور گاڑی کی پچھلی سیٹ پر آرام سے بٹھا کر خود بھی ساتھ بیٹھ گیا، ان دونوں کے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے
گاڑی اسٹارٹ کی، کچھ ہی دیر میں گاڑی اس خوفناک ولا سے دور نکلتی گئی۔

آن اسے دیکھتی رہی اور ایک پیاری سی مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں پر ڈیرا ڈال لیا تھا جیسے۔

علیدان سخت خفا تھا

"تم نے مجھے روکا کیوں؟ میں آج اسے اچھے سے سبق سکھاتا۔"

"کیونکہ۔۔۔" آن نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔ "آپ کا بی بی بھوکا تھا، اور میں جسٹ خواب میں کھانا دیکھ رہی تھی۔" آن نے معصومیت سے وجہ بتائی۔

علیدان اس کی بات پر بھنویں چڑھا کر سخت خفگی سے کہا:
"وہ کتا، تم کو اغوا تو کر لایا، لیکن اس نے تمہیں کھانے کو کچھ نہ دیا؟"

"وہ مجھے یہاں مہمان بنا کر نہیں لایا تھا، جو مجھے کھانا آفر کرتا۔ نہ ہماری گفتگو اتنی خوشگوار تھی۔
میں جلد ہی اوپر روم میں چلی گئی تھی۔ اور خود کو لاک کر لیا تھا۔"

اپنی بات پوری کرنے کے بعد، آن نے اسے توصیفی نظروں سے دیکھ کر متاثر کن لہجے میں کہا:
"امیر لوگ واقعی طاقتور ہوتے ہیں۔"

علیدان بالکل نہیں سمجھا کہ کس کے بارے میں آن کہہ رہی، تبھی حیرت سے کہا:
"کیا مطلب؟"

"آج ہی کی بات ہے، زایان نے کہا تھا، یہاں قریب اجوار میں، کوئی بھی نگرانی موجود نہیں۔ میں نے خود یہی سوچا تھا، کہ آپ مجھے ڈھونڈھنے کے لئے، کل تک کا انتظار کریں گے۔ لیکن۔۔۔ مجھے یہ امید نہیں تھی، کہ آپ اتنی جلدی یہاں پہنچ جائیں گے۔۔۔ تبھی مجھے محسوس ہوا، کہ آپ بہت طاقتور ہیں۔" کتنی معصوم تھی وہ، علیدان نے اس کی معصوم باتوں پر دل میں سوچا۔

اور مسکرا کر ہنکارا بھرا:

"ہمممم، تم مجھے کم سمجھ رہی ہو۔"

آن نے سر ہلایا۔ "ہیس، ہیس، ہیس۔ مائی ڈوگی آئیز آر کلنگ ڈائون آن پیپل۔ آل رائیٹ۔"

علیدان نے رخ اس کے طرف موڑا، اور قہقہہ لگایا:

"ہاھاھاھا، پھر تو تم بہت غیر معمولی نظر رکھتی ہو، میں نے پہلی بار کسی کو کتے سے اپنا موازنہ کرتے دیکھا ہے۔" وہ شرارت سے ہنسا۔

آن نے اسے آنکھیں دکھائیں، اور اس کے بازو پر تھپکی مار کر بولی،

"آپ پھر سے اداکاری کر رہے۔ نہیں بتاتے؟۔۔۔ چلیں میں نہیں بولتی۔" آن نے ناراضگی سے منہ کھڑکی کے طرف کر لیا، اور باہر اندھیرے کو دیکھنے لگی۔

علیدان اس کے طرف جھکا اور اس کے چہرے کو نہارتے بولا:
"پھر سے ناراض؟"

"ہمممم، آن نے اسے انگور کیا۔"

"یہ کیسے ہوا؟، یہ ایک راز ہے۔" علیدان نے اس کے تجسس کو ہوا دی۔

وہ متجسس سی اس کے طرف متوجہ تھی۔
"کیسا راز؟" آن نے بے صبری سے پوچھا۔

علیدان اس کے قریب آیا، اور کان کے قریب ہونٹ کر کے، اتنی ہلکی آواز میں سرگوشی کی، جسے صرف دو لوگ ہی سن سکتے تھے، "ایکچو کلی، میں نے۔۔۔ تمہارے وجود سے ایک آبجیکٹ منسلک کر دیا ہے، جس وجہ سے میں تم تک پہنچ سکا۔" آن نے حیرت سے اسے دیکھا، یہ اس کے لئے نئی بات تھی۔

اس وقت دونوں کے چہرے انتہائی قریب تھے، اتنے کہ صرف سوئی ہی گذر سکتی تھی، آن نے اس کی سانسوں کی خوشبو اپنے اندر اتاری، اور آنکھیں سکون سے بند کر لیں، وہ اس کا مسیحا تھا، اس کا محافظ، ہر مشکل وقت میں اس نے علیدان کو اپنے ساتھ موجود پایا تھا۔ علیدان نے اس کے یقین کو کامل کیا تھا۔ وہ واقعی باکمال شخص تھا، اور وہ خوشنصیب تھی کہ اس باکمال شخص کی بیوی کے رتبے پر فائز تھی۔

علیدان شاہ نے اس کے چہرے کی خوشبو سونگھ کر بے اختیار مسحور ہو کر آنکھیں بند کر لی، اور لب بھینچ کر خود پر قابو پایا، پھر جھک کر اس کی پیشانی پر مہر محبت رکھ دی۔

آن نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا، اس کے یوں دیکھنے پر علیدان دل سے مسکرایا، اور سرگوشی میں پوچھا:

"سوچو۔۔۔ وہ کیا چیز تھی؟"

آن نے اس سے الگ ہو کر، اپنے وجود کو جانچا، لیکن اس کے وجود پر کوئی بھی چیز چپکی ہوئی نہیں تھی، اب تجسس سے وہ غصہ ہونے لگی:

:بتائیں بھی۔۔ کیوں مجھے تجسس میں مار رہے۔"

علیدان شاہ نے اسے زیادہ تنگ کرنا مناسب نہ سمجھا تبھی، سیدھا ہو کر بیٹھا، اور اسے بھی سہارا دے کر سیٹ پر سیدھا کر کے بیٹھنے میں مدد کی:

"چلو میں تمہیں بتاتا ہوں۔"

یہ ایک آلہ ہے۔"

اس کی بات پر آن نے اپنے بیگ کو دیکھا۔ "میرا فون؟"

علیدان نے نظر گھما کر اسے گھورا:

"غلط، تمہارا فون تو پاور آف تھا۔ چلو میں تم کو یاد دلاتا ہوں، وہ میرا دیا گفٹ ہے۔"

اس نے بیگ کو کھول کر اس میں کچھ دیر گھورا، "کیا وہ میرے بیگ میں ہے؟"

اب اس کے بیوقوفانہ سوال پر علیدان نے دانت پیسے:

"کیا میں نے تم کو بھت ساری چیزیں دی ہیں؟"

اب آن نے فون پر لگی ہوئی چین سے منسلک ڈول کو ہاتھ میں لیا

"کیا یہ؟"

"آف کورس، یہ۔۔۔" علیدان نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔

"لیکن یہ۔۔۔۔۔" اس فون سے لٹکی چین کو کچھ دیر گھورنے کے بعد، آن نے پوچھا، "کیا آپ نے اس سے ٹیلی پیٹھی کی تھی؟"

علیدان نے اس کے اس قدر بیوقوفانہ اور معصومانہ سوال پر، اپنا ہاتھ اٹھا کر اس کے سر پر ہلکے سے مارا،

"یوں تو تم بھت سیانی بنتی ہو، آج قدرے احمق لگ رہی ہو، بھلا میں اس کے ذریعے ٹیلی پیٹھی کیسے کروں گا؟ پاگل لڑکی اس میں جی پی ایس ٹریسر فٹ ہے۔"

اس کی بات پر آن نے پوری آنکھیں کھول کر اسے گھورا:
"آپ نے یہ کیوں انسٹال کیا ہے؟"

وہ اس جھلی کی بات پر مسکرایا
"یہ تب استعمال ہوگا، جب میں تمہیں ڈھونڈ نہ سکوں۔"

اس کی بات پر وہ سن رہ گئی اور کہا:
"آپ بھت۔۔۔۔۔" پھر لب بھینچ کر سوچا،
اگر وہ کہیں بھی بھاگنا چاہے، تو وہ اسے ایک منٹ میں پکڑ لے گا۔

"مجھے ایمانداری سے بتائیں، آپ اس دوسرے ڈول سے کیا کرتے؟

علیدان نے اس کے فون کو کھٹکھٹاتے کہا "یہ ایک کافی ہے، یاد رکھنا، اسے کبھی مت اتارنا، کسی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے، تو میرے لئے اس کے وسیلے تمہیں ڈھونڈھنا آسان ہوگا۔"

"اور اگر کبھی آپ نے مجھے ناراض کیا اور میں کہیں جانا چاہوں تو۔۔۔؟" آن نے کافی آگے کا سوچا۔

"ایسا کبھی نہیں ہوگا، میرے جیتے جی تو نہیں ہوگا۔" علیدان کا لہجہ مستحکم تھا۔

اس کی بات پر آن نظریں جھکا کر مسکرائی۔

علیدان نے اس کی مسکراہٹ دیکھ کر بھنویں اچکا کر پوچھا:

"اس نے تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں دی؟"

آن نے نفی میں سر ہلایا "نہیں، وہ سکندر اعوان کی ہدایت پر مجھے یہاں لایا تھا۔"

"ان کا کیا مقصد تھا؟" علیدان نے ناگواری سے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے؟" آن نے اسے دیکھا۔

"آپ نے رپورٹرز کو یہ الفاظ کیوں کہے کہ "میری بیوی اپنی شادی کو خفیہ رکھنا چاہتی ہے۔"

"صاف بات کرو" علیدان نے اسے گھورا

اس کی بات پر آن نے گہری سانس لی، "آپ۔۔۔۔ کیا ہم میں یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ ہم یہ شادی راز رکھیں گے؟"

اس کی بات پر علیدان نے ناگواری سے بھنویں چڑھا کر اسے گھورا:

"تو کیا ہوا؟ کیا میں ان کے ڈر سے ساری زندگی اپنی شادی چھپاتا پھرتا؟"

"لیکن۔ آپ کی اسی خبری کی وجہ سے انہوں نے مجھے اغوا کیا تھا اور ان کا پلان تھا کہ مجھے آپ سے دور کر کے باہر بھجوا دیں۔ اور دوسری بات آپ علیجان بھائی کے متعلق بھول گئے، اگر وہ۔۔۔۔"

ٹھنڈی سانس بھر کر علیدان نے سکون سے کہا:

"میری شادی کے لئے اتنا کافی ہے کہ میں خوش ہوں، اٹن انف۔"

یہ دیکھ کر آن نے بہتر سمجھا کہ خاموش رہا جائے۔

علیدان نے اسے کھینچ کر اپنی بانہوں میں بھرا، اور آن کا سر اپنے سینے پر ٹکالیا۔ اس کے سر پر تھپکتے نرمی سے کہا:

"کچھ دیر کے لئے سو جاؤ، جب گھر آئے گا، میں۔ تمہیں اٹھا دوں گا۔"

آن نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن علیدان نے جھک کر اس کے ہونٹوں پر محبت سے مہر لگا دی:

"اب تم کچھ نہیں کہو گی، سوائے آرام کرنے کے، ایک لفظ کہو گی تو ایک کس بنے گی۔"

آن کا چہرہ شرم سے کانوں تک سرخ ہوا، کیونکہ آگے ڈرائیور موجود تھا۔

آن نے ہنکارا بھرا اور آنکھیں بند کر کے علیدان کے سینے میں چہرہ چھپالیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ سکون سے سو گئی تھی۔

تاہم، جب وہ زایان کے پاس ولا میں تھی، تو اسے نیند بالکل نہیں آئی تھی، اور اب علیدان کے بازوؤں کے حصار میں خود کو محفوظ پا کر وہ جلدی ہی سو گئی تھی۔

11 بجے تک وہ اپنے گھر شاہ ولا پہنچ چکے تھے،

علیدان نے اسے آرام سے جگایا، دونوں نے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا، اور اپنے کمرے میں جا کر، سکون سے ایک دوسرے کے حصار میں سو گئے۔

☆☆☆

☆☆

☆☆

دو ماہ بعد-----

علیدان شاہ اس وقت میٹنگ روم سے اپنے آفیس آیا تھا۔ جب اس کے موبائل پر "ڈیر وائفی" نام چمکنے لگا، اس کے ہونٹ خود بخود مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔ فون اٹھا کر کان سے لگایا "میس ڈارلنگ" دوسری طرف آن نے منہ بنا کر کہا

"آپ کب تک آئیں گے؟"

علیدان نے عادت کے مطابق، پیشانی سہلائی اور کہا:

"بس میں کچھ ہی دیر میں تمہارے پاس ہوں گا۔"

"جلدی آئیے، میں آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔"

ان دو ماہ کے عرصہ میں کافی چیزیں بدلی تھیں۔ سب سے اہم آن کی علیدان کے ساتھ دن بدن بڑھتی، توجہ تھی، وہ اب اسے خود سے فون کر کے آنے کا پوچھتی تھی، اس کے انتظار میں جاگتی تھی، اس کی محبت کا جواب اسی محبت سے دیتی تھی، علیدان اس میں آنے والی تبدیلی سے خوش تھا۔

ایک گھنٹے کے بعد وہ 'شاہ ولا' کے لائونج میں موجود تھا۔
بٹلر نے اسے دیکھ کر جلدی سے جھک کر سلام کیا۔

"چھوٹے مالک، آپ واپس آگئے۔"

"آن کہاں ہے؟" علیدان نے پوچھا،

"چھوٹی مالکن، کچن میں ہیں۔" بٹلر نے انہیں آگاہ کیا۔

علیدان نے بھنویں چڑھا کر ناگواری سے کہا: "وہ کیا کر رہی ہے کچن میں؟"

"چھوٹے مالک، چھوٹی مالکن نے کہا ہے کہ وہ آج خود آپ کے لئے کھانا بنانا چاہتی ہے۔ ہم سب نے منع کیا، لیکن مالکن نے ہماری ایک نہ سنی۔" بٹلر نے اسے ساری بات بتائی۔

علیدان نے اپنا کوٹ اور لیپ ٹاپ بیگ بٹلر کے حوالے کیا اور خود کچن کے طرف بڑھا،

جہاں وہ کچھ خادماؤں کے ساتھ، کھانا بنانے میں مگن تھی، جسم اب بھرا بھرا سا ہو رہا تھا۔ خادماؤں نے انہیں کچن میں دیکھ کر جھک کر سلام کیا۔

آن نے اسے دیکھا تو خوشی سے کھل اٹھی، مسکراتی بولی: "آپ واپس آگئے۔"

علیدان اسے یوں کچن میں کام کرتا دیکھ کر سخت ناخوش ہوا: "تم کو کچن میں آنے کی اجازت کس نے دی۔"

یہ دیکھ کر وہ سخت غصہ ہو رہا ہے، آن نے حیرت سے کیا: "کیا پہلے کبھی کچن میں نہیں گئی؟ میں نے تب تو آپ کو غصہ کرتے نہیں دیکھا۔"

"یہ پہلے کی بات تھی آن، اب ہر چیز مختلف ہو چکی ہے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ یہاں کی تپش تمہارے وجود کے لئے نقصان ناکار ہے۔؟"

"لیکن مجھے تو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہو رہی، میں تو۔۔۔۔۔" آن نے آگے کہنا چاہا لیکن علیدان کی گھوری پر چپ رہ گئی۔

وہ خادماؤں کے طرف مڑا، جو خاموشی سے سر جھکائے کھڑی تھیں۔ "آپ لوگوں کو کچھ نہیں کرنا؟" "سوری، چھوٹے مالک۔" ایک خادمہ نے جلدی سے معذرت کی۔

خادمہ یہ کہہ کر، آن کے طرف بڑھی: "پلیز مالکن، ہمیں کرنے دیجئے۔"

آن نے بنا کچھ کہے، علیدان کو دیکھنے لگی۔

علیدان نے نظر پھیر لی اور بنا کچھ کہے اسے دیکھے، کچن سے باہر نکلتا گیا۔

آن نے خفگی سے منہ بنالیا۔ اور اسے کے پیچھے باہر نکل گئی۔

علیدان بٹلر کے پاس کھڑا اسے اگلا حکم نامہ سنا رہا تھا۔

آج کے بعد میں، تمہاری چھوٹی مالکن کو کچن میں کام کرتا نہ دیکھوں۔"

"جی، جی، جی۔ چھوٹے مالک۔" چھوٹی مالکن۔ بٹلر نے دونوں کو دیکھ کر سر ہلایا۔

آن نے شرمساری سے بٹلر کو دیکھ کر سر ہلایا۔ اور علیدان کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

کمرے میں داخل ہو کر، اس نے دروازہ بند کیا اور علیدان کو خفگی سے دیکھنے لگی :
"کیا ہو گیا ہے آپ کو آج؟ اتنے ناراض کیوں ہیں آپ، کیوں اتنے بدلے سے لگ رہے ہیں؟"

علیدان نے اسے خفگی سے دیکھ کر کہا: "یہ بات اچھی طرح یاد رکھو، آج کے بعد، کچن میں تمہاری کوئی جگہ نہیں ہے۔"

آن نے ہنکارا بھر کر سینے پر بازو باندھ کر اسے دیکھا: "مرد واقعی بہت سمجھ سے باہر ہوتے ہیں۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" علیدان نے اسے گھورا۔

آن نے خفگی سے کہا: "بظاہر تو لگ رہا آپ میرا خیال رکھ رہے
لیکن درحقیقت آپ اپنے بچے کا خیال رکھ رہے۔"

ورنہ پہلے بھی اپنے گھر میں، میں روز کلنگ کرتی تھی، لیکن میں نے کبھی آپ کو اپنے لئے اتنا کیئرنگ۔۔۔۔۔افففف "

اس سے پہلے کہ بات پوری کرتی، علیدا ان نے بڑھ کر اس کے چہرے کو گرفت میں لیا اس کے کچھ بھی سمجھنے سے پہلے، اس کے ہونٹوں پر قابو پالیا۔

کافی دیر بعد خود کو رلیکس کرنے کے بعد، اس نے اسے چھوڑا، پھر پیشانی پر محبت سے بوسہ دے کر بازوؤں سے تھام کر قریب کر کے بولا:

"جاری رکھو۔۔۔"

آن نے اپنا ایک ہاتھ ہونٹوں پر رکھ دیا:

"میں کچن میں آپ کے لئے اپنے ہاتھوں سے کھانا بنانے گئی تھی۔ جب کہ بولتے ہوئے اس نے ہونٹوں سے اپنا ہاتھ نہیں ہٹایا تھا،

علیدان نے اس کی یہ حرکت دیکھی تو مسکرایا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کا سر دونوں اطراف سے تھاما:

"میرے لئے ، تمہارا مجھے بوسہ دینا ہی میری خوشی کا باعث ہے ، تمہیں مجھے خوش کرنے کے لئے کچن میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

آن نے اس ک بات پر ہنکارا بھرا، اور اس کے ہاتھوں سے خود کو چھڑا کر کھڑکی کے طرف بڑھی، ساتھ کی ٹیبل پر پڑی اپنی بک اٹھالی جو وہ کچن میں جانے سے پہلے پڑھ رہی تھی۔

علیدان نے بڑھ کر اس کی کلائی گرفت میں لی، کھینچ کر اپنی بانہوں میں قابو کیا: "جانتی ہو؟ مرد صرف اس عورت کے سامنے ہی اپنی اصل نیچر ظاہر کرتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔"

مزید یہ کہ میں تم کو کچن میں جانے کی اجازت اسی لئے نہیں دے سکتا۔۔۔ کہ یہ ہمارے بچے کے لئے نقصان دہ ہے، بلکہ یہاں اس محل میں، کافی سارے ملازمین موجود ہیں، مجھے برا لگا جب وہ یہ دیکھیں، کہ تم اکیلی کچن میں کام کر رہی ہو۔ میں تم کو اس کی اجازت نہیں دے سکتا کہ تم کام کرو اور وہ دیکھتے رہیں۔"

اس کی تفصیلی بات پر، آن کے پاس واقعی کہنے کو کچھ نہیں بچا تھا۔ وہ اب عام عورت نہیں رہی تھی، ایک لینڈ لارڈ کی بیوی تھی۔

آن نے ایک گہری سانس لے کر اسے دیکھا اور مسکرا کر اس کے سینے سے سر ٹکا لیا اور اپنے بازو اس کی کمر کے گرد باندھے۔

علیدان کو ایک خوشگوار حیرت ہوئی، یہ پہلی بار تھا کہ آن نے خود سے حصار باندھا تھا۔ علیدان نے جوانی پیش قدمی کے طور پر اسے خود میں سمولیا۔

رات کے کھانے کے بعد وہ کمرے میں آئے۔
آن تو فریش ہونے کے لئے واشروم کے طرف بڑھ گئی۔

علیدان اس کے انتظار میں کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔
بالکونی کے ساتھ ٹیبل پر آن کے بکس پڑے ہوئے تھے۔
وہ تجسس کے ساتھ چلتا ہوا ٹیبل کے پاس آیا اور وہ بک اٹھالی۔
یہ ایک ڈائری تھی
جس کے سرورق پر "بیسز ڈائری" لکھا ہوا تھا۔ اور نیچے "فرام مام آن علیدان شاہ"۔

وہ مسکرایا اور اسے اٹھا کر
روم میں آیا بیڈ پر آکر ٹیک لگا کر لیٹ گیا۔
ابھی ڈائری کھول کر پڑھنی چاہی تھی کہ آن واش روم سے باہر آئی۔ اور ڈریسنگ ٹیبل کے آگے آکر
بیٹھ گئی، حسب معمول اپنے گیلے بال سکھانے لگی، تبھی آئینے سے نظر آتے علیدان کے عکس کو
دیکھا۔

اس کے ہاتھ میں ڈائری دیکھ کر، عادت کے مطابق پوچھا:

"یہ آپ کیا کر رہے؟"

علیدان نے اس کے سوال پر مسکرا کر اسے ڈائری دکھائی:

"میں اپنے بیبی کی ڈائری پڑھ رہا تھا۔ کب سے لکھ رہا میرا بیبی؟"

آن اس کی بات پر پیارا سا مسکرائی:

"ایکچو نلی، میں نے کافی ساری ماؤں کی اپنے بچوں کے بارے میں پوسٹس پڑھی تھیں، ایک ماں کی مکمل ڈائری تھی، یہ تب شروع ہوئی جب یہ ابھی نمو پارہا تھا۔ یہ واقعی ایک یادداشت تھی۔ تو میں نے بھی سوچ لیا مجھے اپنے بچے کی روز کی اپ ڈیٹ لکھنی چاہئے اور اب میرا بیبی 6 ماہ کا ہونے والا ہے۔" آن نے اپنے بھرے بھرے وجود کو دیکھ کر کہا۔"

علیدان شاہ نے سر ہلایا اور محبت سے اس کے بھرے بھرے وجود کو مسکرا کر دیکھا: "ہمممم، اے گڈ مدر۔"

آن نے تھرمی میسکر اہٹ سے نظریں جھکا لیں، اور اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔
علیدان اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"تم نے ہمارے بیبی کا کیا نام سوچا ہے؟"

"ابھی تو میں یہ نہیں جانتی، کہ بی بی لڑکا ہے یا لڑکی۔"

"ہمم۔۔ علیدان نے پرسوج نظروں سے اسے دیکھا: "تو پھر ایسا کرتے ہیں دونوں کے نام سوچتے ہیں۔"

آن کی آنکھوں میں چمک لہرائی،
"یہ تو بھت اچھا خیال ہے۔"
وہ اٹھ کر اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"آپ کے نام سے ملا جلا نام "روبی علیدان شاہ" کیسا ہے؟ "آن نے مسرت سے پوچھا۔
علیدان کو کچھ خاص پسند نہی آیا: "میں کوئی نیچرل نام چاہتا ہوں" یہ کیا پتھروں سے ملا جلا نام رکھیں۔"علیدان نے رجیکٹ کر دیا
دونوں ہی پین اٹھا کر نام سوچنے میں جت گئے۔
"ہاں۔۔۔۔۔ آن نے سر اوپر اٹھا کر جوش سے کہا۔
"مرجان۔۔۔۔۔مرجان کیسا نام ہے؟"

علیدان کو نام پسند آیا تھا۔مرجان قیمتی پتھر تھا۔ لیکن وہ اپنے بچے کا نام کسی پتھر سے منسوب نہیں کرنا چاہتا تھا اسی لئے پسند ہوتے بھی رجیکٹ کر دیا۔ تو آن کا منہ بن گیا۔
"تو پھر آپ ہی بتائیے ہے کوئی آئیڈیا؟" آن نے اسے سوچتی نظروں سے دیکھا

اگر آپ بھی "ماہنامہ لکھاری آن لائن میگزین" کا حصہ بننا چاہتے ہیں تو ابھی اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں واٹس ایپ، فیس بک یا ای میل پر بھیجیں۔

- آپ کی تحریر میں کسی بھی مذہب پر، مذہبی فرقے یا مذہبی معاملات پر تنقید نہیں ہونی چاہئے۔
 - آپ کی تحریر میں ملکی قوانین، سیکورٹی ایجنسیوں اور پاک فوج پر تنقید نہیں ہونی چاہئے۔
 - تحریر الماء کی غلطیوں سے پاک ہونی چاہئے۔ اور پہلے سے کہیں پر پوسٹ نہ ہوئی ہو۔
 - تحریر کو مکمل طور پر اردو میں ہونا چاہئے۔ انگلیش الفاظ کا استعمال کرنے سے گریز کیا جائے۔
 - تحریر کو فحش مناظر، ڈاکٹریٹ، رومانس سینز اور عریانی کے عنصر سے پاک ہونا چاہئے۔
 - سلسلے وار ناولز کے لئے معیاری رائٹرز کا انتخاب ادارہ خود کرے گا۔
 - مکمل ناولز کے لئے سب رائٹرز کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی تحریر ہر ماہ کی دس تاریخ تک ادارے کو بھیج دے جو کہ تیس ہزار سے زائد الفاظ پر مشتمل ہو۔ آپ کی تحریر کو ہماری ٹیم چیک کرے گی اور اس کے بعد ہی قابل اشاعت ناولز کو "لکھاری آن لائن میگزین" میں شائع کیا جائے گا۔ اور لکھاری کو اس کی محنت کا معاوضہ دیا جائے گا۔
 - افسانے، شارٹ ناولز کے لئے جو کہ تیس ہزار الفاظ سے کم ہوں گے رائٹرز کو معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔
- مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں۔

Whatsapp no :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- PRIME URDU NOVELS,
FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST, SEARCH
AND REQUEST FOR NOVELS

علیدان شاہ نے اپنی بھنوں کو اوپر اٹھایا

"لالا کیسا رہے گا؟"

اس کی بات پر آن کے منہ سے بے اختیار ہنسی کا فوارہ ابل پڑا:

"ہاھا ہاھا۔۔۔، لالا۔۔۔۔۔ لا۔۔۔۔۔ ہاھا۔"

علیدان نے اس کے مذاق اڑانے پر گھور کر دیکھا

وہ اس کی حرکت پر واقعی چپ کر گئی۔

"تو پھر؟؟ کیا سوچا؟" علیدان نے اس کے سرخ چہرے کو دیکھ کر شرارت سے مسکرا کر دیکھا۔

آن نے منہ بنا لیا

"اگر وہ بیٹا ہوا تو اسے لالا پکاریں گے تو لوگ ہنسی نہیں بنالیں گے؟ یہ بالکل بھی لڑکوں کے نام سے

میل نہیں کھاتا۔"

پھر کچھ سوچتے کہا

"ولیدان کیسا رہے گا؟"

آپ کے نام سے بالکل میچ کرتا ہے۔

علیدان کو یہ نام بھت بھایا، سر ہلا کر بولا:

"ولیدان شاہ" میرے نام کے ساتھ مل کر مجھے پراؤڈ فیل کروا رہا لیکن۔۔ کیا یہ بیٹیوں کے لئے مناسب رہے گا؟ "

"تو اگر بیٹی ہوئی تو "ولیا علیدان شاہ" بلا لیجئے گا۔" آن نے اس کے قریب ہو کر اس کے سینے پر سر رکھا، اور اس کی شرٹ کے بٹن کو کھینچ کر بولی

اس کی بات پر علیدان شاہ بھی متفق ہوا تھا اور اس کے گرد حصار کھینچ کر سر ہاں میں ہلا کر اس کے سر کو شفقت سے بوسہ دیا۔

آن نے سکون سے آنکھیں بند کر لیں۔

دونوں ہی کے دل ایک ہی ردھم میں دھڑک رہے تھے۔

کھڑکی سے باہر وسیع و عریض لان میں کھڑا چیری کا درخت کھکھلا کر ہوا کے زور پر اپنی ٹہنیاں جھلانے لگا، پتے ہوا کے ساتھ اٹھکلیاں کرتے شرارت سے مسکرائے۔۔۔ اور اوپر آسمان پر چمکتا چاند بھی ان دونوں کی محبت پر مسکرا کر بدلی میں آہستگی سے گم ہوتا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اختتامِ پزیر